

2/b
18



یورپ سولھویں صدی عیسوی میں

9/6/18



سلسلۂ مطبوعات جامعۂ عثمانیہ

یورپ سولھویں صدی عیسوی میں

(سنہ ۱۴۹۴ء تا سنہ ۱۵۹۸ء)

تصنیف

اے۔ ایچ۔ جانسن۔ ایم۔ اے

ترجمہ

مولوی رحیم الدین صاحب ایم۔ اے

سنہ ۱۳۵۷ھ م سنہ ۱۳۴۷ف م سنہ ۱۹۳۸ء

دار الطبع جامعۂ عثمانیہ سرکار عالی حیدرآباد دکن

ST 01 Ro



یہ کتاب مسرزریونگٹنس اینڈ کمپنی وپبلشرز (لندن)
کی اجازت سے جن کو حق اشاعت حاصل ہے
اُردو میں ترجمہ کرکے طبع وشائع کی گئی ہے۔

940.232
C 25 Z

940
A11 Y

فہرست مضامین

"یورپ سولھویں صدی عیسوی میں"

ابواب	مضامین	صفحات
۱	۲	۳
	تعلیق طبع ہفتم	
	دیباچہ	۱ تا ۴
پہلا باب	جنگہائے اطالیہ ۱۴۹۴ء تا ۱۵۱۸ء	۵ تا ۱۱۹
دوسرا باب	فرانس، اسپین اور جرمنی کی اندرونی تاریخ ۱۴۹۴ء تا ۱۵۱۹ء	۱۲۰ تا ۱۶۸
تیسرا باب	انتخاب چارلس سے پیویا کی لڑائی تک	۱۶۹ تا ۲۲۶
چوتھا باب	عہدنامہ میڈرڈ سے عہدنامہ کریپی تک	۲۲۷ تا ۲۷۰
پانچواں باب	جنگ شمل کالڈ سے عہدنامہ کیٹو کمبریسس تک	۲۷۱ تا ۳۱۹
چھٹا باب	تحریک اصلاح مذہب کے خلاف ردعمل اور کالوینیت	۳۲۰ تا ۳۳۷
ساتواں باب	فلپ اور اسپین	۳۳۸ تا ۳۷۸
آٹھواں باب	نیدرستان کی بغاوت	۳۷۹ تا ۴۵۵
نواں باب	فرانس میں مذہبی اصلاح اور خانہ جنگیاں	۴۵۶ تا ۵۲۳
ضمیمے		
ضمیمۂ اول	پندرھویں اور سولھویں صدی میں فرانسیسی دستور	۱ تا ۱۰
" دوم	پندرھویں اور سولھویں صدی میں فلورنس کا دستور	۱۱ تا ۲۴
" سوم	پندرھویں اور سولھویں صدی میں وینس کا دستور	۲۵ تا ۳۱

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

یورپ سولھویں صدی عیسوی میں

دیباچہ

اگر تاریخ کے مختلف عہدوں میں تقسیم کئے جانے کے صحیح مفہوم کو نہ سمجھ لیا جائے تو اس سے سخت مغالطہ پیدا ہو سکتا ہے۔ تاریخ عالم میں کسی ایک دور کو عام تاریخ سے علیحدہ کرنا اسیقدر ناممکن ہے جسقدر ایک نسل کو دوسری نسل سے۔ انسان کے خیالات، اصول، اور مقاصد میں تبدیلی ہونی ضرور ہے لیکن دھیمی رفتار سے، اور خیالات و مقاصد کے اسی تغیر میں زمانۂ گزشتہ کے نتائج مضمر ہوا کرتے ہیں۔ عصر قدیم، عصر جدید میں ٹھیک اسی طرح جذب ہو جاتا ہے جس طرح رات دن میں گھل مل جایا کرتی ہے۔ تاہم جس طرح رات دن سے مختلف ہوتی ہے، گو اس امر کا تبلایا جانا ممکن نہ ہو کہ سفیدہ صبح کا آغاز کب ہوا اور روز روشن کی ابتدا کس وقت ہوئی، بعینہ اسی طرح زمانہ حال بھی اس عصر سے جسے ازمنہ وسطیٰ سے تعبیر کیا جاتا ہے مختلف ہے اور اگر اس خیال کو تسلیم کر لیا جائے تو پھر پندرھویں صدی کے آخری سالوں کی اہمیت کا اندازہ بہ آسانی کیا جا سکتا ہے۔

تاریخ کے مختلف عہدوں میں تقسیم کا صحیح مفہوم

دین و دنیا کی ساری حکومت پاپا اور شہنشاہ کے مابین منقسم ہونے کے متعلق ازمنہ وسطیٰ میں جو خیال قائم ہو گیا تھا اس کی قوت اب یعنی پندرھویں صدی کے آخری زمانے میں عملاً بالکل زائل ہو چکی تھی۔ شہنشاہ کا اقتدار صرف جرمنی تک محدود تھا بلکہ وہاں بھی وہ معرض بحث میں آ چلا تھا۔ پاپا کے دعوے

پندرھویں صدی کے اختتامی سالوں کی اہمیت

اگرچہ اب بھی کچھ نہ کچھ برقرار تھے تاہم اُن کا سابقہ نفوذ و اثر باقی نہ رہا تھا۔ یہی نہیں کہ یورپ کی مختلف حکومتوں کی جانب سے کلیسائی دعووں کی باری باری سے مخالفت و مزاحمت کی گئی ہو بلکہ دو مجالس عمومیہ کی جانب سے اُن پر

ازمنۂ وسطیٰ کے تصورِ حکومت دو عملی کا انہدام

سخت سے سخت نکتہ چینیاں بھی کی گئیں۔ مغربی کلیسا کے اتحاد کو منہدم کرنے کی تحریک کا بانی بھی پیدا ہو چکا تھا۔ اسی اثناء میں پرانی معاشرت کی بنیادیں متزلزل ہونے لگی تھیں۔ وہ زنجیریں جو انسان کو اُس کے آقا، اُس کی کھیتی باڑی، اُس کی تجارت یا اُس کے قصبہ و شہر سے وابستہ کرنے کے ساتھ ساتھ اُس کو اپنے ہمجنسوں سے اور اسکی روزی کو خود اُس سے

آغازِ انفرادیت

وابستہ کردیتی ہیں، ٹوٹ ٹوٹ کر پراگندہ ہو رہی تھیں؛ اور زمانۂ جدید کا "فرد" نمودار ہو رہا تھا۔ اس انقلاب کو بہت سی باتوں سے تائید ملی۔ نشأۃ جدیدہ کی تحریک نے ازمنۂ وسطیٰ کے قدرے تنگ حدود سے لوگوں کی گلوخلاصی کردی تھی۔ اس نے قدماء کے علم کا دروازہ اُن پر کھولدیا اور ان اقالیم خیال کی ایک جھلک بھی دکھادی جن کا "نئی دنیا" صرف ایک نمونہ تھی جو آگے چل کر مغرب میں منکشف ہونے والی تھی۔ اقتصادی انقلاب کا اثر بھی کچھ ایسا ہی ہوا۔ تجارتی انجمنوں کے تحت تجارت کی قدیم تنظیم جو عمل پیرا تھی اب اس کا شیرازہ بکھر رہا تھا اور اس کے انتشار کے ساتھ ساتھ، زمانۂ جدید کے تجارتی مقابلے کا آغاز ہو رہا تھا۔ مختصر یہ کہ انفرادیت کا نصرف خیالات کی طرح روزانہ زندگی میں بھی نمایاں ہو چلا تھا۔

مختلف اغراض کے باہمی تصادم میں جو اس انقلاب کا لازمی نتیجہ تھا اتحاد کا ایک نیا اصول یعنی "اصول قومیت" بروئے کار آیا۔ یہ تصور اغراض کی

قومیتوں کا نشوونما

یکسانی کے باعث جو مشترکہ زبان، مشترکہ مذہب، قدرتی حدود اربعہ اور مشترکہ امید و بیم کی مماثل باتوں پر مبنی تھا، اگرچہ مقدس شاہنشاہی روما کے تصور کی بہ نسبت کسی قدر کم

دلفریب تھا۔ تاہم بہ نسبت شہنشاہی کے اس کا حاصل ہونا اور وقوع میں آنا بہت زیادہ ممکن تھا اور اس کے علاوہ وہ ایک ہی ایسی قوت تھی جو جوشِ انفرادیت کو ادھر اُدھر نکل جانے سے روک سکتی تھی۔ فرانس، ہسپانیہ، اور انگلستان میں قومیت کی یہ جدید تحریک سب سے زیادہ کامیاب ہوئی اور اگرچہ جرمنی میں اس وقت مختلف چھوٹے چھوٹے حکمرانوں کا ایک غیر منظم عہدیہ قائم تھا تاہم ارکان خاندان ہیپسبرگ اپنی شخصی حکومت کی بنیاد اس سے پہلے ہی رکھ چکے تھے اور پاپائے روما اطالیہ میں روز بروز ایک دنیوی حکومت کا حکمران بنتا جارہا تھا۔ قومیت کی اس کامیابی کا پہلا نتیجہ کچھ تعجب انگیز نہ تھا۔ جب کسی قوم کو اپنے اغراض کی یکسانی کا ایک مرتبہ احساس ہوجاتا ہے تو اس میں جارحانہ کارروائی کا میلان پیدا ہوجاتا ہے؛ چنانچہ اس وقت بھی ایسا ہی ہوا۔ انگلستان تو براعظم یورپ سے الگ تھلگ نیز اپنی خانگی پیچیدگیوں میں اُلجھے ہوئے ہونے کی وجہ سے اب تک اس تحریک میں کوئی قابلِ ذکر حصہ نہیں لے سکا تھا۔ لیکن دوسرے ممالک کی نظریں بیرونی بلاد پر پڑنے لگیں اور اطالیہ جو ایک ہی ایسا ملک تھا جہاں سیاسی اتحاد بالکل مفقود تھا، مالِ غنیمت بننے کی گرم امیدیں دلا رہا تھا۔ جیسے ہی فرانس نے نیپلس کے متعلق اپنے حقوق کے حصول کے لئے پہلا قدم اٹھایا، ان ممالک کی آتشِ حرص بھڑک اُٹھی اور یورپ کا مغربی حصہ مسلسل نبرد آزمائیوں کا آماجگاہ بن گیا۔ جن کا سلسلہ بلا کسی قابلِ لحاظ وقفے کے صلحِ ویروین تک جاری رہا (۱۵۹۸ء)۔

قومیت کی رقابتیں خارجی جنگ و جدال کی موجب بنتی ہیں

اس زمانے کے خاص حالات نے ان معرکہ آرائیوں کو اپنا خاص رنگ دے دیا۔ استحکام قومی کے ساتھ ساتھ اصول ملوکیت کو بھی اس دیرینہ کشمکش میں جو اس کے اور اعیانیت کے درمیان قائم تھی فتح و فیروزی ہوئی۔ یہ کشمکش دنیوی حلقوں ہی تک محدود نہ تھی بلکہ کلیسا میں ان معرکوں میں بھی ظاہر ہوئی جو عام

ملوکیت کی فتح

کونسلوں اور پاپا کے درمیان واقع ہوئے۔ اس کا لازمًا نتیجہ یہ نکلا کہ حکمراں خاندانوں کے خاندانی مفاد دوسرے سب اغراض پر حاوی ہو گئے۔ اس میں شک نہیں کہ بادشاہ اپنی رعایا کی خواہشوں اور منصوبوں کے نمایندے ہوتے تھے لیکن باوجود اس کے اُن کی حکمت عملی اُن کی ذاتی اور خاندانی رقابتوں سے بہت کچھ متاثر ہوتی تھی۔ اور یہی وجہ ہے کہ ان کی لڑائیاں بھی نسبتۃً زیادہ طول کھینچتی تھیں۔ آئے دن کے تغیر پذیر باہمی اتحاد و توافق اور اُن کے خلاف پھر دوسرے عہد و میثاق جو کیلڈسکوپ[1] کی طرح سرعت کے ساتھ بدلتے رہتے ہیں اور جنھوں نے اس زمانے کو جہاں تک کہ اس کا تعلق جنگوں اور لڑائیوں سے ہے تاریخ کا سب سے زیادہ پیچیدہ عہد بنا دیا ہے،

توازن قوت اور حکمت عملی کے نظریوں کا آغاز

ایک حد تک اسی خاندانی تفوق سے منسوب کئے جا سکتے ہیں۔ اُس جد و جہد میں جس کا اس طرح آغاز ہوا رومانی اور ٹیوٹانی قوموں کا گو حریفانہ صورت ہی میں سہی تاہم تعلق ہو گیا، نظریۂ توازن قوت، سیاسیات کا رہنما اصول بن گیا اور فن سیاست عالم وجود میں آگیا۔

ابھی اس کو کچھ زیادہ زمانہ نہیں گزرا تھا کہ کلیسائے مغرب کا اتحاد تحریک اصلاح مذہب سے پراگندہ ہو گیا۔ یہ لازم تھا کہ اس پراگندگی میں

تحریک اصلاح مذہب کا اثر امور سیاسی پر اور جدید یورپ کی ابتدا

مذہبی اور سیاسی مسائل میں امتیاز باقی نہ رہے کیونکہ یورپ میں تفوق حاصل کرنے کی جد و جہد اور مختلف بادشاہوں کی اندرونی سیاسیات پر مذہبی معاملات کا بہت گہرا اثر پڑا تھا۔ اس طرح یورپ کی ان پیچیدگیوں کا حال اور بھی پیچیدہ ہو گیا اور اگر اس سے اس دور کی دلچسپی بڑھ جاتی ہے تو اسی قدر اس کا سمجھنا بھی دشوار ہو جاتا ہے۔ اسی دور میں قرون وسطیٰ کے سارے مسائل جذب ہو گئے اور یہی دور ہے جس سے جدید یورپ نمودار ہونے والا تھا۔

[1] کیلڈسکوپ، ایک نلوا ہوتا ہے جس کو پھرانے سے رنگین شیشوں کے ٹکڑے طرح طرح کے پھولوں کی شکل میں نظر آتے ہیں۔ اس کو اردو میں پھول شیشہ یا گل بین بھی کہتے ہیں۔

یورپ سولھویں صدی میں

ہسپانیہ سنہ ۱۴۹۲ تا سنہ ۱۵۹۸

مقابل صفحہ (۴)

پہلا باب

جنگہائے اطالیہ

سنہ ۱۴۹۴ تا سنہ ۱۵۱۸ء

فرانس کی سیاسی حالت۔ این آف بوژو کی تولیت۔ اطالوی مہم۔ اطالیہ کی سیاسی کیفیت۔ چارلس کا حملہ نیپلس۔ لیگ آف وینس۔ فور نوووں کی لڑائی۔ چارلس ہشتم کی پسپائی اور وفات۔ سیوونارولا۔ لوئی دوازدہم کی داخلی حکمتِ عملی۔ لوئی کا میلان پر حملہ آور ہونا۔ غرناطہ کا معاہدہ اور نیپلس پر حملہ۔ لوئی اور فرڈیننڈ کی نزاع باہمی۔ سیمی نارا، سیری نیولا اور گیاری لیانو کی معرکہ آرائیاں۔ نیپلس سے فرانسیسیوں کا اخراج۔ الکزنڈر ششم اور سیزر بورجیا۔ لیگ آف کامبرے۔ اینا ڈیلو کی لڑائی۔ مقدس لیگ۔ راونیا کی لڑائی۔ اطالیہ سے فرانسیسیوں کا اخراج۔ میڈیسی کی بازیافتگی فلارنس۔ میکسی ملین سفورزا کو ملان کا واپس ملنا۔ ہسپانوی ناوار کی فتح۔ مقدس لیگ کی شکست۔ فرانسیس اول کی جانشینی لوئی دوازدہم۔ ماری نیانو کی معرکہ آرائی۔ بولونیا کا وفاق۔ نوایون اور لندن کے معاہدے۔ زوال وینس کے اسباب۔

۱۔ چارلس ہشتم کی یلغار

مہم اطالیہ کے وقت چارلس ہشتم کو فرانس میں تخت نشین ہوئے گیارہ سال

ہو چکے تھے۔ جس بادشاہی کا وہ جانشین ہوا تھا وہ شاید یورپ بھر میں سب سے کم دستوری رکاوٹوں کی پابند تھی۔ تاج کی ہر دلعزیزی کی بنیاد اس قیادت پر قائم تھی جو اس نے انگریزوں کے خلاف معرکہ آرائی میں، جس سے فرانسیسی قوم نے جنم لیا تھا اختیار کی تھی۔ نیز اس حیثیت کی بھی رہین منت تھی جو امراء اور جاگیرداروں کے خلاف متوسط الحال لوگوں کے حامی ہونے کی حیثیت سے پیدا ہوئی تھی۔ مجلس طبقات (Eststes general) یعنی مملک کی مجلس شوریٰ کو اپنے دعاوی کے اثبات میں کبھی کامیابی نہ ہوئی۔ طبقہ بندی جس نے اہل ملک کے مثل اس مجلس کے افراد کو بھی مختلف جتھوں میں منقسم کر دیا تھا، متحدہ کارروائی کی مزاحم تھی۔ رہا طبقۂ سوم، سو اس میں اوسط درجے کے لوگوں کی نمایندگی پورے طور سے ہوتی ہی نہ تھی۔ صوبہ جات کے مبارزین یعنی دیہات کے گرانقدر نمایندے جو انگلستان کے دارالعوام کے پشت وپناہ تھے فرانس میں موجود نہ تھے۔ ان خامیوں کی وجہ سے مجلس شوریٰ، خزانے یا ملک کے نظم ونسق پر اپنا اقتدار اور قابو قایم رکھنے میں کامیاب نہ ہو سکی۔ اس کا نتیجہ جو کچھ ہو سکتا تھا وہ یہی کہ ساری قوت شاہی کونسل کے ہاتھوں میں چلی گئی جو بادشاہ کے نامزد کردہ اشخاص کی جماعت ہوتی تھی اور جو اس وقت تک حسب دلخواہ احکام نافذ کرتی اور من مانے محصول وصول کرتی رہی جب تک کہ وہ امراء و رؤساء کی ان اعانتوں اور حقوق میں مداخلت اور دست اندازی نہ کرتی جو جاگیری خراج کے سوا ہر قسم کے محصولات سے آزاد رہنے کے مختار تھے۔

یہ بجا ہے کہ پیرس کی پارلیمان نے جو سلطنت کی اعلیٰ ترین مجلس عدالت تھی اپنے اُن حقوق پر جو اُسے شاہی فرامین کے درج رجسٹر کرنے اور اس طرح ان کے درج کرنے سے انکار کرنے کے حاصل تھے عمل کرنے کی کوشش کی لیکن بادشاہ "لی وژو تیں" یعنی ایوان معدلت کا انعقاد کر کے اس مخالفت و مزاحمت کا بہت آسانی کے ساتھ سد باب کر سکتا تھا یعنی پارلیمان کے ممبروں کو مجلس اعلیٰ کے روبرو طلب کر کے اُن کو فرامین شاہی

کے درج رجسٹر کرنے کا حکم دے سکتا تھا۔ ایک طاقتور بادشاہ کے تحت کم از کم پارلیمان تو تاج کی حلیف ہونے کے بجائے اُس کا ایک حقیر آلۂ کار بن جایا کرتی تھی۔[1]

چارلس ہشتم این آف بوژو کی ولایت میں ۱۴۸۳ء تا ۱۴۹۲ء اس کا کامیاب مسلک

چونکہ ۱۴۸۳ء میں اپنے باپ لوئی یازدہم کے انتقال کے وقت چارلس صرف چودہ سال کا تھا اس لئے چارلس پنجم کے ۱۳۷۴ء کے فرمان کے بموجب کسی کو بادشاہ کا قائم مقام بنانا ضروری نہ تھا لیکن چونکہ لوئی نے خواہ کسی حکمت عملی کی بنا پر، یا اپنی انانیت[2] سے چارلس کی تعلیم سے غفلت برتی تھی اور اس کا اسے احساس بھی تھا اس لئے اس نے چارلس کو اپنی لڑکی این کی نگرانی میں دیدیا تھا۔ این، سیرو بوژو کی بی بی تھی جو اپنے بڑے بھائی کے انتقال پر ۱۴۸۸ء میں بوربان کا ڈیوک بن گیا تھا۔ این کے بارے میں لوئی یازدہم کا یہ قول تھا کہ وہ "فرانسیسی عورتوں میں سب سے کم بے وقوف ہے"۔

لیکن چارلس کے عہدِ حکومت کے ابتدائی سالوں میں این کا جو طرزِ عمل رہا اس نے اس کے والد کے اس دوسرے قول کی تکذیب کردی کہ "عقلمند عورت اس نے کوئی دیکھی ہی نہیں"۔ مرکزیت کے اغراض کے مدنظر، گو اس کی اس حکمت عملی سے ملک کو دائمی نقصان پہنچا، وہ ان مطالبات سے گریز کرتی رہی جو ۱۴۸۴ء کی مجلس طبقات نے حکومت میں شریک ہونے کے متعلق پیش کئے تھے۔ اس نے اُن متعدد کوششوں پر پانی پھیر دیا تھا جو امراء نے ولی عہد لوئی آف اولیان کی سرکردگی میں اسے برسرِ اقتدار رہنے سے محروم اور لاانتہا جاگیری آزادی کو ازسرنو قائم کرنے کی غرض سے وقتاً فوقتاً کی تھیں۔ اس تحریک کو برٹینی کے

[1] دیکھو ضمیمہ ۱

[2] لوئی یازدہم نے اپنے بیٹے کی نسبت کہا تھا کہ اگر وہ یہ پانچ لاطینی الفاظ:
Qui nescit dissimulare nescit regnare جان لے تو نہایت کافی ہے۔

ڈیوک فرانس دوم، رومیوں کے بادشاہ میکسی ملین، اور انگلستان کے
رچرڈ سوم اور من بعد ہنری ہفتم کی تائید حاصل تھی۔

برٹینی کے ڈیوک فرانس کی ۱۴۸۸ء میں وفات پر این نے برٹینی
کے معاملات میں مداخلت کرکے اس کی وارثہ این کو بزور شمشیر نوجوان
بادشاہ کے حبالۂ عقد میں لایا۔ جس معاہدے کی رو سے یہ شادی ہوئی تھی،
اس میں شک نہیں کہ اس کے بموجب برٹینی کی خود مختاری تسلیم کرلی گئی تھی،
لیکن ساتھ ہی یہ بھی طے پایا تھا کہ دونوں میں سے جو بعد کو مرے گا وہی اس
ڈچی کا وارث ہوگا۔ اور اگر ڈچس این کے شوہر نے اس سے پہلے اور
بحالت لاولدی وفات پائی تو این تخت فرانس کے قابض مابعد سے شادی
کرلے گی۔ اس طرح نظام جاگیری کی اس آخری بڑی اور نیم آزاد جاگیر کو جو
فرانس کے پہلو میں کانٹے کی طرح کھٹک رہی تھی، ملوکیت فرانس میں قطعی طور پر
جذب کرلینے کے لئے راستہ صاف ہوگیا۔

حکمت عملی کی اس نمایاں کامیابی نے فرانس کے تمام دشمنوں کو چونکا
دیا۔ میکسی ملین کو دو گستاخیوں کا بدلہ لینا تھا۔ اولاً یہ کہ این آف برٹینی کے
ساتھ خود اُس کا عقد بالوکالت[1] ہو چکا تھا۔ ثانیاً چارلس ہشتم نے صلحنامہ آرا
کے ذریعے سے عہد کیا تھا کہ وہ میکسی ملین کی بیٹی مارگریٹ کے ساتھ عقد
کرلے گا۔ اس طرح چارلس کی برٹین کی وارثہ کے ساتھ شادی ہو جانے سے
میکسی ملین اور اُس کی بیٹی دونوں کی ہتک ہوئی۔ اس دو دھاری تلوار
سے زخمی ہوکر میکسی ملین نے فوراً مارگریٹ کی جہیزی جائداد آرتوا اور
فرانش کانتے کا مطالبہ پیش کیا اور اپنے دعاوی کو بزور شمشیر منوا لینے
کی کوشش کی۔ ادھر ہنری ہفتم نے بھی فرانس کے ساتھ برٹینی کے الحاق کو
روکنے کی کوشش کی۔ اس موقع سے فائدہ اٹھاکر اراگان کے فرڈینینڈ نے
بھی روسیلان کی واپسی کا مطالبہ کیا جو لوئی یازدہم کے تفویض کیا گیا تھا۔

میکسی ملین نے اپنی لڑکی کے جہیز کا جو مطالبہ کیا تھا وہ بالکل حق بجانب
تھا اور اس سے انکار کرنا آسان نہ تھا۔ لیکن ہر حالت میں روسیلان کی واپسی کا

[1] وہ عقد جو دولھا کے نائب یا وکیل کے ذریعے سے انجام پائے۔

کیلئے کے دوبارہ مداخلت کا جواب ہفتم کی مداخلت کا جواب
مقابلہ ضروری تھا۔ نیز ہنری ہفتم کی مداخلت کا جواب کیلئے کے دوبارہ
حاصل کرنے کی کوشش کے ذریعے دیا جاسکتا تھا اور اس طرح انگریزوں کو
ہمیشہ کے لئے قلمرو سے نکال دیا جاتا۔ شاید اس امر میں شبہ کیا جائے
کہ آیا فرانس میں ایسی کاری ضرب لگانے کی سکت تھی بھی یا نہیں، لیکن کم از کم
اس کی پالیسی تو یہ ہونی چاہئے تھی کہ اپنی سرحد کو قوی اور اپنی قلمرو کو مستحکم و مربوط
کرلیا جائے۔

اطالوی مہم کے شوق میں چارلس اپنے دشمنوں سے صلح کرلیتا ہے۔

لیکن بدقسمتی سے اسی وقت چارلس کے سر میں اطالوی
مہم کا سودا سمایا ہوا تھا اور چونکہ وہ اس عمر کو پہنچ چکا تھا
کہ اپنی بہن کی صلاح اور اُس کے مشوروں سے بے نیاز
ہو کر خود مختارانہ طور پر کام کرے؛ لہذا اس نے فوراً اپنے
دشمنوں کے مطالبات کے سامنے سر تسلیم خم کرلیا۔ ہنری ہفتم
کو عہدنامۂ ایتاپل سے جو نومبر ۱۴۹۲ء میں ہوا، ہموار
کرلیا گیا۔ سرداین اور روسیلان، فرڈیننڈ کو معاہدۂ ماری لونا کے ذریعے
سے جنوری ۱۴۹۳ء میں تفویض کردیے گئے۔ اور مئی ۱۴۹۳ء میں سنلی کے
معاہدے سے شہزادی مارگریٹ بھی اپنے والد کے پاس بھیج دی گئی اور اُس
کے ساتھ آرتوا اور فرانش کانتے بھی واپس کیے گئے۔ اپنی خانگی مشکلات
کو اس طرح رفع دفع کر کے چارلس اپنی اطالوی مہم کی فوری تیاریوں میں
مصروف ہو گیا۔

اطالیہ کی حالت ۱۴۹۴ء میں۔

سلطنت روما کے زوال کے بعد اطالیہ کا قومی اتحاد بہت
جلد کالعدم ہو چکا تھا۔ ان بے سود کوششوں کے باوجود،
جو وقتاً فوقتاً جزیرہ نمائے اطالیہ میں ایک متحدہ حکومت
کے قیام کے لئے کی گئیں، بالآخر نفاق و شقاق کا اصول ہی غالب آیا۔ بلاشبہ
مغربی شاہنشاہوں کی طرف سے تفوق کے دعوے ہوتے رہے لیکن تیرھویں
صدی کے اختتام کے بعد سے اِن دعووں میں اصلیت باقی نہ رہی تھی اور
ان شکستہ آثار پر دوسری چھوٹی چھوٹی مملکتوں کے علاوہ پانچ ایسی مملکتیں

قائم ہوئیں جن کو کچھ امتیاز بھی حاصل تھا۔

میلان

میلان میدان لامبارڈی کے بیچ میں واقع تھا، اور وہ تیرھویں صدی کے اختتام پر وسکانتی کے رو برو سرِ اطاعت خم کر چکا تھا۔ اس ظالم، لیکن قابل خاندان نے جہاں جمہوریت کی اندرونی آزادی کو سلب کیا وہاں اس کی سرحد کو وسعت دی اور ان چھوٹی ریاستوں کو اپنی مملکت میں جذب کر لیا جو وینس کے چنگل سے بچی ہوئی تھیں۔ خاندان وسکانتی کے سلسلۂ نرینہ کے منقطع ہونے پر فرانسسکو سفورزا نے جو علاقہ ہضم کر لیا تھا وہ دریائے اڈا سے لیکر سرحد وینس کے دوش بدوش دریائے سیسیا تک پہنچتا تھا اور وہاں وہ ایک طرف تو پیدمان سے جو ڈیوک آف سیوائے کے تحت تھا اور دوسری طرف ریاست مانفیرا سے جا ملتا تھا۔ ۱۴۷۶ء میں فرانسسکو کے بیٹے گالیا ذو ماریا نے تین میلانی امرا کے ہاتھوں اپنے جبر، شہوت اور مظالم کا خمیازہ بھگت لیا تھا۔ اور اگر بادشاہ کشی کی کسی وقت بھی تائید کی جا سکتی ہے تو یہ امرا فی الحقیقت اس قابل ہیں کہ ان کا نام محبان وطن کی فہرست میں داخل کیا جائے۔ گالیا ذو ماریا کے مرنے پر اس کی بیوہ نے جس کا نام بونا تھا اپنے شوہر کے دانا ترین مشیر فرانسسکو سیمونیتا کی مدد سے اپنے چارده ساله بیٹے جیان گالیازو کے نام سے حکومت کی۔ اس کے تین سال بعد یعنی ۱۴۷۹ء میں کم سن جیان کے چچا لوڈوویکو اِل موروؔ نے بونا کی حکومت کا خاتمہ کر دیا، سیمونیتا کو موت کے گھاٹ اُتارا اور خود کم سن بادشاہ کا نائب السلطنت بن گیا۔ لوڈوویکو اگرچہ حکومت کا حریص، بیدریغ اور سازش کا عاشق تھا، تاہم اپنے بہت سے پیشروؤں کی طرح جان بوجھ کر اور عمداً بیرحمیوں کا مرتکب نہ ہوتا تھا۔ گو اس کی حکومت جابرانہ تھی تاہم علم و فن کی خاصی حمایت کی جاتی تھی۔ اور اس نے اپنی ساری قلمرو میں قناعت اور صلح قائم رکھی۔

وینس

ریاست میلان کے مشرق میں جمہوریہ وینس واقع تھی۔ یہ کسی زمانے میں عمومیطرز حکومت رکھتی تھی۔ لیکن تیرھویں

صدی عیسوی کے قریب وہ ایک تاجرانہ عدیدیہ کی شکل اختیار کر چکی تھی۔ پندرھویں صدی عیسوی کے اختتام پر مجلس عظمیٰ نے نہ صرف رائے دہندگی کے وظائف ہی کا اجارہ لے لیا تھا بلکہ خود ڈوژ بھی ایک کٹ پتلی سے کچھ ہی زیادہ رہ گیا تھا۔[1] ابتداءً وینس نے براعظم کی سیاسیات میں بہت کم دلچسپی لی۔ اپنی دلدلی جھیل کے پیچھے محصور ہونے کے باعث اس نے اپنی توجہ صرف بحر متوسط اور مشرق ہی کی سمت قائم رکھی جہاں سے اس کی تجارت جو اس کی دولت کا سرچشمہ تھی، وابستہ تھی۔ پھر بھی پندرھویں صدی کی ابتدا میں براعظم میں اپنی حکومت قائم کرنے کے لئے اس کی نگاہیں مغرب کی طرف اٹھنے لگیں ہے۔[2] اس جد وجہد میں اُسے بڑی کامیابی ہوئی۔ چنانچہ بحر ایڈریاٹک، موریا اور بحر ایجین میں اپنے مقبوضات پر حکومت کرنے کے علاوہ اب وہ دریائے پو کے شمالی حصے میں بھی ایک وسیع رقبے پر حکمراں تھی، جس کی سرحد مغرب کی جانب ایڈا اور شمال آلپس کی شاخوں تک پھیلی ہوئی تھی۔ لیکن اس حکمت عملی نے اُسے اطالوی سیاسیات کے پریشان کن الجھاوؤں میں پھنسا لیا اور اطالوی ریاستوں کے رشک وحسد کے سوتے ہوئے فتنوں کو بھی جگا دیا۔ پھر بھی وینس کی دھاک ابھی تک قائم تھی۔ ۱۴۷۹ء کے معاہدے کی رو سے سقوتری، نیگروپان اور اُس کے موریا کے اکثر مقبوضات ترکی کے حوالے کر دینے پڑے تھے۔ لیکن اس کے تاجرانہ مراعات برقرار تھے اور ترکی کے ساتھ بھی ایک عارضی صلح ہو گئی تھی۔ ۱۴۸۹ء میں اس نے ایک عجیب وغریب چالاکی سے جزیرہ قبرس کا اپنی حکومت سے الحاق کر لیا۔ دوسری اطالوی حکومتوں کے مقابلے میں حکومت وینس کی خرابیاں بدرجہا کم تھیں اور اس میں استقلال بھی بہت زیادہ تھا۔ اُس کے استحکام اور اِن انقلابات سے محفوظ ومصئون رہنے نے جن کے طوفان دوسری اطالوی حکومتوں میں ہمیشہ

---

[1] دیکھو ضمیمہ نمبر ۳۔

[2] اس کی بابت دیکھو صفحہ 57

برپا رہتے تھے، اُس کے ہمسایوں کی آتش حسد کو بھڑکایا تھا۔ جس نرمی ملایمت اور عقلمندی و دانائی سے وینس اپنے زیرنگیں مقبوضات پر حکمرانی کرتا تھا، اس نے رعایا کو وفادار اور جاں نثار بنالیا تھا، اس کی دولت روز افزوں بڑھتی گئی اُس کی علم و ہنر کی سرپرستی جہتم بالشان تھی، اور گو اس کی اخلاقی حالت درجۂ اعتبار سے گری ہوئی تھی تاہم اس سے زیادہ گری ہوئی نہ تھی جیسی کہ اطالیہ کے دوسرے حصوں میں پائی جاتی تھی۔

مان توا اور فرارا

وینس کے جنوب اور جنوب مغرب میں مان توا اور فرارا کے خود مختار علاقے واقع تھے۔ ان میں سے مان توا جو منچیو کی دلدل میں واقع تھا، گانزاگا کے فوجی خاندان کے زیرنگیں تھا اور فرارا دریائے پو کے دہانے پر آباد ایستے (Este) کے قدیم خاندان کے تحت تھا۔

فلورنس

کوہ ایپی نائینس کے آغوش میں آرنو کے آبشار اور اُس کے تحتانی شہروں یعنی وال ٹیرا، اریزو و کورٹونا، پسٹوجا اور پیسا پر فلورنس کا پرچم شہریاری لہرا رہا تھا۔ اس کے شمال مغرب اور جنوب میں لوکا اور سینا، خود مختار ریاستیں تھیں جو مدت سے اُس کی جانی دشمن تھیں۔ گو فلورنس بظاہر ایک جمہوریت تھی جو انجمنہائے تجارتی کے نظام پر قائم تھی تاہم فی الحقیقت وہ تقریباً تمامتر خاندان میدیچی کے قبضے میں تھی، اس خاندان نے نظم ونسق کی ظاہری شکل کو تو برقرار رکھا تھا، لیکن حکومت اپنے موافقین اور طرفداروں کے ہاتھوں میں دے رکھی تھی۔ وقتاً فوقتاً شہریوں کی ایک مقررہ پارلیمنٹ، کمیٹیوں یا بالیاس (Ballias) کا انتخاب کیا کرتی تھی، جس کی نگرانی میں سینوری اور دیگر عمال حکومت کا انتخاب ہوتا تھا۔ بالآخر ۱۴۸۰ء میں ستر آدمیوں کے ایک ایوان نے، جن کی نامزدگی عملی طور پر لورنیزو نے کی تھی، کچھ مدت تک بالیاس کی جگہ لے لی۔ یہ ایوان نہ صرف سینوری کو نامزد کیا کرتا تھا بلکہ مجلس اعلیٰ کو بھی منتخب کرتا تھا جو جمہوریت کی مجلس مقننہ تھی۔ اور اس طرح یہ ایوان شہر کا

مالک بن بیٹھا۔ محصولات عائد کرنے کی ایک زیرکانہ تدبیر سے جس سے امرا کی قوت پر ضرب لگتی تھی خاندان میدیچی کو ادنیٰ طبقوں کی تائید حاصل ہو گئی تھی۔ دوسری طرف خزانے کی ابتری اور ان کے اپنے خاندانی بینک کے مال وزرنے نظم ونسق کا آخری قبضہ اُنھیں کے ہاتھوں میں دیدیا[1]۔ خاندان میدیچی کی حکمرانی، میلان کے خاندان سفورزا کی حکومت سے بدرجہا زیادہ معتدل تھی۔ اُن کی قوت حقیقی سیاسی ذکاوت کا نتیجہ تھی اور محض اسی سیاسی ذکاوت کی بدولت وہ ایک ایسی قوم کو اپنے اقتدار میں رکھ سکے جس سے زیادہ چلبلی دقیق اور ذہین قوم دنیا نے ایتھنز والوں کے بعد سے اس وقت تک نہ دیکھی تھی۔ فلورنس اطالوی صنعت اور علم وادب کا مرکز بن گئی تھی اور افسوس ہے کہ اسی کے ساتھ اِن بداخلاقیوں اور آوارگیوں کا بھی گہوارہ ہو گئی تھی، جو ہر نشأۃ جدیدہ کی عظمت کو داغدار بناتی ہے۔ بدقسمتی سے ایک ایسے وقت جو فلورنس کی تاریخ میں اس کا وقت امتحان تھا لورینزوے اعظم کا انتقال ہو گیا (اپریل ۱۴۹۲ء) میدیچی حکمرانوں کا وہ بہترین نمونہ تھا لیکن اس کے بیٹے پیئیرو کی کمزور حکومت سے اس خاندان کا اقتدار اندر ہی اندر گھلتا جارہا تھا۔

پاپائی ریاستیں سِینا اور فلورنس کے علاقوں کو جنوب اور مشرق میں گھیرے ہوئے اور اطالیہ کے مرکز سے گذرتے ہوئے، سمندر سے سمندر تک پاپائی ریاستیں واقع تھیں، جو سینٹ پیٹر کی پٹریمونی اور کامپانیا اور اسپولیٹو کی ڈچی، اور مارچ آف انکونا اور رومانا کا مجموعہ تھیں۔

ان میں سے پہلے دو علاقوں کے سوا دوسرے سب علاقے پاپا کی فرمانروائی کو تسلیم کرنے کے باوجود عملاً بالکل خودمختار تھے۔ پٹریمونی اور کامپانیا میں تو وہاں کے طاقتور خاندان آرسینی اور کولونا پاپا کے اقتدار کو

---

[1] دیکھو ضمیمہ نمبر ۲۔

ہمیشہ ٹھکراتے رہتے تھے۔ قریب قریب اُسی زمانے میں پاپاؤں کی حکمت عملی یہ ہو گئی تھی کہ اِن اضلاع میں اپنے اقتدار کو بجبر تسلیم کرائیں اور ایک قوی دنیوی حکومت کی تنظیم کریں۔ اس حکمت عملی کا بانی سیکسٹس چہارم تھا جس کی پاپائی کا زمانہ ۱۴۷۱ء سے ۱۴۸۴ء تک رہا۔ جن لوگوں کا اعتقاد یہ ہے کہ پاپائیت کی بقا کا واحد ذریعہ یہی تھا کہ وہ ایک دنیوی حکومت قائم کرے غالباً حق بجانب ہیں۔ مقدس رومی شاہنشہی کا تصور جو قرون وسطیٰ میں پیدا ہوا تھا وہ اس طرح مٹ چکا تھا کہ اس کا اعادہ ناممکن تھا اور علیٰ ہذا القیاس متحدہ مسیحیت کا خیال محض خواب ہو چکا تھا۔ پاپائیت نے بالکل نہ سہی تو زیادہ تر اپنی ہی کوتاہیوں کے باعث اپنا وہ اخلاقی اقتدار کھو دیا تھا جو یورپ میں اسے حاصل تھا۔ اور نکولس پنجم (۱۴۴۷ء تا ۱۴۵۵ء) و پیس دوم (۱۴۵۸ء تا ۱۴۶۴ء) نے اس ذہنی سیادت کو باردیگر حاصل کرنے کی جو کوششیں کیں اُن کو بمشکل ہی کوئی کامیابی حاصل ہو سکی۔ اوی نیون کے قید و بند (۱۳۰۹ء تا ۱۳۷۷ء) اور تفریق اکبر (۱۳۷۸ء تا ۱۴۱۷ء) کے زمانے میں بڑی بڑی اطالوی حکومتوں کی قوت، نیز اس قوت میں اضافہ و افزائش کی حرص، بہت ترقی کر گئی تھی۔ اِن حالات میں اگر پاپائیت کو یہ منظور تھا کہ وہ اپنے تئیں اس حد تک انحطاط پذیر ہونے سے بچائے، جس حد تک وہ دسویں صدی عیسوی میں پہنچ چکی تھی، جبکہ وہ قرب و جوار کے اُمرا و شرفا کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی بن کر رہ گئی تھی تو اِس کے لئے یہ ضروری تھا کہ زمانے کی رفتار کا ساتھ دیتی، اور ایک قوی و متحدہ حکومت قائم کرتی۔ لیکن اس ضرورت کی اُس کو بہت گراں قیمت ادا کرنی پڑی۔ سیاسی سازشوں کے طوفان میں پھنسکر پاپائیت نے اپنی روحانی قوتوں کو ان دنیاوی مقاصد کے بدلے فروخت کر دیا۔ اور اپنی اس بیع و شریٰ سے یورپ کے ضمیر میں لرزہ پیدا کر دیا۔ طرفہ یہ کہ جن پاپاؤں نے اسوقت پاپائیت کی مسند پر قدم رکھا وہ اخلاقاً بہت ہی گرے ہوئے تھے۔ سکسٹس چہارم (۱۴۷۱ء تا ۱۴۸۴ء) حریص اور زرپرست تھا۔ اس نے ہر شے کو اپنے بھتیجوں کی

بہتری پر قربان کر دیا۔ انوسنٹ ہشتم (۱۴۸۴ء تا ۱۴۹۲ء) سخت فاسق اور آرام طلب تھا اور پاپاؤں میں یہی وہ پہلا پاپا تھا، جس نے علانیہ اور کھلے بندوں اپنے صاحب اولاد ہونے کو تسلیم کیا۔ راڈریگو بورجیا کا تذکرہ (جو پاپا الگزینڈر ششم کے لقب سے ۱۴۹۲ء سے ۱۵۰۳ء تک پاپائیت کے اعلیٰ منصب کو انجام دیتا رہا)، اعتدال کے ساتھ کرنا بہت دشوار ہے۔ اس پر جو الزامات عائد کیے گئے اگر ان کا شمار کیا جائے تو ان جملہ جرائم کی فہرست ختم ہو جائے گی، جو حضرت موسیٰؑ پر نازل شدہ احکام عشرہ کے عدم امتثال سے پیدا ہو سکتے ہیں۔ اس کے جن جرائم کے متعلق کافی شہادت موجود نہیں ہے اگر ان سے اغماض کر لیا جائے تو بھی اس سے انکار نہیں ہو سکتا کہ الگزینڈر کی عیاشی معمولی عیاشی کے حدود سے متجاوز تھی۔ معمولی معمولی شرم و حیا کے مقررہ آداب کو بھی وہ نظر حقارت سے دیکھتا تھا۔ وہ حریص اور ظالم تھا اور سیاست مدن میں کسی اخلاقی اصول کا پابند نہ تھا۔

پاپاؤں کا یہ خیال کہ دنیوی حکومت قائم کریں اطالیہ کے لئے بیحد مضرت رساں تھا[۱]۔ اپنے زیر حکومت جزیرہ نما کو متحد کر لینے کے لئے چونکہ ان میں کافی قوت نہ تھی اس لئے انھوں نے یہ ٹھان لی تھی کہ کسی دوسرے کے زیر اثر بھی وہ اس کو متحد نہ ہونے دیں گے۔ پاپاؤں کی یہ کوشش تھی کہ بحیثیت صدر کلیسا ہونے کے ان کے جو اغراض تھے ان کو دنیوی حکومت کے ساتھ تطبیق دیں اور اس جدوجہد میں وہ اپنے ملک کی آزادی فروخت کر بیٹھنے پر ہمیشہ مستعد تھے۔ اس سے قبل وہ متعدد بار اجنبیوں کو اپنی امداد کے لئے طلب کر چکے تھے اور اگر پہلے فرانسیسی حملے کی ذمہ داری ان پر عائد نہ ہو سکتی تھی تو وہ اجنبی حکومت کو ملک میں مستقل کر دینے کے تو پوری طرح ذمہ دار قرار دیئے جا سکتے تھے۔

جزیرہ نما کی انتہائی سرحد پر نیپلس کی بادشاہی قائم تھی جس کی زمام حکومت

۱؎ دیکھو میکاویلی کی کتاب موسومۂ ڈسکارسی کتاب جلد (۱) باب (۱۲)۔

اس وقت فرانٹی اول (Ferranti. I.) کے ہاتھوں میں تھی (۱۴۵۸ء تا ۱۴۹۴ء) جو اراگان کے اولوالعزم بادشاہ الفانسو کا ناجائز بیٹا تھا۔ سسلی (صقلیہ) سارڈینیا آراگان کی جائز اولاد کے قبضے میں تھے جس کا نمائندہ اس وقت فرڈینینڈ کیتھولک تھا جو ۱۴۷۹ء سے ۱۵۱۶ء تک حکمراں رہا۔ اطالوی ریاستوں میں نیپلس سب سے زیادہ اور ہمیشہ ہنگامہ آرائیوں کا مرکز بنا رہا۔ چنانچہ ۱۴۸۵ء میں فرانٹی کے ظلم و تعدی سے تنگ آکر وہاں کے امرانے بغاوت کر دی اس بغاوت میں بادشاہ کو اپنی عیاریوں اور قابلیتوں کی بدولت غلبہ حاصل رہا لیکن ساتھ ہی ساتھ اس کی فریب کاریوں اور غیر انسانی بے رحمیوں نے اس کو انتہا سے زیادہ غیر ہر دلعزیز اور اس کی حکومت کو بالکل غیر استوار بنا دیا۔ اس نے جنوری ۱۴۹۴ء میں دنیا کو اپنے وجود سے پاک کر دیا اور اس کے بعد اس کا بیٹا الفانسو دوم تخت و تاج کا وارث ہوا۔ فرانسیسی مورخ کومین کے بیان کے بموجب الفانسو دوم اگرچہ اپنے باپ کی طرح خطرناک نہ تھا تاہم بدکرداریوں میں اپنے بدکردار باپ سے چند قدم آگے ہی تھا۔ کومین کہتا ہے کہ "اس سے زیادہ خونریز اور شریرالنفس، اس سے زیادہ سنگدل و قسی القلب اس سے زیادہ بندۂ شہوت و حرص بادشاہ اور کوئی نہیں ہوا"۔

ان ریاستوں کی باہمی رقابت

ان پانچوں ریاستوں کی باہمدیگر رقابت اطالیہ کی تباہی کا باعث ہونے والی تھی۔ کیونکہ گو وہ ایک دوسرے کی مزاحمت پر کمربستہ نہیں لیکن کسی کو اطالیہ میں خود مختاری قائم کرنے کی صلاحیت نہیں تھی۔ ان کی قوتوں کا توازن اسقدر مساوی تھا کہ کسی ایک کا پلہ بھاری نہ ہونے پاتا تھا۔ ان کا باہمی رشک و حسد اتنا قوی، ان کے باشندوں کے اوضاع و اطوار ایک دوسرے سے ایسے متضاد اور ان کی حکومتوں کی تشکیل باہمدگر ایسی متغائر تھی کہ عہد و میثاق کا کوئی رشتہ اُن کو متحد کر ہی نہ سکتا تھا اور مشترکہ مفاد قومی کا سارا احساس ان سے کافور ہو چکا تھا۔ ان کی سرحدوں کے مابین متعدد

چھوٹی چھوٹی ریاستوں کی موجودگی نے، جو اپنی بقا کا سامان اپنی سخت و پیچیدہ سازشوں ہی میں پنہاں دیکھتی تھیں، ان کی آتشِ حرص و آز کو اور بھی بھڑکایا اور ان کی خائن و غدّارانہ حکمتِ عملی کے رشتے کو جس کے سہارے اجانب اطالیہ تک پہنچنے والے تھے اور بھی مضبوط کردیا۔

اطالویوں کی ذہنی فعلیت اور اخلاقی تنزل۔

لیکن اگر اطالوی حکمرانوں کے یہ جھگڑے اطالیہ پر اجانب کے پہلے حملے کا باعث ہوئے اور بعد ازاں کسی مستقل و دیرپا اتحاد کی بنیاد انھوں نے نہ پڑنے دی تو اس کے باشندوں کی حالت نے بھی کامیاب مقاومت و مزاحمت کی تمام امیدوں کو خاک میں ملا دیا۔ اطالیہ کی پندرھویں صدی کی عمرانی تاریخ کا مطالعہ کرتے ہوئے یہ دو حقیقتیں ہم پر ظاہر ہوتی ہیں، اولاً آزادی و حریت کے مٹ جانے اور سیاسی فرقہ بندیوں سے قوم کی اخلاقی زندگی پر مہلک اثرات کا پھیلنا۔ ثانیاً عیش و عشرت اور ایسے علوم و فنون میں منہمک ہو جانے کے نتائج جن میں مذہب کا پاکیزہ عنصر موجود نہ ہو۔

میلان اور نیپلس جیسی ریاستوں میں، جہاں تمام سیاسی حریت فنا ہو چکی تھی، مظلوموں کے ہاتھوں میں صرف وہی سازش و کشت و خون کے حربے رہ گئے تھے جن کے سبق انھوں نے اپنے جابر حکمرانوں سے سیکھے تھے۔ فلورنس کے مماثل شہروں میں جہاں دستوریت کی صرف ظاہری شکلیں باقی رہ گئی تھیں اور اس کی روح فنا ہو چکی تھی اور جہاں کینہ پرور اخلاقیات نے جن کا اظہار مغلوب اور شکست خوردہ اشخاص کے قتل و جلاوطنی اور انکی جائداد کی ضبطی اور قرقی کی شکلوں میں ہوا کرتا تھا، حکومت کے شیرازے کو منتشر کردیا تھا۔ لوگوں میں باہمی بے اعتباری اور سیاسی نفرت پیدا ہوگئی تھی۔ طاقت کا ہاتھ سے چلا جانا ہر شے سے محروم ہو جانے کے برابر تھا۔ لوگ بیباک اور نڈر ہوگئے تھے۔ صبر و سکون کا رشتہ ہاتھوں سے چھوٹ چکا تھا۔ اقلیت کے فرائض زینتِ طاقِ نسیاں ہو چکے تھے۔ ہر شخص ہر وقت اسی دھن میں غلطاں و پیچاں رہتا تھا کہ خفیہ سازشوں یا علانیہ بغاوتوں سے۔ غرض جس طرح بنے اپنے دشمنوں اور حریفوں کی بیخ کنی کرے۔ چھوٹی ریاستوں میں تو صورتِ حال اور بھی بدتر ہو رہی تھی۔

یہاں کی حالت نسبتہً زیادہ غیر استوار اور نفاق وشقاق یہاں نسبتہً زیادہ شدید تھے۔ کامیابی کے ساتھ بغاوت کر دینے کے مواقع بھی نسبتہً بڑھے ہوئے تھے۔ اس میں شک نہیں کہ وینس اور پاپائی قلمرووں کی حالت باقی جزیرہ نما کی حالت کی بہ نسبت زیادہ مستحکم ومضبوط تھی پھر بھی سازشیں۔ اور بددیانتی وہاں بھی کوئی غیر معمولی چیزیں نہ تھیں۔

اس قسم کی سیاسی صورت حال میں صرف یہی نہیں ہوا کہ اطالوی قومیت کے تمام احساسات مردہ ہوگئے بلکہ اپنے شہر اور اپنی حکومت کی محبت بھی تحفظ ذات کے غیر اختیاری رجحان طبع کے مقابلے میں فنا ہوگئی۔ اصول کی پابندی اور احکام کے امتثال کی جگہ کامیابی کی پرستش ہونے لگی اور نیک اخلاق کی جگہ سفاکی اور خود غرضی کو ملی۔ پھر جابروں نے اپنی حفاظت اور نصرت کی اسکیموں کو انجام تک پہنچانے کیلئے تنظیم ((Cndotierri)) کو رواج دیا۔ جمہوریتوں نے کچھ تو اپنی سہل انگاری اور کچھ ان دقتوں کے باعث، جو تربیت یافتہ سپاہیوں کا نیم تربیت یافتہ فوج رضا کار سے مقابلہ کرتے وقت پیش آتی ہیں، روش زمانہ کی تقلید کی اور اطالیہ اجرتی فوجیوں کا شکار ہوگئی۔ محاربات کو ان لوگوں نے بازیچۂ اطفال بنا رکھا تھا جنگ سے ان کو دلچسپی صرف اس لئے تھی کہ اس کے معاوضے میں انھیں اجرت ملتی تھی یا اس لئے کہ وہ اُن کی حوصلہ مندیوں کے لئے سامان لطف بہم پہنچاتی تھی۔ میدان جنگ بھی ان کو عزیز تھا کیونکہ اس سے ان کی بسر اوقات وابستہ تھی لیکن وہ یہ نہ چاہتے تھے کہ فیصلہ کن لڑائیاں ہو جائیں وہ اپنے مفاد کے بندے اور زر کے غلام تھے۔ جو زیادہ دیتا اس کے ساتھ ہو جاتے۔ حکومتوں کو بناتے بگاڑتے اور جدھر جاتے ابتری وانتشار پھیلاتے۔ ادھر شہری روز بروز فنون جنگ کو فراموش کرتے جاتے۔ نتیجہ یہ ہوتا کہ جب ان کی آزمایش کا وقت آتا تو اپنے تئیں شمالی جنگجو اقوام کا مدمقابل نہ پاکر ان کے حملوں کی غضبناکی ہی سے لرزہ براندام ہو جاتے۔

عیش وعشرت کی سریع الرفتار افزائش اور علوم وفنون لطیفہ کی ترقی کے نتائج بھی ایسے ہی ہوئے۔ مادی راحتوں کی حد سے بڑھی ہوئی شیفتگی نے اطالیوں کو بزدل۔ خود غرض اور کاہل الوجود بنا دیا۔ قوت تنقید کی از سر نو پیدایش نے

لوگوں کو تشکیک کی طرف مائل کر دیا۔ نقاد تخریب تو بلاشبہ کر دیتے تھے لیکن دوبارہ تعمیر کے لئے نہ تو ان میں جوش و خروش ہی تھا نہ صبر و استقلال۔ قدیم نصب العینوں کی طرف رجعت کرنے نے اصنام پرستی کو پھر زندہ کر دیا۔ فنون لطیفہ کے سرور و نشاط پر دماغ کو مجتمع کرنے اور شکل و رنگ کی خوبصورتیوں میں جذباتی لطف لینے کے باعث بہت سے افراد عیاشی و نفس پرستی میں مبتلا ہو گئے۔ نشاۃ جدیدہ کی تاریخ ہم کو آگاہ کرتی ہے کہ حسن پرستی لازماً مذہبی یا اخلاقی نہیں ہوتی۔ کوئی شبہ نہیں کہ مبالغے سے کام لینا آسان ہے۔ اس میں بھی شبہ نہیں کہ بہت سے اشخاص ایسے بھی ہوں گے جنہوں نے پاکیزہ سادہ اور بے لوث زندگی بسر کی۔ ممکن ہے کہ سیوونارولا[1] کے سے پرجوش شخص کی ملامتوں اور انگشت نمائیوں میں حد سے بڑھے ہوئے مبالغے سے کام لیا گیا ہو تاہم باشندگانِ اطالیہ کے خلاف خود اسی عہد کی ایسی قوی شہادتیں موجود ہیں جو متعصلہٴ بالا خیالات و شکوک پر غالب آ جاتی ہیں۔ اس عہد کے لٹریچر کو پڑھنے والوں نے پڑھا ہی ہو گا جس خشک اور روکھی صفائی و صاف گوئی سے "کیاویل" نے اپنے رسالہ جات فن حکمرانی میں اخلاقی ملفوظات سے بے اعتنائی برتی ہے وہ سیاسی لٹریچر میں اپنی نظیر آپ ہیں۔ نیز لورنیزو کے جشنیہ نغمے اخلاقی انحطاط کی اس پستی کا یقین دلانے کے لئے کافی ہیں جہاں تک اطالیہ پہنچ چکی تھی۔ اس طرح اطالیہ، قومیت اور حب وطن کے جذبات سے عاری اور ان خالص تر اوصاف سے معرّا جن سے مدافعت ممکن تھی ایک روز اپنے میدانوں کو دوسری قوموں کی رقابتوں کا مرکز بنتے اور آخر کار خود اپنی گردن میں اجنبی حکمرانوں کا ایسا طوق غلامی پہنتے دیکھنے والی تھی جو ہمارے زمانے تک اتر نہ سکا۔

اطالیہ پر فرانسیسیوں کے دعاوی

اطالیہ پر فرانسیسیوں کے دعوے دو طرح کے تھے اور مدت دراز سے چلے آتے تھے۔ میلان کی وسکانتی کی وارثہ ویلنٹینا کی اولادیں سے ہونے کے باعث

---

[1] دنیا سے متنفر ہونے کی نسبت سیوونارولا کے اس بیان کو دیکھو جس کا ذکر ویلاری نے "سوانح سیوونارولا" کی جلد (۲) میں اور پھر اپنے خطبات موسومہ "پازم" میں کیا ہے۔

خاندان آرلیان، اپنے کو ڈیوک کے تخت و تاج کا وارث جائز اور خاندان سفورزا کو غاصب محض خیال کرتا تھا۔ اِدھر خاندان آنژو نیپلس کے اراگانی بادشاہوں کے حقوق پر معترض تھا۔ اس کا ادعا تھا کہ جونائے دوم نے، جس نے ۱۴۳۵ء میں وفات پائی، اپنی قلمرو کا وارث اس کے مورث اعلیٰ رینے کو قرار دیا تھا۔

خاندان آرلیاں کے حقوق کا علمبردار اس وقت چارلس ہشتم کا چچا لوئی تھا۔ جو اَستی پر پہلے ہی سے قابض تھا۔ خاندان آنژو کے حقوق وہاں کے آخری ڈیوک رینے اول کی وصیت کے مطابق آنژو اور پرووانس کے ساتھ ۱۴۸۱ء میں تاج فرانس سے ضم ہوگئے تھے۔ لوئی یازدہم نے آنژو اور پرووانس کے صوبوں ہی پر قناعت کرلی تھی مگر اس کا نادان اور حریص بیٹا چارلس اطالیہ کو اپنے حقوق بزور شمشیر اس لئے منوانے پر تلا ہوا تھا کہ اس کے ذریعے اسے ایک جنوبی حکومت ہاتھ آجائے گی جو ترکوں کے خلاف جدید صلیبی لڑائیوں میں نقطۂ آغاز کا کام دے گی۔

اس جنوبی حکومت کے وہ خواب دیکھ رہا تھا لیکن اس شوق و اضطرار کے باوجود خود چارلس حملہ آوری کی جرأت نہ کرتا اگر میلان اور نیپلس کی نزاع باہمی نے ایسا دلکش موقع نہ پیدا کردیا ہوتا۔

اٹلی کے امن کا انحصار میلان، فلورنس اور نیپلس کے اتحاد ثلاثہ پر تھا

اولوالعزم الفانسو نے، جو نیپلس کی حکومت کے لئے رینے آف آنژو کا رقیب تھا، ۱۴۳۵ء میں، فلیپو میریا کو، جو اس وقت میلان کا حکمران تھا، اس امر سے متنبہ کردیا تھا کہ فرانسیسی، جو کسی وقت نیپلس کے مالک تھے، کسی نہ کسی دن، شمال میں اپنے حدود کو وسعت دینے کی کوشش کریں گے۔ فرانسسکو سفورزا کو، جس نے میلان کو، فلیپو کی وفات کے تھوڑے ہی دن بعد، حاصل کرلیا تھا۔ خود ہی اس کا احساس تھا کہ میلان کا جائز مطالبہ ویلنٹینا کی شادی سے آرلیان کے فرانسیسی خاندان کے ہاتھوں میں پہنچ چکا ہے اور اس لئے اسے فرانس کے حقوق کے متعلق کسی اثبات کی ضرورت نہ تھی۔ اس کا نتیجہ ان دونوں قوتوں کے درمیان اتحاد کی شکل میں نمودار ہوا اور اس اتحاد کو سفورزا کی بیٹی ایپولیتا اور کلیبریا کے شاہزادے الفانسو کے ازدواج سے اور بھی تقویت ہوئی۔ میدیچی خاندان کی حکمت عملی کے

مطابق لورینزو بھی اس جتھے میں شریک ہوگیا۔ اس کو امید تھی کہ میلان نیپلس اور فلورنس کے اتحاد ثلاثہ سے اطالیہ میں توازن قوت برقرار رہے گا۔ وینس اور پاپائیت کی طرف سے حصول ملک کے لئے جو چیرہ دستیاں عمل میں آتی تھیں ان کی بھی روک تھام ہوتی رہے گی اور جزیرہ نما میں امن و سکون قائم رہنے سے غیر ممالک کو مداخلت کے بہانے نہ مل سکیں گے۔ لورینزو کی اپنے مقاصد میں کامیابی پر بجا طور پر شک کیا جا سکتا ہے لیکن یہ یقینی امر ہے کہ اس کے دفعتہً مرجانے سے وہ تنہا شخصیت دنیا سے اٹھ گئی جس کی ذات سے کامیابی کا امکان وابستہ ہو سکتا تھا۔ (اپریل سنہ ۱۴۹۲ء)

میلان اور نیپلس کے اتحاد کی شکست لوڈوویکو کو اجانب کے بلانے پر مجبور کرتی ہے۔

میلان اور نیپلس کا اتحاد، لورینزو کی وفات سے پہلے ہی اپنے ٹوٹنے کی دھمکیاں دینے لگا تھا۔ ۱۴۸۰ء کے حملے جس سے لوڈوویکو ال مورو نے، ایسوا ے کی تونا سے زمام حکومت چھین لی تھی، نیپلس کے فرنیٹا نے مہر قبولیت ثبت کردی تھی سال مابعد سنہ ۱۴۸۱ء میں ایپولیتا کی وفات نے، جو لوڈوویکو کی بہن اور فرنیٹا کے فرزند الفانسو کی بیوی تھی، دونوں خاندانوں کے رشتۂ اتحاد کو منقطع کردیا۔ بعد ازاں الفانسو کی دختر ازابیلا کے ساتھ نوجوان جیان گالیازو کی شادی نے معاملات کو بد سے بدتر بنا دیا۔ الفانسو لوڈوویکو کی حکومت سے حسد کرنے لگا اور چاہتا تھا کہ اس کا داماد جو سنہ ۱۴۹۲ء میں بیس سال کی عمر کو پہنچ چکا تھا، ڈیوک تسلیم کرلیا جائے۔ اس حسد میں ازابیلا بھی اس کی شریک تھی۔ جسے اس اعزاز و اکرام کا حسد تھا جو اس کی ہمجنس اور قرابتدار لوڈوویکو کی بیوی، بئیٹرس پر چاروں طرف سے برس رہا تھا۔

پیرو ڈی میڈیچی نے جو حال ہی میں (سنہ ۱۴۹۲ء) فلورنس میں لورینزو کا جانشین ہوا تھا۔ لوڈوویکو کے خلاف الفانسو سے ایک خفیہ سازش کرلی جس میں نیپلس کا فرنیٹا بھی کسی قدر بادل ناخواستہ شریک ہونے پر رضامند ہوگیا۔ اس نے میلان، نیپلس، اور فلورنس کے اتحاد ثلاثہ کا خاتمہ کردیا جس پر اطالیہ کی محافظت کا انحصار تھا اور لوڈوویکو دوسرے گوشوں سے امداد و اعانت طلب کرنے پر مجبور ہوگیا۔ اس نے اپنی

بھتیجی بی انکا کی شادی میکسی ملین کے ساتھ کردی جو ۱۴۹۳ء میں شہنشاہ منتخب ہوا تھا اور اس کے معاوضے میں اپنی ڈچی کا پروانہ دخل یابی حاصل کرلیا جسے سفورزا کے خاندان کو عطا کئے جانے سے ابتک انکار ہوتا رہا تھا۔ اس تہی دست اور قلاش بادشاہ سے اس سے زیادہ کسی موثر و کارگر استمداد کی توقع نہ ہونے کے باعث لوڈوویکو کی تلاش استعانت کا دوسرا قدم فرانس کی جانب اُٹھا۔ کاجاتزو کے امیر، سان سیویرینو کو چارلس کے پاس جس کا ابھی اکیسواں سال تھا روانہ کیا گیا تاکہ اطالیہ کی رفعتِ شان کے سبز باغ دکھا کر اس کو نیپلس کی نفیس حکومت کے متعلق اپنے حقوق پر مصر ہونے کے لئے اکسایا جائے۔

لوڈوویکو کی اس حکمت عملی پر ناواجب طریقے پر لعن طعن کی گئی ہے! اطالیہ کے ہر ایک بادشاہ نے جس وقت اس کے اغراض و مقاصد کے مطابق اس کی ضرورت ہوئی ہے فرانس کو اطالیہ پر حملہ آور ہونے کی دعوت دی۔ ابتک لوڈوویکو اس حکمت عملی کا سخت ترین مخالف تھا اور جب ۱۴۸۵ء میں انوسنٹ ہشتم نے لورین کے رینے دوم کو خاندان آنژو کے ان حقوق پر اصرار کرنے کے لئے مجبور کیا جو اسے نیپلس کے متعلق حاصل تھے تو اس کا رد کرنے والا لوڈوویکو ہی تھا۔ اپنی خود غرضی اور بنی بر حکمت دغا بازیوں کے باوصف وہ، اپنے ہمعصر اطالوی بادشاہوں میں بدترین نہیں خیال کیا جاسکتا۔ یہ خود نیپلس کی بدلی ہوئی حکمت عملی تھی جس نے لوڈوویکو کو ایسی مہلک و تباہ کن روش کے اختیار کرنے پر مجبور کردیا تھا۔ مزید برآں جیان گالیازو ایک نکما شخص تھا اور یہ بالکل قرین قیاس ہے کہ الفانسو نے جو قوت و اقتدار کا بےحد حریص تھا، جیان گالیازو کو اپنی کٹ پتلی بنالینا چاہا ہو۔ لوڈوویکو نہ چاہتا تھا اور نہ اس کو اس کی توقع تھی کہ فرانسیسی نیپلس کو فتح کرلیں گے۔ اطالیوں نے البتہ غیر ملکی حملوں کی دھمکیاں اتنی مرتبہ دی تھیں کہ ان کے نتائج ان کے حافظے سے فراموش ہوچکے تھے۔ اس کا چارلس سے استمداد کی درخواست کرنا سازشوں کے اس کھیل کی محض ایک چال تھی جسے سب چل رہے تھے، فرق صرف اتنا تھا کہ دوسروں کی چالیں ناکام رہیں اور لوڈوویکو کی چال کارگر ثابت ہوئی لیکن اپنی اور اطالیہ کی تباہی اور بربادی

کی صورت میں۔ اس وقت بھی صرف لوڈو و یکو ہی نے چارلس کو دعوت نہیں دی تھی
بلکہ اس کے شریک کار دوسرے بھی تھے۔ اس کی تائید نیپلس کے مفرور شہزادے سالرنیو
نے بھی کی تھی جو ان بیرحمیوں کا بدلہ لینے کے درپے تھا جو فرنینڈ نے ۱۴۸۵ء کے باغی
امرا کے سرگروہوں پر کی تھیں۔ اس کی مزید تائید اسی کارڈنل جولین ڈیلا رویرے
نے اپنی استدعاؤں سے کی تھی جب نے ابھی ابھی (اگست ۱۴۹۲ء میں) الگزینڈر ششم کے
لقب سے پاپائی تخت پر قدم رکھا تھا۔
فلیپ دی کومیں لکھتا ہے "اطالوی مہم کے مسئلے پر بہت گرما گرم مباحثے
ہوئے تھے کیونکہ تمام تجربہ کار اور دانشمند اصحاب اسے نہایت خطرناک عزم خیال کرتے
تھے۔ این بوژو۔ اس کے شوہر اور دوسرے بہت سے اشخاص نے بادشاہ کو اس

چارلس بہتر و مفید نصائح کے باوجود مہم کا عزم کرلیتا ہے

مہم سے باز رکھنے کی سرتوڑ کوششیں کیں لیکن چارلس ضدی اور
احمق تھا۔ یہ ضد اس کے منظورِ نظر مصاحبین اسٹیفن ڈی وار
اور سین مالو کے اسقف براکونٹ کے ہاں میں ہاں ملانے سے
اور بھی قوت پکڑ گئی۔ اسٹیفن پہلے حاجب دربار شاہی اور
اسوقت بوفیر کا سنسچل تھا۔ نیپلس میں حصول زمینداری کا متمنی
تھا اور اسقف براکونٹ کیتھولک کلیسا کے کارڈنیل ہو جانے کا خواب دیکھ رہا تھا
جس کا سبز باغ میلان کے سفیر نے اس کو دکھلایا تھا۔ ادھر نوجوان امرا، نے بھی
جو اٹلی کے خوان نعما کے متعلق خیالی پلاؤ پکا رہے تھے ہاں میں ہاں ملانی شروع کی۔
غرض چارلس ایک ایسے راستے پر آنکھیں بند کرکے چل کھڑا ہوا جس کے لئے اس کا
بیت المال اس کے تدابیر اس کی تیاریاں سب ناکافی تھیں"۔
بہار اور موسم گرما کے ابتدائی ایام لیون میں برباد کرنے اور اس روپے کو جو
اس مہم کے واسطے اندوختوں کو نکال کر اور قرض دام حاصل کرکے جمع کیا گیا تھا۔ عیاشانہ
جشن آرائیوں اور شہوت پرستانہ خلوت کاریوں میں صرف کرکے بادشاہ ماہ اگست
میں دریائے اون سے گزر کر دینیا پہنچا۔ اور وہاں سے دوسری ستمبر کو درۂ ژنیور

۲ ستمبر ۱۴۹۴ء کو چارلس الپس کو عبور کرتا ہے

کے ذریعے سے کوہ آلپس کو عبور کیا۔ اس کی سپاہ میں صرف فرانسیسی نہیں تھے
اس میں جرمانیہ کے لینڈس کنشٹس Lands Knechts

اور سوئزرستان کے اجرتی سپاہی بھی شامل تھے غرض یہ فوج ان بیرونی حملوں کا ایک موزوں پیش خیمہ تھی جو ایک صدی بعد تک اطالیہ کے زرخیز میدانوں کو تاخت و تاراج کرنے والے تھے۔

آستی پہنچکر، جہاں لوڈوویکو نے اس کا استیصال کیا، چارلس کی رفتار سفر میں پہلے تو اپنی رنگ رلیوں اور پھر خرابی صحت کے باعث تاخیر ہوئی اور ۶ ر اکتوبر تک وہ آستی سے پیا چنزا روانہ نہ ہو سکا۔ یہاں اس کے آئندہ نظام العمل پر بحث و مباحثہ کیا گیا اب وہ اپنے حلیفوں کے حدود کو خیرباد کہنے والا تھا۔ اس کے شمال مشرق میں وینس غیر جانبدار تھا۔ پوپ نے کسی قدر پس و پیش کے بعد فرانسیسیوں کی مداخلت کا تصفیہ کر لیا تھا۔ فلورنس میں سخت اختلاف آراء تھا۔ وہاں کے شہری اپنے روایات کے مطابق فرانسیسیوں کے طرفدار تھے اور ان کی اس رائے کو سیونارولا کی ان تنبیہوں سے تقویت پہونچتی تھی کہ اطالیہ کی سزا کے لئے ایک عذاب نازل ہوگا۔ دوسری طرف پٹرو نیلس سے ملا ہوا تھا۔ بالآخر چارلز نے یہ تصفیہ کیا کہ بولونا کے نسبتہً آسان راستے کو چھوڑ کر وادی پونتری مولی کا مغربی راستہ لیا جائے۔ خیال یہ تھا کہ اسطرح چارلس نیلپس کے شاہزادے فیرانٹے سے دو در دو ہونے سے بچ جائے گا۔ (جس کو اس کے باپ شاہ الفانسو نے روماناکی محافظت کے لئے روانہ کیا تھا) اور ساتھ ساتھ سمندر کی راہ سے اپنے رسل و رسائل کے سلسلے کو برقرار رکھ سکے گا جب پر اس کا تسلط آرلیان کے ڈیوک کی اس فتح سے ہو چکا تھا جو آخر الذکر نے شاہ نیلپس کے بھائی ڈان فیڈ ری ریگو پر ۸ ر ستمبر کو بمقام ریپیلو حاصل کی تھی۔

چارلس اپی نائن کو عبور کر کے فلورنس کی طرف پیشقدمی کرتا ہے۔

اس کے علاوہ یہ بھی امید تھی کہ بادشاہ کو آتا دیکھکر فلورنس کی حکومت اپنی طرفداری کا اعلان کر دے گی۔

راستہ دشوار گذار تھا اور جس ملک سے ہو کر گذرتا تھا وہ ایسا بے آب و گیاہ تھا کہ گھوڑوں کو گھانس تک نہ مل سکتی تھی۔ اگر اس موقع پر فرانسیسیوں کی مدافعت استقلال کے ساتھ کی جاتی تو وہ ٹسکینی میں قدم ہی نہ رکھنے پاتے کیونکہ چارلس کو اطالیہ میں بلا کر لوڈوویکو اب نادم و پریشان ہونے لگا تھا۔ فرانسیسیوں کے میلان پر منصوبوں کے متعلق اس کے

شبہات برانگیختہ ہو ہی چکے تھے۔ نیز اس کے بدنصیب بھتیجے جیان گالیاتزو کی موت نے جو اکتوبر ۱۴۹۴ء میں واقع ہوئی اور جو بالعموم زہر خورانی کا نتیجہ خیال کی جاتی تھی نیپلس کے خلاف فرانسیسی تائید کی ضرورت ہی نہیں باقی رکھی تھی لیکن اہالیان فلورنس کا اختلاف آراء چارلس کے آڑے آگیا۔ فرانسیسی گھاٹیوں کو بلا کسی سد راہ کے عبور کر گئے اور شہر فیو تزانو کو لوٹ کے سرزانا کے قلعے کے سامنے جم کر بیٹھ گئے۔ یہاں فلورنس کی بدظنی سے خائف ہو کر پئیرو سر پر پاؤں رکھے پہنچا اور چارلس کے مطالبات کے سامنے سر تسلیم خم کر دیا، کچھ زر نقد دینے کا بھی وعدہ کیا اور سرزانا، پئیترا سانتا، پیا، اور لگ ہارن، چار مشہور ترین شہر اس کے حوالے کر دیے۔ ان ذلت آمیز دست برداریوں نے اہالیان فلورنس کو اور بھی آتش زیر پا کر دیا۔ پئیرو کے فلورنس واپس آتے ہی (۸ نومبر کو) لوگوں نے تلواریں سونت لیں اور وہ بھیس بدل کر وینس بھاگ جانے پر مجبور ہوا۔ فلورنس کی بغاوت سے روما میں

پئیرو کا فلورنس سے اخراج ۹ نومبر ۱۴۹۴ء

فرینٹے خطرے میں پڑ گیا اور روم کا راستہ کھل گیا۔ لہذا وہ اسی طرف بھاگ کھڑا ہوا۔

اسی مدت میں چارلس، اہالیان پیا کو ان کی نامقبول مالکہ، فلورنس سے آزادی دلا کر (گو اس طرح تحفہ دینے کا اسے حق حاصل نہ تھا) وہ فلورنس کی طرف روانہ ہوا اور سیونارولا کی نصیحتوں سے، کہ اس کو فتح اسی وقت حاصل ہوگی

چارلس فلورنس میں داخل ہوتا اور بہ ہزار وقت شرائط صلح طے کرکے روما کی جانب بڑھتا ہے

جب وہ بالخصوص فلورنس کے ساتھ رحم و کرم سے کام لے، اور یہ موقع ٹھوکر کھانے کا نہ تھا، وہ اکڑتا ہوا فاتحانہ شان سے نیزے تانے، ۱۷ نومبر کو شہر میں داخل ہوا۔ اس تہدید آمیز طرز کے ساتھ ساتھ بڑے بڑے مطالبے بھی کئے گئے۔ پہلے اس نے پئیرو کے واپس بلالینے کا مطالبہ کیا۔ اس سے انکار کئے جانے کی صورت میں شہر میں ایک فرانسیسی افسر کے رکھے جانے پر زور دیا گیا جس کی منظوری کے بغیر کوئی کام نہیں کیا جا سکتا تھا۔ چونکہ اہالیان فلورنس نے اب بھی پس و پیش کیا لہذا بادشاہ نے غصے کے ساتھ کہا "ہم اپنے قرنا بجائیں گے"۔ کپونی نے جواب دیا "ہم بھی اپنے گھنٹے بجائیں گے"۔ جب چارلس نے دیکھا کہ بات بڑھ جائے گی تو اس نے اپنے مطالبوں میں

کمی کردی۔ اہالیان فلورنس نے چھ ماہ میں ایک لاکھ بیس ہزار فلورنس کے سکے
دیئے اور شہر میں بادشاہ کے دو نمائندے رکھے جانے سے بھی اتفاق کرلیا۔
لیکن بالاخر طے پایا کہ خاندان میدیچی واپس نہ بلایا جائے اور چارلس کو ۲۷؍نومبر
کو یہ وعدہ کرنا پڑا کہ پیٹرو نے جو چار شہر اس کے حوالے کردیئے تھے وہ بعد
اختتام جنگ فلورنس کو واپس دیدیے جائیں گے۔ فلورنس کے مشکلات کو اس طرح حل کرکے
چارلس سیئنا کی طرف بڑھا۔ سیئنا نے اپنے حدود میں ایک فرانسیسی فوجی دستے کے
رکھے جانے سے اتفاق کرلیا (۲؍دسمبر) اس کے بعد چارلس نے شہر روما کی طرف قدم بڑھائے۔
الکزینڈر ششم نے نیپلس کے بچانے کے لئے حتی الامکان کوشش کی تھی
لیکن اس وقت وہ خوف زدہ ہوگیا۔ ٹرکی کے سلطان بایزید دوم کے ساتھ اس کی
وہ خط وکتابت، جس میں امداد کے معاوضے میں سلطان کے بھائی ضیغم کے قتل پر
جو اس وقت الکزینڈر کی محافظت میں تھا گفتگو ہوئی تھی چارلس کے ہاتھوں میں
پڑگئی تھی۔ اس کے معاندین ایک عام مجلس کے انعقاد کے لئے چلا رہے تھے
تے رہے) زیو کولونا نے اس کے دشمن ڈیلا روویری کے نام سے (۱۸؍ستمبر کو) اوستیا
پر قبضہ کرلیا تھا۔ ان حالات میں اس نے معاملے کی یکسوئی کا مصمم قصد کرلیا اور
فرینٹے اور اس کی فوج کی پسپائی کا وعدہ لیکر فرانسیسیوں کو روما کی شہر پناہ تک
آجانے کی اجازت دیدی اور خود سینٹ انجیلو کے قلعے میں پناہ لی۔ کارڈنل ڈیلا
روویرے اور سفورزا نے چارلس کو مزید رعایات عطا نہ کیے جانے اور ایک مجلس عام
کے منعقد کرنے پر مجبور کیا جو پوپ کو معزول کرکے اصلاح کلیسا کا کام شروع کردے
لیکن بری ہونے یہ نہ چاہتا تھا کہ کوئی عہد شکنی ہونے پائے جس سے اس کے کارڈنل
کے عہدے پر ممتاز ہونے کی امیدیں خطرے میں پڑ جائیں۔ چارلس میں مصلح بننے کی
اہلیت نہ تھی۔ الکزینڈر کی رشوتوں نے اپنا اثر دکھایا۔ اور بالاخر ایک باہمی
سمجھوتہ ہوگیا۔ پوپ نے اس امر سے اتفاق کرلیا کہ ختم جنگ تک ضمانت کے لئے چویٹا ویکیا
تراچینا اور سپولینٹو چارلس کے تفویض کردے باغی کارڈنلوں کو معاف کردے اور
شاہزادے ضیغم کو اس کے حوالے کردے۔ اس نے سینٹ مالو
کے اسقف کو کارڈنل کا عہدہ بھی جس کی اسے اس قدر حرص تھی

الکزینڈر صلح کرلیتا ہے
۱۵؍جنوری ۱۴۹۵ء

عطا کر دیا اور اپنے بیٹے کارڈنل سیزر بورجیا کو یرغمال کے طور پر چارلس کے ہمراہ کر دیا۔ جیسے ہی بادشاہ روم سے جنوب کی طرف روانہ ہوا۔ سیزر بورجیا بھاگ نکلا اور ادھر شہزادہ جینیئم کا انتقال ہو گیا۔ آخر الذکر کی موت جو عام طور پر الکزینڈر کی زہرخورانی کا نتیجہ خیال کی جاتی تھی غالباً فطری اسباب پر مبنی تھی لیکن سیزر کے غائب ہو جانے سے چارلس کی آنکھیں کھل گئیں کہ پوپ کے وعدوں پر کوئی اعتبار نہیں کیا جا سکتا۔

فرانسیسیوں کی کامیابی ایسی غیر معمولی نوعیت کی تھی کہ الفانسو کی دل شکنی حق بجانب تھی۔ وہ جانتا تھا کہ اس کی رعایا اس سے سخت متنفر تھی اور اس بزدلی

الفانسو تاج و تخت سے دست بردار ہو کر سسلی (سقلیہ) بھاگ جاتا ہے ۳ فروری ۱۴۹۵ء

کے باعث جو بے رحم آدمیوں کا خاصہ ہے وہ اوہام باطل کا ہدف بن گیا۔ یہ کہہ کر کہ شجر و حجر سے فرانس فرانس کی آوازیں آ رہی ہیں وہ اپنا تاج و تخت اپنے بیٹے کے حوالے کر کے سقلیہ بھاگ گیا (۳ فروری ۱۴۹۵ء)۔

اس کے بیٹے فرینٹے دوم نے باپ سے زیادہ ہمت دکھائی اور سان جیرمانو کے مقام پر اپنی فوجوں کے ساتھ شریک ہو گیا۔ یہاں ایک پہاڑی درہ اور دریائے گاری گلیانو کی وجہ سے مدافعت کا خاصا موقع حاصل تھا لیکن اس وحشیانہ طرز عمل کی خبروں نے جن کا اظہار فرانسیسیوں نے مانٹے سان جیووانی کی تسخیر کے وقت کیا تھا اس کی فوج میں خوف اور دہشت پھیلا دی اور اسی دہشت کے مارے وہ کپوا پر پلٹ کر ٹوٹ پڑی نیپلس میں بغاوت ہونے کی وجہ سے فرینٹے کو پھر وہاں سے بلایا گیا اور اس نے یہاں آ کر یہ ماجرا دیکھا کہ اس کے سردار فوج تری ولتزیو نے چارلس سے صلح کر لی ہے نیپلس میں اب دوبارہ بغاوت نے سر اٹھایا اور حرماں نصیب بادشاہ یہ کہتا ہوا (۲۱ فروری کو) سقلیہ روانہ ہو گیا کہ وہ اپنے اعمال کا نہیں بلکہ اپنے باپ کے گناہوں کا خمیازہ بھگت رہا ہے اس نے اس کا بھی وعدہ کیا کہ اگر اس کی بیوفا رعایا نے فرانسیسیوں کی بربریت سے تنگ آ کر کبھی اس کی واپسی کی تمنا کی تو وہ اس کی دستگیری کو آئے گا۔ دوسرے دن چارلس نیپلس میں داخل ہو گیا۔

چارلس کا داخلہ نیپلس ۲۲ فروری ۱۴۹۵ء

اور چند ہی ہفتوں میں دو ایک قلعوں کے سوا

سارا ملک اس کے قبضے میں آگیا۔

کومین لکھتا ہے کہ "چارلس کی کامیابی کو محض خدا کا فضل سمجھنا چاہئے" لڑائی جھگڑے کے بغیر وہ ساری اطالیہ میں اس سرے سے اس سرے تک گھوم آیا اور اتنی بڑی سلطنت کا فاتح بن گیا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کی ڈینگیں اور شیخیاں کہ وہ ترکوں کے ساتھ صلیبی لڑائیاں لڑے گا اور قسطنطنیہ کو فتح کرے گا

فرانسیسیوں کی قسمت پلٹا کھاتی ہے

پوری ہو جائیں گی لیکن اس کی یہ نصرت چند روزہ تھی جس طرح نا ردے میں دفعتہً دن ہو جاتا ہے اسی طرح چارلس کی قسمت نے بہ یک چشم زدن پلٹا کھایا۔ نشۂ فتحمندی سے بدمست فرانسیسی مغلوب اطالویوں کو انسان ہی نہ سمجھتے تھے۔ اپنی آزاد مزاجیوں اور بے رحمیوں سے انھوں نے اطالویوں کو بالکل بیگانہ کر دیا۔ چارلس نے اپنی فتوحات کو مستحکم کرنے کی کوئی تدبیر اختیار نہ کی بلکہ عیش و عشرت میں پڑ گیا۔ امرائے نیپلس کی دلنوازی اور استمالت کی پروا نہ کی گئی۔ تمام عہدے اور مناصب فرانسیسیوں کو دیئے گئے اور محصولات میں تخفیف کے جو وعدے کئے گئے تھے وہ کبھی پورے نہ ہوئے۔

اسی مدت میں شمالی مطلع پر طوفان کے علامات پیدا ہو رہے تھے۔ لوڈوویکو اپنی جلد بازی پر مدت سے کف افسوس مل رہا تھا اور اب اس کے یہ خوف بھی دامنگیر ہو گیا تھا، کہ آرلیان کا ڈیوک ممکن ہے کہ میلان کا مطالبہ کر دے۔ پوپ کو مجلس عامہ کا دھڑکا لگا ہوا تھا۔ اور بادشاہ کے خلاف جذبۂ عداوت کا برانگیختہ کرنا اس کی عین مسرت کا باعث تھا۔ وینس جو ابتداءً اس مہم کا مذاق اڑاتا تھا اب لرزہ براندام

وینس کی لیگ
۳۱ مارچ ۱۴۹۵ء

ہو گیا۔ فرڈیننڈ پہلے ہی چارلس سے شکایت کر چکا تھا اور اب اسے سقلیہ پر حملے کا اندیشہ پیدا ہو چلا تھا۔ میکسی میلین کا وقار خاندان والوائے تفوق واقتدار سے برہم ہو گیا تھا۔ وینس میں ان حکومتوں کے مابین مدت سے گفت و شنید ہو رہی تھی۔ نیپلس کی تسخیر نے پانی سر سے اونچا کر دیا اور ۳۱ مارچ کو ان قوتوں نے اتحاد وینس کو بظاہر یہ کہہ کر وجود میں لایا کہ وہ اپنے اپنے ملکوں کی حفاظت اور ترکوں کے خلاف

محاربات صلیبی کی تیاریاں کرنے کے لئے قائم کیا گیا ہے۔ گوئیکچیار دینی دعویٰ کرتا ہے کہ یہ قوتیں دراصل خفیہ طور پر فرانسیسیوں کو اطالیہ سے خارج کر دینے کی فکر میں تھیں ان کا مقصد غالباً یہ تھا کہ فرانسیسیوں کی مزید دراز دستیوں سے اپنے کو محفوظ رکھیں صرف فلورنس نے فرانس کے ساتھ عہد شکنی کرنے سے اس امید پر انکار کر دیا کہ وہ اس کی تائید سے پیسا کو پھر حاصل کر لیگا۔

ادھر چارلس نے پاپا کے دربار سے قبضہ نیپلس کے تسلیم کئے جانے کی بے سود امید میں ایسی تعویق کر دی جسے عقل باور کرنے سے عاجز ہے بعد ازاں نیپلس کے صدر

چارلس کی پسپائی

اسقف سے جلد تاج حاصل کر کے بمشکل تمام اس نے دس ہزار آدمیوں کو ہمراہ لیکر ۲۰ مئی کو مراجعت شروع کر دی۔ کومین لکھتا ہے کہ کاونٹ مان پانسیئے کو جو ایک اچھا سپاہی ہونے کے باوجود عقل سے خالی اور ایسا کاہل الوجود تھا کہ دوپہر تک سو کر نہ اٹھتا تھا وسیرائے کی حیثیت سے چھوڑ دیا گیا۔ اسٹیفن دی ویر جواب تولا کا ڈیوک تھا گائیٹا کا حاکم اور مالیات کا منتظم مقرر کیا گیا۔ علیٰ ہذا استوار دوبنی جوان میں بہترین سپاہی تھا کلابریا کا حاکم مامور ہوا جس وقت چارلس روم کے قریب پہنچا تو الگزینڈر اور ویتیو بھاگ گیا پھر وہاں سے پروجیا چلدیا ٹسکینی پہنچکر چارلس نے ہر چیز کو ابتر اور ہر شئے کو درہم برہم پایا سیئینا۔ لوکّا اور پیسا نے فلورنس کے خلاف سازش کر لی تھی اور فرانسیسیوں سے مدد کے خواہاں تھے۔ اہالیان فلورنس نے جنھوں نے سیونرولا کی صلاح کے مطابق اپنی حکومت میں اصلاح کر لی تھی، ان مقامات کے واپس کر دیئے جانے کا مطالبہ کیا جو ہنگامی طور پر بادشاہ کے تفویض کر دیئے گئے تھے چارلس کوئی تصفیہ نہ کرسکا اور ان کو خط و کتابت کا سبز باغ دکھا کر اور مفوضہ مقامات میں فرانسیسی فوجوں کو چھوڑ کر خود ۲۳ رجون کو وہ ایپی نائنیس کو عبور کر گیا۔

لیکن فرانسیسیوں کی تقدیر میں یہ نہ تھا کہ وہ اطالیہ سے کسی لڑائی کے بغیر بچ کر

فورنووا کی لڑائی
۶ رجولائی ۱۴۹۵ء

نکل جائیں بمغربی ساحل پر ان کے جنگی جہاز انفیں وینس اور ہسپانوی جہازوں کے حملے سے محفوظ کئے ہوئے تھے لیکن خشکی پر میلان اور وینس کی فوجوں نے مانتوا کے رئیس

کی سرگردگی میں دریائے تارو پر بمقام فورنوووان کا مقابلہ کیا۔ متحدین کی فوج کو تعداد اور موقع و محل ہر لحاظ سے تفوق حاصل تھا اور اگر اس نے استقلال اور پامردی سے کام لیا ہوتا تو دشمن کو شکست فاش دے سکتی تھی لیکن اطالوی فرانسیسیوں کو عاجز کرنے کے متمنی نہ تھے اور چارلس اپنے کوچ کو جاری رکھنے میں عقلمندی سے اپنے مقدمۃ الجیش کو آگے بڑھاے گیا۔ میلانی فوجوں نے کاونٹ کا جاتزو کی سرکردگی میں ہراول کا مقابلہ کیا لیکن حملہ کمزور تھا اور آسانی کے ساتھ رد کردیا گیا۔ گوئیکچیاردینی کے بیان سے معلوم ہوتا ہے کہ اس کا بانی مبانی لوڈوویکو تھا۔ اس خوف سے تحت فتح کامل ہوجانے سے کہیں اس کا مقابلہ وینس کی فوجوں کے رحم وکرم پر نہ آٹھیرے جو بلحاظ تعداد اس کی فوجوں سے کہیں زیادہ تھیں۔ یا یہ کہ شکست فاش کھاکر فرانسیسی اس سے انتقام لینے کے درپے نہ ہوجائیں لوڈوویکو نے اپنے سپہ سالار کو حکم دیدیا تھا کہ فرانسیسیوں کے ہراول پر بہت زیادہ دباؤ نہ ڈالا جائے۔ پھر قلب لشکر اور دنبال جیش پر بہت سخت حملے ہوئے اور چارلس تھوڑی دیر کے لئے خطرہ میں گھر گیا لیکن افواج غنیم کی بے ضبطی و بے ربطی نے اس کو بچالیا۔ بہت سے اطالوی اس کے سازوسامان کو لوٹنے میں پڑ گئے۔ محافظ افواج نے حملہ نہ کیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ فرانسیسی بادشاہ مال گنواتے ہوئے لیکن شان کے ساتھ اپنی کوچ کو قائم رکھنے میں کامیاب رہا۔

استی میں چارلس کو مسئلہ نووار کے باعث تعویق ہوئی۔ آرلیان کے رئیس لوئی نے ماہ جون میں اس مقام پر قبضہ کرلیا تھا لیکن اُس نے ادھر قبضہ کیا اور ادھر لوڈوویکو نے اس کا محاصرہ کرلیا۔ لوئی بیچارہ فوری امداد کے واسطے چیختا رہا لیکن بے فائدہ جب تک کمک نہ آئے چارلس جنبش کرنے والا نہیں تھا اور اس وقت تک سکون قلب کا سامان، صرف یہ سوچا کہ دل کو عشق و محبت کے الجھاؤں میں پھنسائے رکھے۔ خوش قسمتی سے لوڈوویکو فرانسیسیوں کو اطالیہ سے باہر کردینے کے لئے خود ہی مضطرب تھا۔ اس لئے ماہ اکتوبر میں صلح کرلی۔ لوئی نووار سے دست بردار ہوگیا۔ لوڈوویکو نے متحدین سے علیحدہ ہوکر فرانسیسیوں کو آزادی کے ساتھ گذر جانے دینے کا وعدہ کیا بلکہ

معاہدۂ ورسیلی
۱۰ اکتوبر ۱۴۹۵ء

اس کا بھی اقرار کیا کہ جب وہ نیپلس کے خلاف کارروائی کریں گے تو وہ ان کی تائید کرے گا۔ لیکن یہ صورت سردست محال نظر آتی تھی۔

جونہی چارلس نے نیپلس سے منہ موڑا اس کی فتوحات کا شیرازہ بکھرنا شروع ہوگیا۔ گوئیکچیار دینی لکھتا ہے کہ نیپلس کے باشندے اطالیہ بھر میں سب سے زیادہ متلون مزاج واقع ہوئے ہیں۔ ادھر فرانسیسیوں کی حماقتوں نے بھی فرینتے کے الفاظ یاد دلا دیئے چنانچہ وہ ماہ مئی کے اواخر میں فرڈیننڈ اسپین کے کیتھولک بادشاہ کی بھیجی ہوئی افواج کی مدد سے نیپلس آیا جو اسپین کے بہترین سپہ سالار

چارلس اطالیہ سے واپس ہوتا اور اسکی فتوحات کا شیرازہ بکھر جاتا ہے

گان ذیلو ڈی کارڈووا کی سرکردگی میں تھیں۔ استوار دوبنی سے سیمنارا پر شکست کھانے اور سینا بھاگ جانے پر مجبور ہونے کے بعد اس نے نیپلس پر دوبارہ حملہ کیا۔ شہر میں بغاوت ہوگئی، شہر پناہ کے دروازے کھولدیئے گئے اور مان پانسیئے نے (۷ جولائی کو) قلعے میں پناہ لی لیکن تھوڑے ہی مدت میں اس کے تخلیہ پر مجبور ہوگیا۔ ادھر روپیہ کے معاوضے میں وینس کو ماتو یولی، اوٹرانٹو، برنڈسی، اور ترانی کے شہروں پر قبضہ کرلینے کی اجازت ویدی گئی۔ مان پانسیئے اس توقع میں کہ چارلس کمک روانہ کرے گا۔ کچھ مدت تک اور لڑتا جھگڑتا رہا۔ مگر چارلس عیش و نشاط میں ڈوبا ہوا تھا۔ ڈیوک آرلیان نے جو اپنے کو تاج و تخت کا وارث سمجھتا تھا فرانس چھوڑنے سے انکار کردیا۔ بالآخر مان پانسیئے نے (۲۱ جولائی ۱۴۹۶ء کو) اٹیلا میں ہتھیار رکھدیئے۔ دوبنی نے مبتلائے تپ ہونے کے باوجود کچھ مدت تک اور بھی پامردی و استقلال سے کام لیا لیکن ۱۴۹۶ء کے ختم تک فرانس اپنی ساری کمائی کھو چکا تھا۔ فرینتے آخری نتیجے کو دیکھنے کے لئے زندہ نہ رہا اور ستمبر ہی میں اس دنیا کو خیرباد کہہ گیا۔ اس کا چچا فیڈریگو بلا کسی شورش کے اس کا جانشین ہوگیا۔ اس طرح تین سال کی مدت میں پانچ بادشاہ یکے بعد دیگر نیپلس کے تخت پر بیٹھے۔

چارلس کے مقبوضات میں سے اگر کچھ باقی رہ گئے تھے تو وہ صرف مفوضہ علاقے تھے جو فلورنس نے اس کے تفویض کئے تھے۔ یہ علاقے اس کے فرانس واپس ہوجانے پر

فلورنس کو واپس دیئے جانے تھے لیکن اپنے دوبارہ اطالیہ آنے کی امیدوں میں چارلس اپنے وعدہ کو لیت و لعل میں ڈالتا رہا اور ان عہدہ داروں نے جنھیں وہ اپنی جگہ حکمراں بنا کر چھوڑ گیا تھا ان معاہدوں کو تو بالکل نسیاً منسیاً کر دیا۔ لگ ہارن بلاشبہ ستمبر کے مہینے میں واپس کر دیا گیا تھا لیکن سرزانا باشندگان جنیوا، تیترا سانتا لوکا اور قلعہ پیسا باشندگان پیسا کے ہاتھ فروخت کر دیا گیا۔ ان علاقہ جات میں سے صرف پیسا ۱۵۰۹ء میں دوبارہ واپس لیا جا سکا اور وہ بھی ایک طویل جدوجہد کے بعد جس نے جمہوریہ کو بالکل خستہ و پاشکستہ کر دیا جو اس کے زوال کا باعث ہوا۔ تیترا سانتا اس وقت تک واپس نہ لیا جا سکا جب تک کہ ۱۵۱۳ء میں خاندان میڈیچی کا اعادہ عمل میں نہ آیا اور سرزانا تو کبھی بھی واپس نہ ہوا۔ اس طرح فرانس کے حلیف نے سب سے زیادہ مصیبت جھیلی۔

چارلس ہشتم اطالوی یلغار کے بعد بہ مشکل تین سال زندہ رہا نیپلس پر جدید حملے کے خواب ہمیشہ دیکھتے رہنے کے باوصف وہ عیش پرستیوں میں ابتداءً ایسا منہمک ہوا کہ اپنے ان خوابوں کو کبھی بھی پورا نہ کر سکا۔ کومین کے بیان کے بموجب اپنی زندگی کے آخری چند مہینوں میں چارلس نے اپنے دل میں زیادہ پابندی مذہب کے ساتھ زندگی بسر کرنے کا قصد کر لیا تھا۔ اگر یہ سچ ہے تو موت تقدیم کر گئی۔ قلعہ آمبواز کے قیام کے زمانے میں جبکہ نیپلس کے صناع اس کی آرائش و زیبائش میں لگے ہوئے تھے چارلس کا سر ایک دروازے کی اوپری چوکھٹ سے ٹکرا گیا اور اپریل ۱۴۹۸ء میں سکتے کے دورے سے جو اسی صدمے کا نتیجہ تھا کہ ۲۸ سال کی عمر میں وہ ہلاک ہو گیا۔ عظیم جسمانی قوت کے باوجود طبیعت کا سفلہ اور ارذل۔

چارلس ہشتم کی وفات

۷ اپریل ۱۴۹۸ء

دلیرانہ خیالات والا۔ لیکن ان کی سرانجام دہی سے عاجز و درماندہ۔ عیاشی کا شکار۔ تعجب ہے کہ ایسی ہستی دنیائے تاریخ میں ایسا نمایاں کام کر جائے۔ تاہم ان اطالوی جنگوں کا اس کے نام سے موسوم ہونا کچھ ایسا غیر موزوں بھی نہیں معلوم ہوتا جنھوں نے اطالیہ میں ایسی لامتناہی پریشان حالیاں پیدا کر دیں اور جو فرانس کے حق میں ایسی تباہ کن ثابت ہوئیں۔ چارلس کے تمام بچے صغر سنی ہی میں وفات پا چکے تھے لہذا

اس کے تاج و تخت کا وارث اس کا چچیرا بھائی اور برادر نسبتی لوئی آرلیان کا ڈیوک ہوا جس کی عمر اس وقت چھتیس سال کی تھی۔

۲۔ سیوو نارولا اور فلورنس

چارلس ہشتم کی وفات کے ایک ماہ بعد راہب سیوونارولا جس نے اطالوی یلغار کو ایک راز بنا دینے کی جان توڑ کوشش کی تھی اپنے دشمنوں کی عداوت کا نشانہ ہو گیا

یہ عجیب و غریب شخص ۱۴۵۲ء میں فرارا میں پیدا ہوا تھا۔ ایک غیر معمولی جوش و قوت والے واعظ کی حیثیت سے بتدریج شہرت حاصل کرتے ہوئے وہ ۱۴۹۱ء میں فلورنس کی ڈومی نکین خانقاہ سان مارکو کا رئیس الرہبان منتخب ہوا.

سیوونارولا سان مارکو کا رئیس الرہبان ۱۴۹۱ء

اس خود سرانہ طرز عمل کے باوجود جو اس نے یہاں اختیار کیا لورنزو نے اس کے ساتھ کوئی بدسلوکی نہیں کی بلکہ اپنے بستر مرگ پر بھی اس کو دعا کے واسطے بلایا[1]۔ اگرچہ چارلس ہشتم کی اطالوی یلغار وقوع میں نہ آئی ہوتی تو سیوونارولا غالباً ایک بڑا مجدد واعظ مذہب ہی رہتا اور اس سے زیادہ نہ بڑھنے پاتا اس کے وعظوں اور خطبوں کا ٹیپ کا بند ہمیشہ یہی ہوتا تھا کہ اطالیہ کو اس کے اعمال بد کی سزا دینے کے لئے خدائی تازیانہ پڑے گا۔ اور آگ اس کو اپنے گناہوں سے منزہ و مبرا کر دے گی۔ فرانسیسی حملہ آوری اور چارلس کی سرعت آمیز کامیابی کی نسبت یہ خیال کیا جاتا تھا کہ سیوونارولا کی پیشین گوئی پوری ہو رہی ہے چنانچہ وہ فلورنس کے پیشواؤں میں شمار ہونے لگا۔

خاندان میڈی سی کے انہزام میں اس نے کوئی نمایاں حصہ نہیں لیا لیکن پئیرو کے فرار ہونے پر (نومبر ۱۴۹۴ء) وہ شہری سیاسیات میں کھنچ گیا۔ ڈوڈبو کے

[1] اس ملاقات کے صحیح واقعات کی نسبت کرائیٹن کی تصنیف The Papacy دیکھو ضمیمہ (۷)

سیوونارولا اور ۱۴۹۴ء کا انقلاب

گرجا کے ممبر سے سیوونارولا کی قوی وکالت کی تائید اور اس کے مشوروں کی رہنمائی میں جماعتِ عوام جس سے سیوونارولا کو تعلق فطری تھا دستورِ مملکت میں اصلاح کی ابتدا کرنے اور اس پر عمل پیرا ہونے میں کامیاب ہو گئی۔ ۲۳ دسمبر کے حکمنامہ کے بموجب حکومت کی تشکیل حسبِ ذیل تھی:—

ایک مستقل مجلس عظمیٰ (کونسیلیو ماگیوورے) جس کی رکنیت جملہ مستوجب الانتخاب شہریوں کو حاصل ہوگی یعنی ان تمام شہریوں کو جن کی عمر تیس سال کی ہوگی اور جن کے باپ، دادا یا پردادا حکومت کے بڑے عہدوں پر کسی وقت ممتاز رہ چکے ہوں۔ یہ مجلس جس کے ارکان کی تعداد تقریباً (۳۰۰۰) تک کی تھی اپنے اراکین میں سے ایک دیوانِ عام (کونسیلیو دیلی اوتانتا) کا انتخاب کرتی جس کے ارکان چھ ماہ کے لئے منتخب ہوتے اور مجلس عظمیٰ کی معیت میں ملک کے واضعانِ قانون کی حیثیت رکھتے۔ سینیوری اور دوسرے عہدہ دارانِ عدالتی کا انتخاب مجلس عظمیٰ کی جانب سے اس فہرست کے منجملہ عمل میں آنے والا تھا جو انتخاب کنندگان کی مجلس کی جانب سے جن کا انتخاب خود اراکین کونسل میں سے ہونے والا تھا مجلس عظمیٰ کے روبرو پیش ہوتی۔ نیز فوجداری مقدمات کے مرافع بھی مجلس عظمیٰ کے سامنے پیش ہوتے، سینیوری (حکمران جماعت) حسبِ سابق گونفالونیر اور آٹھ رئیس الراہبین پر مشتمل ہونے والی تھی۔ جماعت حکمراں کا انتخاب ہر دو ماہ کے بعد ہوتا اور امن و آزادی کے دس محافظین (دیچی دی لبرتا اے پاچے) جو خارجی معاملات کے ذمہ دار تھے اپنے عہدوں پر چھ ماہ تک قائم رہ سکتے تھے۔

یہ دستورِ حکومت مشکل جمہوریت سے تعبیر کیا جا سکتا ہے کیونکہ تقریباً سات ہزار شہری رائے زنی کے حق سے محروم ہو جاتے تھے۔ اپنے عہد کے دوسرے بہتیرے اصولیوں کی طرح سیوونارولا بھی وینس کے ثبات و استحکام کا مداح گستر تھا۔ اور وینسی طرز پر ایک مربوط اور مستقل انتخاب کنندہ اور توضیعی مجلس یعنی مجلس اعلیٰ کو قائم کر کے اپنے وطن میں ویسی ہی استواری پیدا کرنے کے خیالات خام پکاتا رہا۔ بریں ہم یہ حکومت قدیم طرز کے مقابلے میں ضرور قابلِ ترجیح تھی جس کے تحت

برائے نام جمہوریت کے باوجود سارا ملک ایک خاندان واحد اور اس کے حواریوں کے زیر اقتدار ہوگیا تھا۔

سیوونارولا نے اسی پر قناعت نہیں کی بلکہ اپنے منبر وعظ سے وہ ہمیشہ اخلاقی اصلاح پر زور دیا کرتا تھا جسے وہ سچی آزادی کی ضروری بنیاد سے تعبیر کیا کرتا تھا نیز ایک عام معافی پر طبعی اصرار کیا کرتا تھا جس سے فرقہ بندی کے خطرات گھٹ جا سکتے تھے۔ اس طرح وہ سیاسیات میں قدم رکھتا جاتا تھا لیکن وہ ہمیشہ اس سے اپنی بیزاری کا اعلان کرتا اور کہتا تھا کہ وہ بادل ناخواستہ اس طرح سیاسی معاملات میں دخل دیتا ہے۔ اپنے ۱۲ دسمبر ۱۴۹۴ء والے وعظ میں اس نے یہ اعلان کیا کہ اس نے اپنے خدا سے التجا کی ہے کہ وہ اسے امور مملکت میں دخل دہی سے بچائے رکھے لیکن حکم ربانی یہ ہوا ہے کہ وہ اپنے کام کو جاری رکھے اور ایک مقدس شہر کی بنیاد ڈال دے جہاں نیکوکاری کی پرستش ہو اور جو یسوع مسیح کو اپنا مالک و مولیٰ خیال کرے۔

ہم کو اس کا خاصا یقین ہے کہ سیوونارولا بے ریا اور سچا تھا تاہم سیاسیات میں دخل دہی ایک مہلک غلطی تھی۔ اس کے باعث وہ بھی ایک جماعت سے متعلق ہوگیا جس کے نقائص کا وہ ذمہ دار اور جس کی کامیابی پر اس کا انحصار تھا۔ اس صورت حال نے بحیثیت مصلح کے اس کو بہت کمزور کر دیا۔ دوسری طرف اس کے تبعین ان تمام اشخاص کو اپنا دشمن سمجھتے تھے جو اس کی اخلاقی اصلاح کی کوششوں کو پسند نہ کرتے تھے۔ اس طرح اس کے خلاف بڑی سخت مخالفت شروع ہوئی۔ بگی جماعت بھورے خاندان میڈیچی کے استرداد کے لئے کام کر رہی تھی (ارابیٹی یعنی مشتعل کردہ خاندان) مڈیچی کو نظر انداز کر دینے کے باوجود دستور میں تغیرات کیے جانے پر معترض تھی۔ جماعت کومپاگناچی یعنی (ساتھی) اپنی رنگ رلیوں میں واعظین کے دخل دینے کو ناپسند کرتی تھی۔ یہ تینوں جماعتیں گو ابتدائً بالکل مختلف اغراض

سیوونارولا ایک سیاسی جماعت سے متعلق ہو جاتا ہے اور داخلی و خارجی دشمنیوں کا باعث ہوتا ہے۔

کے لئے کام کرتی تھیں لیکن انجام کار پیانونی (نوحہ گروں) یعنی مقلدان راہب کے
خلاف باہمدیگر متحد ہوگئیں۔ اس طرح اگر ایک طرف سیاسیات ملکی میں سیوونارولا
کی مداخلت نے فلورنس میں اس کے اثر کو کمزور کر دیا تھا تو دوسری جانب اس کی
جماعت کے انداز نے اسے خارجی مُدبروں کی دشمنی کا ہدف بنا دیا۔ پیسا کو واپس
لے لینے کی خواہش فلورنس کا سب سے بڑھا ہوا جذبہ تھا اور اس مقصد کے حاصل
کرنے کے لئے کوئی ایسی مصیبت نہ تھی جس کے جھیلنے کے لئے وہ آمادہ نہ ہو۔ اس نے
اتحاد وینس میں شریک ہونے سے محض اس امید پر انکار کر دیا تھا کہ اس طرح وہ
پیسا کو چارلس کے ہاتھوں سے واپس لے لے گا۔ ان امیدوں میں اسے ناکامی
ہوئی، تاہم مقلدان راہب فرانسسکو ڈیلوری کی سرکردگی میں اب بھی اس افسون باطل
کے فریب خوردہ ہو رہے تھے کہ چارلس ایکبار پھر اطالیہ میں داخل ہوگا اور
بالآخر اپنے وعدہ کو ایفا کرے گا۔ ان کے ان توقعات کی تائید سیوونارولا
کی تعلیمات سے ہوتی تھی جو اس امر کا اعلان کرنے سے کبھی نہ تھکتا تھا کہ
اطالیہ کو ابھی اپنے اعمال کی بہت سزا بھگتنی ہے لیکن فلورنس کو مصائب و تکالیف
جھیلنے کے بعد بالآخر خدا اپنے فضل و کرم سے بچالے گا۔ جمعیت اتحاد میں
شرکت سے اس طرح انکار کرنے کے باعث فلورنس نے اپنے کو لوڈوویکو میکسی ملین
وینس اور پوپ کی دشمنیوں کا ہدف بنالیا۔ اول الذکر تینوں حریفوں نے باشندگان پیسا
کی باری باری سے سامان حرب سے تائید کی اور اکتوبر ۱۴۹۶ء میں میکسی ملین خود
اطالیہ آیا لیکن باہمی رقابتوں نے متفقہ طور پر کام نہ کرنے دیا اور اس کی مہم کا
خاتمہ ناکامیابی پر ہوا۔

پوپ کی مخالفت اور بھی زیادہ سخت ثابت ہونے والی تھی۔ الکزنڈر ششم کو
ان دھمکیوں اور ملامتوں کی چنداں پروا نہ تھی جو یہ مصلح اخلاق اس عہد کے معاصی و معائب
کے خلاف دیا اور کیا کرتا تھا لیکن سیاسیات میں اس کی مداخلت کو وہ
برداشت نہ کرسکتا تھا۔ بنا بریں ستمبر ۱۴۹۵ء میں اس نے سیوونارولا کو وعظ گوئی

پوپ کی مداخلت
ستمبر ۱۴۹۵ء

سے منع کر دیا۔ سیوونارولا نے ابتدائً اس حکم کی تعمیل
کی اور آئندہ میلاد مسیح تک اس نے اپنی زبان بند رکھی مگر

۱۴۹۶ء کے ایسٹر کے چلّے میں مجلس سنیوری نے جو طرفداران راہب پر مشتمل تھی اس کو از سر نو وعظ کہنے کا حکم دے دیا۔ اس نے امتثال امر کیا اور ۱۴۹۶ء کے کارنیول میں جماعت پیانونی (نوحہ گووں) کا جوش مذہبی جلوسوں کی شکل میں نمایاں ہوا۔ کم سن بچے ہاتھوں میں زیتوں کی ٹہنیاں لیئے گلی کوچوں میں جوق در جوق نکلتے اور مذہبی گیت گاتے جاتے تھے۔ اس نافرمانی کی یورش و تنبیہ پر سیوونارولا یہ کہہ کر کرتا تھا کہ پوپ کی کوئی ممانعت اس کو اپنے فرائض سے باز نہیں رکھ سکتی اور اگر یہ ممانعت انجیل مقدس کے قانون محبت کے خلاف ہو اس کی مخالفت کرنا چاہئے کیونکہ جس پوپ سے ایسی غلطیاں سرزد ہوں وہ کلیسا کا نمایندہ نہیں ہو سکتا۔ خاصکر ایسے کلیسا کا جس کا وہ وفادار بیٹا ہونے کا دعوے کرتا تھا۔ اس دلیرانہ حرکت سے بھی الکزینڈر کو فوراً جوش نہیں آیا۔ بلکہ بعض مورخ تو یہ کہتے ہیں کہ اس زمانے میں اس نے سیوونارولا کو کارڈنل کے عہدہ کا لالچ دلا کر توڑ لینے کی کوشش کی تھی۔ اگر یہ خیال سچ ہو تو سیوونارولا نے اس کے عطیے کو پائے حقارت سے ٹھکرا دیا اور پوپ کو مجبوراً دوسری تدابیر اختیار کرنا پڑیں۔

ٹسکینی کا ڈومینیکن مذہبی فرقہ سیوونارولا کی استدعا پر لمبارڈی کے ڈومینیکی فرقہ سے جدا کر دیا گیا تھا۔ اس سے اسے ایسی غیر معمولی آزادی حاصل ہو گئی جس سے اس کے فرقے کے بہت سے راہبوں کو حسد پیدا ہوا۔ اس وقت الکزینڈر نے سان مارکو کی خانقاہ کو ایک جدید مخلوط ٹسکانی اور رومن جماعت سے متحد کر دیا (۷ر نومبر ۱۴۹۶ء) یہ علانیہ پوپ کا اختیاری فعل تھا اور جماعت میں بالعموم پسند بھی کیا گیا اور پوپ کو امید تھی کہ وہ سیوّونارولا راہب پر اسی کی اخوت کے ایک بالادست کے ہاتھوں ضرب لگائے گا۔ سیوونارولا نے اس کے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اس کی تائید سان مارکو کے تقریباً ڈھائی سو برادران دینی نے کی۔ اسی کے بعد ۱۴۹۷ء کا جشن کارنیول تھا۔ اس موقع پر جماعت پیانونی (نوحہ گروں) کا جوش و خروش انتہا سے زیادہ بڑھ گیا۔ خرد سال بچے گھر گھر گھومتے اور اسباب خود آرائش مانگتے۔ لوگ انھیں کارڈ۔ کھلونے۔ فحش کتابیں۔ تصاویر اور دوسری دستکاری کی اشیاء دیتے تھے۔ ان سب کی ایک عام چتا قائم کی گئی اور نہایت سنجیدگی کے ساتھ پیاتزا میں نذر آتش کر دی گئی۔ یہ اور

سیوونارولا کے خلاف کارروائی۔

اسی قسم کی دوسری زیادتیوں نے جن سے بدقسمتی سے انکار نہیں کیا جاسکتا[1] بہتوں کو متنفر کردیا اور راہب کے معاندین کی تعداد میں اضافہ ہوتا گیا۔ اس تحریک کے خلاف ردعمل کا نظارہ چند موقعوں پر نظر آیا۔ ایک، مارچ ۱۴۹۷ء میں برنارڈ ڈل نیرو کے گان فالونیر کے عہدے پر منتخب ہونے کے وقت جو خاندان مڈیچی کا چھپا ہوا ہوئیں۔ تھا اور دوسرے بیرو کی ناکامیاب کوشش کے موقع پر جو اس نے اپریل میں فلورنس کے واپس لینے کی غرض سے کی تھی۔ تیسرے ڈودمو کے ہنگامے کے وقت جو معراج مسیح کے دن ۴ مئی کو کامپائناچی یعنی ساتھی جماعت نے برپا کیا تھا۔ جب کہ سیوونارولا وعظ کہنے میں مشغول تھا۔ غالباً اسی علم سے متاثر ہوکر کہ سیوونارولا کا اثر زائل ہو رہا ہے اب الگزینڈر نے اس پر ضرب لگانے کا تصفیہ کرلیا۔ باشندگان فلورنس سے انتساب کرنے کے بعد جس میں اس نے اس امر تک کا وعدہ کرلیا تھا کہ اگر انھوں نے اتحاد میں شرکت کرلی تو وہ ان کو پیسا واپس دلادے گا جس کا اعتبار نہ کرنے میں اہالیان فلورنس نے بڑی عقلمندی کی تھی۔ اس نے یہ کہنا شروع کیا کہ وہ لوگ ایک بکواس راہب کی پیشین گوئیوں سے گمراہ ہو رہے ہیں۔ اور بالآخر مئی ۱۴۹۷ء میں اس نے سیوونارولا کو دین مسیحی سے خارج کردینے کی کارروائی کی۔

پاپا سیوونارولا کو دین مسیحی سے خارج کرتا ہے۔ مئی ۱۴۹۷ء

اسی عرصے میں مجلس اعلیٰ نے جملہ وعظ و تلقین کی ممانعت کرکے خواہ وہ سیوونارولا کی جانب سے ہوتی ہو یا اس کے معاندین و مخالفین کی جانب سے فلورنس کے جوش و جنبش کو دبانے کی کوشش کی اور کچھ عرصے تک سکوت و سکون رہا۔

لیکن جولائی کے انتخاب سے جماعت پیانونی کو پھر مجلس اعلیٰ میں اکثریت حاصل ہوگئی اور اگست میں اس خبر کو سنکر سارا شہر ششدر رہ گیا کہ پانچ سربرآوردہ شہریوں کو گذشتہ اپریل کی میڈیچی سازش میں شریک ہونے کا ملزم قرار دیا گیا ہے۔

---

[1] لیکن سیوونارولا فنون و ادب کا دشمن نہیں تھا۔ دیکھو ویلاری کی تصنیف باب (۲) صفحہ (۱۳۳)۔

مجرم قرار دیا جانے کے بعد دستور جدید کی مستقل شرط کے خلاف ان کو مجلس اعلیٰ میں مرافعہ کرنے کے حق سے محروم کر کے قتل کر دیا گیا ان مقتولین کا تعلق سیوونارولا کے مخالفین سے تھا۔ اور ان میں کے اکثر بالخصوص برنارڈو ڈل نیرو اس سے کچھ ہی پہلے کسی عہدے پر ممتاز رہ چکا تھا لہٰذا ان کے قتل سے سیونارولا کی حالت تھوڑی مدت کے لئے خاصی قوی ہو گئی۔ اس تاریخ سے لیکر آیندہ مارچ تک مجلس میں پیانونی ہی بھرے رہے۔

پیانونی جماعت کو پھر غلبہ حاصل ہوتا ہے۔

لہٰذا ولادت مسیح کے دن سیوونارولا نے سان مارکو کے گرجا میں رومن کیتھولک فرقے کی نماز شان و شوکت کے ساتھ ادا کی۔ کارنیول کے دن اباب خود بینی کی دوسری چتا جلائی گئی اور مجلس سینورتی کی جانب سے مکرر وعظ گوئی کی دعوت ملنے پر راہب عصائے مقدس ہاتھوں میں لئے ڈوومو کے منبر پر کھڑا ہوا۔ اور خدا سے دعا کی کہ اگر وہ درحقیقت دین سے خارج کئے جانے کے قابل تھا تو وہ اسے موت سے ہمکنار کر دے۔ ساتھ ہی اس کا بھی اعادہ و اعلان کیا کہ اگر وہ آلہ کار جس کے ذریعے سے خدا دنیا پر حکومت کرتا ہے اپنے کو خدا سے جدا کرے تو وہ ایک شکستہ آہن سے زیادہ وقعت نہیں رکھتا اور اس کے قابل نہیں کہ اس کے احکام کی تعمیل کی جائے۔

لیکن سیوونارولا نے اپنی طاقت کا غلط اندازہ کیا تھا۔ مذہبی جوش و خروش کے ابال کا پلٹا کھانا ناگزیر ہے چنانچہ فلورنس کے اُبال نے بھی اب پلٹا کھایا۔ سیوونارولا کے متقلدین اور خود اس کی شدتوں اور سختیوں نے اس کے مخالفین کی تعداد بہت بڑھا دی تھی۔ بہتیرے اشخاص کو جو ابتداءً اس کی نسبت اچھا خیال رکھتے تھے اس کی پوپ سے علانیہ مبارزت طلبی نیز اس دلیری پر جس کا اظہار دین سے خارج کئے جانے کے زمانے میں وہ کیا کرتا تھا سخت صدمہ ہوا۔ فرانسسکائی فرقے نے جو ڈومینائی فرقے کا ہمیشہ سے حاسد رہا تھا۔ اس وقت اپنے حملوں کو جن کی قیادت سیوونارولا کا حریف قدیم فرامار یانو دی گیناتزانو کیا کرتا تھا الضاعف کر دیا۔ بلکہ سان مارکو کے باہر ڈومینیکی فرقے کے پیرووں کی کثیر تعداد بھی اس کے خلاف ہو گئی۔ اس کے معاندین نے اس ردعمل سے فائدہ اٹھانے

میں بہت سرعت دکھائی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ مارچ ۱۴۹۶ء کی مجلس اعلیٰ کے اراکین میں اس کے متبعین کی تعداد صرف تین تک شمار ہو سکی اس پر بھی محافظین

سیوونارولا کے خلاف آخری وقطعی ردعمل

اس و آزادی میں سے اکثر جو اپنے خشن ماہی انتخاب کی وجہ سے ابھی اپنے اپنے عہدوں سے علحدہ نہیں ہوئے تھے اس کے طرفدار تھے۔ لہٰذا جس وقت الگزینڈر نے شہر کو یہ کہہ کر دھمکی دی کہ اگر سیوونارولا اپنے وعظ گوئی کو موقوف کر کے عفو گناہ کے لئے روما نہ آئے تو وہ شہر کو عیسائیت سے خارج کر دے گا تو اس موقع پر حکومت نے درمیانہ راہ اختیار کی یعنی اس نے راہب کو ترک وعظ گوئی کی ترغیب تو دی لیکن اس کو روما چلے جانے پر مجبور نہ کیا۔

یہ امر مشتبہ ہے کہ الگزینڈر راہب کسی صورت اپنے ہاتھوں کو روکتا کیونکہ سیوونارولا نے مجلس عامہ کا تذکرہ کرنا شروع کر دیا تھا اور یہ معلوم تھا کہ چارلس ہشتم کی طرف سے اس آواز کی تائید کئے جانے کا امکان تھا۔ ساتھ ہی سیئوونارولا کے مخالفین بالخصوص سینتا کروچے کی فرانسسکی جماعت تباہی وتخریب پر بہت کشادہ دہن ہو رہی تھی بہرکیف آتشی آزمائش کی تجویز نے ہنگامہ برپا کر دیا۔ اس تجویز کی ابتدا خواہ فرانسسکی جماعت کی جانب سے ہوئی ہو یا نہیں لیکن انھوں نے اسے بہ شوق تمام اختیار کر لیا۔ فرانسسکو دی پولیا

آگ کے ذریعے سے آزمائش۔

علی الاعلان کہتا تھا "مجھے یقین ہے کہ میں جل جاؤں گا لیکن خلق خدا کو اس شخص کی فتنہ انگیزی سے بچانے کے لئے میں مرنے پر بھی آمادہ ہوں' اگر سیئوونارولا نہ جلے تو تم کو اختیار ہے کہ تم اسے سچا پیغمبر خیال کرو۔

سیئوونارولا نے بذات خود اس طرز آزمائش کے تسلیم کرنے سے انکار کیا۔ لیکن اس کا سب سے زیادہ وفادار پیرو ڈومینیکو دیسچیا نے اس کے عوض مبارزت کا اعلان کر دیا۔ سیوونارولا کے لئے اس سے انکار کرنا دشوار تھا۔ مجلس اعلیٰ ابھی ایک طولانی بحث وتمحیص کے بعد رضامند ہو گئی اور ۷ اپریل کو ایک جم غفیر اس غیبی آزمائش کا تماشا دیکھنے کے شوق میں پیازا میں جمع ہو گیا۔

اس میں شک ہے کہ آیا فریقین کو اس آزمائش کے فی الحقیقت عمل میں آنے کی توقع تھی بھی یا نہیں۔ حقیقت حال کچھ بھی ہو اعتراضات کی ابتداء خود فرانسکی جماعت کی جانب سے ہوئی۔ یہ کہ کر کہ ان کو سیئو نارولا کی جانب سے جادوگری سے کام لینے کا احتمال ہے انھوں نے اس امر کا مطالبہ کیا کہ اول الذکر کا مبارز اپنی chasuble اور Vetments اتار ڈالے اس کے بعد یہ اعتراض کیا کہ صلیب بھی نہ لینی چاہیئے آخر الامر اس پر اصرار کیا کہ عصائے تقدس لے کر آگ میں نہ اترا جائے۔ یہاں پہنچ کر سیئو نارولا نے مخالفین کی فرمائشات کی تعمیل کرنے سے انکار کر دیا۔ اس بحثا بحثی میں دن ڈھلتا گیا پانی بھی پڑنے لگا اور بالآخر مجلس نے آزمائش ہی ملتوی کر دی۔ عوام مایوسی کے جوش سے پاگل ہو رہے تھے۔ دوسرے دن جماعت کا میانا گی (ساقیوں) نے موقع کو غنیمت سمجھ کر سان مارکو پر حملہ کر دیا (۸ر اپریل) اس معرکے میں منجملہ اوروں کے دو نارولا سے کا مستحکم ترین موید فرانسسکو ویلوری بھی جو کسی وقت میں گاں فیلونیر کے عہدے پر بھی ممتاز رہ چکا تھا، کام آیا۔ بہر تقدیر جب تک مجلس اعلیٰ نے دست اندازی نہیں کی اور سیئو نارولا اور اس کے دو نو موید ین خاص یعنی فراڈو مینکو اور فرا سلو رسٹرو کو گرفتار نہیں کر لیا اس وقت تک اس کے برادران دینی سان مارکو پر قدم جمائے کھڑے رہے۔

اب پاپا الکزنڈر نے مطالبہ کیا کہ سیئو نارولا راہب اس کے حوالے کر دیا جائے ایک طویل نامہ و پیام کے بعد یہ اقرار پایا کہ دو نمائندے پوپ کی طرف سے روحانی گناہوں کی تحقیق کے لئے بھیجے جائیں اور ملکی خطاؤں کی تفتیش فلورنس کے کمشنر کریں۔ ساتھ ہی پوپ نے مذہبی محاصل کا ۳/۱ حصہ فلورنس کو دینا منظور کر لیا اس پر پیروان راہب میں سے ایک نے کہا کہ تین کا دس گنا تیس ہوتا ہے جس طرح حضرت مسیح تیس دینار کے معاوضے میں فروخت کر دیے گئے تھے اسی طرح ہمارے آقا کو بھی لوگوں نے فروخت کر دیا اسی کے ساتھ سیئو نارولا کو جسمانی آزار دیئے جانے لگے۔ کہتے ہیں کہ اس نے اقبال کر لیا تھا کہ وہ پیغمبر صادق نہیں تھا لیکن یہ مسلمہ ہے کہ تکالیف دے کر جو اقبال

گرائے جاتے ہیں وہ اس قابل ہی نہیں کہ انھیں رتی برابر بھی وقعت دی جائے۔ ماسوائے
اس امر کے یقین کرنے کے خاصے وجوہ موجود ہیں کہ اس کے اظہار کو غلط رنگ
دیا گیا۔ اس کے مخالف اس کی پامالی کا بیڑا اٹھا چکے تھے۔ ان کی قطعی کامیابی
کے لئے اب جس چیز کی ضرورت باقی رہ گئی تھی وہ صرف یہ تھی کہ ماہ مئی کے انتخابات
میں ایک ایسی مجلس اعلیٰ قائم ہو جو سرتاپا اس کی مخالف ہو۔ یہ مقصد مجلس اعلیٰ سے
دو سو فوجہ گروں کے اخراج سے حاصل ہو گیا۔ اس طرح سینوری پر ارابیٹول کا قبضہ

راہب سولی پر چڑھا دیا گیا ۲۳ مئی ۱۴۹۸ء۔

ہو گیا۔ سیؤو نارولا اور اس کے دونوں ساتھی جنھیں نمائندگان
پاپا نے الحاد اور اس کے ہم شہریوں نے حکومت سے
غداری کا مجرم پایا تھا۔ ۲۳ مئی ۱۴۹۸ء کو شہیدوں کے استقلال
اور ثبات قدم کے ساتھ عروس مرگ سے ہم آغوش ہو گئے۔

سیؤو نارولا اس انجام کا سزاوار تھا یا نہ تھا اس بارے میں اس عہد
کے مورخین میں سخت اختلاف آراء ہے اور یہ اختلاف اب تک قائم ہے۔
الگزنڈر کے بعد جو پوپ ہوئے ان میں سے ایک کا قول ہے کہ جنت میں
داخل ہونے کے بعد جس چیز کا علم حاصل کرنے کے لئے میں سب سے
زیادہ مضطرب ہونگا وہ یہ ہوگی کہ آیا سیؤو نارولا نیکوکار تھا یا بدکار۔ وہ لوگ جو
اس پر ریاکاری کا الزام لگاتے ہیں توفیق ربانی کے متعلق اس کے اعتقاد کو
ادعائے باطل سمجھتے ہیں۔ اس کی بشارتوں کو حصول مقاصد کے بہانوں سے
تعبیر کرتے ہیں وہ بلاشبہ ان لطیف و رقیق تاثرات سے لاعلم ہیں جن کے تحت
پیشوایان دین نے ہمیشہ کام کیا ہے۔ یہ ہستیاں وہ ہیں جن کی زندگی کے ہر لمحے میں
دنیا پر سرمدی حکومت کا ایک زبردست اعتقاد اور کامل یقین جاری و ساری ہوتا ہے۔
جو لوگ اسے مذہبی دیوانہ سمجھ کر ناچیز و حقیر خیال کرتے ہیں ان کے سینے شرم و گناہ کے ان
شعلوں سے بیگانہ ہیں جو مصلحانِ قوم کی روحوں کو تحلیل کرتے رہتے ہیں۔ یہ امر کہ اسے یہ خیال پیدا
ہو گیا تھا کہ خدا نے اسے رسالت کا امین قرار دیا ہے اور وہ اس کی بشارتوں اور
وعیدوں کا پہنچانے والا ہے ہم کو اس کا یقین کر لینا چاہیئے۔ رہی یہ بات کہ اس سے
بعض زیادتیاں سرزد ہو گئیں یہ امر اسے صرف معمولی انسانی کمزوریوں کا مجرم ٹھیرائے گا۔

اس کی اصلی غلطی جیسا کہ قبل ازیں بیان کیا جا چکا ہے صرف یہ تھی کہ اس کے قدم اپنی حدود سے متجاوز ہو کر سیاسیات کے دائرے میں بھی پڑ گئے تھے۔ اگر اس کی جد و جہد اخلاقی اصلاح تک محدود رہی ہوتی تو شاید وہ فضائے شہرت میں اتنا بلند پرواز نہ ہو سکتا لیکن ساتھ ہی وہ بہت سے تخالفات و تناقضات سے بچا رہتا اور اتنا قعر مذلت میں بھی نہ گرتا۔ وعظ گوئی اور تدبیر ملک کے مناصب کی باہمدیگر آشتی آسان نہیں ہے۔ کسی سیاسی جماعت سے جب اس نے اپنی قسمت کو ایک بار وابستہ کر لیا تھا تو تفوق کامل کے علاوہ اور کوئی شے اُسے تباہی سے نہیں بچا سکتی تھی۔ مابقی امور میں سیؤ و نارولا کے کاموں کو مابعد کی تحریک اصلاح سے خلط ملط نہ کرنا چاہئے۔ کلیسا سے قطع تعلق کرنے یا اس کے عقائد و اصول سے چھیڑ چھاڑ کرنے کا اسے کوئی خیال نہ تھا۔ اس کا دماغ ایک درمیانی سانچے میں ڈھلا ہوا تھا۔ اس کا شمار ان مصلحان اعظم میں سے ہے جن کی کوششوں کا محور سینٹ فرانسیس اسیسی کے مساعی کے مانند صرف یہ تھا کہ انسان کو مسیحی تعلیم سے جس رنگ میں کہ وہ اس وقت سمجھی گئی تھیں قرین کر دیں لیکن جنھوں نے ان تعلیمات کے مسلمہ مفہوم سے کبھی مناظرت نہیں کی وہ دہریت و الحاد کی اس روح کے خلاف دشمن بن کر سینہ سپر بنا ہوا تھا جس نے نشاۃ جدیدہ کی تحریک کو ضرر پہنچایا تھا تاکہ اپنے ملک کو اس اخلاقی رسوائی پر ملامت کر سکے جو اس کی تباہی کا پیش خیمہ تھی۔

۳۔ لوئی دوازدہم۔ ملان اور نیپلس کی جنگ

لوئی دوازدہم کی تخت نشینی پر علی العموم خوشیاں منائی گئیں۔ ابتدائی عمر میں وہ شہزادی این بوزیو کے مخالف گروہ کی رہنمائی کر چکا تھا اور اس کی خاطر قید و بندگی کی سختیاں بھی برداشت کی تھیں۔ لیکن تھوڑے عرصے سے شاہ چارلس کا وفادار مؤید بنا ہوا تھا۔ جوانی میں غیر محتاط اور عیش و عشرت کا

لوئی دوازدہم کی داخلی حکمت عملی

رسیاء اب وہ اپنی دلیر طبعی و فیاض نفسی کے ساتھ ساتھ زیادہ متین و سنجیدہ ہوگیا تھا۔ مسند نشینی کے وقت اپنے جذبات کا اعلان ان الفاظ میں کیا کہ بادشاہ ان برائیوں کو بھول گیا ہے جو ڈیوک ہونے کے وقت اس کے حق میں کی گئی تھیں۔" چنانچہ اس نے شہزادی این بوژیو اور اس کے شوہر کے ساتھ جن کی اس نے ایک وقت میں سخت مخالفت کی تھی بہت حسن مراعات رفق ومدارات کا اظہار کیا۔ جب ان دونوں کی اکلوتی بیٹی سوسانا کی شادی چارلس کاونٹ مانٹ پنسیر کے ساتھ ہوئی تو بادشاہ نے لوئی یازدہم کے اس حکم کو منسوخ کر دیا جس کی رو سے اولاد نرینہ کے نہ ہونے کی صورت میں خاندان بوربون کی قلمرو تاج کی نذر ہو جانے والی تھی، کشادہ دلی اور فیاضی کے اس سلوک نے بڑی جاگیروں کی اس آخری نشانی کو سلطنت فرانس میں ضم ہوتے سے بچالیا۔

اس عہد کا آغاز متعدد مفید وکارآمد تدابیر سے ہوا۔ محصول تیلی[1] میں تخفیف کردی گئی۔ عدالتی عہدوں کا فروخت ہونا ممنوع ہوگیا۔ نظماء عدالت کی رشوت ستانیوں کو روکنے کی سعی کی گئی۔ بیرونس اور نارمنڈی کو مقامی پارلیمنٹ یا عدالت عطا کی گئی جو پیرس کی پارلیمنٹ کا پاسنگ برابر کرتی رہیں ساتھ ہی حدود و اختیارات کے بارے میں جامعۂ پیرس کے ناروا حقوق میں قطع وبرید کردی گئی۔ ممکن ہے کہ بعض لوگ لوئی کی اپنی پہلی بیوی جین دختر لوئی یازدہم کو طلاق دہی اور چارلس ہشتم کی بیوہ شہزادی این بریٹانی کے ساتھ عقد نکاح کو سیاسی مصالح کی بناء پر جائز قرار دیں کیونکہ جین سے کوئی اولاد نہ تھی اور بریٹانی فرانس سے پھر منقطع ہوجانے کی دھمکیاں دے رہی تھی لیکن طلاق کے متعلق جو نامہ وپیام پوپ اور لوئی کے مابین ہوئے اس میں بادشاہ نے بڑی سفاہت اور کمینہ پن کا اظہار کیا۔

[1] ایک قسم کا محصول جو زمین اور آمدنی پر عائد کیا جاتا تھا اس کے ابتدا ۱۴۳۹ء میں حکومت آرلئنس نے جاری کیا تھا۔ امراء ارکان کلیسا شاہی عدالتوں کے عہدہ دار اور دوسرے ملازمین سرکار اس محصول سے مستثنیٰ تھے۔ پس اس کا بار خالصتہً ادنیٰ طبقے کے لوگوں پر پڑتا تھا۔

ماسوائے اس کے شہزادی این بریٹانی نے جس شرط پر اصرار کیا تھا یعنی اس کی جاگیر کا الحاق سلطنت فرانس سے کیا جائے۔ وہ مزید مشکلات کے پیدا کرنے کا باعث ہوتی اگر شہزادہ فرانسیس انگولیم جو بالآخر فرانسس اول کے لقب سے فرانس کا بادشاہ ہوا۔ شہزادی کلاڈ کے ساتھ جو این کی اس دوسری شادی کی اولاد تھی عقد نہ کر لیا ہوتا۔ مختصر یہ کہ اگر ہوس ملک گیری اسے چارلس کے نقش قدم پر چلنے اور اطالیہ میں فتوحات حاصل کرنے پر مائل نہ کرتی تو وہ اپنی داخلی حکمت عملی کی بنا پر ابو الرعایا کے خطاب کا جائز طور پر مستحق ہوتا۔ اگر

لوئی کا عزم حملہ ملان

اس کی سپاہیانہ اولو العزمی تقاضائے مبارزت کر رہی تھی تو ہیکسی ہیلین کی وہ تازہ جد وجہد جو اس نے برگینڈی اور فلینڈرس کے مغربی قطعات زمین کو جنھیں وہ اب بھی اپنے فرزند آرچ ڈیوک فلپ کی میراث خیال کرتا تھا حصول مکرر کے لئے شروع کی تھی اس کے لئے جارحانہ پہلو اختیار کرنے اور فرانش کا نتے کو اپنی قلمرو میں شامل کر لینے کے واسطے خاصی جائز وجہ بن سکتی تھی۔ لیکن چارلس کی طرح اس کی آنکھیں بھی اٹلی کے نورانی آسمانوں اور نزہت افزا میدانوں سے چکاچوند ہو رہی تھیں۔ اور فرانسیس کی ہوس ملک گیری کو صرف اطالیہ ہی کی فتح سے سکون ہو سکتا تھا۔ بہر تقدیر لوئی کے حملے کا مقصود اولین نیپلس نہیں بلکہ ملان تھا۔

چارلس ہشتم کا حملہ باشندگان اطالیہ کے لئے درس اتحاد ہونا چاہئے تھا لیکن ایسا ہونا مقدر نہ تھا۔ حتیٰ کہ اتحاد وینس میں اطالوی مدبرین کے مقاصد خالصتہً خود غرضانہ تھے۔ جونہی ان کا مشترکہ خطرہ ہوا ہے۔ قدیم رقابتیں عود کر آئیں۔ اور اتفاق پاش پاش ہو گیا۔ اور سیونارولا کو پاپا نے اس لئے قربان کر ڈالا تھا کہ فلورنس اتحاد میں شریک ہونے کے لئے تیار نہ تھا۔ لیکن جونہی یہ کانٹا نکل گیا خود الکزنڈر ششم اتحاد سے الگ ہو گیا۔ الکزنڈر کی حکمت عملی کا سب سے بڑا مقصد یہ تھا کہ وہ پاپائیت کی دنیوی حکومت کو تقویت دے پاپا سکسٹس چہارم کے نقش قدم کی تقلید کر کے اس نے یہ خیال کیا کہ اس مقصد کو وہ بہترین طریقے پر اپنے ہی خاندان کے ذریعے حاصل کر سکے گا۔ اس غرض سے اس نے

الکزنڈر اور وینس۔ جمعیت وینس سے قطع تعلق کر کے فرانس سے اتحاد پیدا کرتے ہیں۔

اپنے فرزندِ اکبر ڈیوک آف گنیڈیا کو پہلے اپنا آلۂ کار بنایا۔ اس کا ارادہ تھا کہ وہ اسے "آرش سینٹ پیٹر کا لارڈ" بنائے اور اس طرح جماعت آرسنی کی بیخ کنی کر سکے جس نے چارلس ہشتم کی تائید کر کے وجہ عناد مہیا کر دی تھی لیکن یہ کوشش ناکام ہوئی اور ڈیوک کے قتلِ مخفی سے جو جون ۱۴۹۷ء میں ہوا تھوڑی دیر کے لئے ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کی تمام امیدوں کا خاتمہ ہو چکا لیکن پوپ اس آسانی کے ساتھ شکستہ دل و نا امید ہو جانے والا شخص نہ تھا۔

تھوڑی ہی مدت کے بعد اس نے پھر اپنی تدابیر شروع کر دیں۔ اس بار اس کی نگاہِ انتخاب اپنے منجھلے بیٹے یعنی مشہور بدنام سیزر بورجیا پر پڑی۔ سیزر بد قسمتی سے ڈیکن (عہدہ دار کلیسا) اور کارڈنل (رئیس کلیسا) ہر دو عہدے پر فائز تھا۔ لیکن اگست ۱۴۹۸ء میں اس کے باپ نے اس کی روحانی بہتری کے لئے اسے حلف مذہبی سے آزاد کر دیا۔ اس ابتدائی سدِ راہ کو اس طرح رفع کر دینے کے بعد پاپا نے پہلے اس کی شادی فیڈریگو والی نیپلس کی بیٹی شارلٹ کے ساتھ کر دینے کا ارادہ کیا جس سے سیزر کو کسی نہ کسی دن اس بادشاہت کے تاج و تخت کا استحقاق پیدا ہو جاتا تھا اس امید میں فیڈریگو کے انکار کے باعث ناکامیابی ہونے سے الکزنڈر فرانس کی طرف پلٹا۔ اپنی پہلی بیوی جین کو طلاق دینے میں لوئی دوازدہم کو پاپا سے جو حکم منظوری حاصل ہوا تھا نیز اس کے مشیر خاص جارج آمبواز کو پاپا کے رئیس کلیسا کا جو عہدہ دیا تھا اس کے معاوضے میں لوئی نے سیزر کو ولانتینو اور دیوا کے اضلاع اور ڈیوک کے خطاب سے ممتاز کر دیا اور بالآخر مئی ۱۴۹۹ء میں اپنی حسین بھتیجی شہزادی شارلٹ آلبرے کا عقد بھی سیزر سے کر دیا نیز یہ وعدہ بھی کیا کہ رومانا کے بارے میں جو کارروائی سیزر کی جانب سے کی جائے گی اس میں بھی تائید کرے گا۔ اس طرح الکزنڈر اتحاد وینس سے علیحدہ کر لیا گیا۔

جمہوریہ وینس اور لوڈوویکو کے تعلقات کبھی بھی خالص اور بے ریا نہ تھے۔ فورنوو کی لڑائی میں ڈیوک نے مکر و فریب سے کام لیا تھا اور

اپنی فوجوں کو فرانسیسیوں کا تعاقب سختی سے نہ کرنے کا حکم دیا تھا۔ اس کے تھوڑے ہی عرصے کے بعد پیسا کی جنگ مزید ناموافقت کا باعث ہوگئی۔ اتحادِ ثلاثہ میں فلورنس کے انکار شرکت سے ناراض ہوکر لوڈوویکو اور وینس دونوں نے پیسا کو اس کی خود مختاری کی جدوجہد میں امداد دینی شروع کی۔ لیکن ہوس ملک گیری نے دونوں کو جلد ہی ورغلانا شروع کیا اور چونکہ دونوں بیک وقت پیسا پر قابض نہیں رہ سکتے تھے۔ اس لئے دونوں کے درمیان ناچاقی کا پیدا ہونا ناگزیر تھا۔ لوڈوویکو نے پہلے شاہنشاہ میکسی میلین کو پہلے شہر پیسا پر قبضہ کر لینے کی دعوت دی کیونکہ اس کو امید تھی کہ بالآخر وہ پیسا کو اس سے چھین لے گا لیکن بدقسمتی سے یہ مہم اکتوبر ۱۴۹۶ء میں ناکامیاب ثابت ہوئی۔ لوڈوویکو نے پیسا کو وینس کے قبضے میں جاتا دیکھنے سے اس کو بہتر خیال کیا کہ پیسا کی رقابت چھوڑ دی جائے چنانچہ اس نے ہی ۱۴۹۸ء میں فلورنس والوں کی روپیہ اور فوج سے مدد کرنی شروع کر دی۔ وینس فوراً لوئی کی صدا پر گوش برآواز ہوگیا۔ معاہدہ بلوار کی تکمیل ہوئی۔ وینس نے ریاست میلان کے مطالبے میں لوئی کو فوجی امداد دینے کا اقرار کیا۔ لوئی نے میلان کے مال غنیمت کے حصے کے طور پر وینس کو کریمونا اور گھیارادآدا دینے کا وعدہ کیا جو دریائے آدا کے بائیں ساحل پر ایک چھوٹا سا ضلع ہے۔

لوڈوویکو کی نازک حالت

اس ترکیب سے لوئی اتحاد وینس کے توڑنے میں کامیاب ہوگیا اور لوڈوویکو بے یار و مددگار رہ گیا۔ فرڈیننڈ شاہ اسپین پہلے ہی سے نیپلس پر قبضہ کر لینے کی تاک میں لگا تھا اور لامبارڈی کے معاملات میں دخل نہ دینا چاہتا تھا۔ فیڈریگو والی نیپلس اپنے تاج کے چھن جانے کے خوف سے لرزہ براندام تھا اور لوڈوویکو کی امداد نہیں کرسکتا تھا۔ میکسی میلین اس وقت ایک طرف سوئیڈن سے لڑائی میں الجھا ہوا تھا۔ دوسری جانب دستور سلطنت کے مسائل میں اس کے اور (Diet) مجلس ملکی کے درمیان اختلاف پیدا ہوگیا تھا لہٰذا وہ بھی لوڈوویکو کی کوئی امداد نہیں کرسکتا تھا اس یاس و اضطرار کی حالت میں اس نے ترکوں کو ابھار دیا۔ بایزید دوم نے

فرمولی میں وینس کی سرحد پر تاخت و تاراج کرنے کے لئے ایک فوج روانہ کی۔ اس سے لوڈوویکو کو کوئی مادی تائید نہیں پہنچی۔ بلکہ یہ حرکت الٹے اس کے مخالفین کی آتش غیظ و غضب کو بھڑکانے کا باعث بن گئی۔

اگست ۱۴۹۹ء میں فرانسیسی فوجوں نے تین قوی ہیکل سپہ سالاروں کی کمان میں سلسلۂ الپس کو عبور کر لیا۔ ایک لامبارڈی کا باشندہ ولزیو نامی جس نے الفانسو فرمانروائے نیپلس سے بدعہدی کی تھی اور فرانس میں سکونت اختیار کر لی تھی۔

فرانسیسیوں کا داخلہ اطالیہ میں اگست ۱۴۹۹ء

یہ وہ شخص تھا جس کی نسبت لوڈوویکو کہا کرتا تھا کہ صرف گرفتاری کی دیر ہے دار ورسن اس کا انتظار کر رہے ہیں، دوسرا اسٹورٹ دابینی جو نیپلس کی معرکہ آرائیوں میں پہلے ہی شہرت حاصل کر چکا تھا۔ تیسرا الگمی کا امیر لوئی ڈی لکزبرگ بیارڈ پہلوان کا مربی و سرپرست، جس کے آیندہ معرکہ آرائیوں کے دلیرانہ و اہم کارناموں سے ہمیں یہ محسوس ہوتا ہے کہ ازمنۂ وسطیٰ ابھی باقی ہیں۔ سیوائے کے ڈیوک نے پیڈمان کے راستے سے بلا تعرض گذر جانے دیا۔ استی کے مقام پر ان سے صوبجات سوئیزرستان کی جنھوں نے لوئی سے معاہدہ کر لیا تھا روانہ کی ہوئی کمکی فوج جا پانچ ہزار سوئزرستان کے فوجیوں پر مشتمل تھی، آ ملی۔ میلان کے راستے میں ان فوجوں کو شاذونادر ہی کسی مدافعت سے دوچار ہونا پڑا۔ انونا کے قریے نے، جس کی مورچہ بندی لوڈوویکو نے کی تھی، البتہ مدافعت کی لیکن اس پر دوسرے ہی دن یورش کر کے قبضہ کر لیا گیا اور قلعے کے پناہ گیروں کو تلوار کے گھاٹ اتار دیا گیا۔ اپنے انجام سے خائف

لوڈی پر باشندگان وینس کی پیشقدمی

اور ڈی ویلزیوں کے وعدوں اور رشوتوں کے فریب خوردہ شہر اور قلعے یکے بعد دیگرے اپنے تئیں فرانسیسی فوجوں کے حوالہ کرتے گئے۔ شہر ایلی سینڈریا نے، جس کو میلان کی فوجیں گلیئزودی سان سیویرینو کے زیر اثر جسے غالباً فرانسیسیوں نے رشوت دی تھی۔ خالی کر گئی تھیں اطاعت قبول کر لی۔ لیکن نہایت بیرحمی کے ساتھ اس کا تاخت و تاراج کیا گیا اور فرانسیسی فوجیں دریائے پو کو عبور کر گئیں۔

لوڈووِیکو انسبرک بھاگ جاتا ہے فرانسیسی اور اہالیان وینس ملان پر قابض ہو جاتے ہیں ستمبر ۱۴۹۹ء۔

اسی دوران میں وینس کی مشرقی فوجوں نے کارا واگجیو پر قبضہ کر کے لوڈی کی طرف پیش قدمی کی۔ لوڈوویکو نے اب دیکھ لیا کہ شکست ناگزیر ہے۔ ملان کی ایک شورش سے اسے تنبیہ ہو چکی تھی اور دارالسلطنت پر اسے اعتماد باقی نہ رہا تھا۔ اس نے اپنے دونوں بیٹوں اور خزانے کو جرمنی روانہ کر دیا۔ سامان رسد ملان کے قلعے میں ڈال دیا اور خود میکسی میلین سے مدد طلب کرنے کے لئے انسبرک بھاگ گیا (۲ ستمبر)۔ لوڈوویکو کے جانے کی دیر تھی کہ باشندگان ملان شہر کی کنجیاں لے کر فرانسیسیوں کے پاس دوڑے دوڑے آئے۔ ۱۴ ستمبر کو خود شہر کے قلعے نے ہتھیار ڈال دیئے شہر جنیوا نے بھی تقلید کی۔ اس طرح ایک ہی مہینے میں فرانسیسیوں اور اہالیان وینس کوئی مشہور لڑائی لڑے بھڑے بغیر اراضی ملان کے مالک بن بیٹھے لیکن ایک دوسری لڑائی لڑے بغیر وہ اپنی فتوحات پر قابض نہیں رہ سکتے تھے۔ چارلس ہشتم کی فتح نیپلس کے مانند اس موقع پر بھی فرانسیسیوں کی فتح کی سرعت اٹلی کی کمزوری کی واضح تمثیل ہے۔ فوجیوں کی غداری اور بزدلی اطالیہ کی اُجرتی طرز جنگ کی روایات بد کا نتیجہ تھی۔ فوج کے بھاگ جانے کے بعد اہالیان شہر چاہتے بھی تو مشکل سے مدافعت کر سکتے تھے اور اگر کر بھی سکتے تو نہ کرتے۔ حب الوطنی اور وفاداری کے جذبات سے عاری ہونے کے باعث وہ فرانسیسیوں کے انتقام سے خائف ہو رہے تھے اور ان کی نرم حکومت اور ہلکے پھلکے محصولات کے وعدوں پر بہ آسانی اعتبار کر لیتے تھے لوئی نے ان وعدوں کے ایفا کرنے کی

فرانسیسیوں کے خلاف ردعمل

بلاشبہ کوشش کی لیکن توقعات بہت زیادہ پیدا کر دی گئی تھیں اور ملان کی گورنری کے لئے ویلزیوں کا انتخاب بہت منحوس ثابت ہوا۔ چونکہ وہ خود لمبارڈی نسل کا تھا اس لئے فرقہ بندی میں پھنس گیا اس کی سخت گیریوں نے ادنیٰ طبقے کے لوگوں کو بالکل بیگانہ کر دیا ساتھ ہی فرانسیسیوں کی نخوت اور کج ادائیوں نے اس نئی رعایا کی محبت کو بہت جلد زائل کر دیا۔ اہل اطالیہ جس فریب میں مبتلا ہو گئے تھے اُس کے دور کرنے کے لئے چند مہینے کافی تھے چنانچہ جب فروری ۱۵۰۰ء میں

لوڈوویکو ایک فوج کے ساتھ جسے اس نے شمال میں جمع کیا تھا، واپس آیا، تو فرانسیسی ملان کے تخلیے پر مجبور ہو گئے اور جس سرعت کے ساتھ انھوں نے فتوحات حاصل کی تھیں اسی تیزی سے انھیں واپس بھی کر دینا پڑا معلوم ہوتا تھا کہ اب سب کچھ ہاتھ سے نکل گیا لیکن اسی اثنا میں فرانسیسی فوج فرانس سے تازہ دم کمک حاصل کر کے قلعۂ نووارا کی امداد کے لئے جو ملان کی طرح اپنی مدافعت کئے جا رہا تھا اب دوبارہ آگے بڑھی۔ چونکہ لوڈوویکو کی فوج، سوئٹزرستان، البانیہ، اور لمبارڈی کے اجرتی سپاہیوں پر مشتمل تھی اس لئے اس کی فتح تو ہر صورت سے مشتبہ تھی۔ لیکن جرمانیہ اور سوئزرستان کے اجرہ دار فوجیوں کی غداری کے باعث امکانات جنگ کی پوری آزمائش کی بھی نوبت نہ آسکی۔ آخر الذکر نے یہ عذر پیش کیا کہ وہ اپنے ہموطنوں کے خلاف جو ان کی حکومت کی اجازت سے فرانسیسیوں کی خدمات ادا کر رہے تھے ہتھیار نہیں اٹھا سکتے۔ جرمنوں کو جو عذر بدست ہو سکا وہ صرف تنخواہوں کا زیر بقایا ہو جانا تھا جب فرانسیسیوں نے ان کو اس امر کی اجازت دی کہ وہ میدان جنگ سے کنارہ کش ہو جائیں تو ان معتزز رفقائے سیف نے اس امر پر اصرار نہیں کیا کہ ان کے ملائی ساتھیوں اور ڈیوک کو بھی وہی شرائط دی جائیں نتیجہ یہ ہوا کہ جب ملائی فوجوں نے پسپائی کی کوشش کی تو فرانسیسی تیغوں نے انھیں ٹکڑے ٹکڑے کر دیا۔ لوڈوویکو سوئزرستان کی فوجوں میں ایک راہب کے لباس میں پکڑا گیا۔ اور ۱۷ اپریل کو فرانسیسی دوبارہ دار السلطنت میں داخل ہو گئے۔ ملان کی زرخیز ڈچی اب فرانسیسیوں کے ہاتھ لگی سوائے اس قطعہ ملک کے جو دریائے آڈا کے مشرق میں واقع تھا اور اہالیان وینس کے حصے میں آیا تھا نیز بلین زونا کے اطراف جو ضلع تھا وہ بھی چھوٹ گیا تھا کیونکہ اس پر سوئزرستانیوں نے جو لوئی کی فوج میں ملازم تھے قبضہ جما لیا تھا چنانچہ یہ حصہ ملک اب تک سوئزرستان کے زیر تصرف ہے۔

لوڈوویکو کی واپسی فروری ۱۵۰۰ء

فرانسیسی ملان کا تخلیہ کر دیتے ہیں لیکن ناوارا میں لوڈوویکو اسیر ہو جاتا ہے ۵ اپریل اور شہر ملان پر فرانسیسی پھر قبضہ کر لیتے ہیں۔

فرانسیسیوں کو ابتداءً اطالیہ آنے کی دعوت دینے اور پھر بدعہدی کے مرتکب ہونے میں لوڈووِیکو نے جس مہلک غلطی کا ارتکاب کیا تھا۔ خاندان سفورزا

خاندان سفورزا کی قسمت کا فیصلہ

کو اس کا بہت سخت خمیازہ بھگتنا پڑا۔ ڈیوک نے جو اپنی ہوشیاریوں پر ناز کیا کرتا تھا اپنی زندگی کا باقی حصہ ٹورین میں لوچز کے قید خانہ میں پورا کیا (۱۵۰۸ء) اس کا بھائی کارڈنل ایسکے نیو اور بدقسمت گان گلیزیو کا بیٹا فرانسسکو دونوں بھی فرانسیسیوں کے ہاتھوں میں پڑ گئے۔ ایسکے نیو ۱۵۰۳ء میں رہا کر دیا گیا لیکن ۱۵۰۵ء میں زندگی کے قید خانہ سے بھی رہائی پائی فرانسسکو کو کلیسا میں داخل ہو جانے پر مجبور کیا گیا اس نے ۱۵۱۱ء میں وفات پائی۔ خاندان سفورزا کے قابل تذکرہ اولاد ذکور میں صرف دو ہستیاں باقی رہ گئیں دونوں لوڈووِیکو کے فرزند میکسی ملین اور فرانسسکو تھے جن کو آگے چلکر ڈچی کچھ عرصے کے لئے واپس مل گئی۔ لوڈووِیکو کی قوت کا دفعتہً بیٹھ جانا اجرہ دار فوجوں کی بے کفافی اور بے اعتمادی کی نمایاں مثال ہے۔ جس معاملے کو وہ وقتیہ طور پر ہاتھوں میں لیتے اس کی انھیں ذرا بھی پروا نہ ہوتی تھی۔ رشوت حاصل کرنے کے لئے وہ ہمیشہ تیار تھے اور جب ساتھ چھوڑ دینا ان کے موافق مرام ہوتا تو فوراً علحدہ ہو جاتے تھے باقی یہ کہ فرانسیسیوں کو بار دیگر اطالیہ میں آنے کی دعوت دینے کے

وینس کی کوتاہ نظر پالیسی

متعلق وینس کی پالیسی اتنی ہی مبنی بر کوتاہ نظری تھی جتنی کہ وہ قابل الزام تھی۔ اپنی اس کوتاہ نظری کے لئے باشندگان وینس نے یہ عذر پیش کیا کہ ان کو حریص اور سازش پسند لوڈووِیکو کا خوف لگا ہوا تھا۔ لیکن لوڈووِیکو کسی حالت میں اتنا خطرناک نہ تھا جتنا کہ فرانسیسی تھے۔ ماکیاویلی نے بجا کہا ہے کہ "لمبارڈی کے دو ضلعوں کے حاصل کرنے کی تمنا میں وہ اطالیہ کے دو تہائی حصے کے مالک بن بیٹھنے میں لوئی کے دستگیر ہو گئے"۔

ﻋﻪ۔ گلیزیو سفورزا کے تین بیٹے تھے جن میں سے ایک جائز بیٹا اور دوسرے دو ناجائز تھے گرفتار کر لئے گئے تھے اور بحالت گرفتاری ہی قید ہستی سے انھوں نے نجات پائی۔

> لوئی اور فرڈیننڈ کے مابین غرناطہ کا معاہدہ ۱۱ر نومبر سنہ ۱۵۰۰ء

ملان کے مالک ہو جانے کے بعد لوئی نے نیپلس کے خلاف اپنی تیاریاں سرعت کے ساتھ شروع کر دیں اس راہ میں اگر کسی مخالف سے کے خطرناک ثابت ہونے کا احتمال تھا وہ فرڈیننڈ کیتھولک تھا۔ چارلس کی پسپائی کے بعد آراگونی خاندان کو پھر برسر حکومت کرنے میں اسی کی مدد شامل حال تھی اور اگر چارلس کے خاندان کی ناجائز شاخ دعوئ تخت سے خارج کر دی جاتی تو وہ۔ جائز طور پر اپنا دعویٰ پیش کر سکتا تھا۔ اس کے ایلچی نے کہا "جس طرح آپ نے ملان کے بارے میں وینس سے معاہدہ کر لیا ہے اسی طرح اگر ہم سے بھی نیپلس کے بارے میں کسی امر پر موافقت کر لیں تو کیسا ہو گا۔ یہ تجویز لوئی کے بہت پسند آئی اور نومبر سنہ ۱۵۰۰ء میں غرناطہ کے خفیہ عہد نامہ پہ دستخط ہو گئے۔ اس شرمناک معاہدے کے لئے یہ بہانہ پیش کیا گیا کہ فیڈریگو نے اپنے اضطراب و پریشانی کی حالت میں ترکوں سے اتحاد کر لیا تھا۔ معاہدے کی تمہید میں مسیحی فرمانرواؤں کی باہمی نااتفاقیوں پہ آنسو بہانے کے بعد جنھوں نے ان کو ترکوں کے مقابلے میں ضعیف و کمزور بنا دیا تھا یہ لکھا گیا کہ "شاہان فرانس و آراگان کے سوا کسی فرمانروا کو نیپلس کے تخت و تاج کا استحقاق حاصل نہیں ہے اور چونکہ شاہ فیڈریگو نے ترکوں کو اکسا کر مسیحی دنیا کو خطرہ میں مبتلا کر دیا ہے اس لئے یہ دونوں معاہد دولتیں مسیحی دنیا کو اس خطرے سے بچانے اور امن و امان قائم رکھنے کے لئے اپنے اپنے حقوق سوخت کرنے اور حکومت نیپلس کو باہمدیگر تقسیم کر لینے پر راضی ہیں" شمالی صوبے جو دریائے آبروزی اور ارض لاوریو پر مشتمل تھے بادشاہ کے خطاب کے ساتھ لوئی کے حصے میں آئے اور کیلبریا اور اپولیا کے جنوبی علاقے ڈیوک کے خطاب کے ساتھ فرڈیننڈ کو ملے۔ یہ امر کہ ترکوں کی طرف سے خطرہ لاحق تھا خالی از حقیقت نہیں تھا سنہ ۱۴۹۹ء کے موسم خزاں میں انھوں نے صرف فریولی کو ہی تاخت و تاراج نہیں کیا تھا بلکہ وینس کے بحری بیڑے کو بھی سپینزا سے مار بھگایا تھا اور موریا میں موڈان اور کرونے وارنیو کے علاقے بھی چھین لئے تھے۔ بوہیمیا اور ہنگری کے فرمانروا لیڈسلا اور پولینڈ کے

بادشاہ کے ساتھ ۱۵۰۰ء کے موسم بہار میں لوئی کا معاہدہ کرنا فرڈیننڈ کے طرف سے سیفولینا میں سینٹ جارج کے محاصرے کے لئے وینس کی کمک کو ستمبر ۱۵۰۰ء میں بحری بیڑے کا روانہ کیا جانا۔ اور ۱۵۰۱ء میں ہٹی لیتی پر فرانسیسیوں کا حملہ آور ہونا ان سب امور سے یہ ثابت ہوتا ہے کہ صلیبی لڑائیوں کا جو شور و غل برپا ہو رہا تھا وہ محض بہانہ ہی نہ تھا۔ یہ بھی ممکن ہے کہ اطالیہ کی شمالی تسخیر ہی سے وہ ترکوں کے آگے ہرنگوں ہونے سے بچ گئی ہو لیکن سلطان کی پیشقدمیوں کا مقابلہ تمام یورپ کی متحدہ قوت سے زیادہ کامیابی کے ساتھ کیا جاسکتا تھا اور جیساکہ خود واقعات نے ظاہر کر دیا متحدین کا مطمح نظر ملک گیری کی ہوس تھی۔

غرناطہ کا معاہدہ "یورپی سیاسیات میں اصول خاندانی کا پہلا علی الاعلان اقرار تھا اور ان تقسیمی معاہدوں میں بھی اولیت اسی کو حاصل ہے جن کی رو سے قومیں بھی خاندانی جاگیروں کے ملحقات کے طور پر ایک حکومت سے دوسری حکومت کے ساتھ وابستہ کر دی جاتی تھیں"۔ معاہدۂ غرناطہ صرف ایک جرم ہی نہ تھا بلکہ لوئی دوازدہم کی ہلاکت در آغوش حماقت تھی میا کیاویلی کہتا ہے۔ ذو معاملات ملکی میں فرانسیسیوں کو ذرا بھی درک و دستگاہ نہیں کیونکہ پہلے جہاں لوئی ایطالیہ کا ثالث تنہا تھا وہاں اب اسنے اپنا ایک شریک کار بھی پیدا کر لیا۔ اور جہاں وہ نیپلس کے فرمانرواکو اپنا وظیفہ خوار بنا سکتا تھا وہاں اس نے اس کو نکالکر اس کی جگہ اسپین والوں کو بٹھا دیا جنھوں نے بالآخر خود لوئی کو نکال باہر کیا اس معاہدے کو پہلے خفیہ رکھا گیا اس لئے فیڈریگو کو اب تک فرڈیننڈ کی طرف سے تائید کی امید تھی۔ لیکن جون ۱۵۰۱ء میں جب فرانسیسی لشکر ڈآبینی کے زیر علم جنوب کی طرف کوچ کرتا ہوا روم میں داخل ہوا ہے تو پاپائے الکزینڈر نے اس معاہدے کی علی الاعلان توثیق کر دی شاہ فیڈریگو کو سیمیت کا غدار ہونے کے جرم پر معزول کر دیا اور لوئی و فرڈیننڈ ہر ایک کو اپنی اپنی قلمروؤں پر تصرف دلا دیا گیا۔

اپنے دعوے سے مایوس فیڈریگو کو فرانسیسیوں سے برسر میدان

مقابلہ کرنے کی جرات نہ ہوئی شہر کیپوا جو تن تنہا مقابلہ کو کھڑا ہوا ۲۳ جولائی کو اچانک حملہ کر کے فتح کر لیا گیا اور بے رحم فوجیوں کے رحم و کرم پر چھوڑ دیا گیا جنھوں نے مردوں کو قتل اور عورتوں کو بے آبرو کیا۔ اپنے ملک کو مزید بربادیوں اور ذلت و خواریوں سے بچانے کے لئے بد قسمت بادشاہ نے اطاعت قبول کر لی اور لوئی کے شرائط کو تسلیم کر کے فرانس روانہ ہو گیا۔ جہاں وہ ایک وظیفہ خوار کی حیثیت سے ڈیوک آف آنژو کے خطاب سے ۱۵۰۴ء تک زندہ رہا۔

فیڈریگو تاج و تخت سے دست بردار ہو کر فرانس چلا جاتا ہے اگست ۱۵۰۱ء

بادشاہی نیپلس کے جنوبی حصے نے ہسپانوی فوجوں کی مدافعت کسی قدر زیادہ سختی کے ساتھ کی وہاں کے لوگوں کا کہنا تھا کہ وہ فرانسیسیوں کو اپنا مالک بنانا زیادہ پسند کرتے ہیں لیکن مارچ ۱۵۰۲ء میں ٹورنٹوں کے سقوط پر جوان سال ڈیوک آف کلیبریا نے ہتھیار ڈال دیے۔ اور اس وعدے کے خلاف کہ وہ جہاں چاہے جا سکتا ہے اُسے اسپین بھیج دیا گیا جہاں ۱۵۵۰ء میں وہ انتقال کر گیا[ا]۔ اس طرح دو سال کے اندر ہی اندر وہ دونوں خاندان جن کے جھگڑوں نے اجنبیوں کو پہلی بار اطالیہ آنے کی دعوت دی تھی اپنے ملک سے نکال باہر کئے گئے۔

نیپلس اور میلان کے فتح ہو جانے کے بعد مغربی یورپ نے اپنے اوپر دو بڑے جتھوں کو حکمراں پایا۔ ایک لوئی دوازدہم کا جتھا جس کا پایا اور جرمانیہ کے بعض شہزادوں کے ساتھ گہرا اتحاد تھا۔ دوسرے آسٹریا و ہسپانوی خاندانوں کا جتھا جو ایک خاندانی اتحاد تھا اور شہنشاہ میکسی میلین کے بیٹے آرچ ڈیوک فلپ

لوئی اور فرڈیننڈ کے درمیان جھگڑا

[ا]۔ فیڈریگو کی دوسری اولاد کی قسمت سے متعلق دیکھو Hist des Rep Stalienues باب (۹) صفحہ ۲۹۵)

اور فرڈیننڈ وازابلا کی بڑی بیٹی جونا کی شادی سے مربوط ہو گیا تھا۔ اس میں انگلستان اور پرتگال بھی شریک تھے۔ اس وقت ان دونوں جتھوں کے باہمدگر متحد ہو جانے کا شائبہ نظر آتا تھا۔ سنہ ۱۵۰۱ء میں یہ طے پایا کہ آرچ ڈیوک فلپ کے خردسال بیٹے چارلس کی شادی لوئی دوازدہم کی بیٹی شہزادی کلاڈ کے ساتھ ہو۔ یہ دونوں بچے ہنوز صغیر سن تھے لیکن اسپین و فرانس کی مشترکہ فتح نیپلس ان کی آیندہ محبت و اخلاص اور اس موعودہ شادی کے وقوع پذیر ہونے کی ضامن تھی۔ اگر یہ ملاپ برقرار رہا ہوتا تو ایسا متحد ہو جاتا کہ اس سے پہلے کبھی نہ ہوا تھا۔ اس قومی ملاپ سے اگر اس کا کسی قدر خطرہ بھی تھا کہ سیاسی توازن معدوم ہو جائے گا اور متحدین چھوٹے چھوٹے بادشاہوں پر بے تکان ٹوٹ پڑا کریں گے تو بھی اس سے کم از کم ترکوں کی پیشقدمیوں کا سدباب بلکہ اُن کو یورپ سے نکال باہر کر دینے کے لئے صلیبی جنگ تو ممکن تھی لیکن نیپلس کے مال غنیمت پر لوئی اور فرڈیننڈ کے درمیان چشمک ہو جانے سے یہ خیال بہت جلد خواب ہو گیا۔ ابتدائی عہد نامۂ تقسیم میں بیسی لیکاٹا کیپی ٹینٹا اور پرنسپائی کے ہر دو اضلاع کا کوئی قطعی تذکرہ نہیں کیا گیا تھا۔ اس نے بہ آسانی وجہ مخالفت پیدا کر دی۔ یہ مخالفت ان محصولات کے حقوق کی بحث سے اور بھی پیچ در پیچ ہوتی گئی جو بھیڑوں کے گلوں پر وصول کئے جاتے تھے جب وہ اپنی گرمائی چراگاہوں سے جو آبروزی میں تھیں اپنے

علہ۔ فرڈیننڈ آراگانی = ازابلا کیسائی
+ سنہ ۱۵۱۶ء | + سنہ ۱۵۰۴ء

جان۔ مارگیرٹ — + ۱۴۹۷ء ضبیہ میکسی میلین
جونا ۔ آرچ ڈیوک فلپ + سنہ ۱۵۵۵ء — فرزند میکسی میلین + سنہ ۱۵۰۶ء
چارلس پنجم
میری اماتوں پرتگالی + سنہ ۱۵۲۱
کیتھرائن (۱) منسوب بہ شہزادہ آرتھر (۲) منکوحہ ہینری ہشتم

گیسی یٹنا کے سرمائی مستقروں کو جایا کرتی تھیں یہ جھگڑا رفع دفع ہو گیا ہوتا اگر ملک کے اندرونی اختلافات اس آگ پر تیل نہ چھڑکتے آنژو کے قدیم طرفدار ابیولیا میں سب سے زیادہ طاقتور تھے اور فرانس کے مقبوضہ علاقوں میں ہسپانوی طرفدار موجود تھے۔ یہ اختلافات بہت جلد کھلم کھلا نفاق وشقاق کا باعث بن گئے۔ اور جولائی ۱۵۰۲ء میں جنگ وجدل شروع ہو گئی یہ معرکہ آرائی مسرو سیت کی تاریخ میں بہت شہرت رکھتی ہے جو زیر تذکرہ اطالوی جنگوں میں آخری دفعہ چمک اٹھی تھی اور جس کا نقشہ حیات بیارڈ کے نگارین صفحات میں بہت خوبی کے ساتھ کھینچا گیا ہے۔ فرانسیسیوں کے لئے ہماری نظریں اس پر کو پر پڑتی ہیں جس کی جنگجو طبیعت کے لئے لڑائی کے موقعوں پر اطالوی آفتاب نصف النہار کی تمازت صبح کی فرحت بخش خنکی کا اثر رکھتی تھی اسی طرح پیرانہ سال لاپالیس بھی نظر آتا ہے جو معرکوں کے جوش وخروش میں اپنی کہن سالی کو بھول جایا کرتا تھا۔ اور خود بیارڈ بھی دکھائی دیتا ہے جو مبازرانہ خوش اخلاقی اور شجاعت کی روح رواں تھا۔ اسپین کی جانب ڈیگو ڈاپریڈیز تھا جس کی بے اندازہ دلیریوں کے کارنامے متعدد ہسپانوی قصوں اور افسانوں کے لئے سامان سحر نگاری مہیا کرتے ہیں۔ پیڈرو ڈوی باز مشہور راعول اور بونا بھی تھا جو اپنے گھوڑے کی گردن کے پیچھے چھپ جاتا اور بمشکل نظر آسکتا لیکن جس کے چھوٹے سے قد میں شیر کا سا دل چھپا ہوا تھا۔ ان سب کے ساتھ گان زو لو ڈاکارڈو وا مشہور کپتان تھا جس میں ایک جنرل کے جنگی اوصاف کے علاوہ مبازران دوار کی بیرزایانہ خوش اخلاقی اور ظرافت بھی پائی جاتی ہے یہ لوگ اور ان کے علاوہ بہتیرے اشخاص فتح و نصرت کے واسطے آتنا نہ لڑتے تھے جتنا اپنی عزت اور نام ونمود کے واسطے لہو پانی ایک کر دیتے تھے۔ معمولی فوجی کار روائیوں سے ان کو اپنی شجاعت وجوانمردی کے اظہار کے لئے جو مواقع ملتے تھے ان پر قناعت نہ کر کے مصنوعی معرکہ آرائیوں اور نیزہ بازیوں کے لئے مبارز طلب ہوا کرتے تھے۔ یہ معرکہ آرائیاں گو محض نمائشی ہوتیں تاہم پورے تکلف اور پابندی اور تمام فوجی رسومات کے

> نیپلس کی جنگ
> جولائی ۱۵۰۲ء

مد نظر لڑی جاتی تھیں۔ جب ہم اُن کی جنگ آزمائیوں کی تاریخ پڑھتے ہیں تو ایسا معلوم ہوتا ہے کہ گویا ازمنۂ وسطیٰ کے کسی مقابلے کا تماشہ کر رہے ہیں۔ یا ایسی لڑائیوں کا نظارہ جو مبارزانہ شان دکھانے یا کسی حسین و دل فریب خاتون کے ہاتھوں کوئی انعام یا معاوضہ حاصل کرنے کے لئے لڑی جاتی تھیں[1]۔ لیکن ان شخصی جوان مردوں کے کارناموں سے حقیقی نتیجہ کا تصفیہ نہیں ہو سکا۔

ابتدائے جنگ میں فرانسیسیوں کو اپنی افواج کے کم و کیف اور سمندر پر حکومت کرنے کے لحاظ سے فوقیت حاصل تھی۔

ڈآبینی کی فتح ٹرانووا کے مقام پر ۱۵ دسمبر ۱۵۰۲ء

دسمبر سنہ ۱۵۰۲ء میں ڈآبینی کو ٹرانووا کے مقام پر ایک ایسی فوج پر فتح حاصل ہونے سے، جس نے اسپین سے آکر ابھی ابھی ساحل پر قدم رکھا تھا، ساری کلیبیریا پر قبضہ حاصل ہو گیا ہسپانوی سپہ سالار گنز ولو ڈی کارڈووا نے میدان کارزار میں قدم نہ جما سکنے کے باعث مدافعانہ پہلو اختیار کیا اور اپنی فوجوں کو اپولیا کے قلعہ بند شہروں میں ڈال دیا۔ اُن میں سے بارلیٹا سب سے زیادہ اہم شہر تھا۔ یہاں نامی گرامی ہسپانوی جنرل نے خود اپنے تئیں مورچہ بند کر لیا اور صقلیہ و اسپین سے کمک پہنچنے کا صبر کے ساتھ انتظار کرنے لگا

بارلیٹا کا محاصرہ

لیکن فرڈیننڈ نے کمک روانہ کرنے میں غفلت برتی اور ادھر فرانسیسی بیڑے نے سمندر کی راہ کو گھیر لیا اور صقلیہ کو کسی قسم کی فوجی اور رسدی امداد نہ پہنچنے دی گونز ولو دی کورڈووا کو اس نظر بندی سے اس قدر تکلیف پہنچی کہ اس نے بہ مشکل اپنی فوجوں کو ہتھیار ڈال دینے سے باز رکھا۔ اور اگر فرانسیسی جنرل ڈیوک ڈی نیمور نے زیادہ چستی سے کام لیا ہوتا تو ہسپانوی ملک سے باہر نکال دیئے جا سکتے تھے۔

[1] دیکھو خصوصاً Le Combat Singulier entre Bayard et Don Alonzo اور Le Combat des treize Les tresjoyeuse Histoire des gestes du boin Chevalier, c, xxii-xxiii rd. Petitot, Vol, 15.

اپریل ۱۵۰۳ء میں صلح کا ایک موقع نظر آیا۔ فرانس سے گذرتے ہوئے آرچ ڈیوک فلپ نے لیون میں لوئی دوازدہم سے ملاقات کی اور یہیں ایک معاہدے کی تکمیل ہوئی جس کی رو سے یہ قرار پایا کہ نیپلس بالآخر چارلس اور شہزادی کلاڈ کو ملنا چاہیئے۔ جن کی اپریل ۱۵۰۱ء میں نسبت ہو چکی تھی

معاہدۂ لیانس۔ ۵/اپریل ۱۵۰۳ء

یہ قرار پایا کہ جب تک یہ دونوں شادی کے قابل نہ ہو جائیں حکومت نیپلس کے فرانسیسی حصے کا انتظام ایک ایسے شخص کے ذریعے سے عمل میں آئے گا جس کو لوئی نے نامزد کیا ہو۔ اور ہسپانوی حصے کا انتظام یا تو آرچ ڈیوک فلپ خود کرے گا یا فرڈیننڈ کے مقرر کردہ کسی نائب کے ذریعے سے کرایا جائے گا۔ یہ عہد وپیمان کئے جانے کی اجازت خواہ خود فرڈیننڈ نے محض مہلت حاصل کرنے کی غرض سے دی ہو جیسا کہ فرانسیسیوں کا دعوی تھا یا خود فلپ نے ہی جس کے تعلقات اپنے خسر سے اچھے نہ تھے اس کی ہدایات سے تجاوز کیا ہو جیسا کہ زیادہ قرین قیاس معلوم ہوتا ہے، بہر صورت اُس کے نتائج فرانس کے حق میں مہلک ثابت ہوئے۔

معاہدے پر دستخط ہوتے ہی لوئی نے جینوا سے کمک کے بھیجنے کا حکم منسوخ کر دیا۔ نیز نیپلس میں بھی معاندانہ کارروائیوں کے روک دئیے جانے کا فرمان صادر کر دیا۔ اس دوران میں ہسپانوی فوجوں کی حالت بہت کچھ سنبھل گئی

معاندانہ کارروائیاں ازسرنو شروع ہوتی ہیں

فروری میں ان کے جنرل نے لومرس کی اُس احمقانہ نقل وحرکت سے فائدہ اٹھا کر جو اس نے گیسٹلینیٹا کے اسپین کے خلاف بغاوت کرنے کی بنا پر اس کے مکرر حاصل کر لینے کی غرض سے کی تھی بارلیٹا سے نکل کر دھاوا کر دیا اور رُوا کو فتح کر کے لاپیس کو قید کر لیا۔ مارچ میں فرانسیسی بیڑے کی شکست سے اسپین کو سمندر پر تسلط حاصل ہو گیا۔

اب تازہ دم کمک پہنچ جانے سے تقویت پا کر گنزولو ڈاکورڈووا معاہدہ لیانس کا کھلم کھلا اعتراف کرنے لگا اور بالآخر جارحانہ پہلو اختیار کر لیا ہسپانیہ والوں کا تفوق اتنا غلبہ پا چکا تھا کہ وہی معرکہ آرائیاں جو ایک ہی

اٹھواڑے کے اندر یکے بعد دیگرے ہوئی تھیں انھیں سارے ملک کا مالک
بنا دینے کے لئے کافی ہوگئیں۔

۲۰ر اپریل کو ڈآبینی کے ہسپانوی جنرل فرڈیننڈ وڈی اینڈ ریڈا سے سیمی ترا
میں شکست کھا جانے کے باعث اور پھر کچھ عرصے بعد اس کے ہتھیار ڈال دینے کی
وجہ سے کلیبر یا ہسپانیہ کے قبضے میں آگیا۔ بالآخر ۲۷ر اپریل کو نامی گرامی کپتان
نے بارلیٹا کو ترک کر کے جہاں وہ اتنے عرصے تک محصور رہا تھا سے ری نولا کے
مقام پر فرانسیسیوں کا متلاشی ہوا (۲۸ر اپریل) یہاں ایک ایسے مستحکم مقام پر اپنے کو
جما کر جہاں سے اسے غنیم پر تفوق حاصل تھا اس نے سامنے کے رخ سے ایک
خندق کھود کر محفوظ کر لیا اور پھر اس خندق میں ٹکیلی میخیں گاڑ کر اور ان کے
اطراف ایک فصیل اٹھا کر فرانسیسی حملے کا منتظر رہا۔ ڈک ڈی نومرس اس محتاط
فوجی کے باعث جس نے اُسے اب تک اپنی بڑھی ہوئی قوت سے پورا پورا
فائدہ حاصل نہ کرنے دیا تھا حملے کے خیال کو چھوڑ دینے والا تھا
لیکن اپنے ایک فوجی افسر ایوس ڈالگری کی لعن طعن سے
جزبز ہو کر اور غصے میں آکر اس وقت جب شام ہو رہی تھی اس نے
فوج کو آگے بڑھنے کا حکم دیا اور کہنے لگا وہ لوگ جو شیخی بگھارنے
میں بہت بلند بانگ ہیں اب غالباً اپنی تلواروں پر اعتماد
کرنے کے بجائے اپنی مہمیزوں پر زیادہ بھروسہ کرتے ہوئے
پائے جائیں گے' واقعات نے اس طعنہ زنی کو سچا کر دکھایا۔ فرانسیسی خندق اور
حصار کی دیوار پر بے جگری اور شجاعت کے ساتھ حملے کرتے لیکن بے سود۔
وہ غنیم کی مسلسل اور جمی ہوئی آتش باری کا کھلا نشانہ بنے ہوئے تھے اور
ہر بار پسپا ہوتے۔ خود نیومرس اور سویڈن کا قائد شان ڈیو اس معرکے میں کام
آئے۔ بارود کا ایک ہسپانوی مخزن آگ سے اُڑ گیا۔ لیکن اس سے غنیم کی افواج
میں اضطراب پھیلنے کے بجائے خود فرانسیسی فوجوں میں کھلبلی پڑ گئی اور گنزلو نے
موقع سے فائدہ اٹھا کر عام پیش قدمی کا حکم دیدیا۔ فرانسیسی جو طویل لڑائی بھڑائی سے
خستہ دل ہو رہے تھے منتشر ہو کر بھاگ کھڑے ہوئے۔

فرانسیسیوں کی شکست سیمی ترا پر بتاریخ ۲۰ اپریل ۱۵۰۳ء اور سے ری نولا پر بتاریخ ۲۸ر اپریل۔

اس کے بعد سے ہسپانیہ والوں کی پیش قدمیاں بغیر کسی تعرض اور روک ٹوک کے جاری رہیں۔ فرانسیسیوں نے اپنے تئیں اس اطالوی مقولے کی تصدیق کر دی کہ "حیلہ کرنے میں جہاں وہ مافوق الانسان تھے وہاں پسپائی میں عورتوں سے بھی گھٹ کر تھے" ایک دن میں تیس قلعوں نے اس نامی گرامی کپتان کے سامنے ہتھیار ڈال دئیے۔ ۱۳ مئی کو نیپلس نے ہسپانیوں کے لئے اپنا دروازہ کھول دیا اور اب فرانسیسیوں کے قبضے میں مشہور مقامات صرف گیٹا۔ ونیوسا اور سانتا سیوی رینا ہی باقی رہ گئے تھے لوئی یازدہم نے اس مصیبت کی اصلاح کی سر توڑ کوششیں کیں۔ تین بڑی بڑی فوجیں جمع کی گئیں۔ ایک فانٹا رے بیا کی راہ سے اسپین میں داخل ہونے کے لئے۔ دوسری اور لیان پر حملہ آور ہونے اور اس کے سرحدی مقام سالسنز پر قبضہ کر لینے کے لئے۔ تیسری اطالیہ میں کمر رداخل ہونے کے لئے دو بحری بیڑے بھی ساز و سامان سے آراستہ کئے گئے ایک جینوا میں دوسرا مارسیلز میں۔ پہلا بیڑا حملہ نیپلس کی اعانت کے لئے تھا اور دوسرا کیٹالونیا کے ساحل پر حملہ کی دھمکی دیکر روز بلان کے حملے میں ہاتھ بٹانے کی غرض سے لیکن اس تدبیر پر تقدیر کی نظر عنایت نہ تھی۔ اسپین کا حملہ ایلن البرٹ سردار سپاہ کی کاہلی یا غداری کے باعث تاخیر میں پڑ گیا۔ بحری بیڑا باد مخالف کے تھپیڑے کھا کھا کر منزل مقصود سے دور جا پڑا[1]۔ حملہ روز بلان بھی ایسا ہی نا مسعود ثابت ہوا۔ سالسنز کا قلعہ جس کی مورچہ بندیاں اس عہد کے بہترین انجنیر پیڈرو نوارنے کی تھیں اتنا مضبوط تھا کہ محض یورشوں اور ہجوم آوریوں سے فتح نہ ہو سکا۔ اور فرڈی نند نے اکتوبر میں ایک بہتر سپاہ کے ساتھ کوچ کر کے فرانسیسیوں کو سرحد پر ڈھکیل دیا۔ قسمت کی ان گردشوں سے شکستہ دل ہو کر لوئی یازدہم نے (۱۵ نومبر کو) پانچ ماہ تک جنگ ملتوی کئے جانے سے اتفاق کر لیا بعد کو اس مہلت میں

فرانسیسی نیپلس سے بھگا دئیے گئے۔

لوئی یازدہم پھر کوشش کرتا ہے

[1] اس کے فرزند جان البرٹ نے جو اپنی بیوی کی طرف سے فرمانروائے نوار تھا چھوٹی شاخ خاندان کے حقوق نوار سے مرعوب و خائف ہو کر جس کا نمائندہ اس وقت لوئی یازدہم کا بھتیجا گیسٹن ڈی فوکس تھا۔ فرڈی نند سے اتحاد کر لیا تھا۔

اور بھی توسیع کی گئی۔ یہ بوالعجبی ملاحظہ ہو کہ بد نصیب فیڈیریگو سے ان دونوں قزاقوں کے درمیان صلح کرانے کو کہا جاتا ہے جنھوں نے اس کے تاج و تخت کو تاراج کیا تھا اور اب تک اس کے لئے باہم دیگر دست و گریباں ہو رہے تھے۔ کیونکہ غلیس مذکورہ بالا وقفۂ جنگ کے عہد و پیمان میں شامل نہ تھا۔ اور فرانسیسیوں کی تیسری سپاہ نے جولائی ۱۵۰۳ء میں لاٹریمول کے زیر علم اس طرف کوچ کر دیا تھا۔

الگزنڈر ششم کی وفات ۱۸ اگست ۱۵۰۳ء اور پائس سوم کا پوپ منتخب ہونا

لیکن الگزنڈر ششم کی وفات جو ۱۸ اگست کو وقوع میں آئی تاخیر کا باعث ہو گئی۔ کارڈنل ڈی امیوائز پاپائیت کی کلغی کو ایک عرصے سے للچائی نظروں سے دیکھ رہا تھا اور لوئی کے اس حرص و آز کی پاس داری کر رہا تھا۔ اس خیال سے کہ شاید فوج کی موجودگی انتخاب پر اثر انداز ہو اس کو روما سے چند میل کے فاصلے پر ٹھہر جانے کا حکم دیدیا گیا۔ کارڈنلس کو اپنے خائف کئے جانے کی یہ کوشش سخت ناگوار گزری۔ ادھر ایک ہسپانوی سپاہ نے جنوب کی طرف سے نقل و حرکت شروع کی نیز سیزر بورجیا بھی مع اپنی سپاہ کے سینٹ اینگلو کے قلعے میں موجود تھا۔ ان واقعات سے اہالیان کلیسا کو خوف پیدا ہوا کہ مبادا یہ حالات حرب و ضرب کی صورت نہ اختیار کر لیں اس لئے آمیواز نے فوج کو کوچ کرنے کی اجازت دیدی۔ اس کے تھوڑے ہی عرصے بعد کامیابی سے نا امید ہو کر اس نے کارڈنل پکولومنی کے انتخاب کی تائید کی اور وہ ۲۲ ستمبر کو پائس سوم کے لقب سے پوپ منتخب ہو گیا۔ یہ ایک مہینے کی تاخیر فرانسیسی مقاصد کے لئے مہلک ہو گئی مہم کو خزاں اور موسم سرما تک ملتوی کر دینا پڑا۔ اس موسم میں اب کے غیر معمولی طور پر بارش اور سردی ہوئی۔ لاٹری موائل بیمار ہو کر مارکوئس مینٹوا کے حق میں جو ایک ادنی درجہ کا جنرل تھا اپنی سپہ سالاری سے مستعفی ہو گیا اور گنزلو ڈی کارڈوا کو جدید بھرتی کرنے کے لیے مہلت دی گئی۔

ان مخالف حالات کے باوجود بھی تعداد افواج کے لحاظ سے فرانسیسیوں کو فوقیت حاصل تھی۔ اور ہسپانیہ کے نامی گرامی کپتان کو گیٹا کے محاصرے سے جو اب تک فرانسیسیوں کے واسطے سینہ سپر تھا دست بردار ہو جانا اور دریائے گیری گلانو

گیری گانو کی معرکہ آرائی
۲۸ر دسمبر ۱۵۰۳ء

پر لوٹ آنا پڑا۔ فرانسیسیوں کو ایک جان توڑ معرکہ آرائی کے بعد دریا پر پل ڈال لینے میں کامیابی ہوگئی (۶ ہر نومبر) لیکن دریا سے ایک میل پیچھے جس مقام پر ہسپانوی قدم جما چکے تھے اور جو حسب معمول ڈان گنزالو کے ہاتھوں مورچہ بند کیا گیا تھا وہاں سے وہ ان کے ہٹائے کسی طرح نہ ہٹے۔ بالآخر پل کے تحفظ کے لئے مٹی کا ایک دھس کھڑا کر کے وہ اپنی قدیم جگہ پر واپس ہو گئے۔ اس کے بعد سات ہفتے بیکاری میں گذر رہے جس میں سوائے معمولی جھڑپوں اور شخصی زور آزمائیوں کے اور کوئی سکوت شکن کارروائی نہیں ہوئی۔

اسی دوران میں موسم جو پہلے ہی سے مرغوب و نمکیں ہو رہا تھا اب بدتر ہوگیا اس سے ہسپانیہ والوں کو جو دلدلی اور نشیبی مقام میں تھے بہت تکلیف اٹھانا پڑی لیکن گان زلیو ڈاکارڈوا نے اپنے آدمیوں میں بہر تقدیر اسی مقام پر جمے رہنے کے لئے وہی ناقابل شکست استقلال پیدا کر دیا جو اس کے سینے میں بھرا ہوا تھا۔ ایک بار جب اس پر پسپائی کے لئے زور ڈالا گیا ہے تو اس نے جواب دیا۔ "وہ اگر ایک قدم پیچھے ہٹنے میں مجھے صد سالہ عمر مل جائے تب بھی میں ایک قدم پیچھے نہ ہٹوں گا۔" فرانسیسیوں پر اس خرابی موسم کا جو اثر پڑا وہ اس سے بھی زیادہ تباہ کن تھا۔ نسبتاً زیادہ اونچے اور اس لئے زیادہ خشک مقام پر ہونے کے باوجود بھی ان کے سپاہ اور گھوڑے اس رطوبت اور سردی کو زیادہ برداشت نہ کر سکے۔ سڑکیں بلکہ سارا ملک ایسا یخ بستہ اور دشوار گذار ہوگیا کہ سوار فوج اور اس سے بھی زیادہ توپخانے کی نقل و حرکت میں جن دونوں فوجوں میں فرانسیسیوں کو تفوق و برتری حاصل تھی سخت رکاوٹ پیدا ہوگئی۔

ان حوصلہ شکن حالات میں عدول حکمی نے، جو اس زمانے کی فرانسیسی فوجوں کی سب سے بڑی برائی تھی، اپنی صورت دکھانی شروع کی۔ یہ پھوڑا بالآخر جنرل مارکوئس منٹوا کے خلاف پھوٹ پڑا۔ وہ اپنی خرابی صحت کا عذر کر کے مستعفی ہوگیا۔ اور اس کی جگہ مارکوئس سیلنزو جنرل مقرر کیا گیا۔ جنرل ٹیٹو اطالوی النسل تھا۔ اپنے ہموطن کے ساتھ یہ بدسلوکی دیکھ کر بعض اطالوی فوجوں نے کنارہ کشی اختیار کی۔ اس طرح

خود زمانہ ہسپانیوں کی مساعدت میں لڑ رہا تھا۔ ادھر ہسپانوی جنرل نے اپنی ہوشیاری کی بدولت آرسنی کو اپنا موافق بنا لیا تھا۔ چنانچہ جب اس سے کمک حاصل ہو گئی اور اس نے جارحانہ کارروائی کرنے کے لئے اپنے کو پوری طرح مضبوط دیکھا تو فوراً حملے کی تیاری کر دی۔ اس کی مدافعت بالکل کمزوری کے ساتھ ہوئی۔ ۲۸ دسمبر کی رات میں وہ ان فوجوں پر ٹوٹ پڑا جو دریا کی پاسبانی کر رہی تھیں۔ دریا میں راستہ پیدا کر لیا گیا۔ فرانسیسی جو اپنی چھاؤنیوں میں ادھر ادھر منتشر پڑے تھے اس اچانک حملے سے متعجب و سراسیمہ ہو کر ایک مرکز پر جمع ہونے کے قابل نہ ہو سکے اور پسپائی پر مجبور ہو گئے۔ شجاعت و جوانمردی کے متعدد کارناموں کے باوجود یہ پسپائی بالآخر اچھی خاصی بھگدڑ ہو گئی۔ بقیہ سپاہ گھبراہٹ اور پریشانی کی حالت میں گائیٹا پر ٹوٹ پڑی یہاں ایک مزید جد وجہد کے بعد اس نے اس شرط پر اطاعت قبول کر لی (یکم جنوری ۱۵۰۴ء) کہ ان کو کسی مزاحمت اور

نیپلس قطعی طور پر فرانسیسی قبضے سے نکل جاتا ہے سنہ ۱۵۰۴ء

چھیڑ چھاڑ کے بغیر واپس ہو جانے دیا جائے اور تمام قیدی جو ہسپانیوں کے ہاتھوں میں ہیں چھوڑ دے جائیں۔ دو چار قلعے جو باقی رہ گئے تھے انھوں نے اس کے بعد بسرعت تمام اطاعت قبول کر لی اور نیپلس حکومت فرڈیننڈ کے حق میں فتح ہو گئی

ہسپانیہ کی فتح کے اسباب یہ تھے کہ صقلیہ ان کے قبضے میں تھا جہاں سے وہ امداد حاصل کر سکتے تھے۔ فرانس سمندر پر اپنا تسلط برقرار رکھنے میں ناکامیاب رہا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ اسپین سے وقتاً فوقتاً کمک پہنچ سکتی تھی۔ جاڑے غیر معمولی طور پر سخت و شدید ہوئے جن کا اثر ایسا معلوم ہوتا ہے کہ فرانسیسیوں نے ہسپانیہ والوں کی بہ نسبت زیادہ شدت کے ساتھ محسوس کیا۔ اس نتیجے میں فرانسیسیوں کی غیر ہر دلعزیزی کا کو بھی بہت بڑا دخل ہے جو ان کی عیاشی مزاجی اور ظلم و تعدی کا نتیجہ تھی نیز اس کا باعث فرانسیسی سرداران فوج کی باہمی شکر رنجیاں بھی تھیں سب سے بڑی وجہ یہ تھی کہ ان کے جنرل ہسپانیہ کے نامی گرامی کپتان کے مقابلے میں کم درجے کے تھے وہ احتیاط کے وقت بہت محتاط رہا کرتا ہے۔ جب تک صحیح موقع ہاتھ نہ آیا وہ اپنے مقام سے ہٹنے سے قطعی انکار کرتا رہا۔ لیکن جب موقع دیکھا تو

غنیم پر سرعت و عزم صمیم کے ساتھ ضرب لگائی۔ غمگین سے غمگین حالات میں بھی وہ مایوس و شکستہ دل نہ ہوا۔ اُس میں یہ قدرت تھی کہ اپنی ہمت برداشت اور اپنی زندہ دلیوں کو اپنے ماتحت فوجیوں کے سینہ و دل میں بھر دے۔ وہ شفیق اور ملنسار تھا اس کو اپنے ماتحت فوج کی محبت حاصل تھی لیکن وہ یہ بھی جانتا تھا کہ جب ضبط و نظم کو خطرہ لاحق ہو تو کس طرح درشت مزاج اور سخت گیر ہو جاتے ہیں وہ حکمتِ عملی اور فن جنگ دونوں کا منتہی تھا۔ دشمنوں کے دل موہ لینے اور سب سے زیادہ فتنہ انگیز ملک یعنی اطالیہ کی فتنہ انگیزیوں کو رفع کرنے میں جو کامیابی اسے حاصل ہوئی کسی اجنبی سپہ سالار کو نہ ہو سکی تھی۔ اخلاق و عادات میں شریف۔ طرز ماند و بود میں شاندار۔ اس نے بے فکرے باشندگان نیپلس کے دل موہ لئے۔ علم و قابلیت میں بھی گنیز بلو کارڈوا اپنے مدمقابل سے بڑھا ہوا تھا۔ باشندگان ہسپانیہ کے نیمچوں اور ڈھالوں میں جو ان کے قومی ہتھیار تھے اور جو دست بدست لڑائیوں کے لئے بہت مفید تھے اس نے لانبے جرمن وضع کے نیزوں کا بھی اضافہ کر دیا جس سے ان کی مدافعت کی صلاحیت میں معتد بہ اضافہ ہو گیا اس میں ذرا بھی شبہ نہیں کہ ہسپانوی پیادہ فوج کے قیام کا سہرا اسی کے سر پر باندھا جا سکتا ہے جو اس کے ہاتھوں نئے ہتھیاروں سے مسلح اور ضبط و ترتیب سے مزین ہو کر ایک عرصے کے لئے یورپ بھر میں سب سے زیادہ مہیب اور ہیبت ناک فوج مانی جاتی رہی۔

(۴) الکزنڈر ششم اور سیزر بورجیا

جس وقت فرانسیسیوں اور ہسپانیوں کی معرکہ آرائیوں کا نیپلس میں تصفیہ ہو رہا تھا اسی زمانے میں جزیرہ نمائے یورپ کے وسط میں وہ واقعات ظہور پذیر ہو رہے تھے جو اطالیہ اور یورپ دونوں کے حق میں اہم تھے۔ روما کے خلاف الکزنڈر جو

الکزنڈر ششم اور روما

خیالات پکا رہا تھا اس میں اسے فرانسیسیوں کی تائید کی ضرورت تھی اور یہی ضرورت اس اتحاد کی بنا ہوی جو اس نے ملانی مہم کے

زمانے میں لوئی یازدہم سے کیا تھا۔ اب وہ اور اس کا بیٹا دونوں ان منصوبوں کے پورے کرنے میں بشوق تمام مصروف ہو گئے۔

روماناجو کسی زمانے میں راونیا کا قدیم (Exarchatic) تھا کوہ اپنیائن کے شرقی ڈھلاؤ پر واقع تھا مشرق میں یہ بحرایڈریاٹک تک پھیلتا چلا گیا تھا۔ شمال میں وینس کے علاقوں سے گھرا ہوا تھا اور جنوب میں انیکونا کے ساتھ ساتھ بڑھتا گیا تھا کہا جاتا ہے کہ یہ قطعۂ ملک ابتداءً قسطنطین کی جانب سے پوپ کو عطا کیا گیا تھا۔ چارلس اعظم نے اس عطیے کی توثیق کر دی تھی اور ہیپسبرگ کے ریوڈلف نے تیرھویں صدی عیسوی میں اس کے جملہ حقوق سے قطعی طور پر دست برداری بھی کر لی تھی بریں ہمہ شہنشاہ قسطنطین نے محض خالی خولی دستاویز شہادت استحقاق مرحمت فرمائی تھی کیونکہ ملک متعدد خاندانوں کے زیر تصرف تھا اور گو اس میں شبہ نہیں کہ روم کی سروری کو برائے نام وہ سب تسلیم کرتے تھے لیکن عملاً سب کے سب خود مختار تھے۔[1]

---

[1] الگزنڈر کے زمانے میں ان چھوٹی چھوٹی ریاستوں کے منجملہ اہم ترین ریاستیں حسب ذیل تھیں:۔
فرارا کی ڈچی = جو ارکول اسٹی کے مارکوئس کے زیر تسلط تھی۔ ریاست بلونا = جو گیو دینی نیٹی وگلیو کے قبضے میں تھا۔ اِمولا اور فورلی = کی ریاستیں جولڈ و ویکو آل ہورو کی بھتیجی اور سکسٹس چہارم کے بھتیجے گرولو موریار یو کی بیوہ کیتھرائن سفورزا کے زیر تسلط تھیں۔

ریمی نی = جس پر نیڈ الفو میلاٹسٹا حکمراں تھا۔

فے این زا = " " اسٹوری ہینفرڈی " "

پسارو = جولڈ و ویکو کے رشتے کے بھائی اور لکریزیا کے پہلے شوہر جیووی سفورزا کے قبضے میں تھی۔

کیمرینو = جو گیلو زار ورانو کے تصرف میں تھی۔

اربینو کی ڈچی = جو گڈو بالڈو مانٹی فلٹرو کے قبضے میں تھی۔

سینی گاگلیا جو ایک لڑکے فرانسسکو میریا ویلا رو ویری کے اقتدار میں تھی اس کے علاوہ اور چند چھوٹی چھوٹی جمہوری ریاستیں تھیں مثلاً اینکونا لیکن یہ کمزور اور گمنامی کے دھندلکے میں چھپی ہوئی تھیں۔

ان چھوٹی چھوٹی ریاستوں پر قبضہ کرنے کی تمنا عرصۂ دراز سے میلان
فلورنس اور وینس تینوں کو تھی بلکہ وینس نے تو فرارا کے علاقے پر اس سے
پہلے ہی (۱۴۸۲ء) میں دراز دستی شروع کر دی تھی۔ اب فرانسیسی حملے سے
جو نئی صورت حال پیدا ہو گئی تھی اس سے ان ریاستوں میں سے اکثر ریاستوں کا
ان تینوں حکومتوں میں سے کسی نہ کسی میں ضم ہو جانا ناگزیر ہو گیا تھا۔ الگزنڈر کو
توقع تھی کہ اگر پاپائیت کا تفوق جس سے کبھی باضابطہ طور پر انکار نہیں کیا گیا تھا
از سر نو منوالیا گیا اور یہ ریاستیں پوپ کی مطیع و منقاد ہو گئی تھیں تو مذکورۂ بالا
انضمام کا خطرہ خود بخود رفع ہو جائے گا۔

ان رجواڑوں کی پائمالی کے واسطے عذر یہ تراشا گیا تھا کہ انھوں نے
عرصے سے وہ سالانہ دستور ادا نہیں کیا جو انھیں پوپ کے ماتحت ناظران کلیسا
کی حیثیت سے ادا کرنا چاہیئے تھا۔ چنانچہ جونہی ۱۴۹۹ء کے موسم خزاں میں
فرانسیسیوں نے اطالیہ میں قدم رکھا ہے۔ سیزر، پوپ کے حکمنامۂ ضبطی کی تعمیل
کرنے کے لئے روانہ ہو گیا۔

اپنے وعدے کی ایفا میں لوئی یازدہم نے تین سو بلم بردار ایوس الگری کی
سرکردگی میں روانہ کئے۔ سویڈن کے چار ہزار پیادے اجرہ دار سپاہیوں کی
حیثیت سے کرائے پر حاصل کئے گئے۔ ان فوجوں کو ساتھ لیکر سیزر اِمولا اور فورلی کے
مقابلے کو روانہ ہوا (۹ نومبر) ان دونوں شہروں نے کوئی
مدافعت نہیں کی۔ لیکن قلعوں نے عرصے تک مقابلہ کیا۔
بالخصوص فورلی کے قلعے نے جس کی مدافعت اور محافظت
جری اور مردانہ دل کیتھرائن سفورزا کر رہی تھی۔ اس آخرالذکر
قلعے نے ۱۵۰۰ء تک ہتھیار نہیں ڈالے۔

رومانا میں سیزر کی فتوحات نومبر ۱۴۹۹ء تا اپریل ۱۵۰۱ء میں

فروری میں لڈوویکو کے فرانس واپس آنے کی وجہ سے (دیکھو صفحہ)
فرانسیسی کمکی فوج کا واپس بلا لینا ضروری ہو گیا جس سے زار کو مزید جارحانہ کارروائیاں
آئندہ ستمبر تک ملتوی کر دینا پڑیں۔ ستمبر میں فرانسیسیوں کی تائید مکرر سے قوی دست،
اور گان فیلونیر آف دی چرچ کے خطاب سے مفتخر ہو کر جو اس کے والد نے

اسے حال ہی حال میں عطا کیا تھا۔ سیزر نے پھر لڑائیوں کا آغاز کر دیا اور بسرعت تمام پسارو اور ریمی نی کی ریاستوں کو مطیع و منقاد بنا لیا۔ فائنزا نے جو اپنے جوان سال حکمران اسٹوری مان فریڈی کے نرم دل حکومت میں خوشی و خرمی سے بسر کر رہا تھا بہت سخت مدافعت کی اور اپریل ۱۵۰۱ء تک اطاعت قبول نہ کی۔ شرائط اطاعت کے برخلاف بد قسمت آسٹوری کو روما بھیجدیا گیا اور آیندہ ماہ جون میں اس کی لاش دریائے ٹیبر میں پھینکی گئی۔ کوئی نہیں جانتا کہ یہ کام کس کے حکم و اشارے سے کیا گیا۔ لیکن ہر شخص نے بالطبع بورجیا پر ہی شبہ کیا۔ اس وقت ایسا معلوم ہوتا تھا کہ سیزر پر قسمت کے لطف و عطا کی بارش ہو رہی ہے۔ الکزنڈر نے اُسے روماناکا ڈیوک بنایا۔ اور وینس کی مغرور جمہوریہ نے اس امید میں کہ ترکوں کے خلاف اس کی تائید کی جائے گی۔ اس کا نام (سیزر) اپنے امراء و شرفا کی فہرست میں داخل کر لیا۔ اطالیہ کے بہترین (Condottiers) اس کی سلک ملازمت میں منسلک تھے اور روماناکی بقیۃ السیف ریاستیں خوف سے تھرا رہی تھیں۔ اس کی آنکھیں ان سریع الرفتار کامیابیوں سے چکاچوند ہو گئیں اور اس کی نظروں کا دائرہ بہت وسیع ہو گیا۔ اب اس کی اولوالعزمیاں

سیزر روماناکا ڈیوک بنا دیا گیا اپریل ۱۵۰۱ء اور وینس کی چند سری حکومت میں شامل ہو گیا۔

روماناکی بقیۃ السیف ریاستوں کے فتح کرنے ہی پر قانع نہ تھیں بلکہ اس کے حوصلے فلورنس کے معاملات میں بھی مداخلت کرنے اور اگر ممکن ہو سکے تو پایان کار ٹسکینی کا مختار کل بن جانے کے خواب دیکھ رہے تھے۔ لیکن کچھ عرصے تک اس کی یہ حوصلہ مندیاں آگے نہ بڑھنے پائیں۔ بلونا اور فلورنس دونوں فرانس کے زیر حفاظت تھے۔ اور لوئس نے حکم دیدیا تھا کہ اس کے دست ہوس آگے نہ بڑھنے پائیں۔ پوپ سراسیمہ ہو گیا اور سیزر کو مجبوراً کچھ زر نقد اور فلورنس کے اس وعدے پر قناعت کرنا پڑی کہ آخر الذکر اس کو تین سال کے لئے اپنے زمرۂ ملازمت میں شریک کرے گا۔ القصہ اپنی فوج کو پیمبینیو کی فتح کے لئے جس نے ستمبر میں اطاعت قبول کر لی چھوڑ کر خود نیپلس کے خلاف فرانسیسی مہم میں

لوئی دوازدہم سیزر کو بولونا اور فلورنس پر حملہ کرنے سے روک دیتا ہے

جاملا (جولائی) ستمبر میں جب وہ واپس آیا تو دیکھا کہ اس کی بہن لکریزیا کی نسبت ارکول آف اسٹی کے بیٹے الفانسو سے قرار پا چکی ہے۔

لکریزیا بورجیا

یہ حسن و جمال کی دیوی[1] جس کا چال چلن تقریباً اسی قدر بحث و مباحثہ کا موضوع رہا ہے جس قدر میری ملکہ اسکاچستان کا اور جو غالباً ناروا طور پر حد سے زیادہ ناگفتہ بہ گناہوں کی متہم قرار دی گئی ہے۔ بالکل سادہ اور بے رنگ طبیعت کی عورت معلوم ہوتی ہے جو اپنے باپ اور بھائی کے ہاتھوں میں کٹھ پتلی اور ان کے منصوبوں کے پورا کرنے کا آلہ بنی ہوئی تھی۔ اس سے پہلے وہ دوبار دلھن بن چکی تھی۔ پہلی شادی گیونی سفورزا (لارڈ پسارو) کے ساتھ ہوئی تھی۔ اس سے طلاق پانے کے بعد دوسری شادی اگست ۱۴۹۸ء میں بی سگلیا کے ڈیوک کے ساتھ کی جو الفانسو دوم فرمانروائے نیپلیس کا ناجائز بیٹا تھا۔ جس وقت یہ دوسری شادی ہوئی ہے پوپ نیپلیس سے اتحاد و یکجہتی پیدا کرنے کا متمنی تھا۔ لیکن اس کے دو ہی سال بعد یہ پالیسی بدل گئی۔ نیپلیس پر لوئی دوازدہم کا دوسرا حملہ ہونے والا تھا اب پوپ کو نیپلیس کی دوستی کی کوئی ضرورت باقی نہیں رہی تھی۔ طبیعتوں کے اختلاف اور دلوں کی کدورتوں نے جھگڑوں کو وسعت دی اور اگست ۱۵۰۰ء میں سیزر کے اشارے سے ڈیوک مار ڈالا گیا۔ اس ناپاک و زبون حرکت کے سال ہی بھر بعد اس اکیس سال کی نوخیز و گلفام لڑکی کے لئے تیسرا اپنا شوہر تلاش کر لیا گیا۔

یہ نسبت بھی الکزنڈر کے سیاسی مقاصد پر مبنی تھی۔ فرارا کا اتحاد اپنے دامن میں بیش بہا فوائد چھپائے ہوئے تھا۔ یہ رومانا کو شمال کی طرف سے محفوظ کر دیتا تھا۔ اور بولونا پر اس سے خاصی دھمکی پڑتی تھی لیکن جن عظیم نتائج کے حاصل ہونے کی امیدیں تھیں وہ حاصل نہ ہوئیں پھر یہ شادی توقع سے زیادہ سعید و مسعود ہوئی اور لکریزیا کو فراری محلسرا میں امن و سکون حاصل ہوا اور ان

[1] لکریزیا بورجیا کا بہترین حال گریگر وویس کی تصنیف سیزر بورجیا میں ملتا ہے اس کتاب کا ترجمہ فرانسیسی زبان میں بھی ہو چکا ہے۔

انگشت نمائیوں سے نجات مل گئی جن کی اس پر چاروں طرف سے بوچھار ہو رہی تھی۔

اسی دوران میں فرانس اور اسپین کے باہمی جھگڑوں نے سیزر کو نئے مواقع بہم پہنچا دئے کیونکہ لوئی کو پاپا کی تائید کی ضرورت تھی اور اس کی مزید مخالفت نہیں کر سکتا تھا۔ اُسے آریزو کو واپس کر دینا تھا جس نے جون میں فلورنس کے خلاف بغاوت کر دی تھی اور سیزر کے کپتان مسمی وٹیلیزو ویٹلی کو طلب کیا تھا لیکن ماہ جنوری ۱۵۰۲ء میں فرمو۔ جون میں آریزو

سیزر کی مزید کامیابیاں

جولائی میں کیمرینو پر قبضہ کر لیا گیا جس نے فلورنس کے خلاف اب تک مقابلہ جاری رکھا تھا۔ اُسے اپنا بالا دست تسلیم کرنے پر راضی ہو گیا تھا۔ اگست میں اُس نے بولونا پر حملہ کرنے کی لوئی سے اجازت حاصل کر لی۔ اس موقع پر اس کے کپتانوں کی بغاوت اُس کو دبا لینے کی دھمکیاں دینے لگی۔ سیزر کی سریع الرفتار کامیابیوں نے ان لوگوں کو خائف کر دیا تھا۔ وہ سمجھتے تھے کہ رومانا کا مالک ومختار بن جانے کے بعد سیزر کو ان کی تائید کی ضرورت نہ باقی رہے گی اور ممکن ہے کہ خود انھیں کے خلاف ہو جائے۔ فلورنس کے ساتھ اس وقت جو عہد وپیمان وہ کر رہا تھا اس سے یہ شبہ ناشی بھی ہوتا ہے کہ ان لوگوں کی تباہی کا اس نے پہلے ہی سے قصد کر لیا ہے۔ اس سازش کے

سنی گالیا کی سازش

بانیوں میں شاڈی گیٹلو کا وہٹی لوزو وٹی لا۔ اولی ویریٹو۔ اگیری وینا اور پالو کا ڈیوک۔ ارسینی اور یو وگیا کا گیان پالو بیگ لیوتی وغیرہ شامل تھے۔ ان لوگوں نے کارڈنل ارسینی تسوگنتا کے کیو دینی اور دوسرے لوگوں کی تائید حاصل کر لی تھی۔ یہ سب سازشی ۹ اکتوبر ۱۵۰۲ء کو میگیونی کے مقام پر جو تھرا سمین جھیل کے نزدیک واقع ہے جمع ہوئے۔ باہمدیگر خلوص وصداقت کی قسمیں کھائیں اور فلورنس سے طالب امداد ہوئے۔ بغاوت کی پہلی آگ آریزیو میں بھڑکائی گئی جہاں سے سیزر کی فوجیں نکال دی گئیں۔ اس کی دوسری کمکی فوج نے فوسمبرون کے مقام پر شکست کھائی (۱۷ اکتوبر)

ان باغیوں کو اپنے اعمال کی مکافات جلدی مل جانے والی تھی۔

لوئی نے سیزر کو کمک بھیجدی۔ موڈونا کے مالدار کارڈنل کی بر وقت موت نے خواہ یہ زہر خورانی کا نتیجہ تھی یا نہ تھی الگزنڈر کو اس قابل کر دیا کہ متوفی کے مال و متاع کو سیزر کی فوجی ضروریات میں صرف کر سکے۔ فلورنس سیزر کی کینہ نوازیوں سے خائف تھا اور امداد ہی کی جرأت نہ کر سکا۔ فرڈیننڈ کے پند و نصائح کے باوجود کہ اٹلی کو ظالم کے جبر و ظلم سے آزاد کرانے کا جو موقع مل گیا ہے اسے ہاتھ سے نہ دینا چاہئے۔ وینس کی احتیاط اسے ٹس سے مس نہ ہونے دیتی تھی۔

سازشی اب شش و پنج میں پڑ گئے۔ مزید فوجوں کا جمع کرنا ان کے امکان سے خارج تھا۔ چنانچہ ان میں نفاق رونما ہو گیا ادھر سیزر و پوپ کے دل خوش کن وعدوں نے اپنا جال پھیلایا۔ نتیجہ یہ نکلا کہ ۲۸/ اکتوبر کو اس نے صلح کر لی۔ سوگلیا کو منجدھار میں چھوڑا اور اپنی نیک نیتی کے ثبوت میں سنی گالیا کے مقابلے کو روانہ ہو گئے۔ شہر نے تو اطاعت قبول کر لی لیکن قلعے نے ڈیوک کے سوا اور کسی کے سامنے ہتھیار ڈالنے سے انکار کر دیا۔ چنانچہ ۳۱/ دسمبر کو سیزر سنی گالیا آیا اور اپنے کپتانوں کو خوش آہنگ الفاظ کے فریب میں لا کر یکایک ان پر ٹوٹ پڑا۔ اولی ورٹو اور ویٹی لوزو کی گردنیں اسی رات کو ناپ دی گئیں۔ اولی ورٹو لکھتا ہے کہ ویٹی لوزو نے مجھے بغاوت کی ترغیب دی ویٹی لوزو سیزر کی منت و سماجت کرتا کہ پوپ سے کہہ کر اسے کامل معافی دلا دی جائے۔ لیکن دونوں اپنے کیفر کردار کو پہنچا دیئے گئے۔ ان کے بعد ہی پاؤ ارسینی اور گراوینا کے ڈیوک کی باری آئی اور دونوں بھی نذر اجل ہو گئے۔ کارڈنل ارسینی روما میں گرفتار کیا گیا اور قید خانے ہی میں قید حیات سے نجات پا گیا اس کی مشکل غالباً زہر نے آسان کی۔

سنی گالیا کا قتل عام ۳۱ دسمبر ۱۵۰۲ء

اس سازش کے برباد ہو جانے کے بعد اور کوئی چیز ایسی نہ معلوم ہوتی تھی جو پاپا کی حوصلہ مندیوں کے راستے میں حائل ہو سکے۔ ارینیو دوبارہ فتح کر لیا گیا۔ سٹاڈی کیسٹلو اور بروگیا نے اطاعت قبول کر لی۔ ارسینی کے اکثر قلعے مطیع و منقاد ہو گئے اور الگزنڈر اسپین کو فرانس کے خلاف اس امید میں ابھار رہا تھا کہ سیزر کو ٹسکینی کا بادشاہ بنانے کے متعلق جو شاندار

سیزر کی مزید کامیابیاں اس کی علالت اور الگزنڈر کی وفات سے دفعۃً رک جاتی ہیں ۱۸ اگست ۱۵۰۳ء

اسکیم اس نے تیار کی تھی اس کے واسطے دونوں میں سے کسی نہ کسی کی تائید حاصل ہو جائے گی۔ لیکن تدبیر کند بندہ تقدیر زند خندہ کے مصداق عین اسی زمانے میں باپ بیٹے دونوں علیل ہوگئے اور اسی بیماری میں باپ ۱۸ اگست کو دنیا سے چل بسا۔ عام خیال یہ تھا کہ دونوں اس جام زہر آلود کے لذت آشنا ہوگئے تھے جو انھوں نے ایک کارڈنل کی تلخی حیات کو شیرینی مرگ سے مبدل کرنے کے لئے تیار کیا تھا۔ گو یہ قصہ تصدیق کا محتاج ہے لیکن اس سے اور اسی قسم کے دوسرے قصوں سے کم از کم عوام کی اس رائے کا پتا چلتا ہے جو کسی جرم کو خاندان بورجیا کی ان دونوں ہستیوں سے منسوب کئے جانے کو ناممکن اور خلاف قیاس تصور نہ کرتی تھی۔

سیزر کی قسمت کا فیصلہ اب منتظمین کلیسا (Cardinals) کے انتخاب پر منحصر تھا۔ اگر وہ کسی ایسے شخص کا انتخاب کلیسا کی منتظمی پر کرا وے جو اس کا معین و یاور ہو تو اس کو اپنے انتخاب میں کامیابی ہو سکتی ہے۔ یہ تھا وہ خیال جو سیزر کے دماغ میں چکر لگا رہا تھا۔ لوئی دوازدہم کا رجحان کچھ عرصے سے اس طرف پایا جاتا ہے کہ وہ بورجیا کے اپنے اتحاد کو توڑ ڈالے لہذا سیزر نے بستر مرض پر پڑے پڑے اس امر کی سازش شروع کی کہ ہسپانوی گروہ میں سے کسی کا انتخاب منتظمی کلیسا پر ہو جائے۔ لیکن اس کی یہ کوشش سود مند نہ ہوئی۔ لوئی کو امید تھی کہ وہ پاپائیت کا تاج منتظم کلیسا ڈی الیوائز کے واسطے حاصل کر سکے گا۔ گیولیا نو ڈیلا روویرا اس پر تلا ہوا تھا کہ منتظمی کلیسا پر کسی اسپینی کا انتخاب نہ ہونے پائے بلکہ وہ خود منتخب ہو جائے۔ پہلی کوشش میں کامیاب نہ ہونے سے گیولیا نو اطالوی کارڈنل پکولومینی کے انتخاب سے متفق ہو گیا جس نے اپنے نامور چچا پائس دوم کی یادگار میں پائس سوم کا لقب اختیار کیا لیکن اس کی عمر نے وفا نہ کی اور وہ اکتوبر کے مہینے میں انتقال کر گیا۔ اور ڈیلا روویرا نے سیزر سے اتفاق کر کے وعدوں اور رشوتوں کے سبز باغ دکھا کر خفیہ جلسے کی رائیں اپنے حق میں حاصل کر لیں۔ میشاویل جو منتظمین کلیسا کی جماعت میں سیزر کے اثرات کو بہت بڑھا چڑھا کر بیان کرتا ہے سیزر کو کوتاہ نظری کا الزام دیتا ہے کیونکہ اس کے خیال میں اگر سیزر اپنے نامزد کئے ہوئے شخص کا انتخاب نہیں کرا سکتا تھا تو وہ اتنا تو کر سکتا تھا کہ

ڈیلاروویرا کا انتخاب عمل میں نہ آنے دیتا" جدید پوپ جولیس دوم بورجیا والوں کا قدیمی دشمن تھا اسی نے چارلس ہشتم کو اطالیہ پر حملہ کرنے کے لئے اکسایا تھا اسی نے چارلس سے اصرار کیا تھا کہ الکزنڈر کو معزول کردینے کی غرض سے ایک مجلس کا انعقاد کرے۔ یہ سچ ہے کہ تقدیر کے شدنی اور ناگزیر احکام کے سامنے وہ سر تسلیم خم کرچکا تھا اور بورجیا والوں سے ازسر نو میل ملاپ کرلیا تھا تاہم وہ گذشتہ جراحتوں کو فراموش کردینے والا شخص نہ تھا۔ رومانا کے خلاف وینس کی منصوبہ بندیوں سے خائف ہوکر اس نے کچھ عرصے کے لئے سیزر کی تائید کی۔ لیکن رومانا کو وہ پاپائیت کے لئے فتح کرنا چاہتا تھا۔ خاندان بورجیا کے لئے نہیں اور جونہی سیزر نے خودسرانہ طرز عمل اختیار کیا ہے جولیس نے اس کو فوراً روما واپس آجانے کا حکم دیدیا۔ (۲۹ / نومبر) لیکن سیزر کے کپتانوں نے ان مقامات کو جنھیں انھوں نے پاپا کی رضامندی کے بغیر فتح کیا تھا چھوڑنے سے انکار کردیا اور سیزر بھی قید و بند میں مبتلا ہوئے بغیر اس حکم کے تسلیم کرنے پر آمادہ نہ تھا۔ بہرتقدیر عرصے تک نامہ و پیام ہونے کے بعد ایک قرار داد ہوگئی اور سیزر نے آزادی کی فضا میں سانس لیتے ہی اسپین سے امداد حاصل کرنے کے لئے نیپلس کی طرف باگ اٹھادی۔ (اپریل سنہ ۱۵۰۴ء) پہلے فرڈیننڈ اس کی بات ماننے پر آمادہ معلوم ہوتا تھا لیکن پوپ کے یقین دلانے سے کہ سیزر اس کے سوا کہ اٹلی کے امن و امان کو خطرے میں ڈالدے اور کچھ نہ کرسکے گا فرڈی ننڈ نے ۲۶ / مئی سنہ ۱۵۰۴ء کو جب سیزر روما کو روانہ ہونے والا ہی تھا اس کی گرفتاری کا حکم دیدیا۔ اور برخلاف اس امر کے کہ گان زیلو نے اُسے پروانۂ راہداری دیدیا تھا۔ اس کو کچھ ہی عرصے بعد ہسپانیہ بھیجدیا گیا۔ جہاں وہ نومبر سنہ ۱۵۰۶ء تک ایک قیدی کی حیثیت سے اپنی زندگی بسر کرتا رہا اور بالآخر قید خانے سے بھاگ کر اپنے بہنوئی کے یہاں جو اس وقت فرمانروائے نوار تھا پناہ لی۔ یہاں مارچ سنہ ۱۵۰۷ء میں وہ ایک لڑائی میں جو

جولیس دوم کا انتخاب سیزر کے حق میں تباہ کن ثابت ہوتا ہے۔ یکم نومبر سنہ ۱۵۰۳ء

سیزر کی سرگرمیوں اور اس کی زندگی کا خاتمہ

اس کے بہنوئی کے ایک باغی باجگذار سے ہو رہی تھی مارا گیا۔
یوں اپنی عمر کے اکتیس سال میں وہ شخص دنیا سے اٹھ گیا جس کو میشاویل اپنی کتاب "پرنس" میں بدقسمتی کے سوا، اور ہر ایک بات میں ہر اس شخص کے لئے نمونہ اور تمثیل کے طور پر پیش کرتا ہے جو ایک متحدہ اطالوی حکومت کی بناء ڈالنا چاہتا ہو۔ اور اس میں کچھ شک بھی نہیں کہ کامیابی کے لئے جن اوصاف کی ضرورت ہوا کرتی ہے ان میں سے اکثر وصف سیزر میں موجود تھے۔ اس کی طبیعت میں جدت اور تخیل میں جولانی کوٹ کوٹ کر بھری تھی۔ کام کا دھنی اور عزم کا راسخ تھا۔ حکمت عملی اور تدبر اس کی ادنیٰ چاکر تھے قوت و فراست کی وہ عجیب آمیزش بھی اس میں بدرجۂ اتم موجود تھی جسے دلکشی اور اثر اندازی کے وصف سے موسوم کیا جاتا ہے اور جسے نہ صرف میشاویل بلکہ کومائنس اور اس عہد کے دوسرے مصنفین بھی حکمرانی کی لازمی خصوصیت بتلاتے ہیں۔
ہم کو اس کا افسوس ہے لیکن بایں ہمہ افسوس ہم کو اس امر کا بھی اقرار کرنا پڑے گا کہ پرائیوٹ خوش اخلاقیاں اور اچھا تدبر ملکی دونوں ہمیشہ ساتھ ساتھ نہیں چل سکتے۔ یہ سچ ہے کہ روماناکے چھوٹے چھوٹے فرمانرواؤں کے ساتھ برتاؤ کرنے میں سیزر نے احتیاط اور رواداری کو بالکل بالائے طاق کر دیا تھا۔ لیکن ساتھ ہی ساتھ اس میں بھی کلام ہے کہ آیا ان چھوٹی چھوٹی ریاستوں کی خودمختاریاں اس قابل تھیں کہ بحال و برقرار رکھی جاتیں یا انھیں مطلق العناں بادشاہوں کے زیر اثر ہونے کے باعث ان کی سیاسی آزادی سلب کئے جانے کا کوئی سوال ہی پیدا نہ ہوتا تھا۔ اربینو کے سے ایک آدھ مستثنیات کو چھوڑ کر باقی تمام ریاستیں ان معائب کی آماجگاہ بنی ہوئی تھیں۔ جو بڑی بڑی مطلق العناں حکومتوں کا طرۂ امتیاز ہیں لیکن ان کے محاسن کا کہیں پتہ بھی نہیں تھا ان کی تمام تاریخ فتنہ فساد۔ قتل غارتگری اور طرح طرح کی سازشوں کی داستان پریشان ہے۔ اس کا بھی اقرار کرنا پڑتا ہے کہ سیزر کے زمانے میں ملک کا ضبط و نظم قابل تعریف رہا اور اس کی حکومت غیر ہر دلعزیز بھی نہ تھی۔ مگر بایں ہمہ ہمکو اس کا یقین نہیں آتا کہ جس حکومت کی بنیاد ایسے

مظالم اور اس قسم کے جبر و تعدی پر اٹھائی گئی ہو اور جو ایسی بے آئینی اور خباثت کے ساتھ قائم رکھی گئی ہو وہ حقیقتہً مستحکم استوار ہو سکتی ہے۔ میشیاویل جو سیزر کی موقتی خوش کامیبوں کی چمک دمک سے متاثر ہو گیا تھا اس کو ایک قابل تقلید نمونے کے طور پر پیش کر سکتا ہے اور اس کو ایسا کرنا بھی چاہئے لیکن اس کے اسی فعل میں دور رس نگاہ اس حقیقت کو دیکھ سکتی ہے کہ اطالوی کس قعر مذلت میں ڈوبے ہوئے تھے[1] اور ان کو اپنی سوفسطائیانہ نا امیدیوں میں اس قسم کے غیر اخلاقی تدابیر کے سوا اور کوئی تدبیریں کامیابی کی نظر نہ آتی تھیں۔ ہم کو اس کا بھی اعتقاد نہیں ہے کہ پاپائیت کے واسطے دنیاوی حکومت کے حاصل کرنے کا یہ خیال اپنے اندر کامیابی کا کوئی امکان رکھتا تھا۔ اگر الکزنڈر کی عمر نے وفا کی ہوتی اور وہ عرصے تک زندہ رہا ہوتا تو ممکن ہے کہ مذکورۂ بالا مساعی اطالیہ میں ایک اور چھوٹی سی حکومت قائم کر لینے میں کامیاب ہو گئی ہوتیں۔ لیکن یہ حکومت خاندان بورجیا کے مفاد کے لئے قائم ہوئی تھی پاپائیت کو اس سے کوئی فائدہ نہ پہنچتا۔ بلکہ پاپائیت کو دنیاوی حکومت کے دشمنوں میں اس ریاست کے قیام سے ایک دشمن کا اور اضافہ ہو گیا ہوتا۔ روما میں پاپائی اقتدار اگر فی الحقیقت قائم کرنا تھا تو اس کی بنیاد کسی ایسی چیز پر اٹھائی ہوتی جو پاپائی اعزہ و اقارب کی جنبہ داری سے زیادہ مستحکم ہوتی۔ جولیس دوم کی فراست نے اس راز کو پا لیا تھا۔ چنانچہ ان شہروں میں سے اکثر شہر جو سیزر کے تصرف میں تھے یا جن پر قبضہ کرنے کی وہ دھمکیاں دے رہا تھا فوراً جولیس کے دست تصرف میں آ گئے۔ سوا اے رمینی۔ فیانزا اور سیسینا کے جن پر وینس نے قبضہ کر لیا تھا۔ اور جو بالآخر جولیس کے قبضے میں کیمبرے کی جنگ کے بعد آنے والے تھے۔ اسی عرصے میں پروگیا اور بولونا کو جولیس نے ۱۵۰۶ء میں فتح کر لیا اور آریمینو کی ڈچی

[1] سیزر کی سیرت اور اس کی نسبت میشیاویل کے بیان کے تبصرے کے لئے دیکھو کرٹین جلد (۴) صفحہ (۶۴)، برڈ کی "میشیاویل" کی تمہید صفحہ (۲۲، ۲۸) اور ولاری کی "میشیاویل باب (۲) صفحہ (۱۵۴) سمنڈس کی تصنیف "مطلق العنان بادشاہوں کا زمانہ صفحہ (۲۷۵)۔

اس کے بھتیجے فرانسسکو ڈیلا روبری کے قبضے میں آئی جس کو اُس کے سابقہ گیوڈو بالڈو نے اپنا متبنیٰ بنایا تھا۔ یہ سب علاقے پاپائی قلمرو میں داخل کر دیے گئے۔ ان کے نیم خود مختار فرمانرواؤں کی تاریخ کا آخری صفحہ الٹ گیا اور الکزینڈر کے بجائے جولیس دوم نے روماناً میں پاپائی حکومت قائم کر دی۔

(۵) جمعیت کیمبرے

فرانس اور ہسپانیہ کی اطالیہ پر حملہ آوری کے لئے جو عذر تراشا گیا تھا وہ یہ تھا کہ اس سے ترکوں کے خلاف صلیبی لڑائیاں شروع کئے جانے کے لئے بنیاد عمل حاصل ہو جاتی تھی لیکن یہ مقصد مال غنیمت پر ان لٹیروں کے باہم دست و گریباں ہو جانے سے پورا نہ ہو سکا اب جمہوریہ وینس پر جو عساکر اسلام کی پیش قدمی کو روکنے کی تن تنہا جد و جہد کر رہی تھی، حملہ آور ہو کر فرانس و ہسپانیہ دونوں یہ ثابت کر رہے تھے کہ محاربات صلیبی کا خیال اگر کبھی دماغوں میں آیا بھی تھا تو اس وقت وہ قطعی طور پر ترک کر دیا گیا تھا۔

جن معاندانہ نظروں سے اطالیہ کا باقی حصہ وینس کو دیکھ رہا تھا اُن کا آغاز پندرھویں صدی کی ابتدا سے ہوا تھا جس تاریخ سے اُس نے اطالوی براعظم پر اپنی حکومت کو قائم کرنے کی قطعی طور پر جد و جہد شروع کر دی تھی میلان

وینس کے ساتھ عداوت اطالوی براعظم پر اُس کی پیش قدمی کا نتیجہ

اور پیڈوا کے خاندان کرارا کے درمیان جھگڑا ہو جانے سے اس کو کرارا کی پائمالی اور پیڈوا کی تسخیر کا اچھا موقع مل گیا۔ اب اس کے فاتحانہ قدم بتدریج آگے بڑھنے لگے۔ اور وسنزا اور ورونا دونوں کو یکے بعد دیگرے فتح کر لینے کے بعد آڈیگو پر بھی پیش قدمی کی گئی۔ (دسمبر ۱۴۰۵ء) ستمبر ۱۴۲۷ء و ۲۸-۱۴۲۶ء میں میلان کے ڈیوک فلیپو ماریا وسکاونٹی سے اُس نے بریسچیا اور برگیمو بھی چھین لئے پھر ڈیوک کی وفات پر کریما پر بھی قبضہ کر لیا۔ اسی دوران میں اس نے اکیولیا کے

پیڑی آرک سے فریولی کے ضلعے بھی حاصل کر لئے تھے (۱۴۲۰ء ، ۱۴۲۱ء) ۱۴۴۱ء میں اس کے مقبوضات میں راونیا کا بھی اضافہ ہو گیا جو اب تک خاندان پولینیٹنی کے تحت ایک خودمختار ریاست تھی ۱۴۸۴ء میں باگنولو کی صلح میں جس سے فیرارسی کی جنگ موقوف ہوئی تھی اس کو روڈی گو اور پولی سائن اور وہ مقامات مل گئے۔ ۱۴۹۹ء میں اس نے لوئی یازدہم سے کریمونا اور گھیارا ڈوی ایڈا بھی حاصل کر لئے۔ یہ اس امداد کا معاوضہ تھا جو اس نے لوئی کو لوڈوویکو کے مقابلے میں دی تھی۔ زار بورجیا کی وفات پر وینس نے۔ فی آنیزا۔ ریمی نی اور سینا کو بھی مسخر کر لیا تھا۔ ادھر اپولیا میں بھی ٹرانی اوٹرینٹو۔ گیلی پولی۔ اور برنڈیسی چار شہر اس کے قبضے میں تھے جنھیں اس نے چارلس ہشتم کی یلغار کے وقت حاصل کیا تھا۔ یوں ایک صدی کے اندر اندر وینس نے بالکل ہی تبدیل ماہیت کر لی تھی۔ کہاں سمندر کی آغوش میں پانی سے چاروں طرف سے گھرا ہوا شہر اور کہاں براعظم کی سطح پر ایک وسیع علاقے کا حاصل کرنا جس کے ڈانڈے میلان فلورنس اور پاپائی ریاستوں کی حدود سے ٹکرا رہے تھے۔ وینس کی پالیسی کا یہ تغیر بالعموم ترکوں کی پیش قدمی سے منسوب کیا جاتا ہے جس سے اس کے مقبوضات کو خطرہ لاحق ہو رہا تھا جو بحیرۂ ایجین اور سواحل یونان پر واقع تھے۔ لیکن فی الحقیقت ایسا نہیں ہے یہ مقصد اس کے آگے چل کر ہوا ہے۔ کیونکہ خشکی پر اس کی پیش قدمی ۱۵۰۵ء میں ہوئی اور یہ ترکوں کی تخویف وہی سے برسوں پہلے کی بات ہے۔ پس اس تغیر کے سبب ابتدائی کے لئے ہم کو دوسری طرف نگاہیں دوڑانی چاہئیں اس کی وجہ دراصل وہ خطرہ تھا جو میلان کی بڑھتی ہوی قوت سے پیدا ہو رہا تھا جب تک لمبارڈی کے میدان اور کوہ الپائن کے دروں کے قریبی مقامات چھوٹے چھوٹے حکمرانوں کے قبضے میں تھے اسے کوئی فکر نہ تھی مشرق سے اپنی تجارت کے لئے وہ کوئی نہ کوئی نکاس زور وزر سے پیدا ہی کو لیتی لیکن اگر وہ میلان کے طاقتور اور ظالم حکمرانوں کے ہاتھوں میں پڑ گئے تو اس کے مسدود ہو جانے کا خطرہ تھا۔ بلاشبہ ایک دوسرا راستہ بھی باقی تھا یعنی وہ آبنائے جبل الطارق سے گزر کر بحر اوقیانوس اور خلیج انگلستان سے ہوتے ہوئے یورپ کے

شمال میں پہنچ جائے ۔ لیکن اس راستے کو باوجود اس کے کہ فلینڈرس کا ایک جہاز کچھ عرصے سے سالانہ وینس سے اسی راستے یورپ روانہ ہوا کرتا تھا۔ ابھی کافی طور پر ترقی نہیں ہوئی تھی اور اس راستے کو ہسپانیہ بند کر سکتا تھا ، اور غالباً اس نے بند کر دیا ہوتا ۔ ماسوا اس کے یہ پالیسی اس کو میلان کے خطرے سے محفوظ نہیں رکھ سکتی تھی جس کے زیادہ قوی ہو جانے کی صورت میں یہ اندیشے تھے کہ وہ جب چاہے وینس کو خشکی میں گھیر لے ۔ اس کے سامان رسد کو بند کر دے اور اسے پھر سمندر میں واپس ہو جانے پر مجبور کر دے۔ ان حالات میں لمبارڈی میں حکومت کے قایم کئے جانے کی جد و جہد ناگزیر ہو گئی تھی اور یہ اس قدر مبنی بر خود غرضی بھی نہ تھی جس قدر اس کے دشمن اس کو ظاہر کرتے ہیں اپنے محکوم شہروں کے ساتھ وہ جو برتاؤ کرتا تھا وہ صرف میلان ہی کے طرز عمل سے بہتر نہ تھا بلکہ فلورنس کے سلوک سے بھی بخوبی مقابلہ کر سکتا تھا ۔ مقامی طور پر وہ انھیں اپنا انتظام بطور خود کر لینے کی اتنی ہی آزادی دیا کرتا تھا جتنی اُس کی شان برتری کو ملحوظ رکھتے ہوئے دی جا سکتی تھی ۔ پھر ان پر محصولات کا زیادہ بار بھی نہ ڈالتا تھا ۔ غرض وینس اپنی رعایا کی محبت حاصل کرنے کا متمنی رہا کرتا تھا اور اس کی مصیبتوں میں اس کی رعایا کے ثابت قدم اور وفادار رہنے سے یہ بات پایۂ ثبوت کو پہنچ جاتی ہے کہ اس کو اپنی اس کوشش میں کامیابی بھی حاصل تھی ترکوں کے ساتھ اس کی پالیسی کو مسیحیت کے ساتھ دغا بازی کا مترادف خیال کرنا بھی اس کے ساتھ ناانصافی کرنا ہے ۔ اس میں شک نہیں کہ یورپ کی تائید سے ناامید ہو کر وہ ترکوں کے دوستانہ تعلقات قائم رکھنے کا متمنی تھا اور اگر ممکن ہوتا تو اس نے جنگ سے بچنے کی بھی کوشش کی ہوتی لیکن یہ پالیسی اس نے مجبوراً اس لئے اختیار کی تھی کہ یورپ کی حکومتیں اپنی باہمی رقابتوں کو ترک کر کے یکدلی و ہم آہنگی کے ساتھ مذہبی لڑائیاں شروع کرنے پر تیار نہ تھیں ۔ الغرض وینس ہی وہ قوت تھی جس نے اسلام کے بڑھتے ہوئے دریا کو روکنے کی جد و جہد کی ۔ اس کے باوصف بھی یورپین طاقتوں کا اس کے خلاف متحد ہو جانا

اس امر کا بین ثبوت ہے کہ محاربات مذہبی کی نسبت اس کے دشمنوں کی بلند آہنگیاں ڈھول کے اندر پول سے زیادہ وقعت نہ رکھتی تھیں۔ گو خشکی پر وینس کی پیش قدمی ناگزیر تھی اور اس قابل ہے کہ اس کو جائز خیال کیا جائے تاہم وہ مہلک ضرور تھی۔ اگر وینس کے لئے یہ ممکن ہوتا کہ وہ میلان کو فتح کر لے اور فرانسیسی حملہ آوری سے پہلے ہی تمام لمبارڈی پر قابض ہو جائے تو وہ کسی نہ کسی دن متحدہ اطالیہ کا دارالحکومت بن گیا ہوتا۔ لیکن اس کے لئے اس کے ذرائع کافی نہ تھے اور نہ یہی قرین عقل معلوم ہوتا ہے کہ دول یورپ اس امر پر راضی ہو گئی ہوتیں۔ ان امور کی عدم موجودگی نے اس کے سامنے آکر صف آرا ہو جانے سے اس کے دشمنوں کی تعداد میں اور بھی اضافہ کر دیا اور اس کے لئے تمام اطالوی حکومتوں میں سب سے زیادہ حریص وطماع ہونے کا خطاب دلایا۔ ساتھ ہی اس کی ان مساعی نے کہ وہ ترکوں کے ساتھ دوستانہ معاہدہ کر کے اپنی تجارت کو محفوظ رکھے اس کے جرائم کی فہرست میں مسیحیت کے خلاف غداری کا ایک اور جرم بڑھا دیا۔

وینس کی حقیقی غلطی پر مورخین کی نظریں بالعموم بہت کم پڑی ہیں اس کے مفاد کا اقتضا یہ تھا کہ اطالیہ میں اجانب کے قدم نہ آنے پائیں اور جب تک جزیرہ نمائے اطالیہ اپنی حالت پر برقرار رہا وینس میں اپنے قدم جمائے رکھنے کی کافی استطاعت تھی لیکن شمال کی قوی تر حکومتوں کا مقابلہ کرنا اس کے بس سے باہر تھا چارلس ہشتم کی مہم کے وقت اس جنگ کی شرکت میں اس نے جس پس و پیش کا اظہار کیا تھا اور اس فعل سے غم و غصہ کی جو لہریں اس کے خلاف دوڑ گئی تھیں ان کو اس نے جمعیت وینس کے قیام اور چارلس ہشتم کے اطالیہ سے نکال دینے سے ایک حد تک رفع کر لیا تھا گو اس وقت بھی اپولیا کے شہروں کی تسخیر نے فرڈی نند کو اس کا دشمن بنا دیا تھا لیکن اس کی دوہری حماقت نے جو میلان کے خلاف لوئی سے اتحاد کر کے اس نے ظاہر کی اس

وینس کی حکمت عملی کی حقیقی غلطیاں

بنتے بنائے کام کو پھر بگاڑ دیا۔ یہ تنگ نظر حکمت عملی اس کے حق میں کئی طرح سے مضر ثابت ہوئی اسی کی وجہ سے

بجا طور پر وینس پر حرص ملک گیری کا الزام عائد ہوا۔ علاوہ اس کے یہ حکمت عملی میکسی ملین کی برافروختگی کی وجہ بھی تھی جو لمبارڈی سے بیدخل ہونا پسند نہیں کرتا تھا۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ اس کی وجہ سے مغربی سرحد فرانس کے دست طمع میں آگئی۔ اس طرح پندرھویں صدی کے اختتام کے ساتھ وینس نے نہ صرف اطالیہ کی چھوٹی چھوٹی ریاستوں ہی کو اپنا دشمن بنا لیا بلکہ مغربی یورپ کے دول عظمیٰ کی عداوت بھی مول لی۔

میکسی ملین فریولی کی بازیابی کا متمنی تھا، لوئی دوازدہم ملانی حدود کی توسیع کا خواستگار تھا، فلورنس کو یہ خوف دامنگیر تھا کہ وینس کہیں کوہ اپینائن کو نہ عبور کر لے۔ فرڈی ننڈ عزم کر چکا تھا کہ اپولیا کے شہروں کو از سر نو حاصل کر لے۔ سب سے بڑھ کر پوپ جولیس مغرور جمہوریت کو نیچا دکھانے پر تلا ہوا تھا۔ کیونکہ رومانا میں وینس کے مفتوحہ علاقے اس کے اس دلاویز منصوبے یا تدابیر کے سد راہ تھے جو اس نے اضلاع میں پاپائی حکمرانی کے قیام کی نسبت تیار کئے تھے۔ فرانس اور ہسپانیہ کے مابین جو میلان اور نیپلس میں قدم جمائے تھے جولیس کو توازن قائم رکھنے اور پاپائیت کی دنیاوی حکمرانی کا سکہ جما دینے کی امید قائم ہو سکتی تھی۔ لیکن وینس اور وینس کیا

یورپین قوتوں کا اتحاد کیمبرے کی جمعیت کے قیام کا باعث ہوتا ہے

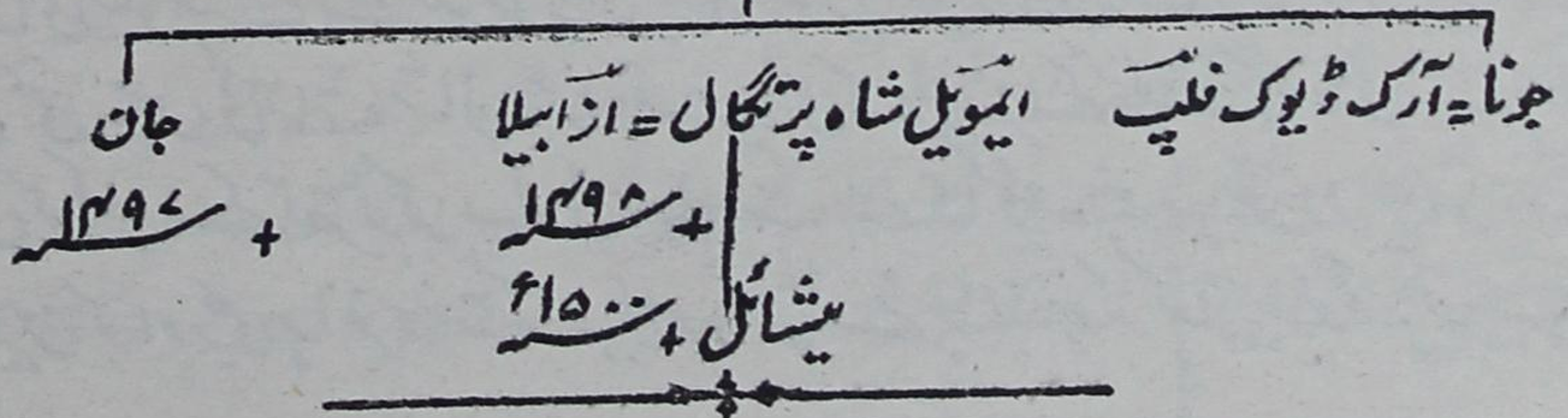
اطالیہ کی ہر ایک قوی حکومت کی جانب سے اس کی سخت سے سخت مخالفت ہو سکتی تھی۔ اس بارے میں جولیس نے بھی اپنے پیشرو پاپاؤں کی روایتی پالیسی اختیار کی یعنی اطالیہ میں کسی مضبوط اور قوی ولیسی ریاست کے نشو و نما حاصل کرنے کے خلاف اسی دیرینہ و فرسودہ روز گار عداوت کا اظہار کیا جو مسند نشینان پاپائیت کا طرۂ امتیاز رہی ہے۔ سونے پر سہاگہ یہ کہ کلیسائی حکومت کے معاملات میں جمہوریۂ وینس خود مختارانہ طرز عمل اختیار کیا کرتی تھی۔ جس کی تازہ مثال اس وقت یہ تھی کہ ولسینزا کے اسقف کی خالی شدہ جائداد پر جولیس کو کسی کے تقرر کرنے کی اجازت نہ دی گئی۔ اس نے خود بین و نخوت پیشہ مجتہدوین کو اور بھی برافروختہ کر دیا اور اس نے جز بز ہو کر کہا "یہ لوگ مجھ سے

اس طرح پیش آنا چاہتے ہیں گویا میں ان کے گھر کا پادری ہوں ان کو ہوشیار ہوجانا چاہیئے ورنہ میں ان کو ویسا ہی ذلیل مچھیرا بنا دوں گا جیسے ذلیل مچھیرے وہ پہلے تھے"۔

ان حالات کی موجودگی میں وینس کی کامیابی کا دار و مدار صرف اس امر پر تھا کہ اس کے دشمن باہم گر دست و گریباں رہیں۔ ان رقابتوں سے اس نے اب تک فائدہ بھی اٹھایا تھا اور جانتا تھا کہ جس دن یہ ختم ہوئیں اس کی زندگی کے دن بھی پورے ہوجائیں گے لہذا اس کی ضرورت ہے کہ دول یورپ کے ان باہمی تعلقات کو کسی قدر تفصیل سے بیان کیا جائے جو سولھویں صدی کے آغاز میں تھے۔

جنگ نیپلس کے اختتام پر اس اتحاد کے ٹوٹنے کا خطرہ لاحق ہو رہا تھا جو خاندان ہیپسبرگ اور ہسپانیہ کے مابین میکسی میلین کے بیٹے آرچ ڈیوک فلپ کی شادی آراگان کے فرڈی ننڈ اور کیسائل کی ازابلا کی بیٹی جونا کے ساتھ ہونے سے قائم ہوا تھا۔ ۱۴۹۷ء میں شاہ ہسپانیہ کے بڑے بیٹے جان اور ۱۵۰۰ء میں اس کے نواسے پرتگال کے میشائل کا انتقال ہو جانے سے جونا کیسائل اور آراگان[۱] دونوں کی وارثہ ہوگئی اور اپنی ماں ازابیلا کے انتقال پر اپنے باپ کو محروم کر کے وہ کیسائل کی ملکہ ہوجاتی۔ اس واقعے نے فرڈی ننڈ کو جونا کے شوہر آرچ ڈیوک فلپ کا دشمن بنا دیا۔ کیسائل اور آراگان کی چند روزہ علحدگی جزیرہ نمائے اطالیہ کے اتحاد کو رو کنے کا باعث ہوتی۔ اس کے علاوہ ہسپانیہ کا بالآخر خاندان ہیپسبرگ کے قبضے میں چلا جانا بھی فرڈی ننڈ کو ناگوار خاطر تھا۔

۱۔



بنا بریں فرڈی نینڈ نے عہد نامہ لیانس کو، جو فلپ اور لوئی دوازدہم کے مابین نیپلس کے متعلقہ تنازعات کو رفع دفع کرنے کے لئے کیا گیا تھا (اپریل ۱۵۰۳ء) تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ اس معاہدے کی رو سے یہ قرار پایا تھا کہ نیپلس کی حکومت آگے چلکر لوئی دوازدہم کی صغیر السن بیٹی کلاڈ کے حصے میں آئیگی جس کی منگنی ۱۵۰۱ء ہی میں آرچ ڈیوک فلپ کے چھوٹے بیٹے چارلس کے ساتھ ہو چکی تھی۔ جب فلپ کو اس کے خسر نے چھوڑ دیا تو اس نے فرانس کے ساتھ اتحاد کو اور بھی قوی تر کرنا شروع کر دیا۔ اس میں اس کو اپنے والد میکسی میلین سے بھی تائید ملی جس کو چارلس اور کلاڈ کی مذکورۂ بالا شادی میں اپنے عظیم الشان خوابوں کی تعبیریں نظر آ رہی تھیں۔ ستمبر ۱۵۰۴ء میں لوئی دوازدہم نے اپنی بی بی این ملکہ بریٹانی کے اثرات سے متاثر ہو کر، معاہدہ بلوا کے ذریعے ملان، جنیوا، آسٹی، بریٹانی اور بلوا شہزادی کلاڈ کو جہیز کے طور پر دینے کا وعدہ کیا اور اگر وہ کسی نرینہ وارث کے بغیر انتقال کر گیا تو اس جہیز میں برگنڈی کا علاقہ بھی شامل ہو جانے والا تھا آئندہ سال میکسی میلین نے ملکہ فرانس کی رضامندی سے سیلکس لا[۱] کی تنسیخ کی تجویز پیش کی تا کہ شہزادی کلاڈ فرانسیسی تخت و تاج کی وارث اور اپنے باپ کی جانشین ہو سکے۔

معاہدۂ لیون۔ ۵/ اپریل ۱۵۰۳ء و معاہدہ بلوا ۲۲/ ستمبر ۱۵۰۴ء

ان واقعات سے لوگوں کو یہ توقع ہوگئی کہ نوجوان شہزادہ چارلس کسی نہ کسی دن اپنی موروثی حکومت یعنی خاندان ہیپسبرگ کی قلمرو کے ساتھ، کیسٹائل، آراگان فرانس، ملان اور نیپلس کی حکومتوں کا بھی مالک ہو جائے گا۔ یہ توقع اگر کبھی پوری ہوگئی ہوتی تو جرمنی کی باقی ماندہ ریاستوں نے سر اطاعت خم کر دیا ہوتا۔ اور فاقہ مست فریڈرک سوم کی اولاد براعظم یورپ کی اکثر ٹیوٹانی اور لاطینی قوموں پر فرمانروائی کر رہی ہوتی۔ لیکن یہ دل خوش کن خواب زیادہ دیر تک قائم رہنے والا نہ تھا۔ نومبر ۱۵۰۴ء میں ازابیلا کا انتقال ہو گیا اور فرڈیننڈ نے جو

۱۔ یعنی وہ قانون جس کے ذریعے سے فرانس میں عورتیں تخت نشین نہیں ہو سکتی تھیں۔

کاسٹیل پر اپنا قبضہ نائب السلطنت کی حیثیت سے قائم رکھنے کا مصمم ارادہ کر چکا تھا لوئی دواز دہم سے صفائی کرنے میں عجلت سے کام لیا اکتوبر ۱۵۰۵ء میں اس نے بمقام بلوا شاہ فرانس کی بھتیجی ژرمین دی فوا سے شادی کرلینے کا وعدہ کیا۔ قرار یہ پایا کہ نیپلس کے متعلق فرانسیسی حقوق شہزادی ژرمین پر منتقل کردیئے جائیں اور اگر اس کے فرڈی نینڈ سے کوئی اولاد نہ ہو تو یہ حقوق پھر شاہ فرانس لوئی دواز دہم پر عود کر آئیں۔ فرڈی نینڈ کی جانب سے لوئی کو ایک معقول رقم دینے کا بھی اقرار مزید کیا گیا۔ نیز یہ بھی طے پایا کہ نیپلس کے موافقین فرانس کو عام معافی نامہ دیدیا جائے۔ لیکن سال آئندہ (۱۵۰۶ء) کے ماہ جون میں فرڈی نینڈ کو کسیٹل کی نیابت فلپ اور جونا کو مجبوراً سونپ دینی پڑی۔ لیکن آرچ ڈیوک فلپ ستمبر کے مہینے میں انتقال کر گیا۔ جونا میں مخبوط الحواسی کے آثار نمایاں پائے گئے[1] اور فرڈی نینڈ نے کارڈنل زیمینیز کی تائید سے کاسٹیل کی حکومت حاصل کرلی۔ گو اس کوشش میں بڑی بڑی مشکلات کا سامنا کرنا پڑا اس طرح فرڈی نینڈ اور لوئی دواز دہم کا تنازعہ تھوڑے عرصے کے لئے دب گیا اور فرڈی نینڈ کی حالت ہسپانیہ و نیپلس دونوں مقاموں پر استوار و مضبوط ہوگئی۔

بلوا کا معاہدہ ثانی ۱۲ اکتوبر ۱۵۰۵ء

اسی دوران میں فرانس میں ایک اجنبی کے متعلق قومی عداوت کا خوابیدہ فتنہ جاگ اٹھا مجلس طبقات نے تورس کے مقام پر (مئی ۱۵۰۶ء میں) بادشاہ سے استدعا کی کہ کلاڈ اور چارلس کی منگنی فسخ کرکے کلاڈ کی شادی انگولیم کے رئیس فرانسیس سے کردی جائے جو فرانس کے تخت و تاج کا قیاسی وارث اور بالکلیہ فرانسیسی الاصل شہزادہ تھا۔ میکسی میلین نے جو اپنے منصوبوں کو یوں پائمال ہوتے دیکھ کر سخت غضبناک ہو رہا تھا فوراً لوئی سے قطع تعلق کرلیا۔ ۱۵۰۷ء میں اس نے جرمن ڈایٹ (مجلس وضع قوانین) کو کانسٹینس میں طلب کیا اور حکومت سے امداد چاہی ڈائٹ کو مخاطب کر کے اس نے کہا "شاہ فرانس جرمنیوں کے

[1] ۔ جونا کی دیوانگی کے مسئلے میں دیکھو سندیں جو صفحہ ۱۴۰ کے حاشیے پر دی گئی ہیں۔

سر سے شہنشاہی کا وہ تاج چھین لینا چاہتا ہے جو دنیا کی افضل ترین عزت اور جرمن قوم کی شان و شوکت ہے" غرض شہنشاہی دیوان کے تسلیم کر لینے کے معاوضے میں ڈائٹ نے اسے ایک کمکی فوج کے دیئے جانے سے اتفاق کر لیا۔ اس کے علاوہ اس نے سوئزرستان کے کچھ اجورہ دار سپاہی بھی ملازم رکھ لئے اور دریائے برنے تز کو عبور کرتا ہوا فروری ۱۵۰۸ء میں ٹرنٹ جا پہنچا۔ یہاں پاپائی سفیر کی منظوری سے اس نے اپنے شہنشاہ ہونے کا اعلان کر دیا۔

لیکن حسب معمول میکسی میلین کے یہ دعوے بھی اس کی قابلیت سے متجاوز نکلے اور وہ بھی تمسخر انگیز حد تک۔ وینس نے اس خوف سے کہ مبادا اس کے منصوبے کہیں فریولی سے وابستہ نہوں اس کو اپنے حدود میں ہو کر گزرنے کی اجازت دینے سے انکار کر دیا اور اس انکار کو بزور شمشیر منوا لیا۔ وچنزا کے متعلق اس کی مساعی ناکامیاب ہوئیں۔ گلڈرس کے ڈیوک نے جسے لوئی دوازدہم نے ابھار دیا تھا، نیدرستان پر حملے کی دھمکیاں دینی شروع کر دیں۔ غرض مغربی یورپ کے فرمانروا کو مجبوراً گستاخ جمہوریہ کی شرائط کو ماننا اور اپنی مہم سے واپس ہو جانا پڑا۔ اس کے دل میں انتقام کے شعلے بھڑکنے لگے۔ اس چھیڑ چھاڑ کو تو شربت کے گھونٹ کی طرح پی گیا مگر بدلہ لینے کے لئے دسمبر ۱۵۰۸ء میں کیمبرے کے مقام پر لوئی دوازدہم سے چند شرائط پر ملاپ کر لیا۔ ڈیوک گلڈرس سے بھی صلح ہو گئی اور کسی قدر رقم کے معاوضے میں میکسی میلین نے لوئی دوازدہم اور اس کی اولاد و احفاد کو ملان کا تصرف دلانے کا وعدہ کیا۔

جمعیت کیمبرے
۱۰ دسمبر ۱۵۰۸ء

اور اپنے باہمی جھگڑوں کو اس طرح طے کر لینے کے بعد بادشاہ اور شہنشاہ دونوں نے وینس کے علاقے کو تقسیم کر لینے کا اقرار کر لیا۔ جن جن بادشاہوں کو وینس یا اس کے علاقے پر دعویٰ تھا سب کو دعوت دی گئی کہ اپنے کھوئے ہوئے مقبوضات کو از سرِ نو حاصل کر کے وینس کی ناقابل برداشت خود غرضیوں اور طمع کاریوں کے روکنے میں بادشاہ اور شہنشاہ کا ہاتھ بٹائیں۔ فرڈی نینڈ اور پوپ دونوں نے اس دعوت پر لبیک کہی۔ آخر الذکر نے کسی قدر پس و پیش کے بعد اور وہ بھی اس وجہ سے کہ وینس نے

اسے ایمیلنی اور فی انزا کے واپس دینے سے انکار کر دیا تھا مختلف چھوٹے چھوٹے
فرمانرواؤں نے بھی پوپ اور فرڈی نینڈ کی تقلید کی اور وینس نے کچھ ہی عرصے
بعد اپنے کو ایسے جھگڑے سے دوچار پایا جو تاریخ میں سب سے زیادہ شرمناک
مانا جاتا ہے۔ لیکن فرڈی نینڈ افریقہ کے حبشیوں سے برسرپیکار تھا اور تہی دست
میکسی میلین ایک نئی جنگ کے لئے تیار نہ تھا۔ غرض صرف فرانسیسی اور پاپائیت
کی فوجیں جن کی تائید فرارا کے ڈیوک اور دوسرے اطالویوں نے کی تھی
میدان جنگ میں اتر سکیں۔ وینس کے لئے سب سے زیادہ دانشمندانہ حکمت عملی
غالباً یہی تھی کہ وہ تصفیہ کن لڑائیوں سے اپنے تئیں بچائے رکھتا اور صرف موقع موقع
سے گھات پاکر چھاپے مارنے پر اکتفا کرتا۔ اگر لڑائی کو اس طرح طول دیا جاتا تو
یہ لٹیرے قطعاً آپس میں ایک دوسرے سے جھگڑ بیٹھتے۔ لیکن ناعاقبت اندیشانہ
مشورے غالب آئے۔ روماناں میں پاپائی فوجوں کی نقل و حرکت سے بے پرواہ

اگناڈولو یا ویلا کی معرکہ آرائی ۱۴ مئی ۱۵۰۹ء

اور غافل ہو کر وینسی فرانسیسیوں پر ٹوٹ پڑے اور ان کے
حملے کو سرحد ہی پر روک دینے کی کوشش کی جس وقت دونوں
فوجیں دریائے ایدا کی وادی میں مصروف حرکت تھیں
اتفاق سے عساکر وینس کا ایک لشکر جو بارٹولومیو ڈی الویانو کے
زیر کمان تھا فرانسیسی ہراول کے بالکل زد پر آگیا۔ الویانو ایسا سپاہی تھا جس میں عقل سے
زیادہ شجاعت تھی اس نے پیٹھ دکھانے سے مرجانے میں زیادہ عزت خیال کی
اور فوراً حملے کا حکم دیدیا۔ وینس کی فوج ایک عجیب معجون مرکب تھی جس میں اطالوی
سپاہی اور اطالوی دہقان پلوپونیز اور جزائر ایجین کے یونانی سبکبار رسالے اور
کریٹ کے نیم وحشی تیر انداز سب ہی خلط ملط تھے اس پر بھی اس نے خوب
داد شجاعت دی بالخصوص اطالوی پیدل فوج نے جس میں لمبارڈی کے میدانی
علاقوں اور کوہ آلپس اور اپینائین کی ترائیوں کے دہقان شامل تھے لیکن اس پر ساری
فرانسیسی فوج کا دباؤ پڑ رہا تھا جس کی تائید سویڈن کی کثیر فوج بھی کر رہی تھی
وینسی ہراول پٹگ لیانو کے کاؤنٹ کی زیر کمان تھا۔ خواہ عداوت سے خواہ
اس لئے کہ وہ بہت دور پڑا تھا لڑائی میں کوئی حصہ نہیں لیا نتیجہ یہ ہوا کہ ایک جان توڑ

لڑائی کے بعد وینسی فوج کے قدم اکھڑ گئے اور وہ بھاگ کھڑی ہوئی۔ پیدل فوج کا ایک بڑا حصہ میدان جنگ میں کام آیا اور آلویانو گرفتار ہو گیا جیسا کہ اجورہ دار ساہیوں کا دستور ہے شکست خوردہ فوج نے فوراً ہنگامے برپا کر دیئے شہریوں نے بھگوڑوں کو اپنے یہاں پناہ دینے سے انکار کر دیا اور اپنے دروازے فاتحین کے لئے کھول دے۔ پیسچیرا تک فرانسیسیوں کی کوئی مدافعت نہیں ہوئی یہاں پہنچکر انھوں نے پیسچیرا پر اچانک دھاوا کر کے اسے تسخیر کر لیا۔

ادھر یہ ہو رہا تھا اُدھر وینس میں مدبّران ملک انتہائی خوف و دہشت کے ساتھ اپنی آیندہ پالیسی پر غور و فکر کر رہے تھے کہ کیا کرنا چاہیے آخر اس امر کا تصفیہ کر گئے کہ اس بلائے بے درماں کے سامنے سر تسلیم خم کرنے اور اپنے ماتحت شہروں سے دست بردار ہو جانے ہی میں مفر ہے۔ انھوں نے اپنے تمام بری مقبوضات کو اطاعت قبول کر لینے کا اختیار دے دیا۔ ویرونا وسینزا پیڈوا نے اجازت ملتے ہی اپنی اپنی کنجیاں لوئی کے پاس بھجوا دیں اور جب لوئی کی طرف سے ان کی اطاعت قبول کرنے سے اس بنا پر انکار رہا کہ یہ شہر اس کے حصے میں نہیں آئے تھے، وہ میکسی میلین کے پاس پہنچے۔ ادھر رومانا میں پوپ نے راوینا، ایمینی، فینیزا پر قبضہ کر لیا۔ فرارا کے ڈیوک نے پولیزینے پر ہاتھ صاف کیا۔ مانٹوا کے مارکوئش نے اس علاقے کو مسخر کر لیا جس سے وینس نے اس کو محروم کر دیا تھا اپولیا کے قصبوں نے فرڈی نینڈ کی اطاعت قبول کر لی۔

غرض پندرھویں صدی کے دوران میں وینس نے جو کچھ حاصل کیا تھا اب سب کھو بیٹھا اور ایسا معلوم ہوتا تھا کہ اس کی تقدیر میں پھر اپنی انھیں جھیلوں میں مقید ہو جانا لکھا ہے جن سے اُبھر کر وہ اتنی بڑی بادشاہت کا فرمانروا بن گیا تھا۔ نہیں بلکہ میکسی میلین کہہ رہا تھا کہ وہ خود دارالسلطنت وینس پر قبضہ کر کے اور اس کو چار حصوں میں منقسم کر کے متحدین میں تقسیم کرے گا۔ لیکن شہنشاہ میکسی میلین نے حسب معمول اس مرتبہ بھی صاحب خانہ کو شمار ہی نہیں کیا تھا۔ فرڈی نینڈ اور جولیس دونوں میں سے کوئی بھی معاملات کو اس انتہا تک پہنچانے پر آمادہ نہ تھا بلکہ انھوں نے اب اپنے ہاتھوں کو روک لیا تھا۔ ادھر لوئی بھی جو اپنے مقصد کو

حاصل کر چکا تھا، پہلے میلان اور پھر میلان سے فرانس کو واپس چلا گیا تھا۔ اب مفتوحہ علاقوں اور بالخصوص اُن مقامات میں جن کا میکسی میلین مدعی تھا، فاتحین کے خلاف اور سینٹ مارک کی جمہوریت کی موافقت میں ایک روعمل وقوع پذیر ہوا۔ امرائے تو وینس کا ساتھ بہ آسانی چھوڑ دیا لیکن اب ادنیٰ طبقے کے لوگ اُس کی جماعت میں اُٹھ کھڑے ہوئے مجلس علیہ نے اپنی کھوئی ہوئی جرأت پھر حاصل کرلی۔ ایک رائے کی کثرت سے جارحانہ کارروائی کرنے کا تصفیہ کر لیا گیا اور ۱۷ر جولائی کو پیڈوا واپس لے لیا گیا۔ وہ قانون جس کی رو سے امرائے وینس کو بڑ اعظم پر ادائی خدمت کی ممانعت کردی گئی تھی منسوخ کر دیا گیا چہتر نوجوان اُمرا ''دوجے'' کے بیٹے لورڈینو کی سرکردگی میں واپس لئے ہوئے شہر پیڈوا کی محافظت کرنے کو روانہ ہو گئے۔ بالآخر میکسی میلین نے خود بہ نفس نفیس آنے کا عزم کر لیا اور ایک کثیر فوج کے ساتھ جس میں نہ صرف جرمن ہی شریک تھے بلکہ ہسپانیہ اور فرانس کی کمکی سپاہ بھی شامل تھی پیڈوا پہنچکر اس کا محاصرہ کر لیا۔ لیکن جرمنوں اور فرانسیسیوں میں کسی طرح نہ بنی۔ چنانچہ جس وقت فرانسیسی مبارزوں کو قلعہ پر پاپیادہ حملہ آور ہونے کا حکم دیا گیا ہے تو انھوں نے کہا کہ جرمنی کے مسلح سپاہی Men at. arms. بھی ان کے شریک حال رہیں اور وہ کم اصل جمعیتوں (Lansquenets) کے دوش بدوش لڑنے پر مجبور نہ کئے جائیں لیکن جرمن مبارزوں نے پاپیادہ لڑنے سے قطعی انکار ہی کر دیا۔ بالآخر میکسی میلین حسب عادت مغرورانہ اعتماد سے دفعتہً ناامیدی محض تک پہنچ گیا۔ اس نے ۳ر اکتوبر ۱۵۰۹ء کو محاصرہ اُٹھا لیا اور کوہ آلپس کے راستے واپس ہوا اور ابھی آلپس کو عبور ہی کیا تھا کہ ویچنزا کے بغاوت کر بیٹھنے اور وینس کی فوج کو مکرر بلا بھیجنے کی خبر سنائی دی۔

وینس اپنے ماتحت مقامات کی وفاداریوں اور اپنے دشمنوں کے نفاق و شقاق کی وجہ سے بچ جاتا ہے۔

چونکہ وہ افواج وینس کو کھلے میدان میں شکست نہ دے سکا اور اس کے شہروں کو دوبدو لڑ کر فتح نہ کر سکا اس لئے میکسی میلین نے اب حکم دیدیا کہ وینس کے علاقوں کو چھاپے مار مار کر تاخت و تاراج کیا جائے اس حکم کی بنا پر فریولی میں

۱۵۰۹ و ۱۰ء کے کل موسم سرما میں قتل و غارت کا ایک ہنگامہ مچا رہا۔ ایک موقع پر چھ ہزار مرد عورتیں اور بچے ویچنزا کے قریب ایک غار میں بند کر دیئے گئے جہاں سب کے سب گھٹ کر مر گئے۔ اس قسم کی سختیوں اور بیرحمیوں کا نتیجہ صرف یہی نکل سکتا تھا کہ رعایا کو وینس کی حکومت کی خوبیوں کا اور بھی یقین ہو جائے۔

اب خود غنیم کے اختلافات ہی وینس کی حفاظت کا موجب بننے والے تھے۔ جولیس دوم اب تک وینس کا سخت ترین دشمن تھا اس لئے جمعیت کیمبرے کی تائید صرف فوجی قوت ہی سے نہیں کی تھی بلکہ وینس کو دین سے خارج کر کے بھی جمعیت کی تقویت کا باعث ہوا تھا۔ بایں ہمہ وہ ہمیشہ علی الاعلان یہی کہتا رہا کہ "راہ عداوت میں اس کا قدم مجبوراً اور محض اس لئے اٹھا کہ وینس نے پاپائیت کے جائز روحانی و مادی حقوق کو تسلیم کرنے سے انکار کیا تھا۔ اگر یہ نہ ہوا ہوتا تو ہم دونوں متحد و متفق رہے ہوتے اور اطالیہ کو پردیسیوں کے ظلم و ستم سے چھڑانے کا کوئی نہ کوئی ذریعہ نکال لیا ہوتا" سوال یہ تھا کہ ایسا اب کیوں نہ ہونا چاہیئے؟ جن ملکوں کا وہ مطالبہ کرتا تھا وہ اب اس کے قبضہ و تصرف میں تھے۔ وینس پاپائیت کے روحانی اوعاؤں کو تسلیم کرنے کے لیئے تیار تھا سب سے بڑھ کر یہ کہ فرانس کو جو غلبہ و استیلا حاصل ہو گیا تھا وہ پاپائیت کے مفاد کے لئے جمہوریۂ وینس سے بھی زیادہ خطرناک ہو سکتا تھا۔ اس طرح وینس کے ساتھ اتحاد کرنے سے صرف پاپائیت کے مفاد کو ترقی دینے کا ہی موقع حاصل نہ ہوتا تھا۔ بلکہ بدیسیوں کے اخراج کا خیال بھی جو ہر محب وطن اطالوی کے دماغ میں چکر لگا رہا تھا عمل میں آسکتا تھا۔ لیکن جولیس نے اپنے دست اتحاد کو فوراً ہی آگے بڑھا دینا مناسب نہ سمجھا۔ جب تک اس بات کا یقین نہ ہو جائے کہ وینس میں اپنے دشمنوں کی موافقت کرنے کی کافی قوت موجود ہے ایسا کرنا خلاف مصلحت تھا۔ یہی وجہ تھی کہ وہ وینس کی استدعا کو منظور کرنے سے مدت دراز تک انکار کرتا رہا اور جب بالآخر اس نے اس کو اپنی پناہ میں لیا بھی (فروری ۱۵۱۰ء)

توانتہا سے زیادہ سخت و سنگین شرائط پر یعنی جمہوریۂ وینس نے اپنے دین سے خارج کئے جانے کے متعلق پاپائیت کے حکم کو جائز تسلیم کر لیا مقتدایان دین پر محصولات عائد کرنے کے اور پادریوں کے عہدوں پر اپنے حسب منشا انتخابات کرنے کے متعلق اپنے حقوق سے دست بردار ہوگیا۔ عہدہ داران کلیسا کے مقدمات کا تصفیہ مذہبی عدالتوں میں کرائے جانے کا وعدہ کیا اور پاپائی ریاستوں کے شہریوں کو بحیرۂ ایڈریاٹک میں آزادانہ طور پر جہازرانی کرنے کے حقوق کا بھی اعلان کر دیا۔ اس میں شک نہیں کہ مجلس عشریہ نے بطور احتجاج ایک خفیہ معاہدہ کی تکمیل کی کہ یہ مراعات جبراً حاصل کی گئی تھیں اور بالآخران رعایتوں کو منسوخ کر دیا تاہم فی الوقت تو پاپائیت کو غلبہ حاصل ہوگیا تھا۔

جولیس دوم کا انتہائے نظر اب یہ تھا کہ فرانسیسیوں اور جرمنوں کو وینس اور سویزرستان کی تائید سے جس نے لوئی دوازدہم سے قطع تعلق کر لیا تھا اطالیہ سے نکال دے سویزرستان سے اس کے توقعات سر دست پورے نہیں ہوئے تاہم ابتدا میں اس کو ایک ناپایدار سی کامیابی حاصل ہوگئی۔ نیپلس اور صقلیہ جس کے دینے سے پاپائیت اب تک انکار کرتی رہی تھی فرڈی نینڈ کو دے کر (جولائی ۱۵۱۰ء) اسے غیر جانبدار بنا لیا گیا۔ موڈینا جو فرارا کے ڈیوک کے قبضے میں تھا اور میران ڈولا دونوں مسخر کر لئے گئے۔ اول الذکر کو پوپ کے بھتیجے ڈیوک آربینو نے فتح کیا اور ثانی الذکر کو خود جنگجو جولیس نے تسخیر کیا جو اپنے بستر علالت سے اُٹھ کر برف سے ڈھکے ہوئے مورچوں کو طے کرتا شہر پر جا پڑا اور ہجوم کر کے اس کو تسخیر کر لیا (جنوری ۱۵۱۱ء) لیکن یہاں پہنچ کر اس کی کامیابی ختم ہوگئی۔ ۱۳ رمئی ۱۵۱۱ء کو فرانسیسیوں نے اس غداری سے فائدہ اٹھا کر جو لاپولونا میں برپا تھی اس پر قبضہ کر لیا اور لوئی نے پیسا میں جسے فلورنس نے دو سال قبل فتح کر لیا تھا، ایک عام مجلس کا انعقاد کیا لیکن یہ کونسل ناکامیاب ثابت ہوئی کیونکہ یورپ ایک دوسرے تفرقے کے لئے تیار نہ تھا

تاہم اس سے اتنا تو ظاہر ہو گیا کہ فرانسیسی ملان سے آسانی کے ساتھ نہیں نکالے جا سکتے لہذا جولیس دوم نے جو فرانسیسیوں سے انتقام لینے کا عزم کر چکا تھا اپنا رخ فرڈی نینڈ کی جانب پھیرا۔ اس روباہ صفت ہسپانوی کو جمعیت کیمبرے سے عرصہ ہوا کہ کوئی دلچسپی باقی نہ رہی تھی۔ اپولیائی قصبوں پر تصرف حاصل کر لینے کے بعد اب وہ وینس کو زیادہ ذلیل کرنا بھی نہیں چاہتا تھا۔ نیز لمبارڈی میں فرانسیسی قوت کے بڑھ جانے کا بھی خوف دامن گیر ہو رہا تھا اسکے ماسوا اطالیہ میں نزاع پیدا ہو جانے سے اسکو نیوار پر قبضہ جما بیٹھنے کا بھی بہانہ ہاتھ آجائے گا جس پر اس کے دانت عرصے سے لگے ہوئے تھے۔ پس اس نے پوپ کی تجاویز کا خوشی کے ساتھ خیر مقدم کیا۔ اور ۵/ اکتوبر ۱۵۱۱ء کو پوپ، فرڈی نینڈ اور وینس کے مابین رابطۂ اتحاد قائم ہو گیا جس کو جمعیت مقدس کے نام سے موسوم کیا گیا۔ اس جمعیت کا ظاہری منشاء یہ نمایاں کیا گیا تھا کہ کلیسا کی حفاظت کی جائے۔ بولونا کو مکرر حاصل کر لیا جائے اور وینس کو اس کے علاقے واپس دلا دیئے جائیں۔ لیکن متحدین کا مقصود اصلی یہ تھا کہ فرانسیسیوں کو اطالیہ سے نکال باہر کیا جائے۔ نیز معاہدے کی یہ شرط مزید کہ ہسپانوی اطالیہ سے باہر جو فتوحات کریں گے پوپ ان کی توثیق کر دے گا صاف نیوار کی جانب اشارہ کر رہی تھی۔ متحدین کو انگلستان کے فرماں روا نوجوان ہنری ہشتم کی بھی تائید حاصل ہو گئی جو گینی کے متعلق اپنے مطالبے کو تازہ کرنے اور اپنے خسر کے ساتھ اپنے اتحاد کو مستحکم بنانے کے لئے بے چین ہو رہا تھا۔ اس زبردست اتحاد کے مقابلے میں بھی لوئی کو ابتداءً کامیابی ہوئی۔ فرانسیسی سپاہ کی کمان گاستان دی فوا کے ہاتھ میں تھی جو بادشاہ کا بھتیجا اور فرڈی نینڈ کی بیوی کا بھائی (سالا) تھا۔ یہ نوجوان شہزادہ جس نے اپنی عمر کی ابھی صرف تئیس بہاریں دیکھی تھیں اور جو سپاہی بنے بغیر ہی عظیم المرتبہ سپہ سالار ہو گیا تھا نیز جس نے اپنی نقل و حرکت کی سرعت کی بدولت اس معرکہ آرائی میں اطالیہ کی برق خاطف کا خطاب حاصل کر لیا تھا۔

جمعیت مقدس
۵/ اکتوبر ۱۵۱۱ء

اول اول بولونا پر ٹوٹ پڑا (۴/ فروری) اور متحدہ سپاہ کو جو نیپلس کے ویسرائے ریمان دی کاردونا کے زیر علم برسرِ آزما تھیں واپس ہو جانے پر مجبور کر دیا پھر بریسچیا بغاوت کی خبر پا کر ادھر دوڑ پڑا ۔ یلغار کر کے شہر پر قابض ہو گیا ۔ کہتے ہیں کہ اس حملے میں شہزادہ قلعوں کی فصیلوں پر ننگے پیر چڑھا تاکہ ڈھلاؤ پر اس کے قدم اچھی طرح جمے رہیں (۱۸ فروری) اور مدافعین کو اس کثرت سے تہ تیغ کیا ہے کہ نعشوں کے انبار سے گھوڑوں کی ٹاپیں زمین پر نہ پڑتی تھیں ۔ پھر بعجلت تمام بولونا کو واپس جا کر غنیم کو پسپائی پر مجبور کر دیا اور انھیں ریونیا تک دبائے چلا آیا ۔ یہاں پہنچ کر اس نے ہجوم کر کے ریونیا کو بھی فتح کر لینے کی کوشش کی (۹ اپریل) ۔

ریونیا کی معرکہ آرائی یوم العید ۱۵۱۲ء

کارڈونا کھلے میدان میں جم کر لڑنے سے بچنا چاہتا تھا ۔ وہ جانتا تھا کہ تعویق اس کے لئے مفید ہے کیونکہ میکسی میلین جمعیت میں شریک ہی ہوا چاہتا تھا ۔ اُدھر سوئٹزرستانی (Swiss) ملانیز پر ٹوٹ پڑنے کی تیاریاں کر رہے تھے پھر ہنری ہشتم کا متوقع حملہ فرانس لوئی کو کمک کی روانگی میں مانع آئے گا یہ سب سوچ کر وہ فینزا چلا گیا تھا ۔ لیکن اس خوف سے کہ اگر ریونیا کی مدد نہ کی گئی تو وہ فتح ہو جائے گا اسے مجبوراً پھر واپس آنا پڑا لیکن اب بھی اس کی صف آرائیاں صرف مدافعانہ پہلو اختیار کئے ہوئے تھیں ۔ اس نے پڑاؤ کے بائیں بازو کی حفاظت دریا سے ہو رہی تھی ۔ پیش کا بچاؤ ان متعدد خندقوں سے ہو رہا تھا جن کا جال اس دلدلی شہر میں پھیلا ہوا تھا ۔ اس کی مزید تقویت اس نے اپنے توپ خانہ اور عرابوں سے کر لی تھی جن پر درانتی نما ہتھیار چڑھے ہوئے تھے ۔ غرض اس طرح محصون ہو کر وہ فرانسیسی حملہ کا انتظار کرنے لگا ۔

اس میں شک نہیں کہ کاردونا اپنی پوزیشن کے لحاظ سے بہت قوی تھا لیکن تعداد سپاہ کے لحاظ سے کسی قدر گھٹا ہوا تھا اور اگر فرانس کو فتح حاصل کرنی مقصود تھی تو اس کے حصول کا یہی وقت تھا ۔ سے فوراً حملہ

کر دینا چاہیئے تھا۔ لہذا گیسٹن نے قسمت آزمائی کا فیصلہ کر لیا اور اس فیصلے میں وہ حق بجانب تھا۔ عید مسیح کے دن صبح کے آٹھ بجے اس نے حملے کا حکم سنا دیا۔ اس کو امید تھی کہ اپنے توپ خانے کی مدد سے جو فرارا کے ڈیوک کی سرکردگی میں بہت ترقی کر چکا تھا وہ دشمن کو اس کے مصئون و مضبوط مقام سے باہر کھینچ لائے گا لیکن اس کو اس میں ناکامی ہوئی۔ ہسپانوی توپوں کی آتش افشانیاں بھی اتنے ہی پر تاثیر تھیں جتنی فرانسیسی توپ خانے کی اور گو متحدہ سپاہ کی سوارہ فوج کو بھی اتنے ہی کثیر نقصانات برداشت کرنے پڑے جتنے کہ فرانسیسی فوج کو کرنے پڑے تھے تاہم ہسپانوی پیادوں نے زمین پر لیٹ لیٹ کر اپنے تئیں بچا لیا لیکن یہ طرز عمل فرانسیسی خیالات کے مطابق فوجی شان کے منافی تھا اس لئے فرانسیسی پیدل اپنی محافظت خاطر خواہ نہ کر سکے۔ تین گھنٹے کی تیز و تند گولہ باری کے بعد اب متحدین کی سوارہ اور فرانس و جرمنی کی پیادہ فوجوں کا جوش کسی کے روکے نہ رک سکا۔ چنانچہ اول الذکر فرانسیسی سواروں پر جو اس کے مقابل صف آرا تھے اور ثانی الذکر ہسپانوی پیادوں پر ٹوٹ پڑے۔ یوں سوار، سواروں سے اور پیدل، پیدلوں سے گتھ گئے۔ اسی جوش و خروش کے عالم میں فرانسیسی سوارہ فوج نے ایوس ڈی الگری کی سرکردگی میں تقریباً نصف گھنٹے کی کشمکش کے بعد غنیم کی سوارہ فوج کو مار بھگایا۔ لیکن ان کی پیدل فوج جس میں جرمنی کے Lansquenets بھی شامل تھے باوجود جان توڑ کوششوں کے کسی طرح کامیاب نہ ہوئی بلکہ خود اسی کے قدم اکھڑنے لگے۔ اسی اثنا میں ان کے سواروں کا ایک دستہ جو حملہ کر کے اور غنیم کو بھگا کر واپس ہو رہا تھا متحدین کی پیدل سپاہ کے بازو پر ٹوٹ پڑا۔ اب فرانسیسی اور جرمن پیدل سپاہ کے اکھڑے ہوئے قدم پھر جم گئے اور وہ دشمنوں کو دور تک دبائے لئے چلے گئے اور بالآخر انھیں پڑاؤ سے نکال دیا۔ فرانسیسیوں کو فتح ہو چکی تھی لیکن گیسٹن نے تقریباً دو ہزار ہسپانیوں کی پسپائی میں حائل ہونے کے خیال سے مٹھی بھر سواروں کو لیکر ان کا راستہ روکا اور باوجود اس کے کہ سواری کا گھوڑا باقی نہ رہا تھا وہ

برابر لڑتا رہا۔ اس موقع پر اس نے جو شجاعت کا اظہار کیا ہے وہ آولیبنڈ کی جواں مردیوں سے کسی طرح کم نہ تھیں جو آخر الذکر نے اون سویلی کے معرکے میں دکھائی تھیں۔ لیکن تابہ کے آخر کار زخموں سے چور چور ہو کر زمین پر گر پڑا اور اس کے ساتھ اس جنگ کا زیادہ خونیں معرکہ بھی ختم ہو گیا جو ۹ بجے صبح سے چار بجے شام تک جاری رہا۔

بیارڈ کے سیرت نگار کے اس مشرح بیان سے جو اوپر قلمبند ہو چکا ہے ہم کو اس معرکہ آرائی کی خصوصیات سمجھنے میں بڑی مدد ملتی ہے مسلح رسالوں کا باہم ٹکریں کھانا نیزوں اور نیمچوں کا سینوں میں چبھویا جانا۔ دستی اور عرابوں پر چڑھی ہوئی بندوقیں سب قرون وسطیٰ کی یادگاریں ہیں۔ لیکن توپوں کی صلاحیت کار ہم کو یہ یاد دلاتی ہے کہ ہم سولھویں صدی کی دہلیز پر کھڑے ہیں۔

فتح فرانسیسیوں کی رہی۔ پیڈرو نیوار جو ہسپانیہ کے بہترین سپہ سالاروں میں سے تھا، پسکارا کا نوجوان مارکوئس، اور کارڈنل میڈیسی جو تھوڑے ہی عرصے کے بعد منصب پاپائیت پر لیو دہم کے خطاب سے فائز ہونے والا تھا، سب قید ہو گئے۔ ہسپانیوں کو اتنا کثیر نقصان برداشت کرنا پڑا جس کی تلافی سو سال میں بھی ناممکن تھی۔ اور ریونیا نے تو فوراً ہی اطاعت قبول کر لی لیکن جیسی گراں قیمت اور جتنی غیر سودمند یہ فتح ثابت ہوی دنیا کی کوئی فتح بھی نہ ہوئی ہو گی۔ اگرچہ اس جنگ میں سب سے زیادہ ہسپانوی فوجی کام آئے تھے تاہم فرانس اور جرمنی کے بھی بہت سے عہدہ دار مارے گئے تھے اور بہتیرے مبارز جنھوں نے اطالیہ سے اپنی قوت و مردانگی کا لوہا منوا لیا تھا پیوند خاک ہو گئے۔ ان میں گیسٹن کی موت سے سب سے زیادہ نقصان پہنچا۔ اگر وہ زندہ بچا ہوتا تو یقیناً بڑھا چلا جاتا اور خود روما پر دباؤ ڈال کر پوپ کو صلح کرنے پر مجبور کر دیتا۔ لیکن اس کی موت سے حملے کے جاری رکھنے میں تاخیر ہو گئی اور اسی تاخیر نے تباہ و برباد کر دیا۔ فرانسیسیوں کی بیرحمیوں نے اطالیوں کو ان سے متنفر کر دیا تھا۔ برکیسیا اور

البونیا کی لڑائیوں میں جو مال غنیمت ان کے ہاتھ آیا اس کی بہتات سے نے فوجوں کی اخلاقی حالت بھی خراب کر دی اور بہتیرے فرانس واپس چلے گئے۔

میکسی میلین اور جمعیت مقدس کے درمیان شرائط اتحاد لڑائی کے آغاز سے کچھ پہلے ہی طے ہو چکی تھیں لیکن پھر بھی اتحاد میں اتنی تعویق ہوگئی تھی کہ میکسی میلین اپنے lansquenets کو لڑائی میں حصہ لینے اور فرانسیسیوں کو خاطر خواہ مدد پہنچانے سے باز نہ رکھ سکا اب اس امید میں کہ وہ ملانیز کو اپنے یا اپنے پوتے چارلس کے لئے حاصل کر سکے گا اس نے اپنی افواج کو واپس بلا لیا اور فرانس سے کھلم کھلا قطع تعلق کر لیا۔ ان فوجوں کی تائید کے چھن جانے سے فرانسیسیوں میں اتنی سکت باقی نہ رہی کہ وہ میدان جنگ میں جمے رہتے لیکن یہ فخر سوئٹزرلینڈ والوں کی قسمت میں لکھا تھا کہ وہ فرانسیسیوں کو مار کر آلپس کے پیچھے بھگا دیں۔

میکسی میلین اور اہل سوئٹزرلینڈ جمعیت مقدس میں شریک ہوتے ہیں۔

سابقہ معرکہ آرائیوں میں لوئی کو ان پہاڑیوں سے بہت بڑی مدد ملی تھی لیکن ان کی مقررہ امدادی رقم میں اضافہ کئے جانے کی نسبت لوئی کے انکار کرنے اور اس سے بھی زیادہ ملانیز کے ساتھ ان کی تجارت کو روک دینے سے جو ان کو غلہ، شراب اور تیل کی سہر براہی کیا کرتا تھا، یہ پہاڑی قوم اس سے بگڑ بیٹھی۔ اس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سوئٹزرلینڈ میں فرانس کی مخالفت میں ایک پارٹی قائم ہوگئی جس کا سرغنہ فرانس کا سنگ دل دشمن ویلے کا اسقف بیتھالیس شنر تھا۔ چنانچہ مئی ۱۵۱۲ء میں ایک سوئٹزر ستانی فوج ملان پر ٹوٹ پڑی۔ لاپیلیس جو گیسٹن کی وفات پر اس کا جانشین قرار پایا تھا جرمن امدادی فوج کی عدم موجودگی میں ایک ایسی سپاہ کے ساتھ جس کی اخلاقی حالت بالکل خراب ہوگئی تھی ان قوی دست دشمنوں کے روکنے میں بالکل کمزور ثابت ہوا۔ چنانچہ وہ پیویا کو واپس چلا گیا۔ ملان کے والی ٹری ولزیو نے بھی لاپیلیس کی تقلید کی اور کچھ ہی عرصے بعد فرانسیسی ماؤنٹ سیس کے اس پار چلے گئے۔ قلعۂ میلان اور بعض دوسرے قلعوں کو مستثنیٰ کر کے فرانس کے حملہ

فرانسیسی آلپس کے اس پار چلے جاتے ہیں

دوسرے مفتوحہ مقامات ایک ایک کرکے سرعت کے ساتھ ان کے قبضے سے نکل گئے۔ جینوا نے بھی فرانسیسیوں کو نکال کر گیا نوفری گوسو کو اپنا ڈوج منتخب کرلیا۔ غرض رومانا کے تمام علاقے نے دوبارہ پوپ کی اطاعت قبول کرلی۔ بولونا مکرر فتح کرلیا گیا۔ حتیٰ کہ پارما اور پیاچنزا بھی مسخر ہوگئے اور جولیس نے دریائے پو کے جنوب میں جس قدر علاقے تھے سب کے دیدیے جانے کا مطالبہ کیا۔

اگست ۱۵۱۲ء میں جمعیت کے اراکین کے نمائندے مینٹوا کے کانگریس میں جمع ہوئے سب سے پہلے وہ فلورنس کی جانب متوجہ ہوئے۔ سیوونارولا کی وفات کے بعد سے جمہوریۂ فلورنس کی حالت انتہا سے زیادہ کمزور ہوگئی تھی۔ حکومت کا جو آئین ۱۴۹۴ء میں قائم کیا گیا تھا اچھی طرح کام نہ دے سکا۔ چند سری حکومت کا عنصر اس میں اس قدر غالب تھا کہ عوام میں اس کا ہر دلعزیز ہونا ممکن ہی نہ تھا۔ اس پر طرہ یہ ہوا کہ جلاوطن میڈیچی کے طرفداروں نے بھی اس کے بدنام کرنے میں کوئی کسر باقی نہ رکھی تھی حکومت کو قوی دست بنانے کے لئے ۱۵۰۲ء میں گان فیلونیر کے تقرر کو تاحیات کرکے اس پر پیسارو سوڈیریکینی کا انتخاب کیا گیا تھا۔

خاندان میڈیچی کا دوبارہ فلورنس میں قائم ہوجانا یکم ستمبر ۱۵۱۲ء

۱۵۰۶ء میں میکیاویلی کی تحریک پر قومی فوج کی بھرتی بھی کی گئی تھی۔ لیکن یہ سارے تدابیران گتھیوں کے سلجھانے میں سودمند نہ ہوئے پیسا کے دوبارہ حاصل کئے جانے کے واسطے جو طویل کشمکش کی گئی تھی اور جس کا اختتام ۱۵۰۹ء میں ہوا تھا اس نے ریاست کے محاصل کا دیوالہ نکال دیا تھا اس کشمکش کا ایک نتیجہ یہ بھی نکلا کہ خاندان میڈیچی کی سازشیں اور بھی بڑھ گئیں فرانسیسی اتحاد سے چمٹے ہوئے فلورنس نے جمعیت مقدس کی شرائط کو تسلیم کرنے سے انکار کردیا تھا تاہم دوسری طرف غیر جانبداری کی کمزور حکمت عملی اختیار کئے ہوئے تھا اس نے لوئی دوازدہم کی بھی کمک نہ کی حالانکہ اس وقت جبکہ شاید اسی کمک سے لوئی کی قسمت پلٹ جاتی۔ لہذا اب فلورنس کی باری تھی۔

معاہدین کی طرف سے یہ مطالبے پیش کئے گئے کہ سوڈیرینی گان فیلونیر کے عہدے سے دست کش ہو جائے اور خاندان میڈیچی کو شہریوں کی حیثیت سے فلورنس واپس آنے کی اجازت دیدی جائے۔ دوسری شرط پر باشندگان فلورنس راضی ہو گئے۔ لیکن اپنی جدید قومی فوج کے گھمنڈ میں سوڈیرینی کے معزول کرنے سے انھوں نے قطعی انکار کر دیا۔ لہذا ۱۲/ اگست ۱۵۱۲ء کو ریمانڈ ڈی کارڈونا نے قصبۂ پریٹو پر دھاوا بول دیا جو فلورنس کے مشرق میں چند میل کے فاصلے پر واقع تھا۔ قومی فوج نے اگرچہ تعداد میں وہ غنیم کی فوج سے زیادہ تھی اپنے تئیں اعتماد کا اہل نہ ثابت کیا اور جونہی اس کی ایک صف ٹوٹی وہ سر پر پیر رکھ کر بھاگ کھڑی ہوی ممکن ہے کہ غداری کے عنصر شہر کے اندر اپنا کام کر رہے تھے۔ حقیقت حال کچھ بھی ہو اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ ہسپانوی کسی مزید مدافعت کے بغیر شہر میں داخل ہو گئے اور اس کو اس بیرحمی و سنگدلی کے ساتھ تاخت و تاراج کیا کہ اس کی یاد کیووانی کے جو آگے چل کر پاپا بنا، آخری لمحوں کو بے چین کرتی تھی۔ لیکن یہ بیرحمیاں اپنا کام کر گئیں۔ سوڈیرینی نے جو کمزور طبیعت ہونے کے باوجود نیک نہاد بھی تھا اور جس کے متعلق مکیاویلی نے یہ کتبہ لکھا تھا کہ اس کی احمقانہ روح دوسری دنیا میں بچوں کے ساتھ رہے گی۔

بجائے فلورنس کو مزید مصیبتوں میں مبتلا کرنے کے اپنی خدمت سے فوراً مستعفی ہو گیا یکم ستمبر کو کارلونل گیووانی فلورنس میں داخل ہوا اہل خاندان میڈیچی[1] شہریوں کی حیثیت سے ملک میں واپس آ گئے۔ لیکن انتظام مملکت سے ان کی کنارہ کشی محض برائے نام تھی کیونکہ سنہ ۱۴۹۴ء کا آئین حکومت بدل کر ملک کے نظم و نسق کو پھر

[1] اس وقت میڈیچی کے قائدین حسب ذیل تھے:۔

(۱) گیولیانو، ڈیوک آف نیمورس اور کارڈنل گیووانی جو بعد میں لیو دہم بن بیٹھا۔ یہ دونوں لورنزو کے بیٹے تھے۔

(۲) لورنزو کا بھتیجا گیولیو جو بعد میں کارڈنل اور متعاقب پوپ کلمنٹ ہفتم ہوا۔

(۳) لورنزو کا پوتا اور پیرو کا بیٹا لورنزو ڈیوک آف اربینو۔

اسی سابقہ ڈھرے پر ڈال دیا گیا تھا جس پر وہ لورنزو کے عہد حکومت میں چل رہا تھا۔ اور اس طرح سارے مہمات ملکی در پردہ خاندان میڈیچی کے ہاتھوں ہی میں تھے۔ اس انقلاب میں گو اعتدال اور میانہ روی کو ملحوظ رکھا گیا تھا، پھر بھی اُن لوگوں کو جو قدیم حکومت کے طرفدار تھے اپنے اپنے عہدوں سے علیحدہ ہو جانا پڑا۔ مکیاویلی کو جو مجلس عشریہ کا معتمد رہ چکا تھا اور جس نے جمہوریت کی حکمت عملی کی مختلف تدابیر میں سرگرمی کے ساتھ حصہ لیا تھا، پبلک زندگی سے کنارہ کش ہو جانا پڑا۔ چنانچہ اس نے اپنی زندگی کو تصنیف و تالیف کے لئے وقف کر دیا تھا اور "شہزادہ"[1] و "مقالات" کے نام سے دو کتابیں تصنیف کیں، ان میں سے اول الذکر تصنیف ہی نے اسے اتنا بدنام کر دیا۔ اپنے نئے حکمرانوں کے تحت شہر نے فرانس سے رشتۂ اتحاد منقطع کر لیا اور جمعیت مقدس میں شرکت حاصل کر لی۔

اب متحدین کی توجہ مسئلۂ میلان کی طرف منعطف ہوئی میکسی میلین چاہتا تھا کہ میلان اس کے پوتے چارلس کو دیدیا جائے لیکن اس کو پایا، وینس، سوئزرستان کسی نے بھی پسند نہ کیا حتی کہ فرڈی نینڈ نے بھی مخالفت کا اظہار کیا۔ سب کے سب اُن وسیع مقبوضات سے خائف ہو رہے تھے جو فی الوقت جوان سال شہزادے کے قبضے میں تھے یا اسے آیندہ ورثتہً ملنے والے تھے۔ انجام کار تصفیہ یہ ہوا کہ میکسی میلین سفورزا کو واپس بلا لیا جائے جو اپنے باپ لوڈووِیکو المورو کی شکست کے بعد سے شہنشاہی دربار میں پرورش پا رہا تھا۔ چنانچہ ۲۹ دسمبر کو سوئزرستان نے میکسی میلین سفورزا کو شہر کی کنجیاں حوالے کر دیں اور وہ شہر میں داخل ہو گیا۔ اس مرحمت کے معاوضے میں سفورزا نے معاہدین کو جن کے ہاتھوں میں وہ محض کٹھ پتلی تھا، ولمیگیا، لوکارنو اور لوگینو کے علاقے تفویض کر دیے اور ان کے متحدین کو یعنی ریشین لیگ کے ارکان کو جو بعد میں جماعت گریسن کے

میلان میکسی میلین سفورزا کو دیدیا گیا ۲۹ دسمبر ۱۵۱۲ء

[1] "شہزادہ" کی بابت دیکھو برڈ کی تصنیف Il Principe کا دیباچہ۔ کیمبرج کی تاریخ جدید باب (۶)۔

نام سے موسوم ہوئے، رشیا وینا، بورمیو اور والٹیلائن کے علاقے دیدیئے۔ ان مقبوضات نے ول لیونٹینا جو ۱۴۴۱ء میں حاصل کیا گیا تھا اور بلینزونا سے جو لوئی دوازدہم کی جانب سے ۱۵۰۳ء میں عطا ہوا تھا، ملکر سوئزرستانیوں اور ان کے حلیفوں کو کوہ آلپس کے چار مشہور ترین دروں یعنی سنیٹ گوتھارو، اسپلوژن، ملوٹیا اور برنینیا پر کامل اقتدار دلادیا اور ان کی قلمرو کو موتلو، لوگینو اور ہیگوائر کی جھیلوں تک وسعت دیدی غرض ۱۵۱۲ء کے اختتام پر خاندان میڈیکی اور خاندان سفورزا ایسے ہی برسر اقتدار تھے کہ جیسے وہ چارلس ہشتم کے حملے کے وقت تھے۔ اس اثنا میں فرانس کو فرڈی نینڈ اور ہنری ہشتم کی جانب سے گین پر متفقہ حملے کا خوف تھا بلکہ انگریزی جہاز فوجوں کو لئے ہوئے توہیون میں لنگر انداز ہو چکے تھے۔ لیکن اس کو لوئی کی خوش قسمتی سمجھنا چاہیئے کہ فرڈی نینڈ کی توجہ یکایک نوار کی طرف منعطف ہوگئی بادشاہی نوار جو کوہ پیرینیز کے ہر دو جانب واقع تھی اس وقت کیتھرائن دی فوا اور اس کے فرانسیسی شوہر جان دی آلبرے کے زیر نگیں تھی لیکن کیتھرائن کے حقوق کی ہمیشہ چھوٹے بھائی کی اولاد کی طرف سے مخالفت ہوتی رہی تھی جس کا نمائندہ فی الوقت لوئی دوازدہم کا بھتیجا گاستان دی فوا تھا گاستان کی وفات پر یہ حقوق اس کی بہن شاہزادی ژرمین پر منتقل ہو گئے تھے جو فرڈی نینڈ کی بیوی تھی۔ چنانچہ فرڈی نینڈ اس وقت ان حقوق پر مصر ہو رہا تھا۔ کیتھرائن جسے اب فرانس کا کوئی خوف باقی نہیں رہا تھا لوئی دوازدہم سے اتحاد کرنا چاہتی تھی۔ اس امر سے فرڈی نینڈ کو نوار پر حملہ کرنے کے لئے بہانہ ہاتھ آگیا جس کی وہ جستجو کر ہی رہا تھا۔ اس نے اپنے حملۂ فرانس کے لئے نوار سے ہو کر گذرنا چاہا، لیکن کیتھرائن نے اس کی اجازت نہ دی۔ چنانچہ اس انکار پر فرڈی نینڈ نے اس چھوٹی سی حکومت پر حملہ کر دیا حملے میں اسے ایک فرقے سے اعانت بھی ملی جو خاندان بوماں کے

فرڈی نینڈ فرانسیسی نوار کو فتح کر لیتا ہے جولائی ۱۵۱۲ء

لہ۔ شیاونیا، بورمیو اور والٹیلین پر ۱۷۹۷ء تک قبضہ تھا دوسرے مقامات ۱۸۰۳ء سے سوئزرلینڈ کے ضلع ٹیسینو میں شامل ہو گیا۔

تخت تھا۔ بزدل جان فرار ہو گیا۔ کیتھرائن نے کہا "اگر تو میری جگہ ملکہ اور میں تیری جگہ بادشاہ ہوتی تو آج اس حکومت سے ہاتھ نہ دھونا پڑتا" لیکن تو ی دل کیتھرائن کو ناچار اپنے بزدل شوہر کی تقلید کرنی پڑی اور جولائی کے ختم ہونے تک فرڈی نینڈ نے اس تمام علاقے پہ قبضہ کر لیا جو پہاڑ کی ہسپانوی سمت میں واقع تھا۔ لیکن سلطنت کا وہ حصہ جو پہاڑ کی ڈھال پر فرانس کی جانب واقع تھا ایک خود مختار حکومت کی حیثیت سے اس وقت تک قائم رہا۔ جب تک سولھویں صدی عیسوی میں ہنری شاہ نوار نے جو فرانس کے تخت و تاج کا بھی مالک ہو گیا تھا اسے حکومت فرانس میں شامل نہ کر لیا۔ انگریزوں کو فرڈی نینڈ کی اس کوتاہی پر جو اس نے ان کی امداد کرنے میں ظاہر کی بڑا غصہ آیا۔ پھر یہاں کی گرم آب ہوا مسلسل بارش اور ثقیل شرابوں نے جنھیں وہ بہت کثرت سے استعمال کرنے لگے تھے انگریزوں کو طرح طرح کی بیماریوں میں مبتلا کر دیا اور وہ مجبوراً پیؔون سے منہ پھیر کر انگلستان واپس چلے آئے اور اس طرح فرانس کو اس سمت سے کسی فوری خطرے کا خوف باقی نہ رہا۔

۱۵۱۳ء کے ابتدائی ایام میں یہ بات صاف ظاہر ہو چکی تھی کہ جمعیت مقدس صرف چند دنوں کی مہمان ہے شہنشاہ میکسی ملین کے دانت وینس کے اس علاقے پر اب تک لگے ہوئے تھے جو جمعیت کیمبرے کی رو سے اس کے حصے میں آنے والا تھا

جمعیت مقدس کی شکست

یہ دیکھ کر اہل وینس کی نظریں پھر فرانس کی جانب اٹھنے لگیں۔ جمعیت کی روح رواں جولیس دوم بھی اسی زمانے میں نذر اجل ہو گیا تھا۔ اس پُر اثر شخصیت کے پیش نظر دو مقاصد تھے (۱) روما کو فتح کر کے وہاں پاپائی حکومت کو مستحکم بنیاد پر قائم کر دینا۔ (۲) اگر ممکن ہو سکے تو اطالیہ کو پردیسیوں سے آزاد کر دینا

جولیس دوم کی وفات

ان میں سے پہلا مقصد دوسرے پر غالب تھا اور اس کو جولیس حاصل بھی کر چکا تھا۔ "پاپائی حکومت کے قیام کا نتیجہ خواہ اچھا نکلا ہو یا برا اس کا قائم کرنے والا جولیس دوم ہی تھا" پاپائی روحانیت پر دنیوی حکومت کے جو اثرات پڑے

ان پر آج ہم کف افسوس مل سکتے ہیں لیکن اس حقیقت سے چشم پوشی نہیں ہو سکتے
کہ الکزنڈر ششم کی تدبیر سے جولیس دوم کی تدبیر کہیں زیادہ قابل ترجیح ہے
الکزنڈر اس کوشش میں تھا کہ اپنے خاندان کو برسر اقتدار کرے۔ جولیس نے
پاپائیت کی توسیع کے لئے مقبوضات حاصل کئے لیکن اپنے پہلے مقصد کے
حصول کے لئے اس نے دوسرے مقصد کو قربان کر ڈالا۔ جمعیت کیمبرے
کو قائم کر کے اور بدیسیوں کو اپنی مدد کے لئے بلا کر اس نے اطالیہ کی سیاسی
زندگی کا بالکل ہی خاتمہ کر دیا تھا اور جب جمعیت مقدس نے ان غلطیوں کے ازالے کی
کوشش کی اور فرانسیسیوں کو جو اس کی سابقہ حکمت عملی کے مخصوص آلۂ کار تھے
کوہ آلپس کے پار بھگا دینا چاہا تو یہ دیکھ کر اس کی آنکھیں کھل گئیں کہ اس کا
ایسا کرنا کنویں سے نکل کر کھائی میں گرنے سے کم نہ تھا۔ اپنی زندگی کے
آخری ایام میں البتہ اس کو یہ امید تھی کہ وہ میکسی میلین کو چند چھوٹے چھوٹے
مراعات سے راضی کر لے گا۔ اور پھر وینس اور سوئزرستان کی تائید سے
ہسپانیوں کو جزیرہ نمائے اطالیہ سے نکال باہر کرے گا لیکن یہ خواب خیال خام
سے زیادہ وقعت نہ رکھتا تھا۔ سچ پوچھئے تو جولیس نے اطالیہ کی
زنجیر غلامی کو اور بھی مضبوط کر ڈالا تھا اور وہی تھا جس کی وجہ سے آسٹروی اور
ہسپانوی خاندان کو اتنی قوت حاصل ہوئی تھی کہ وہ تھوڑے ہی عرصے کے
بعد سارے یورپ کے لئے باعث خطرہ ہو گیا تھا اور ہمارے زمانے تک
اطالیہ کی قسمتوں کا مالک بنا رہا۔ بایں ہمہ پاپا جولیس کا نام متعدد
حیثیتوں سے جریدۂ عالم پر ہمیشہ کے لئے ثبت رہے گا۔ وہ پاپائی ریاستوں کا
بانی تھا، اور اس نیم سیاسی، نیم مذہبی کلیسا کا جس کا مغربی دنیائے مسیحیت پر
ہمہ گیر اقتدار کا دعویٰ اب ہمیشہ کے لئے رد ہونے والا تھا، وہی آخری نمائندہ
تھا۔ علاوہ اس کے برامانتے، میکائیل انیگلو اور رافیل کا وہ سرپرست تھا
جو فنون لطیفہ کی نشاۃ جدیدہ کے بہترین مساعی و آثار یعنی سینٹ پطرس[1] کے

[1] برامانتے نے جولیس دوم کے عہد میں سینٹ پطرس کی تعمیر شروع کی۔ میشل انجیلو نے لیو دہم کے عہد میں اس پر گنبد بنایا۔

گرجا سسٹائن کلیسا کی دیواری نقاشی اور وطیقان وغیرہ کے موجد وصنادید تھے۔ جولیس دوم کی جملہ تدابیر میں سے کسی کا اثر اطالیہ اور پاپائیت کی تاریخ پر اتنا گہرا نہیں پڑا جتنا کہ فلورنس میں خاندان میڈیچی کی دوبارہ واپسی کے متعلق تدبیر سے مرتب ہوا۔

لوئی دہم کا انتخاب ۱۱ مارچ ۱۵۱۳ء

لوئی دوازدہم کے ساتھ جمہوریہ وینس کا اتحاد اور اس اتحاد پر ہٹ اور ضد کرنا ہی اس اسکیم کا محرک ہوا لیکن یہ پالسی غلطی پر مبنی تھی جمہوریۂ وینس کمزور تھی اور اتنی زیادہ اثر انداز نہ ہوسکتی تھی۔ برعکس اس کے میڈیچیوں کے تحت، چونکہ وہ ہسپانیہ سے ملے ہوئے تھے، فلورنس کے دوبارہ قوی اور خطرناک ہوجانے کا زیادہ احتمال تھا لیکن جولیس کو یہ کیا معلوم تھا کہ وہ خاندان جس نے مدت کی جلاوطنی کے بعد اپنی سرزمین پر ابھی ابھی قدم رکھے تھے آناً فاناً اتنا ذی اثر ہو جائے گا کہ اس کے بعد مسند پاپائی پر وہ جولیس کے جانشین کا انتخاب کرسکے گا۔ اور جولیس پر کیا موقوف نوخیز کارڈنل گیووانی ڈی میڈیچی کے انتخاب سے جس نے اپنی عمر کی ابھی صرف اڑتیس[۳۸] ہی منزلیں طے کی تھیں ہر فرد بشر حیرت سے انگشت بدنداں ہوگیا۔

اس میں شک نہیں کہ گیووانی نے جو جلیل الشان لورنزو کا منجھلا بیٹا تھا اور جوان ہونے سے پہلے ہی کارڈنل کے عہدے پر ممتاز ہوگیا تھا اپنے خاندان کو فلورنس میں واپس بلانے کی کارروائی میں نمایاں حصہ لے کر یہ ثابت کردیا تھا کہ وہ اعلیٰ درجے کا مدبّر ہے لیکن اس کے علاوہ اس میں اور کوئی بات ایسی نہ تھی جو اسے قابل اعتنا بناتی ہو۔ اس کے انتخاب کی اصل وجہ یہ تھی کہ جواں سال کارڈنل، الگزینڈر ششم اور جولیس دوم کی سیاسی سرگرمیوں سے اُکتا کر سکون و آرام کے خواہشمند ہو رہے تھے اور ان کو امید تھی کہ اس راحت طلب و عیش پسند میڈیچی کے انتخاب سے ان کا مقصد حاصل ہو جائے گا۔ گیووانی نشاۃ جدیدہ کی محض سطحی خوبیوں کا علم بردار تھا۔ وہ شان و شوکت کا دلدادہ اور علم و فن کا عاشق زار تھا۔

لیکن اس کی زندگی کا مقصد اور اس کی سرگرمیوں کا ماحصل بس یہ تھا کہ اپنے
خاندان کو فلورنس میں ایک مستحکم بنیاد پر قایم کردے۔ ان امور کے نظرانداز
کردیئے جانے کے بعد وہ صرف ہوا کا بندہ رہ جاتا ہے جدھر کا پلہ بھاری
ہوا ادھر جھک گیا۔ لیکن اگرچہ جولیس دوم کو مارکر قزاق اجل نے
جمعیت مقدس کے سب سے زیادہ پرجوش اور سرگرم کارکن کو چھین لیا
تھا تاہم پاپاؤں کے اس تغیر و تبدل سے ملک کے امن و امان کی
توقعات میں فی الوقت کوئی ترقی نہیں ہوئی تھی ایک طرف معاہدہ کی
یگانگت نے فرانس اور وینس کو باہم دیگر متحد و متفق کردیا تھا۔ دوسری طرف
انگلستان کا جوان سال بادشاہ ہنری ہشتم اور اس کا اولوالعزم وزیر وولزی
جو یورپ کے ارباب بست وکشاد کے حلقے میں جگہ حاصل کرلینے کے لئے
بیچین تھے رات دن اس فکر میں گھل رہے تھے کہ کوئی ایسی ساز باز ہوجائے
جو فرانس کی تکا بوٹی کر ڈالے۔ ان کی کوششوں کا نتیجہ معاہدہ مشلین کی

معاہدہ مشلین ۵ اپریل ۱۵۱۳ء

شکل میں نمودار ہوا جو میکسی میلین، ہنری ہشتم، لیو دہم اور فرڈی نینڈ
کے مابین اپریل ۱۵۱۳ء میں تکمیل کو پہنچا تھا۔ گو ان
پیمان وفا باندھنے والوں میں آخرالذکر یعنی فرڈی نینڈ
اسی زمانے میں شاہ فرانس سے بھی خفیہ طور پر ساز باز کر رہا تھا۔
اغلب تھا کہ فرانس جس پر چاروں طرف سے آنکھیں نکالی جارہی تھیں
بالکل مغلوب ہوجائے اہل ملان کو مکرر مطیع و منقاد بنانے کے لئے جو کوششیں

ناوارا کی معرکہ آرائی ۶ جون ۱۵۱۳ء

وہ الطالیہ میں کر رہا تھا ان کا خمیازہ اہل وینس کی امداد سے ناوارا کی
تباہ کن معرکہ آرائی میں بھگتنا پڑا جہاں سوئزرستانیوں نے جو میکسی میلین
سفورزا کو اپنے دامن دولت کا وابستہ خیال کرتے تھے رسالوں اور توپ خانے
کی مدد کے بغیر بالکل بے سروسامانی کی حالت میں کا نپتے تھے
سے چند فرانسیسی فوجوں کو جس میں گھوڑے بھی سوار بھی تھے توپیں بھی تھیں توپ خانے بھی تھے
غرض ہر طرح سے لیس تھیں، شکست فاش دیدی تھی۔ اسی اثناء میں ہنری ہشتم نے
مفلس و قلاش میکسی میلین کو ساتھ لیکر ٹیرو ون کا محاصرہ کرلیا اور فرانسیسی کمکی فوج کو

گوئن گیٹ کی لڑائی ۱۶/ اگست سنہ ۱۵۱۳ء

گوئن گیٹ کے مقام پر ایسی آسانی کے ساتھ مار بھگایا اور ٹھیوروں اور ٹرنے کو مسخر کر لیا ہے کہ یہ معرکہ ہی "مہمیزوں کی لڑائی" کے نام سے موسوم ہو گیا۔ ستمبر کے مہینے میں سوئزرستانیوں نے خود فرانس ہی پر حملہ کر دیا اور لوئی دوازدہم کو مجبور کر کے اس سے ایک معاہدے پر دستخط کرا لئے۔ اسی مہینے میں اسکاچستان کا جیمس چہارم جو انگلستان سے ٹوٹ کر فرانس سے رشتہ مواخات قائم کرنا چاہتا ہے اسکاچستانی اُمرائیت کے گل سر سبد کے ساتھ فلڈن کے میدان کارزار میں تذراجل ہو گیا۔

معرکۂ فلاڈن ۹/ ستمبر

ایسا معلوم ہوتا تھا کہ فرانس، جس نے اس کے قبل وینس کی تقسیم میں سب سے زیادہ حصہ حاصل کیا تھا، اس وقت خود ہی تکابوٹی ہو کر تقسیم ہو جائے گا۔ لیکن ہمیشہ کی طرح اس مرتبہ بھی دول یورپ کی باہمی رقابتوں نے کوئی دیرپا اتحاد قائم نہ ہونے دیا۔ فرانس کے زیادہ کمزور ہو جانے کو نہ تو فرڈی نینڈ پسند کرتا تھا اور نہ لیو دہم ہی اس کو اپنے مفید مطلب خیال کرتا تھا۔ لیو اپنے اور اپنے خاندان کا سود و بہبود اسی میں مضمر سمجھتا تھا کہ اطالیہ میں فرانس اور ہسپانیہ دونوں کی قوتیں نقطۂ اعتدال پر قائم رہیں نہ اس کا پلہ جھکنے پائے نہ اس کا۔ ماسوا اس کے اپنے بھائی گیولینو کو نیپلس کا حکمراں بنانے کے بارے میں اس نے جو اسکیم تیار کی تھی اس کے واسطے بھی وہ فرانس کی تائید حاصل کرنا چاہتا تھا۔ ان امور کے مدنظر اس نے شاہ فرانس سے صفائی کر لی اور ان فرانسیسی کارڈنلوں کو معافی دے دی جنھوں نے پیسا کی رافضانہ مجلس میں حصہ لیا تھا (نومبر سنہ ۱۵۱۳ء)۔ فرڈی نینڈ کو سب سے زیادہ اس بات کی فکر تھی کہ خاندان ہیپسبرگ کو ناواجب تفوق حاصل نہ ہونے پائے۔

فرانس اپنے دشمنوں کی نااتفاقی کے باعث تباہی سے پھر بچ جاتا ہے۔ فرڈی نینڈ پوپ اور ہنری ہشتم فرانس سے میل ملاپ کر لیتے ہیں

اس نے لوئی سے پہلے ہی ایک خفیہ معاہدہ کر لیا تھا۔ اور اب شہنشاہ میکسی میلین کو

ہنری ہشتم سے توڑ لینے کے واسطے ساز باز کر رہا تھا۔ ادھر ہنری نے بھی یہ سوچ لیا تھا کہ اگر اس کے ساتھی اسے مصیبت میں پھنسا کر علیحدہ ہو جانا چاہیں تو یہ نہیں ہو سکتا۔ اس کو فرڈی نینڈ کی بے وفائی اور "بندۂ درم" میکسی میلین کا ناقابل علاج تلون بہت ناگوار گزرا تھا، جو مٹھی بھر روپوں کی خاطر کوئی کام کرنے میں بند نہ تھا۔ چنانچہ اس نے بھی لوئی سے صلح کر لی (اگست ۱۵۱۴ء) قرارداد یہ تھی کہ ہنری کی بہن میری جس کی نسبت میکسی میلین کے پوتے چارلس سے ہو چکی تھی شاہ فرانس سے شادی کر لے لیکن مشکل یہ آپڑی کہ دونوں کی عمروں میں غیر معمولی تفاوت تھا۔ دولھا میاں دو ہا جو اور پھر باون برس کے بڈھے کھوسٹ دلھن سولہ (۱۶) برس کی نوخیز لڑکی لیکن لڑکی کے شکوک اور اعتراضات کو یہ کہکر رفع دفع کر دیا گیا کہ اگر وہ اس وقت اپنے بھائی کے اغراض کو اپنے اغراض پر ترجیح دے گی تو آئندہ مرتبہ اسے اپنی مرضی کے موافق کرنے کا موقع دیا جائے گا۔ غرض انگلستان اور فرانس کے مابین صلح ہو گئی۔ فرانس کو اس خطرے سے چھٹکارا مل گیا جو اس کے سر پر منڈلا رہا تھا اور انگلستان کو ولزی کی رہنمائی میں یورپ میں ایک ذی اثر مرتبہ حاصل ہو گیا۔ اس میں کچھ شبہ نہیں کہ لوئی کی اطالوی پالیسی حماقت پر مبنی تھی میکیاویلی اس کی تین سنگین غلطیوں کا نقشہ اس طرح کھینچتا ہے: "اس نے کلیسا کی قوت بڑھا دی۔ اس نے ہسپانیوں کو اٹلی آنے کی دعوت دی جو ویسے ہی طاقتور بدلیسی تھے جیسا کہ وہ خود تھا۔ اس نے اپنے بہترین دوستوں یعنی اہل وینس کی قوت کو پائمال کر دیا"

حقیقت یہ ہے کہ فرانس کو تباہی سے بچانے والی اگر کوئی چیز تھی تو وہ دوسری حکومتوں کی باہمی رقابتیں، لیکن اس نے تو اپنے ہاتھوں اپنے پاؤں پر کلھاڑی مار لی، اور گو جان بچی مگر مال کا دیوالہ نکل گیا۔ ہسپانیہ نے ناوار کے نصف حصے پر تصرف کر لیا تھا۔ تور نے کو انگلستان نے چھین لیا تھا، اور اطالیہ پر اپنا اثر برقرار رکھنے کی کوشش نے اس کہاوت کو بالکل سچ کر دکھایا کہ اطالیہ فرانسیسیوں کا مقبرہ ہے۔

اگر لوئی کی عمر نے وفا کی ہوتی تو شاید یورپ کو بھی امن وسکون حاصل رہا ہوتا لیکن دولھا بنتے بنتے یہ بدقسمت شخص تین ہی ماہ کے اندر مرگیا۔ بارہ بجے دن کو کھانا کھانے کا عادی شخص آٹھ بجے شب کو کھانا کھاتا چھ بجے شام کو سوجانے والا نیچ رات تک جاگتا رہتا، نتیجہ ظاہر تھا۔ اس کے مرنے پر اس کا اولوالعزم چچازاد بھائی فرانسس آنگولیم اس کا جانشین ہوا جس نے ۱۵۱۴ء میں بادشاہ کی بیٹی کلاڈ سے شادی کی تھی جو اپنی ماں کی طرف سے برٹانی کی ڈچی کی وارثہ تھی۔

فرانسس اول لوئی دوازدہم کا جانشین ہوتا ہے جنوری ۱۵۱۵ء

سر رابرٹ ونگ فیلڈ جو ہنری ہشتم کی جانب سے میکسی میلین کے دربار میں سفیر تھا جوان سال بادشاہ فرانسس اول کے حالات جس نے ابھی عمر کے صرف اکیس سال طے کئے تھے اس طرح سپردِ قلم کرتا ہے "وہ فتوح کا بڑا بھوکا ہے، ہمیشہ سرفروشانہ کوششوں اور اولوالعزمیوں کے ایسے قصے کہتا اور پڑھتا رہتا ہے۔ جو خود اس میں اور اس کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے والوں میں جوش وہمت پیدا کر دیتے ہیں۔ اس کا عام مقولہ یہ ہے کہ اس نے عہد کر لیا ہے کہ اس کے نکمے اور پست ہمت پیشروؤں نے جن چیزوں کو کھو دیا ہے ان کو وہ جرأت اور تن وہی سے پھر حاصل کرے اور جیسا کہ قرین انصاف ہے مسیحیت کی شہریاری کو لوائے فرانس کے زیر سایہ رکھے۔ اپنی ماں کی ہمت افزائیوں سے قوی دل ہو کر جو اپنے "قیصر" کو عرش پر پہنچا دینے پر تلی ہوئی تھی اس نے تخت شاہی پر قدم رکھتے ہی اطالیہ کے بحر مواج میں اپنی کشتی ڈالدینے اور اس داغ ندامت ورسوائی کو دھو ڈالنے کا تہیہ کر لیا جو ناوار کی شکست سے فرانس کے دامن شہرت پر پڑ گیا تھا بہار اور گرمیوں کے موسم میں اس نے ہنری ہشتم اور وینس سے فرانسیسی معاہدوں کی تجدید کی اور جوان سال چارلس سے بھی اتحاد کر لیا جو ہنوز پندرہ سال کا تھا

فرانسس اطالیہ پر حملہ کرنے کا تہیہ کر لیتا ہے اور وینس انگلستان اور چارلس سے عہد ومیثاق کرتا ہے۔

اور ابھی حال ہی میں لینڈولینڈ کے تاج و تخت کا مالک ہوا تھا اور جس نے امیر شورس کے مشورے کے مطابق فرانس کی طرف اپنے اتحاد کا ہاتھ بڑھایا تھا۔ فرانسس کو تیو وہیم کی تائید حاصل ہو جانے کی بھی توقع تھی۔ ماہ فروری میں اس نے اپنی خالہ فلی برٹا آف سیوائے کے ساتھ پاپا کے بھائی گیولیانو ڈی میڈیچی کی شادی ہونے کی بھی اجازت دیدی نیز گیولیانو کو ایک دن نیپلس کے تخت پر بٹھانے کی توقع بھی بندھا دی۔

فرانس کے خلاف لیگ کا قیام

متلون پوپ حسب معمول اب بھی ریاکاری سے کام لے رہا تھا۔ ادھر فرانس سے معاہدہ کیا ادھر اس لیگ میں بھی شریک ہو گیا جو فرانس کے خلاف قائم ہوئی تھی اور جس میں شہنشاہ میکسی میلین فرڈی نینڈ فلورنس امیر ملان اور سوئزرستانی وغیرہ شریک تھے۔ اگر متحدین میں ایکا قائم رہا ہوتا تو فرانسس کی شامت آگئی ہوتی لیکن وہ خود غرضیوں میں مبتلا تھے اور اپنی اپنی فوجیں علیحدہ کر کے جداگانہ کارروائیوں میں مشغول ہو گئے۔ فرانسس نے یہ دیکھ کر کہ مانٹ سی نس اور مانٹ جنیسری کے دروں کے مخرجوں پر سوئزرستانی پہرہ دے رہے ہیں اس نے یہ راستہ چھوڑ کر ایک دوسرا دشوار گذار راستہ کول دی لارجانٹیر کی طرف سے اختیار کیا اور کوہ آلپس کو طے کر کے سالوزیو تک چھیڑ چھاڑ ہوئے بغیر پہنچ گیا۔ یہاں سے اس نے پراسپیرو پر جو ویلی فرینکا میں میلانی افواج کی کمان کر رہا تھا، اچانک حملہ کر دیا جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ سوئزرستانیوں کی حالت سوسا میں بالکل ہی درہم برہم ہو گئی چنانچہ وہ میلان واپس ہو گئے۔

فرانسس آلپ کو عبور کر جاتا ہے اگست ۱۵۱۵ء اور میرگنانو کو فتح کر لیتا ہے ۱۳ ستمبر

فرانسیسیوں نے موقع پاکر میرگنانو کی طرف پیش قدمی کر دی جو ملان اور پیاچنزا کے وسط میں واقع ہے یہاں ستمبر کے مہینے میں ایک دن سہ پہر کے بعد سوئزرستانیوں نے ان پر حملہ کر دیا۔ ان نڈر پہاڑیوں کو جوش میں لانے والے سیون کے کارڈنل میتھیاس شنر نے جس کی ساری عمر فرانسیسیوں کی مخالفت میں کٹی تھی۔ اپنی سحر بیانیوں سے ان کو مسحور کر دیا تھا مٹھی بھر طلائی سواروں کو

ساتھ لے کر جن کے پاس مشکل سے کوئی بندوق نکل سکتی تھی محض اپنی فوجوں کے اور ان کے لمبے نیزوں کے سہارے پر وہ غنیم کے مقابلے پر تیار ہو گئے۔ فرانسیسیوں کو وہ مسلح خرگوشوں کے ذلیل نام سے یاد کیا کرتے تھے۔ پہاڑی ڈھلانوں پر زیادہ آسانی اور سہولت کے ساتھ گذرنے کے خیال سے وہ ننگے سر اور ننگے پیر دشمن پر ٹوٹ پڑے اور یہ سمجھے تھے کہ ناواراکی مہم کا تماشا ایک بار پھر سب کو دکھائیں گے۔ لیکن اب کی مرتبہ انھوں نے اپنے دشمنوں کی قوت کا صحیح اندازہ نہیں کیا فرانسیسی فوجوں کی سپہ سالاری ایسے لوگوں کے ہاتھ میں تھی جو بجا طور پر فرانس کی شہسواری کی جان سمجھے جا سکتے تھے مثلاً ڈیوک بوربون لاپالیس شہسوار بیارڈ، شیطان آرڈین، کا بیٹا ڈی لا مارک جو خود بھی "زرم جو" کے عرف سے مشہور ہو گیا تھا اور ملان کا رہنے والا ٹراولزیو جو سترہ دست بدست لڑائیوں میں لڑ چکا تھا۔ اس کے علاوہ ہسپانوی توپ خانے کا جنرل پیڈرو ناوار بھی موجود تھا۔ آخر الذکر سورما روینا کی معرکہ آرائی میں قید ہو گیا تھا اور چونکہ بخیل فرڈی نینڈ نے اس کا فدیہ دینے سے انکار کر دیا تھا۔ لہٰذا اب وہ فرانسیسی فوج میں شریک ہو گیا تھا۔

اس معرکہ آرائی کی نسبت ٹراولزیو کا یہ قول تھا کہ وہ انسانوں کی نہیں بلکہ جنات کی لڑائی تھی اور اب تک وہ جتنی لڑائیوں میں شریک ہو چکا تھا وہ سب اس کے مقابلے میں بچوں کے کھیل سے زیادہ وقعت نہ رکھتی تھیں جس وقت رات کی تاریکی نے باہم مقابل فوجوں کو لڑنے سے معذور کر دیا تو وہ دونوں وہیں میدان جنگ میں ایک دوسرے سے تھوڑے فاصلے پر پڑ گئے اور پو پھٹتے ہی پھر باہم دست و گریباں ہو کر لڑنے مرنے لگے یہ معرکہ آرائی دوپہر تک جاری رہی غنیم کی فوج کے پچھلے حصے پر حملہ کرنے کی کوشش میں سوئیزرستانیوں نے اپنی سپاہ کے دو حصے کر دیئے اس موقع کو غنیمت جان کر ڈی الویانو سپاہ وینس کے ایک حصے کو لیکر ان پر عقب سے حملہ آور ہو گیا اس نے لڑائی کا تصفیہ کر دیا میدان فرانسیس کے ہاتھ رہا جس کو نائٹ بنانے کی رسم وہیں میدان جنگ میں شہسوار بیارڈ کے ہاتھوں ادا کی گئی گو سوئیزرستانیوں کو شکست کا منہ دیکھنا پڑا تھا لیکن اس سے ان میں کوئی

زیادہ انتشار اور پریشانی پیدا نہ ہونے پائی بلکہ اس کے برعکس وہ اپنے مجروحین کو لیکر بہت بے قاعدگی کے ساتھ پسپا ہو گئے۔

مرگ نانو کی لڑائی کا نتیجہ یہ نکلا کہ ملان فرانسیسیوں کے قبضے میں آگیا۔ میکسی میلین سفورزا اپنے علاقے سے دست بردار ہو گیا جس پر وہ تین سال سے حکمرانی کر رہا تھا۔ اور چند سال تک فرانس میں قید رہ کر اُس نے وہیں وفات پائی۔

فتح کے نتائج

اپنی اس فتح سے فرانسس نے سوئزرستانیوں کی فوجی قوت کو پارہ پارہ کر دیا جو تھوڑے زمانے سے اپنے تئیں ناقابل شکست خیال کرنے لگے تھے اس کے علاوہ اسی فتح سے وہ لمبارڈی کا مالک بن گیا تھا اور بادشاہوں کو سدھار سکتا تھا۔ اس شکست کے بعد پھر کبھی ان اجورہ داروں کو اطالیہ میں خود سرانہ کارروائیاں کرنا نصیب نہ ہوا۔ اس طرح فرانسس ایک ہی جست میں فوجی شان و شوکت کی انتہائی رفعت پر پہنچ گیا اور اگر اس نے اپنی کامیابی سے فائدہ اٹھا کر لڑائی کو جاری رکھا ہوتا تو پاپا کو بھی نیچا دکھا دیا ہوتا اور نیپلس کی کھوئی ہوئی حکومت پھر فرانس کے ہاتھوں میں آگئی ہوتی لیکن اس کے لئے وہ تیار نہ تھا اور یہ توقع کے خلاف اس معرکہ آرائی سے کچھ دنوں کے لئے یورپ میں امن ہو گیا لیو دہم نے جو فاتح کا شریک حال ہو جانے کے لئے ہمہ تن شوق ہو رہا تھا شرائط صلح طے کرنے میں بڑی عجلت دکھائی اور فوراً فرانسس سے ملاپ کر لیا اس معاہدے کی رو سے اس نے پارما اور پیاچنزا کے علاقے فرانس کو تفویض کر دیئے اس کے معاوضے میں فرانسس نے لورنزو کے فلورنس میں اپنا اقتدار قائم کرنے میں تائید دینے اور بنیو کی ڈچی پر پاپا کے حملہ آور ہونے کی منظوری دینے کا بھی وعدہ کیا کچھ مدت کے بعد فرانسس نے خاندان شاہی کی ایک شہزادی سے جس کا نام مادلین دی لاتور دو ویرن تھا لورنزو کی شادی بھی کر دی۔

اپنے سیاسی معاملات کو اس طرح یکسو کر لینے کے بعد بادشاہ اور پاپا نے بولونا کے اتحاد کے بموجب فرانسیسی کلیسا کی آزادیوں کو بھی باہم دگر تقسیم کر لینے کا ارادہ کر لیا۔ کلیسائے فرانس کے قدیم حقوق کی توثیق و توسیع تو چارلس ہفتم ہی نے بورژ کی منظوری سے کر دی تھی (سنہ ۱۴۳۹ء)

بولونا کا میثاق اگست ۱۵۱۶ء

اس کے ذریعے سے مجلس کلیسا کو اسافقہ اور دیہی پادریوں کو منتخب کرنے کا آزادانہ حق دیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ پاپائیت کے یہ دعاوی کہ کلیسائی محافل پر سب سے پہلے اسی کا اختیار ہے اور نیز یہ کہ اسی کو اپنی اغراض کی حفاظت کے مدنظر کلیسا کے مالی عہدوں پہ لوگوں کو نامزد کرنے کا حق تھا سب مسترد کر دیئے گئے۔ اسی اقرار نامے کی رو سے روما میں مرافعہ کئے جانے کے دستور کو بھی محدود کر دیا گیا اور مجلس عامہ کو پاپا پہ تفوق حاصل ہونے کا اعلان کر دیا گیا۔ کلیسائے فرانس کو جو مطلق العنانی اس طریقے پر حاصل ہو گئی تھی وہ صرف پوپ ہی کو ناگوار خاطر نہ تھی بلکہ خود لوئی دوازدہم بھی اسے ناپسند کرتا تھا جس نے خود مختارانہ منظوری کو منسوخ کر دینے کی سخت جد و جہد بھی کی تھی گو یہ جد و جہد ناکام رہی۔ اب فرانسس کو موقع مل گیا اور اس نے لیو دہم سے نصفا نصفی مصالحت کر لی اس میں شک نہیں کہ بولونا کے میثاق نے روما میں مرافعہ پیش ہونے کے دستور کو روک دیا تھا اور پاپائیت کی جانب سے عہدوں کو اپنے انتخاب کے لئے محفوظ رکھنے اور التوا میں ڈالنے کے طریقے کو بھی منسوخ کر دیا گیا تھا اور یہ کلیسائے فرانس کے حسب منشاء تھا لیکن اس کے ساتھ ہی یہ بھی ہوا کہ پاپائیت کے حقوق تقدیم محاصل پھر حسب سابق اس کو حاصل ہو گئے تھے اور مجلس عامہ کو پوپ پر تفوق حاصل ہونے کا حق چھوڑ دیا گیا تھا دوسری طرف بادشاہ کو اسافقہ اور صدر اسافقہ کے عہدوں پر نامزد کرنے کا استحقاق دیدیا گیا تھا جس پر فقط یہ شرط عائد کی گئی تھی کہ اس کی توثیق اور تنصیف پاپائی دربار سے کرائی جائے یہ سمجھوتہ دراصل کلیسائے فرانس کے دستوری حقوق پر ایک مہلک حملہ تھا اور پیرس کے جامعہ اور پارلیمنٹ کی طرف سے اس کی سخت مزاحمت کی گئی لیکن پارلیمنٹ خفیف سی مزاحمت کے بعد اس کے درج رجسٹر کرنے پر مجبور کر دی گئی اور جامعہ کو شاہی دھمکیوں سے خائف کر دیا نتیجہ یہ ہوا کہ یہ میثاق قوانین فرانس میں داخل ہو گیا اس کے بعد سے کلیسائے فرانس بادشاہ اور پوپ کا غلام ہو گیا۔ مذکورہ بالا نامزدگیوں کے حقوق سے تاج کو جو قوت حاصل ہو گئی تھی اس کا اندازہ اس امر سے

کیا جاسکتا ہے کہ اس وقت فرانس میں دس صدر اساقفہ تراسی پادریوں اور پانچ سو ستائیس وہی پادریوں کے عہدے قائم تھے۔ نامزدگی کا یہ حق بالعموم امرا کی موافقت میں صرف کیا جاتا تھا اور یہی بنا تھی اس فرق و امتیاز کی جو بالادست اور ماتحت عہدہ داران کلیسا کے درمیان پیدا ہو کر بڑے بڑے فتنوں اور فسادوں کا باعث ہوا تھا۔ بڑے عہدہ داران کلیسا بالعموم طبقۂ امرا سے منتخب ہوتے تھے اور اکثر شاہی دربار سے تعلق رکھنے والے ہوتے تھے برعکس اس کے چھوٹے اہل کلیسا کو امرائیت اور درباریت سے کوئی تعلق نہ تھا۔ غرض ان حالات و واقعات کے زیر اثر کلیسا کی حالت بھی ملک کی معاشرتی حالت کا ایک مثنیٰ بن گئی تھی کہ جس طرح وہاں طبقۂ امرا اور طبقۂ عوام ایک دوسرے سے متفرق اور متمائز تھے اسی طرح یہاں بھی امیر اور غریب عہدہ دار کلیسا کا امتیاز پیدا ہو گیا تھا مزید براں بادشاہ کے نامزد کئے ہوئے اشخاص کو نامنظور کر دینے کا جو اختیار پوپ کو حاصل تھا اس نے اعلیٰ تر کلیسائیوں اور متمنیان عہدہ ہائے کلیسا کو پوپ کا دست نگر بنا دیا یوں کلیسائے فرانس جو کسی زمانے میں یورپ کے جملہ کلیساؤں سے زیادہ خود مختار تھا اب بندگی و غلامی کی زنجیروں میں جکڑ گیا اور ایک دنیوی ادارہ بن گیا اور اس کے حکمرانوں میں طبقۂ متوسط کے ساتھ کسی قسم کا ربط باقی نہ رہا۔

اسی اثناء میں فرانسس کی نصرت و کامیابی نے فرڈی نینڈ کی حکمت عملی پر بھی بہت گہرا اثر ڈالا۔ امیر الامرا فلپ کے انتقال کے بعد شاہ ہسپانیہ اپنے پوتے چارلس کا دشمن ہو گیا تھا اس کو خوف تھا کہ کہیں چارلس کاسٹیل کے نائب السلطنت ہونے کا دعویٰ پھر نہ کر بیٹھے علاوہ اس کے اس کو یہ بھی نہ بھاتا تھا کہ آئندہ چلکر چارلس آسٹریا نیدرلینڈ اور ہسپانیہ تینوں ممالک کا بادشاہ بنے۔ اس عداوت نے اس قدر ترقی کی تھی کہ اس نے اپنی وفات پر اپنی وراثت کو چارلس اور اس کے بھائی فرڈی نینڈ کے مابین تقسیم کر دینے کا ارادہ کر لیا تھا۔ لیکن اب اس خوف سے کہ فرانس کی قوت

فرڈی نینڈ کیتھولک کی وفات ۲۳ جنوری ۱۵۱۶ء اور چارلس کا ہسپانیہ کا بادشاہ ہونا۔

بہت بڑھ جائے گی۔ اس نے اپنی وصیت بدل دی اور کل مملکت چارلس کے نام لکھدی۔ یہ فریبی بڈھا جو ہسپانیہ کو بلا شرکت غیرے اپنے قبضے میں رکھنے اور یورپ میں توازن قوت کو برقرار رکھنے کے منصوبے باندھ رہا تھا جنوری ۱۵۱۶ء میں نذر اجل ہو گیا اور چارلس کو سولہ ہی برس کی عمر میں ہسپانیہ نیدرستان۔ نیپلس۔ صقلیہ اور نئی دنیا کی حکمرانی مل گئی۔

ولزے جس کے سر کو کلاہ کردینالی گذشتہ سال ہی زینت دے چکی تھی اب اس فکر میں غلطاں و پیچاں تھا کہ چارلس میکسی میلین۔ پاپا اور سوئز رستانیوں سے ایکا کر کے فرانس کی ہمہ گیر قوت کا مقابلہ کیا جائے لیکن پاپا لیو دہم نے اس وقت فرانس سے اتحاد قائم رکھنے ہی کو بہتر جانا اور چارلس ابھی فرانسس سے ان بن کرنے کے لئے تیار نہ تھا کیونکہ ابھی خود اسی کی حالت مستحکم و استوار نہ تھی۔ سیکڑوں ہسپانوی اس کی ہسند نشینی ہسپانیہ کو نفرت کی نگاہ سے دیکھ رہے تھے۔ نیدرستان پر ڈیوک یارئیس گیلدر اور رابرٹ دی لامارک امیر بوئیاں جو کسی نہ کسی بہانہ جنگ کی جستجو میں تھے، سب سے بڑھ کر یہ کہ اپنے خطابات کے باوجود اسے روپیے کی بہت ضرورت تھی۔ لہذا اس کے لئے یہ کسی طرح مناسب نہ تھا کہ اس وقت قبضۂ میلان کے جھگڑوں میں اپنے تئیں مبتلا کر دے پس شیپور کے مشوروں پر عمل پیرا ہو کر اس نے مرگ نانو کے فاتح سے بمقام نویان صلح کر لی (۱۳ اگست ۱۵۱۶ء)۔

چارلس فرانس کے ساتھ صلحنامۂ نویان کی تکمیل کرتا ہے (۱۳ اگست ۱۵۱۶ء) میکسی میلین اس صلحنامہ کو تسلیم کر لیتا ہے۔

اس صلحنامے کی رو سے چارلس کی نسبت فرانسس کی صغیر سن بیٹی لوئیز سے ہو گئی۔ میلان فرانسیسیوں ہی کے پاس رہا لیکن نیپلس کے متعلق وہ اپنے تمام دعوؤں سے دستکش ہو گئے۔ چارلس نے ہسپانوی ناوار کو خاندان البرٹ میں منتقل کر دینے کا وعدہ کیا میکسی میلین نے برسچیا اور ورونا وینس کو واپس کر دینے کا وعدہ کیا وینس نے اس کے معاوضے میں میکسی میلین کو دو لاکھ ڈوکاٹ (دینار) کے دیئے جانے سے اتفاق کیا۔ انکار کی صورت میں دونوں بادشاہوں کو اختیار

تھا کہ وینس کے معاملات میں خود جو چاہیں عمل کریں۔
نویان کا صلحنامہ ولزے کے حق میں ایک شدید ضرب تھا اس نے
میکسی میلین، اہل وینس اور اہل سوئٹزرستان ہر ایک کے ساتھ اتحاد کرنے کی
کوشش کی لیکن بیکار شہنشاہ میکسی میلین سادہ لوح رابرٹ ویکفیلڈ کو جو
اس کے دربار میں ہنری ہشتم کے نمائندے کے طور پر متعین تھا ہمیشہ کسی نہ کسی
ترکیب سے دھوکے میں ڈالے رکھتا اور یہ قدیم وضع کا سفیر جدید حکمت عملی کی
فریب کاریوں کو نہ پہنچتا اور ہر بار اس کے دام تزویر میں پھنس جاتا لیکن ولزے کے
خاص ایجنٹ رچرڈ پیس نے اپنے آقا کو میکسی میلین کے تلون اور حرص زر
اور اس صاف باطن سورما کی سریع الاعتقادی سے آگاہ کر دیا جس کے
حسن ظن پر وہ "فصل تابستان بہت سرسبز وشاداب رہے گی" کی پھبتی
کہا کرتا تھا۔ غرض دسمبر کے مہینے میں میکسی میلین نے صلحنامہ نویان کے
شرائط کو قطعی طور پر تسلیم کر لیا اور برسچیا اور ورونا کے علاقے وینس کو واپس
دیدیے۔ ولزے کو سوئٹزرستانیوں کے اتحاد حاصل کرنے میں بھی کوئی کامیابی
نہ ہوئی۔ بلکہ کچھ روپیہ پیسہ لیکر انھوں نے نومبر کے مہینے میں فرانس سے
"دائمی صلح" کرلی یہ صلحنامہ بمقام فری برگ تکمیل کو پہنچا تھا۔ ایسا معلوم ہوتا تھا
کہ انگلستان پھر ایک بار بہ یک بینی و دوگوش رہ جائے گا اور اس کا کوئی یار و مددگار
نہ ہوگا لیکن ہنری ہشتم نے ۱۵۱۳ء میں تورنے کو فتح کر لیا تھا اور فرانسس
اس کے مکرر حاصل کرنے کے لئے بیتاب تھا اس اشتیاق نے ولزے کے لئے
ایک موقع بہم پہنچا دیا اور معاہدۂ لندن (اکتوبر ۱۵۱۸ء) کی رو سے ہنری نے
تورنے فرانس کو واپس دیدیا جو اتحاد ان دونوں ملکوں میں اس معاہدے کی رو سے
ہو گیا تھا اس کو حسب معمول شادی اور بیاہ کے
قرار دادوں سے اور تقویت دی گئی۔ انگلستان کی
شہزادی میری کی نسبت جو ابھی دو سال کی بچی تھی
فرانس کے شیر خوار شہزادے سے جو ابھی پورے
سال بھر کا بھی نہ ہوا تھا کر دی گئی۔ غرض اس

ہنری ہشتم اور معاہدۂ لندن
اکتوبر ۱۵۱۸ء اس معاہدے کی
بدولت یورپ میں کچھ
عرصے کے لئے امن وسکون

معاہدے سے کم از کم انگلستان بے یار و مددگار نہ ہونے پایا اور یورپ کو بھی امن نصیب ہوگیا۔

اگلے سال مارچ کے مہینے میں مجلس لیٹرن کو برخاست کرتے وقت پاپا نے اس امر کا اعلان کیا تھا کہ فرقہ بندی و اعتزال کا خاتمہ ہوچکا۔ کلیسا میں ضروری اصلاحات ہوچکیں اور اس کو اب امید تھی کہ امن و امان کے لطف سے بہرہ یاب ہونے والا یورپ ترکوں کے خلاف متحد ہو جائے گا۔ چنانچہ اس نصیحت پر عمل پیرا ہونے کے متعلق دول یورپ علانیہ اپنے ارادوں کا اظہار کر رہی تھیں لوگوں پر نوازشیں اور عنایتیں ہو رہی تھیں شفقت و استمالت کی گرم بازاری تھی اور پاپا کی طرف سے روپیہ جمع کرنے کی کوشش کی جا رہی تھی۔ ادھر زمانے کی نیرنگیاں یورپ کو ایک دوسرے جنگ میں گھسیٹنے کے لئے تیار تھیں۔ یہ معرکہ آرائی ہیپسبرگ اور والوا خاندانوں کے مابین ہوئی تھی اور اس کا سلسلہ چند چھوٹے چھوٹے وقفوں کے ساتھ تقریباً اسی سال تک جاری رہا۔ علاوہ بریں کلیسائے وٹن برگ کے دروازے پر لوتھر کی وہ معرکہ آرا یادداشت بھی اس سے قبل ہی چسپاں ہوچکی تھی جو ایک ایسی فرقہ بندی کا پیش خیمہ تھی جس کا روما کو خواب و خیال تک نہ ہوسکتا تھا۔

معاہدوں کے اس سلسلے کے متعلق جو ابھی ابھی ضبط بیان میں آچکا ہے یہ کہا جاسکتا ہے کہ اس نے اس بے ترتیب اور غیر مربوط جنگ کو ختم کر دیا تھا جس کا آغاز جمعیت کیمبرے کے قیام سے ہوا تھا۔ اکثر اوقات یہ کہا جاتا ہے کہ وینس کی تباہی و بربادی کا باعث یہی جمعیت تھی لیکن ہم دیکھتے ہیں کہ اپولیا کے

وینس کے زوال پر کیمبرے کی لڑائیوں کے اثرات۔

قصبوں اور ان چند اضلاع کو مستثنیٰ کر دینے کے بعد جو پاپا کو تفویض کئے گئے تھے باقی وینس کے جملہ مقبوضات خشکی علی حالہ اس کے قبضہ و تصرف میں باقی تھے اور دریائے ایڈا اب بھی اس کی مغربی سرحد کا کام دے رہا تھا اس میں شک نہیں کہ اس طویل جنگ نے اس کے ذرائع آمدنی اور اس کے تباہ شدہ خزانے پر بار گراں ڈالا تھا لیکن یہ ممکن تھا کہ ان کی

حالت پھر بنادی جاتی ۔ دراصل وینس کے زوال کے اسباب ہم کو کہیں اور
تلاش کرنے چاہئیں ۔ اولاً ملک کی سیاسی حالت تغیر پذیر ہو چکی تھی ۔ یورپ کی
بڑی بڑی شخصی حکومتیں خصوصاً فرانس اور ہسپانیہ مستحکم و مربوط ہو چکیں تھیں
اور وینس کو ان کا مقابلہ کرنے کی امید نہیں ہو سکتی تھی ۔ خشکی پر اس کو جو ذرائع
حاصل تھے وہ ان فوجوں سے عہدہ برآ ہونے کے لئے کسی طرح کافی نہ تھے جو

زوال وینس کے حقیقی اسباب.

یہ قوی قوتیں میدان جنگ میں اُتار سکتی تھیں اور اس کو لامحالہ
ایک فروتر حالت میں رہنے ہی پر قناعت کرنا پڑی ہوگی
ہم کو اس دباؤ کو بھی یاد رکھنا چاہیئے جو ترکوں کی جنگوں سے
پڑ رہا تھا وینس کو دنیائے مسیحیت کے ساتھ غداری کے الزام سے متہم کرنے کے لئے ہمیشہ
تیار رہنے والے یورپ نے اسوقت اس کی ان استدعاؤں پر اپنے کان بہرے
کر لئے تھے جو وہ اعانت کے واسطے کر رہا تھا اور اس طرح وینس ترکوں سے
مقابلہ کرنے کے لئے تنہا چھوڑ دیا گیا ۔ ان معرکہ آرائیوں کے اثنا میں جو
سولھویں اور سترھویں صدیوں کے درمیان تقریباً پورے دو سو [۲۰۰] برس تک
صرف چند وقفوں کے ساتھ جاری رہیں ۔ وینس رفتہ رفتہ مغلوب ہوتا گیا ۔
سنہ ۱۵۷۱ء میں اس کو قبرص سے دست بردار ہو جانا پڑا ۔ سنہ ۱۶۶۹ء میں چوبیس [۲۴] گھنٹے کی
جان توڑ مدافعت کے بعد قندیہ سے ہاتھ دھونا پڑا ۔ ان مصارف کے ساتھ ساتھ
جو اسے حال ہی میں برداشت کرنے پڑے تھے ان لڑائیوں کے اخراجات کا
برداشت کرنا اس کے لئے اس حالت میں بھی دشوار ہو گیا ہوتا اگر بالفرض
اس کی تجارت اس کے ہاتھ میں ہوتی، لیکن اب یہ بھی ان کے قبضے سے
نکلی جا رہی تھی اس کی دولت کا زیادہ انحصار اس کی مشرقی تجارت نیز آڑھت پر
موقوف تھا جو وہ مشرق اور مغرب کے درمیان کرتی رہتی تھی ۔ مشرقی تجارت کے
قدیم راستے تین تھے ۔ اولاً وسط ایشیا سے بحیرۂ اسود اور پھر وہاں سے
بحر متوسط تک دوسرے خلیج فارس اور دریائے فرات کی وادیوں سے
ہوتے ہوئے لیوانٹ تک ۔ تیسرے بحر احمر سے قاہرہ اور اسکندریہ تک
یہاں سے سامان تجارت وینس کے جہازوں میں بھر کر وینس کو روانہ کر دیا جاتا تھا ۔

اور بالعموم درہ برنیر کے راستے سے آلپ کی دوسری جانب دریائے ان۔ ڈینیوب۔ مین۔ اور رائن کے راستوں سے برج کو روانہ ہوجاتا تھا یا پھر سمندر کے راستے سے فلنڈرس کے جہازوں پر بار کردیا جاتا تھا۔ لیکن سولھویں صدی عیسوی کے آغاز سے وینس کے مشرقی راستے مسدود ہوگئے ۱۴۵۳ء میں قسطنطنیہ کو فتح کرلینے کے بعد ترکوں نے لیوانٹ سے ساتھ وینس کی تجارت کو منقطع کردیا تھا۔ دوسرے طرف پرتگالیوں کے ہندوستان کی طرف بڑھنے سے اس کی مصری تجارت بھی پامال ہوچکی تھی۔

قدیم تجارتی راستے راس الامید کے راستے کے دریافت ہونے سے تبدیل ہوجاتے ہیں

افریقہ کے مغربی ساحل پر جستجو و تفحص کرنے والوں کے پیشرو اہل جنیوا تھے۔ کناریز اور جزیرۂ میڈیریا کو جن کا پتہ کارتھیجیا والوں کو معلوم تھا اہل جنیوا ہی نے دریافت کیا تھا لیکن ان کی عنان توجہ بحر متوسط کی جانب مائل ہوچکی تھی اور اپنے ونیسی رقیبوں سے کشمکش کرنے میں ان کی طاقت زائل ہوچکی تھی اور پرتگالیوں نے چودھویں صدی میں ان جزایر پر مکرر قبضہ کرلیا تھا پرتگالیوں کی تفحص و دریافت کی تاریخ کی ابتدا بادشاہ ہنری کے زمانہ سے شروع ہوتی ہے۔ (۱۳۹۴ء سے ۱۴۶۰ء) جو ملاح کے لقب سے ملقب تھا۔ یہ پرتگال کے بادشاہ جان اول کا بیٹا تھا اس نے ساگریز مین راس سینٹ ونسنٹ میں جو یورپ کے جنوب مغرب کے آخری کونے پر ہے ایک رصدگاہ تعمیر کروائی اور جغرافیہ کے علمی مطالعے اور نئے مقامات کے دریافت کرنے میں اپنے تئیں وقف کردیا اس جد و جہد اور تفحص و تلاش میں اور مقاصد بھی مضمر تھے مثلاً شمالی افریقہ کے مسلمانوں سے جو اس کے موروثی دشمن تھے انتقام لینے کا جذبہ خاک طلا حاصل کرنے کی حرص بردہ فروشی سے جلب منفعت کی ہوس یورپ میں اس تجارت کی اولیت کا سہرا اسی بادشاہ کے سر ہے۔ کہتے ہیں کہ ایکبار ایک ہی حملے میں دوسو سولہ حبشی غلام پرتگال لائے گئے جن کا پانچواں حصہ ہنری کو اس کے حصے کے طور پر نذر کیا گیا۔ مورخ کہتا ہے کہ بادشاہ کو اس کی بے انتہا مسرت تھی

پرتگالیوں کے انکشافات

کیوں کہ اس طرح گم کردہ راہ حبشی جو بصورت دیگر دائمی ضلالت و گمراہی میں
مبتلا رہتے نجات اور مکتی کے لذت یاب ہو گئے تھے۔ اسی بادشاہ کے
زیر اثر پرتگالیوں نے پورٹو سینٹو اور میڈیرا میں اپنی نوآبادیاں قائم کیں۔
آزورس اور راس الجزائر کو دریافت کیا اور آفریقہ کے مغربی سواحل میں
گھسنا شروع کر دیا۔ سنہ ۱۴۵۴ء میں ہنری سے پوپ مارٹن پنجم سے راس بوجاڈور سے
ہندوستان تک تمام بادشاہوں اور جاگیروں کا عطا نامہ حاصل کر لیا
ہندوستان تک پہنچنے کی امیدوں نے اس کے سمند شوق کے ساتھ تازیانہ کا
کام کیا۔ سنہ ۱۴۷۹ء میں ہسپانیہ کے فرڈی نینڈ نے جو اب تک غرناطہ کے
مسلمانوں کے ساتھ لڑائی میں الجھا ہوا تھا ہنری کے ساتھ ایک معاہدہ کر لیا
جس کی رو سے یہ طے پایا کہ افریقہ کے مغربی سواحل پر پرتگالیوں کو تجارت
اور دریافت و تفحص کا حق بلا شرکت غیرے حاصل رہے گا۔ ہسپانیہ کی
طرف سے ان کے اس حق میں دست اندازی نہ کی جائے گی کناری کے
جزیرے ہسپانیہ کے قبضہ میں رہیں گے۔ اس معاہدے کی توثیق پوپ
الگزینڈر ششم کے حکم سے ہو گئی تھی اور جس کے بموجب وہ سب نو دریافت
علاقے جو اس خط کے شمال میں واقع تھے پرتگال والوں کو دیدیے گئے
تھے جو راس الجزائر کے مغرب میں اولاً سو فرسنخ کے فاصلے پر قائم کیا گیا تھا
اور من بعد سنہ ۱۴۹۴ء میں ایک معاہدے کے ذریعے سے اس کو تین سو ستر فرسنخ تک
وسعت دیدی گئی تھی۔

اس پاپائی حکم کے آٹھ سال قبل بارتھلومیو ڈیاز نے اس راس کے
گرد اگرد سفر کیا تھا اور اس کو اس نے "طوفانی" کے نام سے موسوم کیا
تھا لیکن اس کے زیادہ مشتاق بادشاہ نے راس الامید کا نام دیا تھا۔
سنہ ۱۴۹۸ء میں واسکوڈاگاما نے اس راس کے گرد اپنا دوسرا سفر کیا اور
بحر الشرق کو عبور کر کے سواحل ملیبار پر کالی کٹ میں لنگر انداز ہوا۔ اس کے
تھوڑے ہی عرصے بعد مانوئل بادشاہ پرتگال نے (سنہ ۱۴۹۵ء تا سنہ ۱۵۲۱ء)
حبش، ایران، عرب اور ہندوستان کی ملاحی، فتوحات اور صنعت و حرفت کے

امیر الامرائی کا خطاب اپنے لئے مخصوص کر کے المیڈا کو اپنے وائسرائے کی حیثیت سے ہندوستان روانہ کیا حالانکہ اس وقت تک ہندوستان میں اس نے چپہ بھر زمین بھی فتح نہ کی تھی۔ اب پرتگالیوں نے ہندوستان کے مغربی سواحل کی طرف اپنے قدم استقامت کے ساتھ بڑھانے شروع کئے جن راجاؤں اور بادشاہوں نے ان سے مقابلہ کیا ان کو شکست دی اور تجارت کے اجارہ وار بننے لگے۔ ۱۵۰۵ء میں پہلا پرتگالی جہاز اینٹورپ میں لنگرانداز ہوا یہ جہاز مشرقی مال ان قیمتوں سے سستی قیمت پر فروخت کر رہا تھا جو بروژ کے بازاروں میں رائج تھی جہاں وینس سے براہ خشکی مال آیا کرتا تھا اس پیش قدمی سے وینسی تجارت کو جو مصر کے ذریعے سے ہوا کرتی تھی اور جو اس وقت بالخصوص عرب اور زنگی تاجروں کے ہاتھ میں تھی سخت خطرہ لاحق ہوگیا۔ ان حالات سے متاثر ہوکر ساحل ملیبار کے چند چھوٹے چھوٹے والیان ملک نے سلطان قاہرہ سے پرتگالیوں کے خلاف استمداد چاہی۔ سلطان نے اس کے جواب میں ۱۵۰۹ء میں شہر سویز کے راستے سے ایک مہم پرتگالیوں کے خلاف روانہ کی جس میں وینس بھی یہ خیال کر کے کہ اس کے تجارتی مفاد اس سے وابستہ ہیں اس مہم میں شرکت کرلی لیکن اگنیو ڈیلو کی معرکہ آرائی سے تین ہی ماہ پیشتر المیڈا نے ۱۵۰۹ء میں اس مہم کو ڈیو کے بندرگاہ میں شکست دی المیڈا کے جانشین البوقرق نے پرتگالی حکومت کا مرکز گوا کو قرار دیا اور ہرمز کو جو خلیج فارس پر ایک مشہور بندرگاہ ہے مسخر کرلیا اس کے بعد سے پرتگالوی پیش قدمی کے لئے میدان صاف ہوگیا سولھویں صدی کے اختتام تک وہ صرف افریقہ۔ عرب اور ہندوستان کے مغربی سواحل ہی کی تجارت پر حاوی نہیں ہوگئے تھے بلکہ انھوں نے سراندیپ اور پرتگال میں بھی اپنے قدم جمالئے تھے۔

پرتگالیوں کے مقابلے میں مصری بیڑے کو ڈیو میں ہزیمت ہوتی ہے فروری ۱۵۰۹ء

چین اور جاپان سے بھی تجارت کا آغاز کر دیا تھا اور سب سے بڑھ کر یہ کہ حقیقی جزائر ایاز پر بھی قابض ہوگئے جو بورینو اور سلیبیز کے گرد و نواح میں ایک جھنڈ کی شکل میں واقع ہیں (۱۵۱۶ء)، یوں ایک ہی موسم بہار میں وینس کی فوجی قوت بھی

اگینا ڈیلو کے معرکے میں پاش پاش ہوگئی اور اس کی مشرقی تجارت کے بھی پرزے اُڑ گئے۔ اب قاہرہ میں کاروانوں کی آمد موقوف ہوگئی مشرقی مال کے جہاز راس الامید کے راستے آنے جانے لگے قرون وسطیٰ کے تجارتی راستے بدل گئے اور جلتو لین وین وینس کے ہاتھوں سے نکل کر پرتگالیوں کے قبضے میں چلا گیا اور پھر تھوڑے ہی عرصے کے بعد ڈچ اور انگریز بھی اس کے حصہ دار ہوگئے۔ بروژ کی جگہ اینٹورپ شمالی تجارت کی منڈی بن گئی سلطان سلیم اول کے فتح مصر نے (۱۵۱۶ء) وینس کی رہی سہی مصری تجارت کو اور بھی خاک میں ملا دیا۔ غرض تجارت کے اس نقصان عظیم نے وینس کی مالی مشکلات کو پھر کبھی دفع نہیں ہونے دیا اور یہ بھی اس کے زوال کا خاص اور اصلی سبب ہوا۔

اس کا اثر ملک کی داخلی سیاسیات کے حق میں بھی سم قاتل ثابت ہوا۔ امراء جو تجارت کی بدولت مالا مال ہو گئے تھے یا تو بینک قائم کرنے شروع کئے جن کا تجارت کی امداد کے بغیر قایم رہنا دشوار تھا یا پھر اپنے اندوختوں کو زمین واری کے جھگڑوں میں الجھا کر خود کاہل اور احدی بن بیٹھے۔ افلاس کی گرم بازاری ہوگئی اور امرا خانگی جھگڑوں میں مبتلا ہو کر کمزور ہو گئے۔ جو زوردار تھے وہ حکومت کے نظم ونسق کے اجارہ دار بن بیٹھے جن کی قسمت اتنی یاور نہ تھی لیکن اس کے ساتھ ہی جن کو مجلس اعظم میں اکثریت حاصل تھی وہ ہمیشہ شورشیں برپا کر کے سازشوں اور فتنہ انگیزیوں سے کام لیکر جس میں زیادہ تر اجنبیوں کی امداد حاصل کی جاتی تھی۔ حکمراں طبقے کو اکھاڑ پھینکنے کی فکر میں غلطاں وپیچاں رہا کرتے تھے۔ غرض وینس جس کی حکومت کی استواری اور جسکے باشندوں کی حب الوطنی اور احساس عزت کے یورپ راگ گایا کرتا تھا وہ خود غرضیوں فتنہ پردازیوں اور سازشوں کا آماجگاہ بن گیا اسی اخلاقی و سیاسی انحطاط میں اُس دس ارکانی مجلس کی روز افزوں قوت کا راز چھپا ہوا ہے جو ملک کے سیاہ وسفید کی مالک ہورہی تھی یہ عاملانہ مجلس جو دستور اساسی کے چہرے پر ایک مسّے کی مثل تھی ابتدائً ۱۳۱۰ء میں محض ہنگامی ضروریات کے

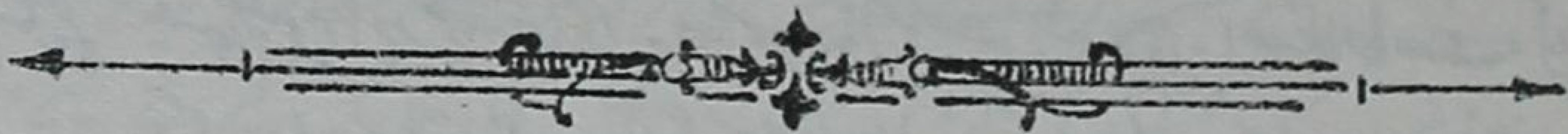
مد نظر قائم کی گئی تھی لیکن رفتہ رفتہ مجلس حفاظت عامہ کی شکل اختیار کرتی گئی اور بالآخر ان تین مفتشوں سے ملکر جو ۱۵۳۹ء میں غداری کا سد باب کرنے کے لئے مامور کئے گئے تھے اس نے حکومت کو رمز و اسرار بدگمانی اور بے رحمی کے ایک ایسے قالب میں ڈھال دیا جس کی نظیر آج تک دیکھنے میں نہیں آئی تھی۔ اخلاقی انحطاط بھی اس زوال کا حاشیہ بردار تھا جب حکومت کی دولت گھٹی تو انفرادی اور اجتماعی فضول خرچیوں میں اضافہ ہوگیا۔ پبلک نمود و نمائشیں اور خانگی رنگ رلیاں کسی زمانے میں بھی اتنی مطلق العنان نہ تھیں جتنی کہ اس وقت اخلاقیات کے مسائل مبہم ہیں۔ یوں تو وینس کا مرتبہ کبھی بھی بڑھا ہوا نہ تھا۔ تاہم اس وقت تو اس کی حالت بالکل ہی ردی ہوگئی حتیٰ کہ وہ اس درجے پر بھی نہ تھی جس درجہ پر کہ اٹلی پہنچی جب پبلک زندگی کا یہ معیار ہو تو خانگی مراسم کا کیا ذکر ان کی تو کوئی باز پرس ہی نہ تھی۔ یہ کہنا کہ اخلاقیات کی یہ کساوبازی کلیتہً و خالصتہً وینس کے جاہ و ثروت کے زوال کا نتیجہ تھی بالکل مہمل ہے تاہم اس میں بھی کلام نہیں کہ زوال قوت نے اس کو اور بھی بڑھا دیا تھا ان سب باتوں کے باوجود وینس کا وجود اب بھی صفحۂ ہستی پر باقی تھا اس کا ناممکن التسخیر محل وقوع اور اس کے ہوشیار مدبران ملک کے مساعی جمیلہ اس کی حفاظت کے ضامن تھے جو ہر شاہی دربار میں پھیلے ہوئے اپنے ملک کی ڈگمگاتی کشتی کو یورپین سازشوں کے پر پیچ و تاب موجوں سے بچانے کی کوشش کر رہے تھے اور انھیں کی بدولت وینس اب بھی جہاز رانی کی ٹکسال بنی بیٹھی تھی گو بحر روم کی فوقیت کا سہرہ باقی نہ تھا وہ اس وقت بھی اپنی عمارات اپنی نیلی کشتیوں اپنے ارغوانی آسمانوں کے اعتبار سے دنیا بھر میں سب سے زیادہ تعریف کی مستحق تھی۔

فنون لطیفہ کی قلمرو میں اس کا سکہ اب بھی رواں تھا اور وہ اب بھی اس قابل تھی کہ دنیا اس سے کچھ حاصل کر سکے۔ سولھویں صدی عیسوی ٹیٹین، ٹنٹورٹ اور پولو ویرونیز کا عہد تھا، ان نقاشوں نے اپنی تصاویر سے نہ صرف فن رنگ کاری کو اکملیت پر پہنچایا بلکہ اس میں تفصیل کے ساتھ ہم آہنگی بھی قائم رکھی اور شاندار گو کسی قدر جذبہ آور رنگ آمیزی کو پایۂ عروج پر پہنچایا۔

اسی طرح مطبع آلد ائن نے فن طباعت میں بعض ایسے فتوحات حاصل کئے جو اس فن کے ابتدائی کارناموں میں داخل ہیں۔ (۱۵۱۲ء تا ۱۵۶۷ء) و (۱۵۹۴ء تا ۱۵۳۲ء تا ۱۵۹۵ء)

سولھویں صدی کے اواخر اور سترھویں صدی کے ابتدا میں وینس اور پاپائیت کے درمیان جو کشمکش ہوئی اس نے دنیا پر ایکبار پھر یہ ثابت کر دیا جیسا کہ اس سے قبل زمانۂ گذشتہ میں ثابت ہو چکا تھا کہ گو اس نے اپنا مذہب روما کی سرزمین سے حاصل کیا ہے لیکن کلیسائی معاملات میں اپنی آزادی برقرار رکھنے کے لئے اس میں عزم صمیم موجود ہے۔ اور اس عزم پر جمے رہنے کے واسطے اس کے دست و بازو میں کافی قوت بھی ہے۔

بالآخر ترکوں کے ساتھ طویل نبرد آزمائیوں علی الخصوص قبرص (۱۵۷۰ء و ۱۵۷۱ء) اور کینڈیا (۱۶۴۵ء تا ۱۶۶۹ء) کے معرکوں میں اس نے ایسی بسالت و شجاعت کا اظہار کیا ہے کہ اس کی گذشتہ عظمت و شان کے نقشے آنکھوں میں پھر گئے اور اگر یورپ نے ایسی قابل نفرت خود غرضی اختیار نہ کی ہوتی تو وینس نے اس بڑھتی ہوئی قوت کے سیلاب عظیم کو روک لیا ہوتا ملکوں کا فتح کرنا تو آتا تھا لیکن وہ یہ نہ جانتی تھی کہ ان پر حکمرانی کیونکر کی جاتی ہے یا مفتوحہ علاقوں کے ذرائع کو ترقی و تنوع کیونکر دیا جاتا ہے۔



دوسرا باب

فرانس اسپین اور جرمنی کی اندرونی تاریخ

سنہ ۱۴۹۴ع تا سنہ ۱۵۱۹ع

کردینال وامبواز کا نظم ونسق حکومت۔ کاسٹیل اور اراگان کی سلطنتوں کا اتحاد۔ فرڈی ننڈ اور ازابیلا کی حکمت عملی۔ زیمینز۔ افریقہ میں ہسپانوی فتوح۔ امریکہ کے وجود کا انکشاف۔ ازابیلا اور فرڈی ننڈ کا طرز عمل۔ ان دونوں کی حکمت عملی کے نتائج۔ میکسی میلین اور شہنشاہی۔ ورمس کی مجلس شوریٰ۔ اصلاحات کی جدوجہد میکسی ملین کا تعرض۔ اوگسبرگ کی مجلس شوریٰ گیلن ہاوزن کا میثاق۔ مسئلۂ وراثت لینڈشٹ۔ اصلاحات کی جدوجہد کے نتائج عہدیۂ سوئٹزرستان۔ میکسی میلین کے ساتھ جنگ۔ صلح باسل۔ میکسی ملین کا طرز عمل اور اس کی حکمت عملی۔

۱۔ فرانس

چارلس ہشتم اور لوئی دوازدہم کے عہد حکومت میں فرانس کی اندرونی تاریخ کے

فرانس کی اندرونی حالت

اہم ترین مسائل قبل ازیں ضبط بیان میں آ چکے ہیں۔ اگرچہ گھر سے باہر فرانسیسی قوم مصروف رزم وپیکار تھی لیکن گھر کے اندر اس کی زندگی امن وامان سے گزر رہی تھی امرا نے جن کی تعداد اب بہت کم ہو گئی تھی اطالوی معرکہ آرائیوں میں اپنی حوصلہ مندیوں کے لئے سامان سکون پا لیا تھا اور اس لئے انھوں نے اپنے باہمی جھگڑوں سے ملک کے اس سکون میں خلل اندازی نہیں کی۔ کرونیال ژرارژ و امبواز کے زیر حکومت جو لوئی دوازدہم کا وزیر مملکت تھا ملک کو خوش حالی اور فارغ البالی حاصل ہوئی (۱۴۹۸ء تا ۱۵۱۵ء) آبادی میں تیزی کے ساتھ اضافہ ہوا اور نئے نئے قصبے اور شہر آباد ہونے لگے اِس عہد کی تاریخوں سے معلوم ہوتا ہے کہ ملک کی ایک تہائی زمین پھر زراعت وکاشتکاری کے لئے وقف کر دی گئی تھی مختصر یہ کہ انگلستان کی تباہ کن لڑائیوں سے بالآخر بچ کر فرانس نے کھوئی ہوئی چیزوں کے حاصل کرنے میں اپنی صلاحیت کا کافی اظہار کیا فنون لطیفہ میں بھی اس کے قدم کسی سے پیچھے نہ تھے۔ لوئی دوازدہم کے عہد حکومت میں نشاۃ جدیدہ کا ابتدائی طرزِ تعمیر قبل اس کے کہ وہ بے اندازہ زیبائش اور حد سے زیادہ نفاست سے گرانبار ہو جائے خوبی وخوشنمائی کے اعتبار سے پایۂ عروج پر پہنچ چکا تھا قلعہ بلوا کا شرقی روکار اور قلعہ آمبواز کے روکار کے کچھ حصے اس کے شاہد ہیں۔ اس کے علاوہ فرانس میں شیشہ پر رنگ کاری کرنے والے اتنے مشہور تھے کہ جولیس دوم نے گلوداوراس کے علاوہ ولیم دی مارسٹی دونوں نقاشوں کو ویٹیقن کی کھڑکیوں پر رنگ کاری کرنے کے لئے طلب کیا تھا؛ لوئی "پدر رعایا" کے لقب کا مستحق تھا جو اسے ملا اور کرونیال ژرارژ کی ہردلعزیزی کا اندازہ "معاملات کو جارج پر چھوڑ دو" کی کہاوت سے لگایا جا سکتا ہے۔ لیکن باوجود ان تمام باتوں کے ملک کی دستوری آزادی کو تقویت دینے کی کوئی فکر نہیں کی گئی تھی مجلس طبقات نے اپنے حقوق میں کوئی اضافہ حاصل نہیں کیا۔ یہ سچ ہے کہ عدالتی عہدوں کے فروخت کئے جانے کے دستور کو لوئی نے روک دیا تھا لیکن مالی عہدوں میں اس کا عمل پیرا ہو کردہ

فی الحقیقت اس دستور کو وسعت دینے کا باعث ہوگیا تھا۔ پھر بھی حکومت میں مطلق العنانی کے ساتھ رحم و مہربانی کا عنصر موجود تھا جہاں محصولات سخت و سنگین تھے وہاں غربا کو عاجز و پریشان بھی نہیں کیا جاتا تھا۔ اگر ہم اپنے زاویۂ نگاہ کو داخلی حکمت عملی تک محدود رکھیں اور اس سے متجاوز نہ ہونے دیں تو ہم یہ نتیجہ متسخرج کرنے میں غلطی پر نہ ہوں گے کہ جو ہر دلعزیزی حکومت کو حاصل تھی وہ جائز طور پر حاصل کی گئی تھی اور حق بجانب تھی۔ اگر لوئی اطالوی معرکہ آرائیوں کے خارزار سے اپنا دامن بچائے رکھتا تو اس کا عہد حکومت فرانس کی تاریخ میں انقلاب عظیم پیدا کر دیتا اور چند ہی سال میں فرانس یورپ میں سب سے زیادہ دولتمند اور سب سے زیادہ قوی دست ملک ہو جاتا۔

لیکن اس دور میں اگر ایک طرف فرانس کی اندرونی تاریخ کا دامن اہم اور قابل اعتنا واقعات سے بالکل خالی نظر آتا ہے تو دوسری طرف ہسپانیہ اور جرمنی کی داخلی تاریخ ان واقعات و حوادث سے معمور ہے۔

۲- اسپین

کاسٹیل اور آراگان کے تاج و تخت کا اتحاد

ملکۂ ازابیلا کے ۱۴۷۴ء میں کاسٹیل کے تخت پر جلوہ افروز ہونے اور اس کے شوہر فرڈی ننڈ کیتھولک کے ۱۴۷۹ء میں تاج آراگان کو زیب سر کرنے سے صرف یہی نہیں ہوا کہ ان دونوں حکومتوں میں جو اندرونی شورشیں اور فتنہ و فساد ایک عرصے سے مچا ہوا تھا وہ ختم ہوگیا' بلکہ کاسٹیل اور آراگان کے درمیان جو رقابت مدت سے چلی آتی تھی وہ بھی رفع ہوگئی اب گو دونوں حکومتوں کا انتظام سلطنت جداگانہ طور پر قائم رہا لیکن دونوں کی حکمت عملی بالکل ایک ہوگئی ملک میں اپنے تاج و تخت کی قوت کو بڑھانے اور بیرون ملک اپنی قوم کے رعب و داب کو چار چاند لگانے میں ازابیلا اور فرڈی ننڈ کے درمیان عجیب اتحاد خیال تھا ان دونوں کے

عہد حکومت میں جو معرکتہ الآرا امور وقوع پذیر ہوئے وہ یا تو اس عہد سے پہلے ہی وقوع پذیر ہو چکے تھے جن کی تاریخ ہم سپرد قلم کر رہے ہیں یا پھر وہ ایسے ہیں جنھیں ہم اس سے پہلے ہی قلمبند کر چکے ہیں غرناطے کو مسلمانوں نے ۱۴۹۲ء میں فتح کر لیا تھا۔ اس کے علاوہ قوم یہود کا اخراج عدالت تحقیقات مذہبی کا قیام بلکہ کولمبس کا انکشاف اسپیو نیلا تک اطالوی معرکہ آرائیوں سے قبل ظہور پذیر ہو چکا تھا۔

اس وقت فرڈیننڈ اور ازابیلا کی حکمت عملی خاص طور پر اس امر کی جانب مائل تھی کہ باہمی شادیوں کے ذریعے سے ایک ایسا یورپی اتحاد قایم کیا جائے جو ان کو ان کے زبردست حریف فرانس کا مدمقابل بنا دے اور جس سے جزیرہ نمائے ہسپانیہ کے التیام واستحکام میں آیندہ مدد ملے اس مقصد کو پیش نظر رکھکر انھوں نے اپنی بڑی لڑکی ازابیلا کو پرتگال کے حکمران الونسو کے عقد نکاح میں دیدیا اور الونسو کی وفات پر ازابیلا کی شادی امانویل کے ساتھ کر دی گئی جو الونسو کا رشتہ دار اور اس کے بعد ۱۴۹۵ء میں پرتگال کے تخت و تاج کا وارث قرار پایا تھا۔ ان کی چھوٹی لڑکی کیتھرائن کی منگنی

ازابیلا اور فرڈیننڈ کی حکمت عملی۔ مناکحت کے ذریعے سے اتحاد قایم کرنا۔

ولی عہد انگلستان شہزادہ آرتھر کے ساتھ بھی اسی مہینے میں ہوئی تھی (۱۴۹۶ء) جان آف گانٹ کے بعد سے یہ پہلا موقع تھا کہ انگلستان اور اسپین کے مابین اس معاہدے کے ذریعے سے ایسے قوی تعلقات پیدا ہوئے تھے ان میں سب سے زیادہ اہم وہ دوطرفہ شادیوں کا معاہدہ تھا جو خاندان ہسپبرگ سے طے پایا تھا۔ اس معاہدے کی رو سے قرار پایا تھا کہ شاہزادہ جان ہسپانیہ کا ولی عہد شہنشاہ میکسی میلین کی بیٹی مارگیرٹ کے ساتھ شادی کرے اور آرچ ڈیوک میکسی میلین کے بیٹے اور ولی عہد کی شادی جونا کے ساتھ ہو جو تاجداران ہسپانیہ ازابیلا اور فرڈی ننڈ کی منجھلی بیٹی تھی۔ لیکن ازابیلا اور فرڈی ننڈ کے ان شادیوں سے جو توقعات وابستہ تھے وہ پورے نہ ہو سکے۔ ان کے اکلوتے بیٹے جان کے ۱۴۹۷ء میں انتقال کر جانے

نیزان کے نواسے یعنے پرتگال کی ازابیلا کے اکلوتے بیٹے ڈان میگوئل کے بھی ۱۵۰۰ئہ میں وفات پانے سے پرتگال کو ہسپانوی سلطنت میں ضم کر لینے کی امیدیں خواب وخیال ہوگئیں اور جوانا جو فلپ تاجدار ہیپسبرگ کی بیوی اور چارلس پنجم کی ماں تھی کاستیل اور آراگان دونوں کی وارثہ ہوگئی اس طرح وہ اتحاد جو ابتدا میں فرانس کے خلاف توازن قوت کو برقرار رکھنے کے لئے قائم کیا گیا تھا بالآخر اس توازن کو بگاڑ دینے اور خاندان ہیپسبرگ کو تقویت دینے کا باعث ہوا۔

ازابیلا اور فرڈینینڈ کی اندرونی حکمت عملی

اندرونی حکمت عملی کے متعلق ازابیلا اور فرڈی ننڈ نے جو اصول اپنے آغاز حکومت سے قائم کر لئے تھے وہ انھیں پر استقلال کے ساتھ عمل پیرا رہے یورپ کے اور کسی ملک میں رعایا کے حقوق اس قدر قوی، حکومت اتنی کمزور اور شاہی اختیارات اتنے محدود نہ تھے جس قدر کہ پندرھویں صدی عیسوی میں کاستیل میں تھے۔[۱] ان قدیم دستوروں اور حقوق پر براہ راست حملہ کرنا خاصکر ایسی صورت میں کہ رعایا اتنی خود دار ہو بہت خطرناک ہوتا لہذا دونوں تاجداروں نے دستور مملکت کی ظاہری شکل وصورت علی حالہ برقرار رہنے دی۔ لیکن حکومت کے کل پرزوں کو شاہی ہاتھوں میں جمع کر کرکے اور تاج کے ذاتی اقتدار کو تقویت دے دے کر در پردہ اپنا مقصد حاصل کر لیا مجلس شوریٰ یعنی کورٹیز کے اجلاس میں چونکہ امرا کو حاضر رہنے کا زیادہ شوق نہ تھا اس لئے فرڈی نند اور ازابیلا نے اس غیر حاضری سے فائدہ اٹھاکر اب ان کو نہ صرف مجلس شوریٰ میں بلکہ مجلس حکومت میں تک طلب کرنا چھوڑ دیا اور مملکت کے موروثی عہدہ داروں کے اکثر اختیارات چھین لئے۔

طبقہ امرا کی روک تھام کے لئے سب سے زیادہ کارگر آلہ انجمن

---

[۱] کاستیل اور اراگان کے دستور کی توضیح کے لئے دیکھو کیمبرج کی تاریخ جدید جلد (۱) صفحہ (۳۴۸)۔

ہرمنداڈ" تھی یہ جماعت جس کی بنیاد کاستیل کے خاص خاص شہروں نے ابتداً اس
مقصد کو پیش نظر رکھ کر ڈالی تھی کہ اپنے تئیں تاج اور امرا کی دراز دستیوں سے
محفوظ رکھ سکیں ۱۴۷۶ء میں شاہی نگرانی میں اس کی از سر نو تنظیم کی گئی ہر ایک
مشہور شہر میں قزاقی رہزنی اور دیگر ظلم و تعدی کی تحقیقات و تفتیش کے لئے
ایک عدالت قائم کی گئی ان عدالتوں کے مرافعے عدالت العالیہ میں ہوسکتے تھے۔
جو تمام قلمرو کے واسطے ایک ہی تھی عدالتوں کے تحت کوتوالی کی ایک سوارہ فوج
متعین کی گئی تھی۔ جس کی تنخواہ اس چندے سے ادا کی جاتی تھی جو گھروارہ کے طور پر
وصول کیا جاتا تھا۔ امور مملکت کا ضبط و نظم صوبہ واری جماعتوں کے
ہاتھ میں دیدیا گیا تھا جو ایک اعلیٰ مقامی مجلس شوریٰ یا جنٹا کے تحت کام کرتی تھیں
یہ مجلس عدل و انصاف سے متعلق قوانین نافذ کرتی تھی اور بعض وقت ایسے
معاملات میں بھی مداخلت کرتی تھی جو ملک کی مجلس شوریٰ یا کورٹیز سے متعلق تھے۔
یہ نو منتظم جماعت اس قدر کارگر اور ذی اثر ثابت ہوئی کہ بالآخر ۱۴۹۵ء میں
اس کے اقتدارات میں معتد بہ قطع و برید کرنا مناسب قرار دیا گیا اور صرف
چند ماتحت عہدہ داروں پر اکتفا کیا گیا جو تعمیل عدالت کے لئے باقی رکھے گئے
اور جن کو معمولی عدالتوں کے صیغۂ مرافعہ کے تحت مامور کیا گیا۔ دور زیر تبصرہ میں امرا
کو جو شاہی اراضی کی عطیات ملی تھیں ان کے دوبارہ شریک صرف خاص کر لینے کی
حکمت عملی اختیار کی گئی۔ طاقتور فوجی جاگیروں کو تاج سے ضم کر دینے کی
حکمت عملی جو سب سے پہلے الحاق کالاتراوا سے ۱۴۸۷ء میں شروع ہوئی
تکمیل کو پہنچائی گئی ۱۴۹۴ء میں القنترا اور ۱۴۹۹ء میں سینٹ آیا گو دی
کومپوستیلا کے اختیارات فرڈی ننڈ نے حاصل کر لئے۔ گو اس حکمت عملی پر
چارلس پنجم کے زمانے تک پاپائی مہر توثیق نہ لگی تھی جب کہ پاپا ایڈرین نے
اپنے فرمان کے ذریعے ان الحاقوں کو بالآخر تسلیم کر لیا تاہم فرڈی ننڈ اور
ازابیلا اپنی اس حکمت عملی سے باریاب ہوچکے تھے۔ اس سے نہ صرف
شاہی اقتدار میں قابل قدر اضافہ ہوا بلکہ تاج کو ان دولتمند اور طاقتور جماعتوں پر
کامل تسلط حاصل ہوگیا جو بادشاہی اقتدار کو معرض خطر میں ڈالتے تھے۔ ازمنۂ وسطیٰ میں

ایسی قسم کی جماعتیں مثلاً جماعت ہاسپیٹالرز اور جماعت نائٹ ٹمپلرز یورپ کی بعض دوسری بادشاہیوں کے لئے خطرۂ جان تھیں۔

بادشاہی آراگان میں تاج کو چنداں مواقع نہیں حاصل تھے۔ وہاں مجلس شوریٰ یا کورٹیز کے اختیارات زیادہ وسیع تھے۔ امرا کورٹیز زیادہ پابندی کے ساتھ شریک ہوا کرتے تھے۔ اور فوجی جاگیریں ایسی بھی کوئی نہ تھیں کہ شاہی سے ضم کر لی جاتیں۔ سب سے بڑھ کر یہ کہ مہر عدل (Justiza) کو وہاں ایسے عجیب و غریب اختیارات حاصل تھے کہ وہ شاہی دست اندازیوں کی راہ میں مخل ہو سکتا تھا۔ یہ مشہور عہدہ دار جس کا انتخاب کورٹیز کی جانب سے ہوتا تھا ہر معاملے میں اختیار مداخلت کا مدعی تھا مثلاً امر افعات کی سماعت، کسی گرفتاری کے جواز کی تحقیق، بادشاہ کو دستوری مسائل کے متعلق صلاح و مشورہ دینا اور اس کے عاملانہ اختیارات میں شریک کار ہونا۔ لیکن یہاں بھی فرڈی نننڈ نے امرا کو سیاسی اقتدار سے حتی الوسع بیدخل رکھا اور عوام کی تائید سے جن کی وفاداری پر زیادہ اعتبار کیا جا سکتا تھا حکمرانی کرتا رہا اور کاستیل کی جماعت ہرمنڈاڈ کو یہاں بھی رائج کر دیا۔

ان کیتھولک تاجداروں نے اصلاح کلیسا پر بھی اپنی توجہ مبذول کی ہسپانیہ میں حکومت اور گرجا کے ہمیشہ قریبی تعلقات رہے۔ مسلمانوں کے خلاف عرصۂ دراز تک صلیبی لڑائیاں لڑتے رہنے سے حکومت کو ایک خاص وقعت حاصل ہو گئی اور اس نے اس وقعت سے فائدہ بھی اٹھایا۔

فرڈی نننڈ اور ازابیلا دونوں کا مطمح نظر یہ تھا کہ کلیسا کو اس سے بھی زیادہ حکومت کا تابع کر لیا جائے تاکہ وہ الحاد کے فرو کرنے اور حکومت کے اقتدار کو بڑھانے کا ایک آلہ بن جائے۔ ۱۴۸۲ء میں پوپ سکسٹس چہارم کلیسا کے اعلیٰ عہدوں پر نامزد کرنے کا اختیار حاصل کر کے انھوں نے اس اختیار سے خاطر خواہ فائدہ اٹھانا شروع کر دیا۔ ہسپانیہ کے سارے کلیسائی عہدوں پر جفاکش اور وفادار اشخاص کو مامور کیا گیا اور اصلاح کا کام شروع ہو گیا۔ کردینال منڈوزا، ٹیلاویرا (جو ملکہ کا پہلا مستمع گناہ تھا) اور سب سے بڑھ کر مشہور فرانسیسی راہب

فرانسسکو زیمی نیز ڈی سسنیروز شاہی حکمت عملی کے آلۂ کار تھے۔
زیمنیز ملکہ کا مستمع گناہ اول اول ۱۴۹۲ء میں کرونیال مینڈوزا کی
تحریک پر مقرر کیا گیا تھا جو طلیطلہ کا صدر اسقف تھا اسی سال۔ اپنے
مربی و سرپرست یعنی منڈوزا کی وفات پر وہ طلیطلہ کی صدر اسقفی کے
واسطے نامزد کیا گیا جو سارے یورپ میں سب سے زیادہ متمول عہدہ تھا
اور سرکاسٹیل کی وزارت عظمیٰ پر بھی اسی سال فائز ہوا۔

زیمنیز کا نظم و نسق حکومت

اس غیر معمولی شخص کا طلیطلہ کی صدر اسقفی کے منصب جلیلہ پر
مامور ہونا ہی رعایت یافتہ طبقوں کے لئے ایک کاری ضرب
تھا کیونکہ اب تک یہ عہدہ امیر النسب اشخاص کے لئے
مخصوص تھا۔ یہ تقرر خود فرڈی ننڈ کے خواہشات کے بھی خلاف تھا جو اس
عہدے پر اپنے ناجائز فرزند صدر اسقف سارا گوسا کو مامور کرانے کی امیدیں
باندھ رہا تھا لیکن زیمینیز پر ملکہ کا اعتماد غلط نہ تھا کاسٹیل کے سرکش امرا کو اس
فرانسسکی راہب کی لا متزلزل دیانت کے سامنے جھک جانا پڑا جس کو
تخویف شیریں زبانی یا رشوت غرض کوئی چیز اپنے مقصد سے برگشتہ نہیں کر سکتی
تھی پھر زیمنیز کی تمام سرگرمیاں دنیا داری ہی تک محدود نہ تھیں ۱۴۹۴ء میں
فرانسسکیوں کا صوبہ دار مذہبی مقرر ہونے پر وہ اپنی برادری کی اصلاح میں
تن دہی کے ساتھ مصروف ہو گیا جو تھوڑے زمانے سے اپنی سابقہ مذہبی سختی
کو چھوڑ وسیع اراضی کی مالک بن گئی تھی۔ اور تن آسانیوں اور دنیوی شان و شکوہ
کے ساتھ زندگی بسر کرنا شروع کیا تھا۔ اب اس کا زاویہ نگاہ وسیع ہو گیا تھا
اور اس کی نظر اپنے طبقے کی اصلاح سے بڑھ کر عام اصلاح پر پڑ رہی تھی اور
وہ چاہتا تھا کہ اپنے صوبے کے تمام خانقاہی حلقوں اور دنیا دار کلیسائیوں کی
اصلاح کا بھی بیڑا اٹھائے سخت مخالفت کے باوجود جو نہ صرف فرانسسکیوں کے
سردار کی طرف سے کی گئی (جو کاسٹیل جا کر ناکام واپس آیا) بلکہ جس میں خود
پاپا بھی شریک تھا زیمنیز کی کوششیں کامیاب ہوئیں۔ صدی مابعد کا ایک مصنف
جو کاسٹیل کا باشندہ تھا لکھتا ہے کہ وہاں کے پادری راہبین اور برادران فرانسسکی

جو ایک زمانے میں یورپ کے سب سے زیادہ کاہل الوجود اور گئے گزرے سمجھے جاتے تھے اب کسی ملک سے مقابلہ کر سکتے تھے۔ صدر اسقف کی کوششوں کا رخ دینیات اور تبحر علم کی جانب بھی تھا اس لئے ایک پاپائی حکم کی تعمیل پر بھی اس نے بہت زور دیا جو سنہ ۱۴۷۸ء میں صادر کیا گیا تھا اور جس کی رو سے ادیب قانون داں اور فقہائے دین مسیحی کے واسطے کلیساؤں میں کرسیاں محفوظ کر دی گئی تھیں اس نے قدیم جامعوں کی از سر نو تنظیم کی۔ الکالا کے جامعے کی بنیاد ڈالی اور اس کو کثیر مالی امداد سے مستحکم کر دیا۔ اس کے علاوہ اس نے دوسرے مدارس بھی قائم کئے اور مشہور مختلف اللسان انجیل کو طبع کرایا۔ یہ اصل میں السنۂ قدیمہ کی انجیل کا ایک مجموعی نسخہ تھا۔ اس میں توریت کا سپٹا گوئنٹ نسخہ اصل عبرانی میں موجود تھا اور اس کے ساتھ اس کا کالدی زبان میں خلاصہ اور لاطینی زبان میں ترجمہ، نیز انجیل اصل یونانی میں اور اسی زبان میں جیروم کا ولگیٹ بھی موجود تھا۔ اسی کے زیر اثر ہسپانیہ میں کیتھولک انسانیت پسندوں کا ایک جدید فرقہ پیدا ہوا جو الحاد سے بالکل مبرا تھا اور یہ بھی کرونیال زیمنیز اور اس کے شاہی سرپرستوں ہی کی کوششوں کا نتیجہ تھا کہ پروٹسٹنٹ مذہب کے قدم ملک میں جمنے نہ پائے اور ہسپانیہ کیتھولک مذہب کی آیندہ رجعت کا مرکز بن گیا۔

لیکن بدقسمتی سے زیمنیز کی سرگرمیاں انھیں اعلیٰ مقاصد تک محدود نہ تھیں بلکہ اعتزال و الحاد کے قلع قمع کر دینے کی آرزو میں بھی اس کے سینے کو شعلہ زار بنائے ہوئے تھیں صلحنامۂ غرناطہ کی رو سے جو ۱۴۹۲ء میں مرتب ہوا تھا مسلمانوں کو معتد بہ حقوق دیئے جانے کا عہد و پیمان کیا گیا تھا۔ مذہبی۔ تعلیمی۔ اور جسمانی آزادیاں ان کے لئے محفوظ ہو گئی تھیں۔ وہ شرع اسلام کے تحت زندگی بسر کر سکتے تھے۔ ان کے اپنے مقرر کئے ہوئے حاکم ان پر حکومت کرتے تھے ان کے خصومات کا تصفیہ ایسی عدالتوں میں ہوتا تھا جس میں ان کے اپنے قاضی بھی شریک تھے۔ اس صورت حال سے مطمئن ہو کر مسلمان امن چین سے ہسپانیہ میں رہنے سہنے لگے تھے اور بہتوں نے

غرناطہ کے صدر اسقف تالاویرا کی سرگرمانہ لیکن استمالت آمیز حکمت عملی سے
دین مسیحی بھی قبول کرلیا تھا۔ لیکن زیمنیز کی آتش منشی تالاویرا کی تدابیر کو کافی خیال نہ
کرتی تھی چنانچہ وعدے اور قدیم عہد و پیمان توڑ دیئے گئے قرآن شریف کے
عربی نسخے اور دوسری دینی کتابیں جمع کرکے نذر آتش کردی گئیں۔ تبدیل مذہب
کے لئے دہشت اور خوف کے جذبات سے کام لیا گیا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ سنہ ۱۵۰۰ء سے
سنہ ۱۵۰۱ء تک بغاوتوں کا سلسلہ قائم رہا۔ جن کے فرو کرنے میں کاسٹیل کو کافی
فوجی قوت صرف کرنی پڑی اور دونوں قوموں کے تعلقات تلخ و کشیدہ ہوگئے
بالآخر اس بغاوت کے پورے پورے طور سے دبا دیئے جانے کے بعد
یہ نادری حکم شایع ہوا کہ بدقسمت مسلمان یا تو دین مسیحی قبول کرلیں یا ترک وطن
کردیں۔ ادھر زیمنیز کی سرگرمیاں مسلمانوں پر آفتیں ڈھا رہی تھیں ادھر مجلس تحقیقات مذہبی
یہودیوں اور ہر ایسے ہسپانوی پر حملہ آور ہو رہی تھی جس کے متعلق ملحدانہ خیالات کا
شبہ کیا جاسکتا تھا۔

افریقہ میں ہسپانوی فتوح

اسلام کو جزیرہ نمائے ہسپانیہ سے اس طرح برائے نام خارج کردینے
کے بعد ہسپانوی منچلوں کی نظریں لازمی طور پر اس تنگ خلیج پر پڑنے لگیں جو ان کو
افریقہ سے جدا کرتی تھی۔ ہسپانوی سواحل پر مسلمان بحری
قزاقوں کی تاخت و تاراج۔ قومی ترقی و وسعت کی خواہش
ان نمایاں پیش قدمیوں کا رشک و حسد جو پرتگالی افریقہ کے
مشرقی ساحلوں پر کر رہے تھے اور وہ مجاہدانہ حوصلہ مندی جو ہسپانیہ کی گذشتہ
تاریخی روایات سے پیدا ہوئی تھی سب نے مل ملا کر ہسپانیوں کو اس امر پر
ابھار دیا کہ وہ اپنی قلمرو کو اس سیاہ فام براعظم کے شمال میں وسعت دیں
اور یہ کوئی تعجب انگیز بات نہیں کہ ہم زیمنیز کو جو ایک سچا کاسٹیلی تھا اس
حکمت عملی کی ہمت افزائی کرتا دیکھتے ہیں چنانچہ ستمبر سنہ ۱۵۰۵ء میں اس کے اشارے سے
مازرکبیر پر (Mazarquiver) جو ساحل بربری پر افریقہ کے بحری لٹیروں کا مامن تھا
فتح کرلیا گیا۔ اس کے بعد ہی سنہ ۱۵۰۹ء میں وہران کا سقوط عمل میں آیا۔ جو اپنی اہمیت کے
لحاظ سے مازرکبیر کی فتح سے کہیں بڑھا ہوا تھا۔ دوسرے سال سنہ ۱۵۱۰ء میں

الجیریا اور طرابلس بھی ہسپانیہ کے مطیع و منقاد ہو گئے۔ لیکن گو ہسپانوی تاریخوں کے صفحے ان افریقی مہموں سے رنگے ہوئے ہیں لیکن سچ یہ ہے کہ کولمبس اور اس کے رفقا کی مہمیں جنھوں نے شاہی خزانے سے بدرجہا کم امداد حاصل کی اور جن کی طرف عوام الناس کی توجہ بھی نسبتہً بہت کم مبذول ہوئی ہسپانیہ اور یورپ کے مستقبل پر ان افریقی مہموں سے کہیں زیادہ اثر ڈال گئیں

امریکہ کے دریافت کرنے میں اتنی دیر کیوں ہوئی۔

یہ امر کہ امریکہ کے معلوم کرنے میں اتنی دیر ہوئی مندرجہ ذیل امور کو ملحوظ رکھنے سے باآسانی سمجھ میں آسکے گا۔

اہل کارتھیج کو جنھوں نے ساحل افریقہ کے قریب کے جزائر کو دریافت کرنے کی تھوڑی بہت کوشش کی تھی رومی حکومت نے زیر و زبر کر دیا تھا۔ اہل روما میں بحری حوصلہ مندیاں موجود نہ تھیں اور یورپ خود ان کی سرگرمیوں کی جولانگاہ بننے کے لئے کافی وسیع تھا اس سے ہٹ کر ان کی نظریں اگر کسی اور سمت اٹھ سکتی تھیں تو وہ لازماً افریقہ کی طرف پھر مشرقی ممالک پر جن سے ان کی روایات وابستہ تھیں۔ رومن شاہنشہی کے زوال کے بعد اس کے طبوطانی فاتح عرصے تک اتنے قوی اور متحد و مربوط نہیں ہو سکتے تھے کہ بدیسی فتوح کے خیالات ان کے دلوں میں پیدا ہو سکیں جب اس قسم کے خیالات پیدا ہونے کا وقت آیا تو ان کی نظریں بھی لازماً مشرق ہی کی طرف اٹھیں، مشرق ان کے مذہب کی جائے پیدائش تھا فلسطین ان کا کعبہ پہلے عربوں اور پھر ترکوں کے ہاتھوں میں تھا۔ مشرق دولت اور عیش و عشرت کا خزانہ تھا۔ جس کے تذکرے وہ قصوں اور افسانوں کی زبان سے سن چکے تھے۔ لہٰذا سب منچلے سب تاجر اور سب زائرین ہر پھر کے اسی طرف لوٹتے تھے اور بحر متوسط ان کے لئے ایک عام راستہ بن گیا تھا۔

ان سب امور سے قطع نظر کر کے بھی اگر ہم دنیا کے طبعی نقشہ پر نگاہ ڈالیں تو ہم کو نظر آئے گا کہ بحر ظلمات کے اُس حصے کی ہوائیں اور اس کا سیل جو وسط یورپ کے عرض البلد میں واقع ہے مغربی حوصلہ مندیوں کے

کسی طرح موافق نہیں وہاں مغربی ہوائیں تمام سال چلتی رہتی ہیں اور ان ہواؤں سے کہیں زیادہ تند اور تیز ہوتی ہیں جو شمال اور مشرق سے چلتی ہیں علاوہ اس کے سمندر کا وہ سیل عظیم جو گلف اسٹریم (خلیج سیال) کے نام سے موسوم ہے اس کے بہاؤ کا رُخ ہمیشہ یورپ ہی کی طرف رہتا ہے اس عرض البلد کے شمال اور جنوب کی حالتیں اس سے بالکل مختلف ہیں شمال میں وہ سیل عظیم جو بحر شمالی کہلاتا ہے جنوب کی طرف آبنائے ڈیوس سے گرین لینڈ تک اور پھر وہاں سے امریکہ کے شمالی ساحل تک بہتا چلا جاتا ہے جنوب میں سیل الاسطوا سواحل افریقہ سے برازیل تک بہتا ہے اور ادھر خط استوا کے شمال میں تجارتی ہوائیں جنوب مغرب اور جنوب میں شمال مغرب کی طرف مسلسل چلتی رہتی ہیں۔ لہٰذا اس کی پیشینگوئی کرنا کوئی دشوار بات نہ تھی کہ امریکہ کا وجود اس وقت تک دریافت نہیں کیا جاسکتا تھا جب تک شمالی اور جنوبی عرض البلد پر کوئی ایسی منچلی قوم قابض نہ ہو جائے جس کے ذرایع اور وسائل خاصے قوی ہوں اور جو کشتیبانی سے کافی آگاہی رکھتی ہو سب سے بڑھ کر یہ کہ اس میں بحری حوصلہ مندیاں بھی موجود ہوں اور وہ سمندر کے نامعلوم خطرات کا مقابلہ دلیری و جرأت کے ساتھ کرنے پر تیار ہو۔

بلاشبہ دسویں صدی عیسوی میں نارسمینوں (Norseman) نے لیبراڈور نیو فاؤنڈ لینڈ اور شمالی امریکہ کے بری حصے کو دریافت کر لیا تھا جسے وہ (Wineland) یا ارض الخمر کے نام سے یاد کرتے تھے لیکن ان کی تعداد مختصر تھی اور خود یورپ ان کے لئے میدان تاخت ہونے اور ان کو بسانے کے لئے کافی وسیع تھا۔ اس "ارض الخمر" کی یاد صرف ان کے افسانوں ہی میں باقی رہ گئی۔ جنوبی عرض البلد میں اس قسم کی حوصلہ مندیوں کا موقع چودھویں صدی کے اواخر تک فراہم نہ ہوا اس وقت بھی جیسا کہ تحریر ہو چکا ہے پہلے اہل جینوا اور پھر پرتگالیوں نے افریقی سواحل پر قدم رکھنے شروع کئے تھے پرتگالیوں کی مہموں کا اصلی مقصد صرف یہ تھا کہ ہندوستان اور مشرق تک پہنچنے کا کوئی

بحری راستہ ڈھونڈ نکالیں ان ممالک کو تیرھویں صدی عیسوی کے اواخر سے جب کہ مارکو پولو کی معرکتہ الآرا تصنیف شایع ہوئی سونے اور مصالوں کا مخزن سمجھا جانے لگا اور اس طرح انھیں ایک نئی اہمیت حاصل ہو گئی ۔

اس وقت عام طور پر یہ خیال کیا جاتا تھا کہ افریقہ کی سرزمین خط استوا کے جنوب تک نہیں پہنچی ہے لیکن چونکہ اس براعظم کی وسعت متجسسین کے بڑھتے قدموں کے ساتھ بڑھتی گئی اس لئے یہ خیالات رفتہ رفتہ مٹتے گئے ۔ اور امیدیں قوی ہوتی گئیں کہ براعظم ایشیا بحر ظلمات کے اس پار ہے ،

بحر اوقیانوس سے ہو کر ہندوستان تک پہنچنے کے خیال کو جسے پرتگالی ترک کر دیتے ہیں کولمبس اختیار کرتا ہے

قرون وسطیٰ میں یہ خیال یورپ میں بہت کچھ زور پکڑ چکا تھا کہ بحر ظلمات کی موجیں ایشیا کے مشرقی کناروں سے دست و بغل ہوتی ہیں ۔ اس خیال کی جو قدما کی تخیل آرائی کا مرہون منت تھا اول اول روجر بیکن نے جو آکسفرڈ کے فرانسسکی متکلمین میں سے تھا تیرھویں صدی میں مستقل طور پر تجدید کی ۔ روجر بیکن ہی سے امیر جامعہ پیرس پیئر دائی نے اس خیال کو اخذ کر کے اپنی تصنیف "خیالی دنیا" میں جگہ دی ۔ اس خیال کی توثیق ان جزائر کے آثار سے ہوئی تھی جو بحر ظلمات میں دور دراز مقامات پر واقع تھے اور نیز ان لکڑیوں اور ٹہنیوں سے جو گلف اسٹریم کے ساتھ بہکر سواحل یورپ تک پہنچتی تھیں اس کا قطعی تذکرہ پیولو توسکانیلی نے جو فلورنس کا ایک ہئیت داں تھا اپنے خط میں کیا جو لشبن کے ایک راہب کے نام مورخہ ۲۰ / جون ۱۴۷۴ء لکھا گیا تھا ۔

اس وقت تک پرتگال والے مغربی سواحل افریقہ پر نمایاں پیشقدمی کر چکے تھے اور بالآخر دماغہ افریقہ یعنی (Cape of Good Hope) کے دریافت ہو جانے کی وجہ سے جس کا پتا بارتھلمیو ڈیاز نے ۱۴۸۶ء میں لگایا تھا ۔ پرتگالیوں کی تمام کوششیں مشرق تک پہنچنے کا راستہ دریافت کر لینے پر مرکوز ہو گئیں

پرتگالیوں نے جس خیال کو نظر انداز کر دیا اسے اب کرسٹوفر کولمبس نے اپنا مطمح نظر بنایا ۔ جنیوا کے اس مشہور و معروف ہستی کو تاریخ انکشاف میں کیا

مرتبہ حاصل ہے اس کا اندازہ لگانے کے لئے ہم کو یہ ذہن نشین کرنا چاہئے کہ کولمبس کسی جدید براعظم کے دریافت کرنے کا خیال نہ رکھتا تھا اس کا منشا اور مقصد صرف یہ تھا کہ جزائر ہند تک پہنچنے کا کوئی مختصر سا راستہ دریافت کرلے ؎ بس۔ اس بارے میں اس کے خیالات بالکل وہی تھے جو اس زمانے میں رائج تھے۔ ان سے وہ ایک قدم بھی آگے نہ تھا۔ اس کا علم مذکورۂ بالا معلومات پر مبنی تھا۔ اپنے ہمعصروں سے وہ صرف اس لحاظ سے ممتاز تھا کہ وہ ٹھیک مغرب کی سمت قدم بڑھائے چلے جانے کا عزم صمیم کرچکا تھا تا وقتیکہ وہ براعظم ایشیا تک پہنچ نہ جائے اس ارادے سے کہ اسی کی تصنیف توسکانیلی کے خط اور مذکورالذکر ہی کے ایک نقشے کو لئے ہوئے اس نے دربار لسبن کی طرف رجوع کیا جہاں وہ اپنے بھائی بارتھیلمیو کے ساتھ جا بسا تھا لیکن پرتگال کا تاجدار جان دوم سمندر ہی سمندر سے افریقہ کے گرداگرد سفر کرتے پر تلا بیٹھا تھا۔ چنانچہ اس نے کولمبس کی درخواست رد کردی اس کے بعد بعض بیانات[۱] کے بموجب اس نے جنیوا اور وینس کی تائید حاصل کرنے کے لئے بھی ہاتھ پاؤں مارے لیکن یہاں بھی ناکام رہا بالآخر چاروں طرف سے تھک کر اس کی مایوس نگاہیں انگلستان اور اسپین کے درباروں کی طرف پڑیں۔

کولمبس مختلف درباہائے شاہی کی جبہہ سائی کرتا اور بالآخر اسپین کی تائید حاصل کرنے میں کامیاب ہوجاتا ہے۔

کولمبس کے بھائی بارتھولومیو نے انگلستان کی طرف لنگر اوٹھا دیئے لیکن رو و بار انگلستان میں پہنچکر وہ بدقسمتی سے بحری لٹیروں کے ہاتھوں میں پڑگیا پرتگال واپس ہوکر وہ ڈیاز کے ساتھ دماغہ افریقہ یعنی کیپ آف گوڈہوپ کی مہم پر روانہ ہوگیا۔ اور گو انجام کار اس نے ہنری ہفتم کے دربار میں بھی سلسلہ جنبانی کی جہاں اس کا استقبال پوری گرمجوشی کے ساتھ کیا گیا۔ تاہم اب

[۱] جنیوا اور وینس کی مفروضہ سیاحت مشکوک ہے۔

تیر کمان سے نکل چکا تھا کیونکہ کرسٹوفرانس سے پہلے ہی فرڈیننڈ اور ازابیلا کے ساتھ خط وکتابت شروع کر چکا تھا۔ شہریاران ہسپانیہ نے کرسٹوفر کی دلکش اسکیم کو غور کے ساتھ سنا۔ لیکن جنگ غرناطہ سے جو اس وقت پورے زوروں کے ساتھ چل رہی تھی ہسپانیہ کے خزانے پر شدید بار عاید ہو رہا تھا۔ ماسوا اس کے کولمبس کی شرایط بھی بہت سخت تھیں۔ اس کا مطالبہ یہ تھا کہ جو جو مقامات اور جو جو جزیرے وہ دریافت کرے ان سب کا وہ شاہی امیر البحر اور موروثی نائب السلطنت تسلیم کیا جائے۔ ان مقامات میں اس کو وہی رعائتیں حاصل رہیں جو کاسٹیل کے (قسطیلیہ) صدر امیر البحر کو حاصل تھیں۔ جو خزانے از قسم طلا وغیرہ دستیاب ہوں ان کا دسواں حصہ اس کو دیا جائے۔ بہرکیف غرناطہ فتح ہو جانے کے بعد اس معاہدے پر بالآخر دستخط ہو ہی گئے۔ اپریل ۱۴۹۲ء) اور اگست کے مہینے میں کولمبس پالوس کی لنگر گاہ سے اپنے یادگار زمانہ بحری سفر پر روانہ ہو گیا۔ اس کے ساتھ تین کشتیاں ایک سو بیس ۱۲۰ نفوس اور بارہ مہینے کا سامانِ سفر تھا۔ ایک نامہ شاہی بھی تھا جو اس کے کیتھولک شہریاروں نے خاں کیتھے کے نام لکھا تھا۔ کولمبس اس دعوے کے ساتھ چلا تھا کہ وہ نہ صرف جزائر ہند کے سربستہ خزانے ہی ہسپانیہ کے لئے کھول دے گا بلکہ کافروں اور بے دینوں کے خلاف مذہبی جہاد کا راستہ بھی صاف کر دے گا۔ اس کے سفر کی تفصیلات ہم دوسروں کے لئے چھوڑے دیتے اور خود صرف ایک جمالی خاکہ کھینچنے ہی پر کفایت کرتے ہیں۔

کولمبس کی پہلی مہم ۱۴۹۲ء

اپنی پہلی مہم میں کولمبس کناریز سے بالراست مغربی جانب پانچ ہفتے کی متواتر جہاز رانی کے بعد بہاما کے جزیروں میں سے ایک جزیرے میں پہنچا اور اس کے تھوڑے ہی عرصے بعد بڑے جزیرے اور پھر طویل جزیرے میں پہنچا۔ ان۔ ان جزایر کے باشندوں کے اشاروں سے یہ پتہ لگا کر کہ سونا صرف جنوب و مغرب کی سمت مل سکے گا وہ سواحل کیوبا پہنچا اور پھر وہاں سے وہ جزیرۂ ہسپانیولا

ہاہٹی کی طرف روانہ ہوگیا۔ یہاں میلاد مسیح کی شب کو اس کا جہاز ریگ سے ٹکرا کر تباہ ہوگیا۔ اس کے ماتحتوں میں سے پنیزان نامی ایک شخص پہلے ہی اس کا ساتھ اس امید میں چھوڑ کر واپس چلا گیا کہ ہسپانیہ میں جاکر اس خبر کو قبل از قبل بیان کردے گا آخر کار خود کولمبس بھی اپنے تباہ شدہ جہاز سینٹا میریا کو ہاہٹی ہی چھوڑ کر نینا جہاز میں جو ایک ہی باقی رہ گیا تھا ہسپانیہ واپس ہوگیا۔

اپنے دوسرے سفر میں جو ۱۴۹۳ء میں شروع ہوا تھا کولمبس نے جمیکا اور مجمع الجزائر انٹیل کے بعض جزیرے دریافت کئے۔ تیسرے سفر میں وہ بالآخر براعظم تک پہنچ گیا۔ اور وینیزیولا کا ساحل دریافت کرلیا یہ ۱۴۹۸ء کا واقعہ ہے جس سال واسکوڈاگاما کیپ آف گڈ ہوپ کے گرد چکر کاٹ کر مشرقی راستے سے ہندوستان پہنچا تھا ۱۵۰۲ء میں کولمبس ہونڈیورا اس کے ساحل پر لنگر انداز ہوا اور اس طرح اس نے براعظم امریکہ کو دریافت کرلیا۔

کولمبس کے بعد کے سفر ۱۴۹۳ء

لیکن حقیقت یہ ہے کہ اس معاملے میں اس کا ہموطن جان کابوٹ اس سے گوئے سبقت لے گیا تھا جو ہنری ہفتم کی ملازمت میں برسٹل سے روانہ ہوکر ۱۴۹۷ء میں مشرقی امریکہ میں سینٹ لارنس کے دہانے کے قریب پہنچ گیا تھا اور جو جنوب میں غالباً ساحل ہی ساحل ہوتے ہوئے راس کاڈ تک کا پتہ لگاتا چلا گیا تھا۔ پس براعظم امریکہ کی دریافت کا سہرا بھی کولمبس کے سر پر نہیں رہتا علاوہ بریں وہ مرتے دم تک یہی خیال کرتا رہا تھا کہ کیوبا براعظم ایشیا کا جز و تھا اور ہسپینولا اور دوسرے جزیرے جو اس نے دریافت کئے تھے وہ ایشیا کے مجمع الجزائر میں واقع تھے اس اثناء میں کولمبس کی حکومت اپنی ہسپینولا کی نوآبادیات میں ایسی ناکام رہی کہ ازابیلا اور فرڈی نینڈ نے اس کو ۱۴۹۸ء میں حکومت سے معزول کردیا۔ گو فرڈی نینڈ اور ازابیلا پر یہ الزام عاید ہوسکتا ہے کہ انھوں نے اس شخص کے ساتھ جس نے ہسپانیہ کے واسطے ایسی مفید خدمات انجام دی تھیں، بے وفائی کا سلوک کیا

بہ حیثیت والی کولمبس ناکام ثابت ہوتا ہے

لیکن اس میں بھی شبہ نہیں کہ کولمبس نے اپنے تئیں حکومت کا بالکل اہل ثابت نہیں کیا اور اس لئے ان تمام وعدوں کا پورا کرنا خارج از بحث تھا جو اس کے آقاؤں نے ابتداءً اس سے کئے تھے۔ ان کا جنوبی امریکہ کا دریافت کرنا ایک نادانستہ فعل تھا لیکن اپنے پہلے سفر میں اس نے جس استقلال اور ثابت قدمی کا اظہار کیا وہ اس کو شہرت کا خاصۃً مستحق بنا دیتی ہے۔ اس کے انکشاف کی حقیقی اہمیت کی قدر کرنا قسمت نے اس کے جانشینوں کے تفویض کیا۔

مزید نئے مقامات کا دریافت ہونا

سنہ ۱۵۰۰ء میں ونسنٹ پینزن جو کولمبس کے ابتدائی ساتھیوں میں سے تھا جنوب کی سمت اور بھی آگے بڑھتا چلا گیا حتیٰ کہ اس مقام کی انتہائی شمالی سرحد پر راس سنٹ اگسٹینو تک پہنچ گیا جو آگے چل کر برازیل کے نام سے موسوم ہونے والا تھا۔ اور اسی سلسلے میں اس انتہائی شمالی سرحد اور وینزولا کے وسط میں شمال مغربی سمت میں ایک جدید ساحل بھی دریافت کر لیا اسی سال کیبرآل جو پرتگال کا باشندہ تھا کیپ آف گڈ ہوپ جاتے ہوئے باد مخالف کی زد میں آکر مغرب کی طرف بہتا چلا گیا اور ایک بار پھر برازیل جا پہنچا جس کے متعلق پرتگالیوں کا دعویٰ تھا کہ معاہدہ ٹارڈی سیلاز (صفحہ ۱۱۵) کی رو سے جو خط انقسام قائم کیا گیا تھا وہ اس خط کی حدود کے اندر پڑتا تھا اور اس لیے ان کے زیر تصرف تھا اس کے بعد کے سال میں (سنہ ۱۵۰۱ء) امریگو ویسپگی نے سارے ملک کی تفتیش کر ڈالی۔ یہ شخص فلورنس کا باشندہ تھا اور ایک زمانے میں ہسپانیہ کے زمرۂ ملازمت میں شریک تھا لیکن پھر اپنی ملازمت ترک کر کے پرتگال کی نوکری اختیار کر لی تھی۔ اب جنوب میں ریوڈے جینیرو تک ساحل کو دریافت کرتا چلا گیا جہاں تک اب تک کسی کی رسائی نہیں ہوئی تھی اور ایک عجیب و غریب ادبی اتفاق کہ اس نئی دنیا کا نام اسی سیاح کے نام سے منسوب ہو گیا۔ اس نئی دنیا کے متعلق اب تک لوگوں کے دماغ میں یہ خیال بسا ہوا تھا کہ یا تو وہ براعظم ایشیا کی

ایک کوہ پیکر راس ہے یا بحر ظلمات کا کوئی زبردست جزیرہ۔ اس کے پانچ سال بعد کولمبس ہسپانیہ میں ایک گمنام اور غیر معروف شخص کی حیثیت سے داعئی اجل کو لبیک کہہ گیا اس کی رحلت کے بعد نئے نئے مقامات کا انکشاف جاری رہا۔ ۱۵۱۲ء میں پانسے دی لیون نامی ایک شخص نے جو ہسپینولا کا ایک نوآباد تھا فلوریڈا کو دریافت کیا۔ بلکہ اس کی تفتیش بھی کی۔ اس کے کچھ ہی زمانے بعد خلیج میکسیکو دوبارہ پار کیا گیا اور شمالی اور جنوبی امریکہ کا اتصال ثابت ہوگیا۔ ۱۵۱۳ء میں واسکو نونیز ڈی بالبوا نے ڈیرین کو عبور کیا اور کوہ کارڈی لیراز کی چوٹیوں پر چڑھنے کے بعد اسے بحر قلزم کی موجیں نظر آئیں۔ لیکن کولمبس کا نظریہ دماغوں پر اس قدر چھایا ہوا تھا کہ بہتیرے اشخاص اب بھی اس عظیم الشان سمندر کو محض ایک اندرونی سمندر سمجھے ہوئے تھے[1]

مذکورۂ بالا خیال قطعی طور پر اس وقت رفع ہوا ہے جب پرتگالیوں نے ایشیا کی طرف پیش قدمی کی ہے۔ سولھویں صدی کی ابتدا میں پرتگالیوں نے سواحل ایشیا کے گرد بتدریج چکر لگانے شروع کر دیئے تھے فرنان ڈے انڈراڈے نے مجمع الجزائر ایشیا کے کچھ حصے کی تفتیش کر لی تھی اور ۱۵۱۷ء میں کینٹان

ماگیلان کا یہ انکشاف کہ امریکہ ایک نیا براعظم ہے

دخانفو) تک جا پہنچا تھا۔ پرتگالیوں کی متذکرہ صدر مہمات کے منجملہ بعض مہموں میں ماگیلان بھی شریک رہا تھا اور ایشیا کے مشرق میں ایک عظیم الشان سمندر کے واقع ہونے کا جو علم اسے ان مہموں میں حاصل ہوا تھا اسی نے اس کے دماغ میں یہ خیال پیدا کیا کہ نو دریافت شدہ دنیا یعنی امریکہ سے ہو کر ایشیا تک پہنچنے کا ایک مغربی راستہ دریافت کیا جائے۔ امانویل تاجدار پرتگال نے ماگیلان کی تنخواہ میں اضافہ کرنے سے انکار کر دیا تھا چنانچہ اس انکار سے کبیدہ خاطر ہو کر اس نے جوان سال حکمران چارلس پنجم کی ملازمت اختیار کر لی اور ماہ ستمبر ۱۵۱۹ء میں

---

[1] اس مسئلے کی بابت دیکھو Ruge کی Geschich te des Zeilatters der Entdichugeu صفحہ (۴۸۵)

اپنے مشہور و معروف بحری سفر پر روانہ ہو گیا۔ تیرہ[13] مہینے تک متواتر سفر کرنے کے بعد اس نے وہ آبنائے دریافت کی جو اس کے نام سے آبنائے ماگیلان کے نام سے مشہور ہے جزائر فلیپین تک پہنچنے میں اس کو تین مہینے اور لگے لیکن افسوس ہے کہ یہ جری اور منچلا ملاح جزائر لاڈرون کے ایک جزیرے میں ۲۷/ اپریل ۱۵۲۱ء اس کوشش میں ہلاک ہو گیا کہ ایک دیسی کو جو تبدیل مذہب کر کے عیسائی ہو گیا تھا اس کے دشمنوں سے بچائے۔ اس کے بیڑے میں سے جو پانچ جہازوں پر مشتمل تھا صرف ایک جہاز بچ بچا کر ہسپانیہ پہنچ سکا (ستمبر ۱۵۲۲ء) آخر کار لوگوں نے کرہ ارض کے اطراف دریائی سفر کر لیا اور گو امریکہ کی وسعت کو ٹھیک ٹھیک معلوم کرنے اور ایشیا کے ساتھ اس کا صحیح تعلق دریافت کرنے میں دو صدیاں اور لگیں تاہم انجام کار یہ نئی سرزمین اب ان معنوں میں "نئی دنیا" ثابت ہوئی جو اس وقت تک کسی کے حاشیۂ خیال میں تک نہ آئے تھے۔ اس اثنا میں کورٹیز نے میکسیکو کو فتح کر لیا (۱۵۱۹ء تا ۱۵۲۱ء) اور پیزارو نے پیرو کی تسخیر کی ابتدا کر دی۔

کولمبس کے اپنے آخری سفر سے واپس آنے کے تقریباً بیس دن بعد کاسٹیل کی نادر ملکہ گزر گئی۔ (۲۶/ نومبر ۱۵۰۴ء) اس وقت اس کی عمر چون سال تھی اور اس کی تخت نشینی کا یہ تیسواں[30] سال تھا۔

ازابیلا کی وفات ۲۶/ نومبر ۱۵۰۴ء اور اس کی سیرت

ہسپانیہ میں اس پائے کی کوئی ملکہ پیدا نہیں ہوئی اور یورپ میں بھی چند ہی ایسی ملکائیں گزری ہوں گی جن کو ازابیلا کی سی شہرت حاصل ہوئی ہو اس کی ہستی اپنے عہد کی نیکیوں اور کمزوریوں کا ایک عجیب و غریب نمونہ تھی اس کی دیانت سچی تھی بناوٹی نہ تھی وہ فطرۃً مہربان تھی لیکن ساتھ ہی اس کے اس میں وقار بھی تھا۔ اپنے فرائض کی انجام دہی میں سختی کے ساتھ پابند تھی اس کی فطرت میں علو ہمت، مروت اور بے غرضی کے خداداد گوہر بھرے تھے، اپنے ملک کی ضرورتوں سے باخبر، وہ بہ حیثیت عورت کے قابل تحسین تھی اور اس کی ہستی کے ہر ذرے میں ملوکیت کوٹ کوٹ کر بھر دی گئی تھی۔ اس کی اعلیٰ سیرت میں اگر کوئی نقص تھا تو وہ صرف

یہ کہ مذہبی عصبیت اس کو ظلم و تعدی کی طرف گھسیٹ لے جاتی تھی مجلس تحقیقات مذہبی یہودیوں کا اخراج، مسلمانوں سے شکست مواعید، قرار داد غرناطہ کی نظر اندازی یہ تمام امور اس کی اجازت و رضامندی سے عمل میں لائے گئے تھے تاہم انصاف تو یہ ہے کہ مذہبی عدم رواداری کی یہ روح اس زمانے کی بہتر سی بہتر ہستیوں میں بھی سرایت کر گئی تھی، یہ یاد رکھنا چاہیئے کہ مذہبی رواداری کا اس وقت تک کسی کو خیال تک نہ تھا اور ممکن ہے کہ اس پر عمل کرنا بھی اس زمانے کے لحاظ سے محال ہو۔

فرڈیننڈ کا چال چلن

اس کے شوہر فرڈیننڈ کا چال چلن جو اس کے بعد بارہ[12] برس تک زندہ رہا نفاست اور دلکشی میں اس کی سیرت کا ہم پلہ نہ تھا۔ فرڈیننڈ کا زمانہ سیاسی یا سفارتی بے وفائی کے لئے مشہور رہے اور وہ اس زمانے میں بھی عیاری کا سرتاج تھا۔ وہ اکثر اس امر پر فخر کیا کرتا تھا کہ اس نے بہتیروں کو دھوکا دیا لیکن خود کسی کے دھوکے میں نہ آیا جو لوگ اس کی بہترین خدمت کرتے ان کو بھی تشکک و شبہ کی نگاہ سے دیکھتا اور اکثر وہ بھی اس کی بے وفائی کا نشانہ بنتے۔ طبیعت کا بے پروا۔ اس میں فیاضانہ جذبے پیدا تک نہ ہوتے تھے حقیقت یہ ہے کہ وہ اس قابل ہی نہ تھا کہ اس کو ازابیلا جیسی بیوی ملے۔ لیکن ساتھ ہی ہم کو یہ در کھنا چاہیئے کہ اس زمانے میں سیاسی عیاری حکمرانی کے لوازمات میں سے خیال کی جاتی تھی اور اس کے ہمعصر حکمران کو ان کی سفاکی اتنی کامیاب ثابت نہ ہوئی ہو، تاہم ایمانداری میں وہ اس سے کسی طرح بہتر یا برتر ہرگز نہ تھے ماسوا اس کے فرڈیننڈ کا تدبر اس کے ضروریات ملکی کے صحیح احساس پر مبنی تھا۔ اقتدار شاہی کو مستحکم کرنے کی تجویز کا وہ مؤید بلکہ بانی و موجد تھا اور ازابیلا کی زندگی تک وہ دونوں بادشاہیوں کے اتحاد کے لئے تندہی سے کوشاں رہا۔

لیکن معلوم ایسا ہوتا ہے کہ ازابیلا کے انتقال کے بعد فرڈیننڈ کے قدم اپنی مقرر کردہ پالیسی سے بعض اوقات ڈگمگا گئے۔ سنہ ۱۵۰۵ء کے موسم خزاں میں اس نے اولاد نرینہ کی امید میں جو اس کے بعد ارا گان کے تاج و تخت کا

ازابیلا کی وفات کے بعد اس کا مسلک ۔

وارث ہوسکے جرمین ڈی فوائکس سے شادی کرلی تھی۔ یہ ایسی امید تھی کہ اگر کہیں پوری ہوگئی ہوتی تو قسطیلیہ اور آراگان کی حکومتوں کا اتحاد جس کے لئے وہ اب تک ایڑی چوٹی کا زور لگاتا جارہا تھا خواب و خیال ہوجاتا ۔ اس کا جواب کہ فرڈیننڈ نے یہ شادی کیوں کی اس امر سے ملے گا کہ خاندان ہیپسبرگ سے ایک زمانے سے رقابت کا سلسلہ چلے آرہا تھا ۔ ازابیلا کی وفات سے قسطیلیہ کا تاج شہزادی جونا کے حصے میں آیا تھا اور چونکہ جونا میں اس سے پہلے ہی[1] دیوانگی کے علامات نمایاں ہوچکے تھے اس لئے فرڈیننڈ نے نائب السلطنتی کا دعویٰ کیا ۔ اس کے اس دعوے کی جونا کے شوہر آرچ ڈیوک فلپ کی طرف سے مخالفت کی گئی اور بالآخر فرڈیننڈ کو ۱۵۰۶ء میں دب کر خاموش ہوجانا پڑا ۔ اسی سال ۲۵ ستمبر کو فلپ کے انتقال کرجانے سے فرڈیننڈ کا یہ فوری خطرہ تو رفع ہوگیا لیکن مشکل یہ آپڑی کہ اب قسطیلیہ کے حقوق آرچ ڈیوک فلپ سے منتقل ہوکر اس کے بیٹے چارلس پر عود کر آئے فرڈیننڈ کی اس دوسری بیوی سے بھی کوئی اولاد نرینہ نہ ہوئی اس سے مایوس ہوکر اس نے اپنی آخری عمر میں آراگان کی حکومت اپنے چھوٹے نواسے فرڈیننڈ پر منتقل کردینی چاہی اس سالخوردہ مدبر کی نکتہ رس نگاہوں نے اس خطرے کو اچھی طرح دیکھ لیا تھا جو چارلس کی اتنی بڑی اور وسیع قلمرو پر حکمراں ہونے سے ہسپانیہ اور تمام یورپ کو لاحق ہورہا تھا اگر اس کا ارادہ پورا ہوگیا ہوتا تو اس نے اطالیہ اور ہسپانیہ کی بادشاہیاں چارلس کے چھوٹے بھائی فرڈیننڈ کے واسطے محفوظ کرلی ہوتیں اور اس طرح آسٹریا کا توازن قوت ہسپانیہ اور فرانس کے مقابلے میں حاصل ہوگیا ہوتا لیکن برگنڈی میں

[1] برگنراتھ نے (State papers) مطبوعہ لندن ۱۸۶۸ء کی پہلی جلد باب ۲ کے ضمیمہ میں جونا کی دیوانگی سے انکار کیا لیکن اس خصوص میں دیکھو گاچرڈ کی "Sur Jiaunila Foke" مطبوعہ برسلز ۱۸۶۹ء Rosler "Johauia die Wahusmnige" مطبوعہ "ڈیلنا" ۱۸۷۰ء اور رینک کی تصنیف موسومہ "لاطینی اور تیوتانی اقوام" کتاب ۲ باب ۲ کا حاشیہ ۔

فرانسیس کی فتح نے (ستمبر ۱۵۱۵ء) فرانسیسی تفوق و برتری کے متعلق ان کے خطرات کو از سر نو ابھار دیا۔ زیمینیز کے مشورے غالب آئے اور فرڈیننڈ کے انتقال پر (۲۳ جنوری ۱۵۱۶ء[ل]) اس کا کل ترکہ جوں کا توں چارلس آف آسٹریا کے قبضے میں آ گیا۔

فرڈیننڈ اور ازابیلا کی حکومتوں کی اہمیت

فرڈیننڈ اور ازابیلا کے عہد حکومت سے ہسپانیہ کی تاریخ میں انقلاب واقع ہو جاتا ہے جب یہ دونوں برسر اقتدار ہوئے تو ملک کی یہ حالت تھی کہ وہ مدت دراز سے شورشوں غداریوں اور خانگی نفاق کا آماجگاہ بنا ہوا تھا تخت پر متمکن ہوتے ہی انھوں نے ضبط و نظم قائم رکھنا اور مطلق العنان امرا کی ہنگامہ آرائیوں کا قلع قمع کرنا شروع کر دیا۔ ان کی حکومتیں جو سالہا سال کی پرانی قومی رقابتوں کے باعث ایک دوسرے سے جدا ہو رہی تھیں ایسی متحد ہو گئیں کہ پھر کبھی باہم دیگر علیحدہ ہی نہ ہو سکیں غرناطہ اور ہسپانوی نوار کے فتوح سے ان کے علاقوں کی حدود اتنی وسیع ہو گئیں کہ پرتگال کو مستثنیٰ کر کے اب سارا بر اعظم ان کے حلقہ اثر میں آ گیا۔ اطالیہ اور افریقہ کے شمالی سواحل کی فتوح نے ان کے ڈانڈوں کو اور بھی پھیلا دیا۔ نئی دنیا میں ہسپانیہ نے جو مقامات دریافت کئے انھوں نے اس کی قلمرو کو اتنا وسیع کر دیا کہ اب بقول شخصے اس پر آفتاب غروب ہی نہ ہوتا تھا۔ اس کی پیادہ فوجوں اور توپ خانوں کو گانزالو اور پیڈرو نوارہ نے از سر نو منتظم کر کے پہلے ہی سارے یورپ کے لئے سامان مہیب بنا دیا اور اسپین نے اب پہلی بار اور قطعی طور پر اپنی حالت کو بام ترقی کے زینے پر اس طرح پہنچا دیا کہ اس کا شمار یورپ کی سربرآوردہ قوموں میں ہونے لگا۔ لیکن ظاہری عظمت و شان کے ان دلفریب خد و خال میں آنے والی مصیبتوں کے آثار بھی نمودار ہو چلے تھے۔ دونوں حکومتوں کا اتحاد شخصی ہم آہنگی سے زیادہ وقعت نہ رکھتا تھا انتظام سلطنت میں یک رنگی اور یگانگت پیدا نہیں ہوئی تھی۔

ل۔ ازابیلا نے قسطیلیہ کی حکومت اپنی بیٹی شاہزادی جونا اور اس کے بعد شاہزادہ چارلس آف آسٹریا کے حق میں چھوڑ دی۔ فرڈیننڈ نے آراگان کی حکومت کے متعلق بھی ایسا ہی عمل کیا لیکن زیمینز نے یہ اعلان کر دیا کہ چارلس اپنی ماں کے ساتھ حکمران مشترک کے طور پر فرماں روائی کرتا رہے گا جونا دیوانی تھی اس کا عملی نتیجہ یہ نکلا کہ مجرد چارلس ہی حکمران ہو گیا۔

قومی رقابتوں کی جڑیں بہت دور تک پہنچ چکی تھیں امرا بے مہار نہ تھے لیکن ان کی قوت زایل بھی نہیں ہوئی تھی۔ اور حقیقی دستوری آزادی کی عدم موجودگی کا نتیجہ یہ ہوا کہ چارلس پنجم کے عہد حکومت میں کومیونیروز (Coimmuneros) کی بغاوت اٹھ کھڑی ہوئی ان سب پر طرہ یہ کہ مجلس تحقیقات مذہبی کے قیام یہودیوں کے اخراج اور مسلمانوں کے قتل عام نے آزادیٔ خیال کا خاتمہ کر دیا بیش بہا فلزات کی حرص نے جو نئی دنیا کے انکشاف کا نتیجہ تھا۔ ہسپانیوں کے دماغ میں ان کی غیر معمولی قدر و قیمت کا ایسا اعتقاد راسخ کر دیا کہ تجارت کی طرف سے خیالات بالکل ہٹ گئے۔ بلکہ یوں کہنا چاہیئے کہ اس کے خاتمے کا حکم صادر ہو گیا۔ اور اس سے ملک کی صنعتی و تجارتی خوشحالی بہت جلد خاک میں مل گئی۔

۳۔ جرمنی

جس دور پر ہم فی الوقت تبصرہ کر رہے ہیں (۱۴۹۴ء تا ۱۵۱۹ء) اس میں جرمنی کی تاریخ گویا شاہنشاہ میکسی ملین اول کے عہد حکومت کی تاریخ ہے۔ کیونکہ یہ زمانہ تقریباً سارا اسی بادشاہ کے دور حکمرانی پر مشتمل ہے۔

جرمنی کی اندرونی تاریخ۔ میکسی ملین کے عہد حکومت میں ۱۴۹۳-۱۵۱۹

میکسی ملین جو اپنے باپ فریڈرک سوم کی زندگی ہی میں رومیوں کا بادشاہ منتخب ہو گیا کچھ مدت سے عملاً تمام امورات سلطنت کا انصرام کر رہا تھا۔ چنانچہ ۱۴۹۳ء میں فریڈرک کی آنکھیں بند ہوتے ہی وہ چپ چپاتے اس کا جانشین ہو گیا اس تمام دور حکومت میں ہم کو اپنی توجہ زیادہ تر نظام سلطنت کے انھیں اختلافات پر غور کرنے میں صرف کرنی پڑے گی جن کی ابتدا اور انتہا دونوں جرمنی کی کمزوری اور مختلف اغراض کے تباہ کن تصادم کی آئینہ بردار ہیں۔

جس وقت شمالی یورپ کی دوسری حکومتیں ایک قومی حکمران کے تحت متحد و مستحکم ہو رہی تھیں جرمنی میں کچھ اور ہی سامان پیش نظر تھا۔ مقدس شہنشاہ روما

شاہنشاہی دستور سلطنت اگو بظاہر وہ یورپ کا دنیوی سرخیل تھا اور اس کے بدولت اسے یورپ میں کافی عزت و مرتبہ حاصل تھا تاہم جرمنی میں حقیقی اقتدار کے اعتبار سے وہ یورپ میں کمزور ترین حکمراں تھا منصب شاہنشہی اتنا رفیع المنزلت خیال کیا جاتا تھا کہ اس کا موروثی بنا دینا ممکن نہ تھا اور منصب پاپائیت کی طرح جسے یورپ کی مذہبی پیشیروی حاصل تھی یہ عہدہ بھی انتخابی تھا۔ حق انتخاب سات منتخبین کو حاصل تھا ان میں سے تین صدر اسقف تھے یعنی صدر اسقف میز ٹرائر اور کولن، باقی چار میں پہلا سکسینی کا امیر دوسرا برینڈنبرگ کا مارگریو تیسرا رائن کا کاونٹ پلیٹائن اور چوتھا بوہیمیا کا بادشاہ تھا ان میں سے تاجدار بوہیمیا کو مستثنیٰ کر کے جس کو سلطنت کے انتظامی امور سے کوئی سروکار نہ تھا باقی ماندہ چھ انتخاب کنندوں سے ڈائیٹ یا مجلس مقننہ شہنشاہی کی پہلی انجمن یا جماعت بنی تھی۔ اس جماعت کے تحت دو اور جماعتیں تھیں یعنی ایک جماعت شاہزادگان جس میں مذہبی اور دنیوی دونوں قسم کے شاہزادے شامل تھے اور دوسری شاہنشاہی شہروں کی جماعت جن کو ابھی حال ہی میں مجلس میں جگہ ملی تھی یہ مقننہ مسائل ملکی میں مشورہ دیتی تھی۔ شہنشاہ کی منظور کردہ آئین و قوانین کا نفاذ کرتی اور باغیان ملک کے خلاف شاہی اعلانات جاری کرتی لیکن ان تینوں جماعتوں نیز شہنشاہ اور ڈائٹ کے مابین جو اختلافات اور رقابتیں پائی جاتی تھیں اس ملک کے لئے کوئی نتیجہ بخش اور کارآمد قوانین وضع نہ ہو سکتے تھے اور اس سے بھی زیادہ دشواری وضع شدہ قوانین اور مشتہرہ اعلانات کے تعمیل کرانے میں پیش آتی۔

حقیقت یہ ہے کہ ڈائٹ صحیح معنوں میں ملک کی نمائندہ جماعت تھی ہی نہیں۔

۵۔ انتخاب ہونے کے بعد اس نے "شاہ رومانیان" کا لقب اختیار کیا لیکن اس کے بعد مقدس شہنشاہ روم کا لقب حاصل کرنے کے لئے پوپ کے ہاتھوں سے تاج پوشی کو ضروری خیال کیا۔ فریڈرک سوم آخری شہنشاہ تھا جس کی تاج پوشی روما میں ہوئی تھی۔ میکسی ملین نے ۱۵۰۸ء میں منتخب شہنشاہ روم کا لقب پوپ کی اجازت سے اختیار کیا اور چارلس پنجم کے بعد جس کی تاج پوشی بولونا میں ہوئی تھی (۱۵۲۹ء) کسی شہنشاہ نے پوپ کے ہاتھ سے تاج پہننے کی کوشش نہیں کی۔

فقط شاہی شہروں کے نائبین کو مستثنیٰ کرکے جو بالکل خال خال تھے اور کسی طرح کی اہمیت نہ رکھتے تھے باقی تمام ارکان اپنے ذاتی حقوق[1] سے جگہ حاصل کرتے تھے کم درجے کے امرا یا شہنشاہی مبارزوں کا اس مجلس میں گزر ہی نہ تھا۔ کثیر التعداد اور ذوی اثر طبقہ شاہنشاہ کے بعد اپنا ہی مرتبہ سمجھتا تھا اور ڈائٹ کے مقرر کردہ محصولات کی ادائی سے ہمیشہ انکار کرتا مالکان مواضع جن کے پاس ایک یا زیادہ گاؤں ہوتے وہ اپنے مستحکم قلعوں میں محصور ہو کر اپنی ڈیڑھ اینٹ کی مسجد جداگانہ بنا لیتے۔ اپنی رعایا سے خود محصولات وصول کر لیتے خود ہی دوسرے چھوٹے چھوٹے شاہی حقوق بھی استعمال کر جاتے اور ذاتی جنگ کے متعلق جرمنی کے قدیم دستور و رعایت سے فائدہ اٹھا کر اپنے باہمی جھگڑوں اور تاخت آوریوں سے ملک کے امن و امان میں خلل انداز ہوتے رہتے تھے۔ عدل گستری اور انصاف آرائی کے نظام کی حالت بھی کچھ بہتر نہ تھی اس کا تعلق شاہی عدالت سے تھا جو ۱۴۸۶ء سے "دیوان خانہ شہنشاہی" کے نام سے موسوم ہو گئی تھی لیکن اس کا دائرۂ اثر اور اس کے اختیارات اس لئے ناپسند کئے جا رہے تھے کہ ان پر شہنشاہ کا اثر و اقتدار ضرورت سے زیادہ تھا منتخبین کا دعویٰ تھا کہ وہ اس دیوان خانہ شہنشاہی کے اختیارات سے باہر ہیں اور وہ اس کے اختیارات کو صرف ان ہی مقدمات میں تسلیم کیا کرتے جو انکار انصاف سے متعلق دیوان خانے میں پیش ہوا کرتے تھے۔ دوسری ریاستوں میں اس شہنشاہی عدالت کے احکام کی تعمیل محال تھی۔ نظام حکومت کی کمزوریاں اس کی فوجی تنظیم میں بھی دکھائی دیتی تھیں شہنشاہی سپاہ کے اجتماع کا طریقہ یہ تھا کہ وہ محصول کی طرح ہر انتخاب کنندہ، ہر شہزادہ اور ہر شہر پر عائد کیا جاتا تھا لیکن یہ طلبی اکثر اوقات بالکل نظر انداز کر دی جاتی تھی اور جب کبھی ان کی تعمیل ہوتی تو نتیجہ یہ نکلتا کہ ایک غیر منظم گروہ اکھٹا ہو جاتا جن کے پاس نہ تو اسلحہ ہی باقاعدہ ہوتے نہ بہم رسانی سامان رسدی کا کوئی

---

[1] رؤسا کے علاوہ جن کو انفرادی رائے دہی کا حق حاصل تھا۔ اور تین مشترکہ آرا بھی تھیں ان میں سے ایک رائے ان پریلیٹوں کی تھی جو رئیس نہیں تھے اور باقی دو "سربیا اور ہٹریمیا" کے گیوں اور بیاروئوں کی تھی۔

مشترکہ انتظام ہوتا اور نہ ان میں اتحاد و یکجہتی ہی پائی جاتی۔ مختصر یہ کہ ان شاذونادر موقعوں کو مستثنیٰ کر دینے کے بعد جن میں قوی روح حقیقۃً متحرک ہو گئی تھی، مثلاً ترکوں کے خلاف نبرد آزمائیوں میں، یہ شاہنشاہی سپاہ جرمنی اور یورپ کے لئے مضحکہ آمیز تھی۔

ایک طرف تو یہ شاہنشاہی اقتدار، جو کسی زمانے میں اتحاد و انضباط کا مرکز بنا ہوا تھا، خواہ وہ برائے نام ہی کیوں نہ تھا۔ گھٹتے گھٹتے بالکل مٹ گیا تھا۔ اور دوسری طرف اس کا کوئی نعم البدل پیدا نہیں ہوا تھا۔ ملک کے ضبط و نظم کے قائم رکھنے میں دستورِ شاہی کو ایسی ناکامی ہوئی تھی کہ باشندگان جرمنی نے خود باہمی جتھے قائم کر کے اپنی حفاظت اور بچاؤ کا سامان پیدا کر لیا تھا۔ اس قسم کے جتھے بالکل کسی نہ کسی خاص فرقہ یا ریاست تک محدود ہوا کرتے تھے۔ لیکن ۱۴۸۸ء میں سارے موجودالوقت جتھوں نے سوبیبا میں آپس میں متفق ہو کر ایک عام اتحاد قائم کر لیا اس اتحاد میں شہر، مبارز اور شہزادے سبھی شریک تھے اور ان سب کے اتحاد سے ایک مشترکہ لشکر اور ایک مشترکہ بیت المال قائم ہو گیا جن کے انتظامات ایک متفقہ جماعت کے ذریعے سے جو دو طبقوں پر مشتمل تھی انجام پاتے تھے۔ اس مشہور سوبیبی جمعیت کو شاہنشاہ فریڈرک سوم کی تائید بھی حاصل تھی۔ اس نے اضلاع و مضافات میں جواب تک جرمنی کے بے نظم ترین حصے تھے تھوڑا بہت ضبط و نظم قائم کر دیا اور حقیقت یہ ہے کہ اس کا اقتدار خود ڈائٹ کے اقتدار سے کہیں زیادہ اصلیت رکھتا تھا۔

فریڈرک سوم کے عہد حکومت میں انتخاب کنندوں نے اپنے ملک کی بڑی بڑی خرابیوں کے رفع کرنے کی ایک سر توڑ کوشش کی تھی لیکن اس وقت اس جد و جہد کو ناکامی ہوئی تھی اب یہ کوشش پھر از سر نو شروع کی گئی۔ اس جماعت مصلحین کے مقاصد جن کی سرکردگی برتھولڈ صدر اسقف مینز جان آف باڈن صدر اسقف ٹرائز سگزینی کے امیر فریڈرک دانا اور برینڈن برگ کے جان سسیرو وغیرہ کر رہے تھے مختصراً حسب ذیل تھے۔

(۱) امن عامہ کا قیام و نفاذ۔ ذاتی اور نجی جھگڑوں اور مناقشوں کا سدباب۔

(۲) فصل خصومات اور قیام امن کے لئے ایک ایسی وفاقی عدالت کی تاسیس جو شاہنشاہ کے مطلق العنانہ اقتدار سے آزاد ہو۔

(۳) ڈائٹ کے زیر سایہ ایک زیادہ مبنی بر مساوات نظام محصولات کا نفاذ۔

(۴) انتظامی مقاصد کے لئے موجود الوقت "حلقوں" کے نظام کی توسیع و تکمیل۔
(۵) آخراً ایک مرکزی مجلس شہنشاہی کا قیام جو ڈایٹ سے زیادہ موثر ہو اور جو نظم ونسق پر نگرانی رکھنے کے علاوہ خود شہنشاہ کی روک تھام کرے۔

قصہ مختصر انتخاب کنندوں کا مقصد یہ تھا کہ عدل وانصاف کا ایک ایسا نظام قائم ہو جائے جو نسبتہً زیادہ موثر و کارگر ہو۔ ایک ایسی حکومت وجود میں آئے جو شہنشاہ کی غیر ذمہ دارانہ فرماں روائی سے پاک اور آزاد ہو اور جس میں جرمنی کی متحدہ تنظیم کے پیدا کردہ جدید اتحاد و یگانگت کی پوری پوری نمایندگی ہوتی ہو۔

یہ ہیں وہ اصلاحات جن کا مطالبہ انتخاب کنندوں نے ۱۴۹۵ء میں شاہنشاہ میکسی میلین سے ورمس کے ڈائٹ میں اس وقت کیا تھا جب کہ آخر الذکر نے اپنی اطالوی مہم کے واسطے سلطنت سے استعانت چاہی تھی یہ سوال کہ اگر ان اصلاحات پر عمل ہوا ہوتا تو کیا اس کا نتیجہ جرمنی کے حق میں مفید ہوتا یا نہ ہوتا گرما گرم بحثوں کا موضوع رہ چکا ہے۔ وہ لوگ یقیناً غلطی پر ہیں جو اصلاحات کی اس پکار کو صرف چند خود غرض انتخاب کنندوں کے شور و شغب سے منسوب کرتے ہیں جو اپنی ذاتی ترقی اور آزادی کے خواہشمند تھے۔

ورمس ڈائٹ ۱۴۹۵ء

تاہم اس امر میں کسے شک ہوسکتا ہے کہ اگر یہ تحریک کامیاب ہو جاتی تو اس کا نتیجہ امرا کے ایک وفاقی نظام کی شکل میں ظاہر ہوتا جو اولاً منتخبین اور بڑے شہزادوں کے اغراض سے وابستہ ہوتا اور جسے اسی وجہ سے چھوٹے شہزادے مبارزین اور دوسرے طبقے نفرت اور بدظنی کی نگاہ سے دیکھتے۔ اس سوال کا جواب ہمیشہ مشکوک رہے گا کہ اس وفاقی نظام کے قیام سے انتشار کے رجحانات کس حد تک مسدود ہو جاتے اور آیا یہ کہ جرمنی کو اس سے ایک نیا مرکز اتحاد حاصل ہوتا یا نہیں۔ لیکن زمانۂ مابعد کی تاریخ جرمنی ہم کو اس رائے پر مائل کرتی ہے کہ جرمنی کی خرابیوں کا علاج اس کوچے میں نہیں پایا جا سکتا تھا۔

حقیقت حال کچھ بھی ہو میکسی میلین کی طرف سے اس تحریک کی مخالفت بالکل

سلہ۔ دیکھو کیمبرج کی تاریخ جدید جلد (۱) صفحہ (۲۹۹)

فطری بات تھی بلاشبہ اپنے باپ کی زندگی میں میکسی میلین نے اس تحریک سے کسی قدر ہمدردی کا اظہار کیا تھا اور اصلاحات کا وہ اس وقت تک مخالف نہ تھا جب تک

میکسی میلین کی مخالفت

کہ وہ اس کے اقتدار کو کمزور نہ بنادیں لیکن اب وہ اس اقتدار کی حقیقی اہمیت جانتا تھا وہ سمجھ گیا کہ یہ اصلاحیں نہ صرف اس کے شاہنشاہی امتیاز وحقوق کو ایک دائرے کے اندر محدود کردیں گی بلکہ اپنے ان منصوبوں کی راہ میں بھی حائل ہوں گی جو وہ اپنے خاندان کی ترقی کی غرض سے باندھ رہا تھا۔ کیونکہ گو اس کا افسانہ وش دماغ شاہنشہی کے شان وشوکت سے غیر متاثر نہ رہا تھا تاہم اس کی حکمت عملی شہنشاہی نہ تھی بلکہ زیادہ تر خاندانی تھی اور وہ اس امید میں تھا کہ اصولاً نہ سہی لیکن عملاً شہنشاہی اس کے خاندان کا منصب موروثی ہو جائے۔ اس منصب کے جاہ وجلال کو خاندان ہیپسبرگ کے ذرایع و وسائل کے سہارے نفاذ وترجیح دی جائے اور خود منصب کو ہیپسبرگ کے مفاد و منفعت کی تثبیت وارتقاء میں صرف کیا جائے نیدرستان (ہالینڈ) کو ہتھیا لینا مجارستان (ہنگری) اور اگر ممکن ہو سکے بوہیمیا پر بھی مکرر قبضہ کر لینا اطالیہ کے متعلق اپنے دعوے کا اعادہ کرنا فرانس کی مخوف مہد وقوت کا استیصال کر دینا یہ تھے منصوبے جو اس وقت اس کے دل ودماغ میں چکر لگا رہے تھے کبھی کبھی وہ ایک ایسی عالم گیر شہنشاہی کے بھی خواب دیکھتا تھا جو مستقبل میں متواتر شاندار شادیوں اور ایک وسیع موروثی قلمرو کی بنا پر حاصل ہو اور اس طرح اس کے باپ کا مقولہ جو بکثرت ہے صرفی AEIOU، "دو آسٹریا کی شہنشاہیت دنیا کا احاطہ کیے ہوئے ہے" کم از کم ایک حد تک صادق آئے۔[1] مقاصد میں اس درجہ باہمی اختلاف رکھتے ہوئے میکسی میلین اور منتخبین میں حقیقی ہم آہنگی ناممکن تھی۔ جملہ مجوزہ اصلاحات میں سے جو اصلاح اسے دل سے پسند آئی وہ

---

[1] Austriæ est imperare orbi umverso عام طور پر اس سے یہی مراد لی جاتی ہے لیکن اوٹولورنز Deutschland Geschichts quellen im Mittelalter باب (۲) صفحہ (۲۸۰) پر ہمیں یہ بات یاد دلاتا ہے کہ شہنشاہ کی ڈائری میں یہ جملہ موجود نہیں ہے۔ دیکھو Kollari Analecta Monumentorum Vindoboneusia باب (۲) صفحہ (۶۷۵)

صرف اجرائے محصولات کی تجویز تھی کیونکہ اس سے اس کے ہمیشہ خالی رہنے والے خزانے کے معمور ہوجانے کا امکان تھا اور وہ اس قابل ہوسکتا تھا کہ اپنے تدابیر کو پورا کرنے کے لئے زیادہ کار آمد سپاہ جمع کرسکے۔ لیکن یہی وہ اصلاح تھی جس پر عمل پیرا ہونے کی انتخاب کنندوں کو سب سے کم فکر تھی۔ لہٰذا ان اصلاحوں پر عملدر آمد ہونے کا انحصار میکسی میلین کی خوش کامی یا ناکامی پر تھا۔ جب تک کہ اسے فوجی اور مالی امداد کی ضرورت رہتی اس وقت تک اس کی کمزوری سے کام لیا جاسکتا تھا لیکن جب قسمت اس پر مسکرانے لگی تو وہ سرد مہر ہوگیا۔ اور ان کی تجاویز کی یا تو مخالفت کردی یا ان کو معرض التوا میں ڈال رکھا۔

مارچ ۱۴۹۵ء میں جب اس نے ورمس کی مجلس مقننہ کا سامنا کیا تو اس کو امداد کی ضرورت تھی تاکہ وہ جمعیت وینس میں شریک ہوسکے جو عین اسی زمانے میں اس غرض سے قائم ہوئی تھی کہ اطالیہ میں فرانسیسیوں کے اثرات کو حد سے زیادہ متجاوز نہ ہونے دے لہٰذا ایک قسم کے محصول کے معاوضہ میں جو پینی مشترک کہلاتا تھا اور جو صاحبان جائداد سے جائداد پر اور قلیل البضاعت اشخاص سے سر شماری کے طور پر وصول کیا جاتا تھا۔ اس نے ڈائٹ کو امن عامہ کا اعلان کرنے اور اسی کو دوامی بنانے کی اجازت دیدی اور اس میں خلل انداز ہونے والے حکومت کے مجرم قرار دئے گئے۔

ذاتی ہنگامہ آرائیوں کے واسطے کوئی بہانہ باقی نہ رکھنے کی غرض سے مجلس شاہی کی از سر نو تنظیم کردی گئی۔ صدر مجلس کے نامزد کرنے کا اختیار شہنشاہ کے پاس برقرار رکھا گیا اور باقی سولہ (۱۶) اراکین مجلس کا انتخاب منجانب ڈائٹ ہونا قرار پایا۔ عدالت کا شہنشاہ کے ہمراہ رکاب رہنا ضروری نہ تھا بلکہ اس کے اجلاسوں کے لئے ایک خاص جگہ معین کردی گئی اور اس کے مصارف کی بابجائی محصولات شاہی کی آمد سے کی گئی۔ اس کو جملہ ماتحت حکومتوں کے مابینی نزاعات کا اختیار سماعت حاصل تھا اور ان کی عدالتوں میں جو مقدمات فیصل ہوے ان سب کا مرافعہ وہ سن سکتی تھی اس سے وہ حکمران مستثنیٰ تھے جن کو کامل فیصلے کا حق حاصل تھا یعنی جن کے فیصلے کے بعد مرافعہ ناممکن تھا۔

یہ عدالت شہنشاہ کی منظوری کے بغیر اعلان شاہی کا اجرا کر سکتی تھی میکسی ملین نے اس مجلس مقننہ کے سالانہ اجلاس سے بھی اتفاق کر لیا تھا۔ نیز اس کو یہ حق بھی دیدیا تھا کہ محصول پینی مشترک کی آمدنی کو جس طرح مناسب سمجھے صرف کرے۔

آگسبرگ کی ڈائٹ اپریل سنہ ۱۵۰۰ء

مرکزی نظم و نسق سلطنت کی نگرانی کرنے کے لئے مجلس نیابت کے قائم کرنے کا جو مطالبہ کیا گیا تھا میکسی ملین نے اس وقت اس بنا پر مسترد کر دیا کہ یہ اس کے حق شاہی میں دخل دہی کا مرادف تھا۔ لیکن پانچ ہی سال کے بعد آگسبرگ کی ڈائٹ کے زمانے میں (سنہ ۱۵۰۰ء) اس کی مشکلات اتنی بڑھ گئی تھیں اور اس کو استعانت کی اس قدر شدید ضرورت تھی کہ اس مطالبے کے سامنے بھی اسے سر تسلیم خم کر دینا پڑا یہ وہ زمانہ تھا جب کہ اس کی دونوں اطالوی مہمیں جو ۱۴۹۵ء و سنہ ۱۴۹۸ء میں پیش آئیں ناکام ثابت ہوئی تھیں بلکہ خاص اُس دن جس روز کہ ڈائٹ کا اجلاس ہو رہا تھا (۱۰ اپریل سنہ ۱۵۰۰ء) لوڈویکو سفورزا قید ہو گیا تھا اور میلان دوبارہ فرانسیسوں کے قبضے میں چلا گیا تھا۔

محصول پینی مشترک کے وصول کرنے میں جو دشواریاں لاحق ہوتی تھیں ان کی وجہ سے یہ طریقہ ناکامیاب ثابت ہوا اور اس کے بجائے اجتماع سپاہ کے لئے ایک دوسرا انتظام سوچا گیا جس کی رو سے ہر چار سو باشندگان شہر کو ایک سپاہی چھ ماہ کے لئے مہیا کرنا پڑا اور والیان ملک کو سواروں کا انتظام کرنا پڑا جن لوگوں نے عملی خدمات انجام نہیں دیں ان سے ایک قسم کا محصول لیا گیا اس کے معاوضے میں شہنشاہ نے مجلس نیابت کے قائم کئے جانے سے اتفاق کر لیا یہ مجلس ایک میر مجلس ایک انتخاب کنندہ ایک اسقف ایک شہزادہ ایک کاؤنٹ اور سولہ نمائندگان ملک پر مشتمل تھی۔ ڈائٹ کے انعقاد کا اعلان اس مجلس کے اختیار میں تھا۔ مجلس شاہی کے اراکین کی نامزدگی محصولات کا وصول کرنا، اندرونی امن و امان کا قیام۔ خارجی صلح و جنگ کے مسائل کا تصفیہ یہ سب اسی مجلس سے متعلق کیا گیا اور ان امور میں اس کی حیثیت ڈائٹ کی مستقل کمیٹی کی سی تھی اور گو اس مجلس نیابت کا صدر یا تو شہنشاہ یا اس کا نائب یعنی "اسٹیڈٹھولڈر" (Gstadtholder)

ہوا کرتا تھا تاہم مجلس کی منظوری و اجازت کے بغیر کوئی اہم کام انجام نہیں پا سکتا تھا اور اس طرح وہ عملاً بادشاہ کی عملی قوت میں سہیم و شریک ہو گئی۔

لیکن میکسی ملین کو اپنے اقتدار پر اس قسم کا تسلط قائم کرا لینا کسی طرح گوارا نہ تھا۔ نتیجہ یہ ہوا کہ یہ قبل از وقت پیدا ہو جانے والی مجلس صرف چند مہینے زندہ رہ کر رخصت ہو گئی۔ اس کے بعد سے جب اسے اپنی رعایتوں کے معاوضے میں نہایت تنگ مایہ تائید ملی کیونکہ آگسبرگ میں جس رقم کی تحریک اور وعدہ کیا گیا تھا وہ کبھی کاملاً ایفا نہ ہوا تھا تو اس نے اپنے ہی ذرائع اور وسائل پر بھروسہ کرنے کا عزم کر لیا اور صاف صاف کہہ دیا کہ رومیوں کا بادشاہ بن کر اس کو قوت اور سوہان روح کے سوا اور کچھ حاصل نہ ہوا اور اس لئے آئندہ وہ ایک آسٹروی حکمراں کی حیثیت سے عمل کرے گا۔ اس غرض سے اس نے ایک مستقل عدالت کی اور اس طرح ان شہنشاہی اختیارات کا اعادہ کیا جو عدالتوں کی نشست سے متعلق اسے حاصل تھے۔ اس مستقل

میکسی ملین کا اختلاف سنہ ۱۵۰۲ء

عدالت کو اس نے اپنے زیر نگرانی رکھا اور اس میں ان مقدمات کی سماعت ہوا کرتی تھی جو اس کے اپنے قلمرو میں پیش آتے تھے۔[1] اس کے علاوہ اسی عدالت میں وہ مقدمات بھی پیش ہونے تھے جن کا فیصلہ بہ حیثیت صدر زمیندار کے اُسے خود کرنا پڑتا تھا۔ نہ صرف یہ بلکہ اس کا ارادہ تھا کہ بجائے مجلس نیابت کے اپنی ایک ذاتی مجلس بھی قائم کر لے۔ ادھر یہ

گلن ہاسن کا معاہدہ جون سنہ ۱۵۰۲ء

خیال بندیاں ہو رہی تھیں اُدھر انتخاب کنندہ اپنے منصوبے باندھ رہے تھے۔ انھوں نے شہنشاہ کے خطرناک اختراعات کے مقابلے میں ایک جان دو قالب ہو جانے کے لئے (جون سنہ ۱۵۰۲ء) میں گلن ہاسن کے مقام پر ایک معاہدہ کر لیا، لوئی یازدہم سے بطور خود نامہ و پیام شروع کر دیا، بلکہ ان کی ہمتیں اتنی بڑھ گئیں کہ ۱۵۰۳ء میں میکسی ملین کو معزول کر لے اور اس کے بجائے اس کے حریف شاہ فرانس کو شہنشاہی کے لئے منتخب کرنے کے متعلق بات چیت ہونے لگی۔

[1] ایک کونسل کا یہ فرض کہ ایک اعلیٰ ترجماعتی نظم و نسق کی حیثیت سے کام کریں۔

لیکن اسی زمانے میں میکسی ملین کی حالت سدھرنے لگی بہتیرے ادیب جو شہنشاہی
کی یاد اپنے دل میں تازہ رکھتے تھے، بہتیرے شہزادے شہنشاہی مبارز۔ اور دیگر
اشخاص، جو انتخاب کنندوں کی قوت سے خائف و ترساں تھے اس کی تائید پر
کمربستہ ہوگئے۔ حسن اتفاق سے ۱۵۰۴ء میں لینڈشٹ کی وراثت کا مسئلہ اٹھ کھڑا ہوا
جس سے اس کو اپنے سب سے بڑے دشمن یعنی پیلاٹائن کے انتخاب کنندے فریڈرک
فاتح یا فریڈرک بدکردار کو، جس نام سے اس کے مخالفین اس کو یاد کیا کرتے تھے

لینڈشٹ کی توریث کے مسئلہ میں میکسی ملین کی کامیابی ۱۵۰۴ء

ذلیل کرنے کا موقع ہاتھ آگیا۔ تفصیل اس اجمال کی
یہ ہے کہ لینڈشٹ کے والی۔ امیر جارج۔ معروف
بہ دولتمند کے انتقال پر (دسمبر ۱۵۰۳ء میں) کوئی
بالراست وارث نہ ہونے کی وجہ سے تین شخصوں نے دعوے کئے ایک روپرٹ
یعنی رئیس پیلاٹائن کا دوسرا بیٹا، جو جارج کا بھتیجا اور داماد تھا۔ اور جس کا دعویٰ
اپنے خسر کی وصیت کی بنا پر تھا، اور بقیہ دو بویریا کے امیر جن کے نام ولف گینگ اور
البرٹ تھے اور جو جارج کے قریب ترین رشتہ دار ہونے کی حیثیت سے مدعی تھے لیکن میکسی ملین
نے بویریا کے دعویٰ کی پشت پناہی کی، جو حکمران پیلاٹائن کے نمائندے کے مخالف تھے
ان سے استمداد چاہی، اور ان کی تائید سے پیلاٹائن کو افواج کی ایک معرکہ آرائی میں شکست دی
جہاں اس کا بیٹا روپرٹ کام آیا اور ۱۵۰۵ء میں کولون کی ڈائٹ کو لینڈشٹ کا
علاقہ اپنے اور بویریا کے دونوں امیروں کے مابین تقسیم کردئے جانے پر مجبور کردیا۔
روپرٹ مقتول کے بیٹے روپرٹ ثانی نے پیلاٹائن کے بالائی حصہ کے ایک چھوٹے
سے ضلع کی ملکیت پر جو دریائے ڈینیوب کے شمال میں واقع تھا قناعت کی۔

مینز کے برتھولڈ اور ٹراویز کے انتخاب کنندے جان باڈن کی وفات ۱۵۰۴ء

ایک سربرآوردہ انتخاب کنندے کی اس ہزیمت
سے میکسی ملین کے رعب و داب میں چار چاند
لگ گئے ٹراویز کے انتخاب کنندے جان باڈن اور
مینز کے برتھولڈ کی وفات سے جو ۱۵۰۴ء میں
واقع ہوئی اصلاحی پارٹی کی قوت میں انحطاط رونما ہوا۔ یہ تو گھر کی حالت تھی باہر
بھی میکسی ملین کی حالت اسی قدر شاندار معلوم ہوتی تھی بلوا کے معاہدہ سے

میکسی میلین کی حالت سنبھل گئی

(ستمبر ۱۵۰۴ء) اس کے پوتے چارلس کے واسطے ایک شاندار جوڑے کے ملنے کی امید ہو گئی اس شادی سے نہ صرف برطانی۔ برگنڈی اور شمالی اطالیہ کے فرانسیسی مقبوضات ہی خاندان ہیپسبرگ میں منتقل ہونے والے تھے بلکہ جیسی کہ میکسی میلین کو امید تھی وہ شہنشاہی اور تخت فرانس کو باہم دگر متحد بھی کر دینے والی تھی۔ اس کے بعد ہی ماہ نومبر میں ملکہ ازابیلا کے رحلت کر جانے سے میکسی میلین کی بہو جوانا قسطیلیہ کی ملکہ بن گئی علاوہ اس کے (ہنگری) بوہیمیہ کے تاجدار لاڈسلاز کی ضعیف العمری سے اس معاہدے کے جلد تر پورے ہونے کی توقعات بھی بندھ چلی تھیں جو اب سے پندرہ سال پیشتر تاجدار مذکور نے کیا تھا اور جس کی رو سے اس کی کوئی اولاد نرینہ چھوڑے بغیر انتقال کر جانے کی صورت میں ہنگری خاندان ہیپسبرگ کے حصے میں آنیوالا تھا۔

اصلاح کی کوششیں ختم ہو جاتی ہیں

اس زمانے میں جب کہ میکسی میلین عالمگیر شہنشاہی کی منصوبہ آرائیوں سے لذت اندوز ہو رہا تھا اس سے اس امر کی توقع کی جانی ہی بے سود تھی کہ وہ اصلاحی جماعت کے مزید مطالبات کو سننے کے لئے تیار ہوگا اور نہ انتخاب کرنے والوں کی حیثیت ہی اس قابل رہی تھی کہ وہ اپنے مطالبات اس سے پھر منوالیں۔ اس طرح یہاں تک پہنچ کر اصلاح کی کوششیں عملاً ختم ہو گئیں لیکن میکسی میلین نے جو امیدیں قائم کی تھیں وہ بھی پوری نہ ہو سکیں۔

ہم اسے دوبارہ ۱۵۰۷ء میں بمقام کونسٹینس اس کوشش میں محو دیکھتے ہیں کہ ملعون لوئی دوازدہم کے خلاف مالی اور فوجی امداد حاصل کرے اس اعانت کے معاوضے میں اس نے وعدہ کیا کہ وہ شہنشاہی ایوان کو دوبارہ طلب کرے گا جس کا گزشتہ تین سال سے کوئی اجلاس نہیں ہوا تھا۔ اعانت بہم پہنچائی گئی اور اس کی امداد کی گئی لیکن اس مرتبہ محصول پینی مشترک کے ذریعہ سے نہیں۔ اور نہ قصبوں پر محصول لگا کر بلکہ ایک قسم کی فہرست اسم نویسی تیار کی گئی جس میں مختلف ریاستوں کے نام ان کے ذرائع و وسائل کو پیش نظر رکھتے ہوئے نمبرواری درج کیئے گئے اور ان کے حسب مراتب امداد حاصل کی گئی اس طرز عمل سے مختلف ریاستوں کی خودمختاری کی ایک طرح سے توثیق کر دی گئی اس طرح روپے اور فوج سے قوی دست ہو کر میکسی میلین نے اطالیہ پر پھر دھاوا کر دیا

لیکن اس مرتبہ پہلے سے بھی زیادہ ذلت آمیز ہزیمت و ناکامیابی کا سامنا کرنا پڑا۔ سنہ ۱۵۰۹ء سے لے کر سنہ ۱۵۱۲ء تک جتنے مجالس مقننہ کے اجلاس ہوئے۔ وہ سب باہمی تہمت اندازیوں کا اکھاڑہ بنے رہے۔ شہنشاہ کو ڈائٹ سے شکایت اور سخت شکایت تھی کہ اس نے کافی اعانت نہیں کی اور اس کے مخصوص حقوق شہنشاہی کو ضعیف و کمزور کرنے کی کوشش کرتی رہی۔ ڈائٹ یہ الزامی جواب دیتی ہے کہ بادشاہ کے اتحاد۔ اس کی لڑائیاں معاہدے غرض ہر بات ڈائٹ کی رضامندی حاصل کئے بغیر کی گئی اور اس کے علاوہ میکسی میلین نے اصلاحات کو کامیاب نہ ہونے دیا اور ان کے اجراء و نفاذ کی راہ کو مسدود کرتا رہا۔

حلقوں کا قیام سنہ ۱۵۱۲ء

ٹریو اور کولون کی مجالس مقننہ نے البتہ کچھ کر دکھایا یعنی سلطنت کو چھ حلقوں[1] میں منقسم کرنے کی تنظیم کو جو اب تک مجلس نیابت کے انتخابات اور مشیران ایوان شہنشاہی کے تقرر تک محدود تھی، وسیع کر دیا اضلاع کا انتظامی اور فوجی کام ان ہی حلقوں کے اختیار میں دے دیا گیا۔ لیکن ڈائٹ اب بھی میکسی میلین کو اس امر کا اختیار دینے سے انکار کرتی رہی کہ وہ ان حلقوں کے سرگروہوں کو نامزد کر سکے یا ان کے امیر کا تقرر کر سکے یا اُن آٹھ اشخاص کو نامزد کرے جو اس کی زیر نگرانی مجلس خاص کی حیثیت سے کام کرنے والے تھے غرض یہ دائمی لڑائی جاری رہی میکسی میلین گو ایسے اصلاحات کا مخالف نہ تھا

---

[1] جرمنی کو مختلف حلقوں میں تقسیم کئے جانے کے خیال کی ابتدا البرٹ دوم کے عہد حکومت میں ہوئی تھی۔ اس وقت چار حلقے قائم ہو سکے جن کو اب دس تک وسعت دی گئی تھی۔

یہ دسوں حلقے حسب ذیل ہیں:۔

(۱) فرانکونیا۔

(۲) سوبیا جو ورٹمبرگ کے ڈچی باڈن کی مارگیریوٹ اور بتیس ۳۲ شاہی شہروں پر مشتمل تھی۔

(۳) بویریا جس میں سالزبرگ کے صدر اسقفی کی جاگیر بھی شامل تھی۔

(۴) دریائے رائن کے بالائی اضلاع معہ لورین کے

(۵) دریائے رائن کے نشیبی اضلاع۔ جو تینوں مذہبی انتخاب کنندوں کی ریاستوں پر مشتمل تھے۔

جو حکومت کے عدالتی اور عاملانہ کاموں کو زیادہ موثر و منظم بنا دیتے تاہم اپنے اختیارات میں دست اندازی کئے جانے پر وہ کسی طرح راضی نہ تھا۔ بر خلاف اس کے مجلس مقننہ صرف انھیں اصلاحات کی منظوری دینے پر آمادہ تھی جن سے اس کے قوت و اقتدار میں کچھ اضافہ ہو جائے۔ بہر تقدیر اس نوزائیدہ تنظیم کے قدم گہوارے سے باہر نہ نکل سکے سرگروہوں کا انتخاب نہ ہو سکا بلکہ خود حلقوں کا قیام ہی میکسی میلین کی وفات سے تین سال بعد یعنی ۱۵۲۱ء تک عمل میں نہ آسکا۔

میکسی میلین کے عہد حکومت میں جن اصلاحات کے نفاذ کی کوشش کی گئی تھی ان کے منجملہ محصول مشترک اور مجلس نیابت شاہی کے اصلاحوں کا اعادہ چارلس پنجم کے زمانے میں پھر ہوا تھا لیکن وہ صرف چند روزہ تھا اور دونوں اصلاحیں ہمیشہ کے لئے ترک کر دی گئیں۔ دوسرے اصلاحات مثلاً ایوان شہنشاہی، مجلس آلک تنظیم حلقہ جات، نظام اجرائے محصولات اور فہرست داری حصول خراج، گو بعض تغیرات کے ساتھ

اصلاح کی جدوجہد کے مستقل اثرات

شہنشاہی کے آخر عمر تک قائم رہے تاہم اس کی کمزوری اور اندرونی بدنظمیوں کی روک تھام ان سے نہ ہو سکی۔ جس شکل میں یہ اصلاحیں نافذ کی گئی تھیں وہ شہنشاہ کو ایک آنکھ نہ بھائی تھیں

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ (۶) چھٹے حلقے میں ویسٹ فیلیا جولیچ کلیوز۔ برگ۔ اولڈن برو کی کاونٹی اور بے شمار چھوٹی چھوٹی اسقفوں کی جاگیریں شامل تھیں۔

(۷) بالائی سیکسنی کا حلقہ یہ سیکسنی اور پومیریا کے امرا کی جاگیریں اور برنیڈن برو کی مارگیرویٹ سے مل کر بنا تھا۔

(۸) زیریں سیکسنی کا حلقہ یہ برنس وک۔ لیون برو اور ہولسٹن کی ڈچیوں میکل برو میگڈی برو اور بریمن کی صدر اسقفیوں کی جاگیروں اور ہمبرگ۔ لیوبک اور گاسلر کے قصبوں پر مشتمل تھا۔

(۹) آسٹریہ

(۱۰) برگنڈی جس میں نیدرلینڈ اور فرانش کاونٹ بھی شامل تھے

نوٹ:۔ بوہیمیا کسی حلقہ میں شامل نہ تھا۔

کوتوالی اور انتظامی فرائض ایک سرگروہ کے اختیار میں تھے جس کے دو مشیر تھے ان مشیروں کا انتخاب منجانب حلقہ عمل میں آتا تھا۔

اور نہ شہزادوں نے نہ شہنشاہی مبارزوں نے بھی ان کی دل سے تائید کی علاوہ اس کے جن شہروں کو اس کا خوف لگا تھا کہ محصولات کا بار علی الخصوص ان کے باشندوں کے کاندھوں پر پڑے گا ان کی طرف سے یہ شکایتیں ہونے لگیں کہ ایوان شہنشاہی کے شہروں میں ان کے کوئی نمائندے نہ تھے۔ غرض ان اصلاحوں میں کامیابی ہوئی اور ان کی ناکامی سے اس رائے کی توثیق ہوتی ہے کہ اتحاد شہنشاہی اور امرا کی ایک وفاقیہ کے قیام میں تطبیق ناممکن تھی اور یہ کہ جرمنی کے لئے صرف دو ہی راہیں کھلی تھیں یا تو وہ اپنی ساری قوت ایک مرکز پر مستحکم کر کے ایک موروثی ملوکیت کی شکل اختیار کرے یا شہنشاہی کو پارہ پارہ کر کے چھوٹی چھوٹی ریاستیں قائم کر لے جن میں سے ہر ایک عملاً بجائے خود ایک خود مختار بادشاہی ہوتی۔

شہنشاہی کی مختلف ریاستوں کی حالت خود شہنشاہی کی حالت کا ثنیٰ تھی اعلیٰ فتحین اور حکمرانوں کو بھی جنھوں نے قوی حکومت قائم کرنی چاہی اپنی رعایا اپنے شہروں حتیٰ کے اپنے دہقانوں اور کسانوں کی طرف سے اسی طرح کی مخالفت کا سامنا کرنا پڑا جس طرح انھوں نے اپنے شہنشاہ کی مخالفت کی تھی۔ ان کی مقامی مجالس مقننہ میں بھی ویسے ہی نفاق و شقاق پائے جاتے تھے جیسے کہ شہنشاہی مجلس مقننہ میں موجود تھے۔ فرق صرف اتنا تھا کہ یہاں ان حکمرانوں کا اقتدار ملکی خود مختاری کے اصول پر مبنی ہونے کے باعث شہنشاہی اقتدار سے زیادہ قوی تھا اور یہی اصول بالآخر کامیاب رہا۔ اس قسم کے استحکام قوت کے سب سے بڑے مخالف شہنشاہی مبارز تھے جو شہزادوں کی قوت سے خائف ہونے کے باعث ان کے جانی دشمن تھے، اُدھر شہنشاہ کو بھی اپنے ان مشکوک حلیفوں پر تکیہ کرتے شرم نہ آتی تھی گو وہ اپنے تاخت و تاراج سے ملک کی تجارت کو تباہ کر رہے تھے اور بھیڑیوں کو اپنا دوست بنائے بیٹھے تھے۔ کہتے ہیں کہ ایک مبارز شاہی نے بھیڑیوں کی ایک ٹولی دیکھ کر جو بکریوں کے گلے پر ٹوٹ پڑی تھی ان الفاظ میں اپنے جذبات ظاہر کئے کہ "دو پیارے ساتھیو بخت و اقبال تمھارا ساز گار ہو اور ہم سب جدھر جائیں خوش نصیبی ہماری ہمعناں رہے،" ان حالات میں بیچارے کسانوں کی حالت ایسی خراب و خستہ ہو رہی تھی کہ غالباً کسی ملک میں نہ ہو گی۔ اور اس کی وجہ سے ان میں اکثر بغاوت و سازش کا بازار گرم رہتا تھا، اس قسم کی ایک بغاوت دو کسانوں کے جوتے"

کے نام سے مشہور ہے لیکن یہ ساری بغاوتیں بڑے ظلم و تشدد سے فرو کی جاتی تھیں۔ قصہ مختصر جرمنی دم توڑ رہی تھی اور اس کا عالم سکرات تھا۔ اس کے قدیم ادارے زوال پذیر ہو رہے تھے اور ان کی جگہ لینے کے لئے نئے ادارے ابھی قائم نہ ہونے پائے تھے کہ مذہبی مشکلات اور فسادوں نے اس کے جسم سیاسی میں کمزوری و نفاق کا ایک اور عنصر شامل کر دیا۔

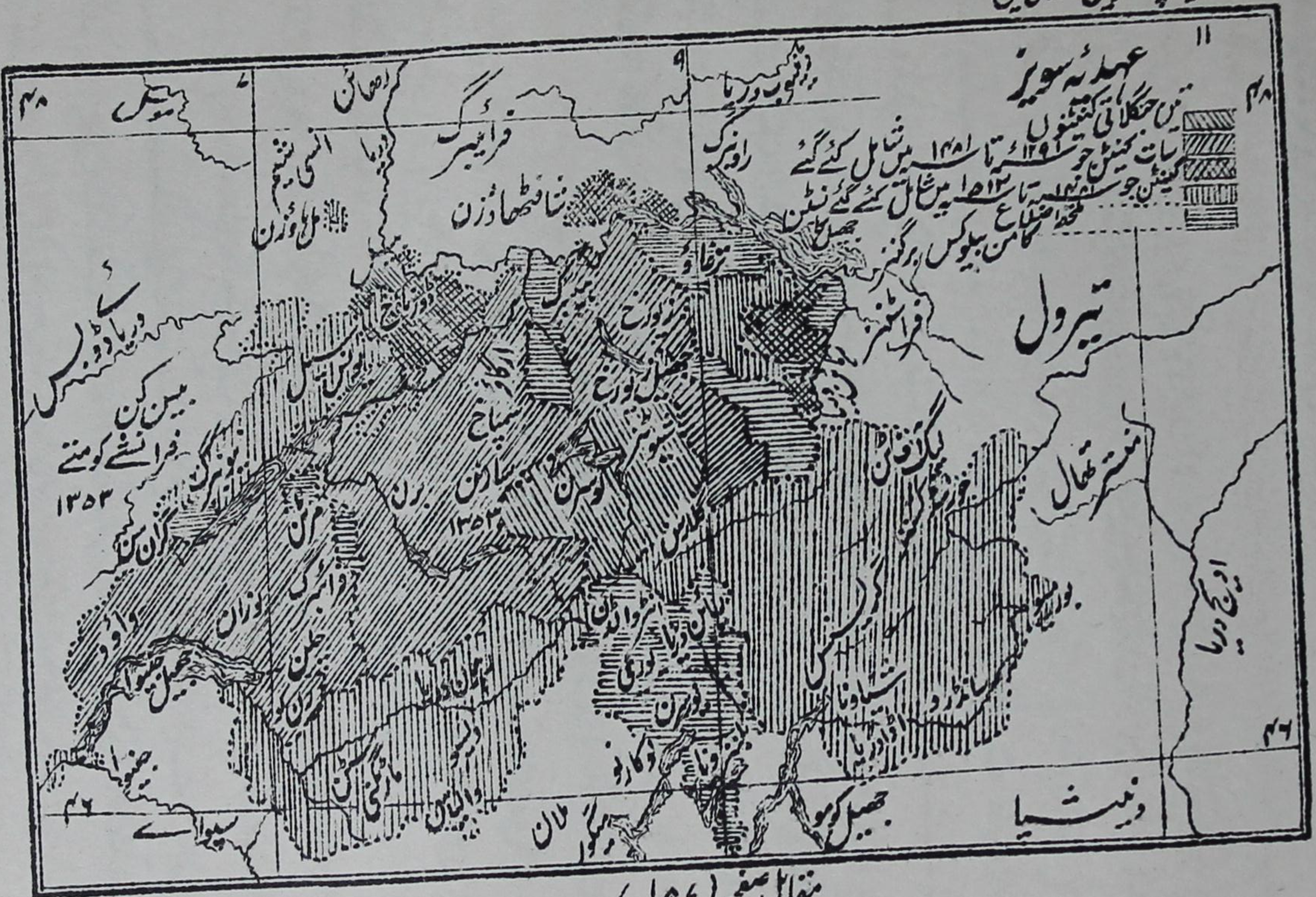
اگر پندرھویں صدی عیسوی کے اواخر میں جرمنی کی سیاسی اور عمرانی زندگی میں تراج تھا تو اس سے یہ نتیجہ اخذ کرنا سراسر غلط ہوگا کہ وہ بربریت کی تاریکی میں پڑی تھی۔

جرمنی کی عمرانی اور اقتصادی حالت

جرمنی کے اکثر شہزادوں کے علاوہ خود شہنشاہ میکسی ملین علم و فن کا بڑا سرپرست تھا اور کم از کم شہروں کی حد تک تو یہ کہا جا سکتا ہے کہ وہ اسی عام تراج کی حالت سے مستثنیٰ تھے۔ مبارزوں کے تاخت و تاراج سے انھوں نے اپنے مضبوط فصیلوں، قوی شہریوں اور جتھوں کے ذریعے اپنے تئیں محفوظ رکھا اور گو ان میں بھی سخت مناقشات پائے جاتے تھے جو برسر حکومت طبقے اور غیر حقوق یافتہ طبقے کے مابین اسی بنا پر جاری تھے کہ غیر حقوق یافتہ شہری مجالس میں شرکت پائیں تاہم جیسا کہ اکثر ہوا کرتا ہے ان شہری فتنہ پردازیوں نے اس تجارت کو تباہ نہیں کیا جس سے اکثر شہر اور تاجر اپنے تئیں مالا مال کر رہے تھے۔

اس کے علاوہ شہر تعلیم، ادب اور فن کے مرکز بھی تھے پندرھویں صدی کے اواخر میں سولہ علمی جامعے موجود تھے جن میں سے صرف نو حال ہی میں قائم کئے گئے تھے ہیومنسٹ (Humanist) یا آدمیت پسند فرقہ کے علما آگری کولا ایرازمس ریکلون میلانکتھان اور بہترے اور سب انھیں جامعوں کے نکلے ہوئے تھے۔ جنھوں نے السنۂ قدیمہ کے معلومات کو دوبارہ زندہ اور اپنی مادری زبان کو اپنے قلم سے مالا مال کر دیا۔ ان شہروں میں طباعت، فلزات پر نقاشی فلزات کی صناعی۔ رنگساری کے فنون بھی بہار دکھلا رہے تھے اور اس ضمن میں ہولبائن البرٹ ڈوار، پیٹر وشر کے نام خصوصیت سے قابل ذکر ہیں آخر الذکر نیورمبرگ کا صناع فلزات تھا قصہ مختصر جرمنی تغیر، بےچینی اور سیاسی انتشار کے عالم میں مبتلا تھی اس کا سیاسی توازن برقرار نہ رہا تھا۔ مگر باوجود ان تمام باتوں کے اس کا دماغی اذعان پورے جوش خروش کے ساتھ کام کر رہا تھا اور اسے تحریک اصلاح

یورپ سولھویں صدی میں



مقابل صفحہ (١٥٧)

کی رہنمائی کرنے کے لیئے تیار کر رہا تھا۔ لیکن اس کے ساتھ ساتھ ذہنی سرگرمیاں بھی موجود تھیں جو جرمنی کو تحریک اصلاح کی رہنمائی کے لیئے تیار کر رہی تھیں۔

سوئزرستانیوں کا عہدیہ

میکسی میلین کے عہد حکومت میں سلطنت کو ارضی نقصان بھی برداشت کرنا پڑے کیونکہ سوئزرستان کا عہدیہ ابتداءً جرمنی کے ان متعدد جمعیتوں کا سا تھا جو شہنشاہی کے زوال کے ساتھ اپنے حفظ و حفاظت کی غرض سے قائم ہوئی تھیں اس کا آغاز یوں ہوا کہ سنہ ۱۲۹۱ء میں یوری۔ شوئٹز اور انٹر والڈن کے تینوں صحرائی صوبوں نے جو لوسرن کے تالاب کے ایک سرے پر واقع تھے اپنے تحفظ کے لیئے ایک دوامی اتحاد قائم کیا۔

تینوں صحرائی قبیلوں کا دوامی اتحاد

یہ اتحاد بالخصوص خاندان ہیپسبرگ کے قوی امیروں کی دست بُرد سے بچنے کے لیئے عمل میں آیا تھا جن کا قلعہ ہیپسبرگ، دریائے آر کے نشیب میں واقع تھا اور جن کو ان صوبوں کے اندر اور ان کے نواح میں وسیع مقبوضات اور کافی سیاسی اقتدار حاصل تھا۔ اس وقت سے لے کر تقریباً دو سو برس تک سوئزرستان کی تاریخ کا سراغ ہم کو اس مخالفت میں ملتا ہے جو اس جنگجو خاندان اور ان تینوں متحدین کے درمیان قائم رہی۔ اُن فتوحات کے ذریعے سے جو ان اتحادیوں کو مورگارٹن اور سیمپاخ کی لڑائیوں میں علی الترتیب سنہ ۱۳۱۵ء و ۱۳۸۶ء میں حاصل ہوئیں، انھوں نے اپنے تئیں خاندان ہیپسبرگ کے سیاسی پنجے اور دائرۂ اثر سے چھڑا لیا اور سوائے شہنشاہ کے ان پر کسی اور قوت کا اثر نہ رہا تھا۔

خاندان ہیپسبرگ کی کشمکش

سنہ ۱۴۶۸ء میں ٹیرول کے رئیس سگسمنڈ نے اراضی فروکتھل کے سوا جو ضلع آرگاؤ میں واقع تھی اپنے وہ سارے مقبوضات جو سوئزرستان میں واقع تھے ان (اتحادیوں) کے حوالے کر دیئے۔

مورگارٹن (۱۳۱۵) اور سیمپاخ (۱۳۸۶) کی معرکہ آرائیاں

ان مشہور لڑائیوں کے بعد جو ان کے اور برگنڈی کے امیر چارلس معروف بہ دلیر کے مابین سنہ ۱۴۷۶ء اور ۱۴۷۷ء میں ہوئیں صرف یہی نہیں کہ ان کے زبردست پیادوں کی دھاک بیٹھ گئی ہو بلکہ خاندان ساووا کے اُن علاقوں میں بھی ان کے قدم جم گئے جہاں فرانسیسی زبان بولی جاتی تھی۔

چارلس دلیر کے ساتھ ان کی لڑائیاں

میکسی میلین کی تخت نشینی کے وقت اس عہدیہ کی حالت

ان تین صحرائی صوبوں کا ابتدائی عہدیہ میکسی میلین کی تخت نشینی تک اس درجہ ترقی کر چکا تھا کہ اب اس کی رکنیت دس صوبوں پر مشتمل تھی اور اس کا راج اس سارے قطعۂ ارضی پر تھا جس کے مغرب میں نیوشاتیل کا تالاب اور جورا کے پہاڑ، جنوب میں علاقہ برن کے ایلپ، اور جنوب مشرق، مشرق اور شمال میں علاقہ ریاتی کے ایلپ، کونسٹنس کا تالاب اور دریائے رائن واقع تھے۔ شہر کانسٹین اس عہدیہ میں شریک نہ تھا اور محض ایک آزاد شہنشاہی شہر تھا۔

عہدیہ سوئزرستان کے دستور اساسی کی بنیاد ۱۲۹۱ء کے "دائمی میثاق" پر قائم تھی جس کی توثیق اور توسیع میثاقہائے مابعد سے ہوتی گئی تھی بعد کے میثاقوں میں سے

ان حلیفوں کی حکومت کی نوعیت

اہم ترین ۱۳۷۰ء کا ضابطہ پادرین ۱۳۹۳ء کا ضابطہ سیمپاخ اور ۱۴۸۱ء کا میثاق اسٹانز تھے۔ یہ عہدوپیمان تقریباً خالصتہً حلفۂ اقتدار۔ کوتوالی۔ تعاون باہمی اور بیرونی قوتوں کے مقابلے میں اشتراک عمل وغیرہ کے مسائل پر محتوی تھے ان کے جواز کے لئے چند مرکزی اداروں کی منظوری لازمی تھی لیکن ان عہدو پیمان میں ایسے اداروں کی نوعیت کی کہیں تعریف نہیں کی گئی تھی بلکہ یہ فرض کر لیا گیا تھا کہ ان اداروں کے اختیارات اور منظوری انھیں حاصل ہے ان کی مجلس مقننہ (ڈائیٹ) میں ہر رکن عہدیہ کے دو نمائندے اور ہر سوکیس (Socius) کا ایک گماشتہ شریک ہوا کرتا تھا اور اس کی حیثیت محض ایک مجلس سفرا سے کچھ ہی بہتر تھی خاص کر جبکہ ان نمایندوں کے اختیارات ان کی ہدایت کی رو سے بہت محدود تھے۔ اس پر طرہ یہ کہ سوائے "سہامن بیلی دکس"، کے اور کسی معاملے میں قلت آرا کثرت آرا کے تصفیہ کو ماننے پر مجبور نہ تھی اس کی ایک خصوصیت یہ بھی تھی کہ گو جملہ ارکان تینوں صحرائی صوبوں سے متحد تھے تاہم یہ لازم نہ تھا کہ وہ آپس میں بھی کسی معاہدے کے ذریعے سے متحد ہوں تمثیلاً برن اور زیورخ کے مابین کوئی بالراست اتحاد نہ تھا اور اسی طرح لوسرن اور گلاردس کے درمیان بھی کوئی معاہدہ نہیں ہوا تھا۔ ان مختلف حکومتوں کے داخلی دستوروں میں بھی باہم بجز بہت اختلاف دیتا ہیں تھا بعض کی حکومتیں تقریباً جمہوری اصول پر مبنی تھیں

مثلاً صحرائی صوبوں اور زیورچ کی حکومتیں، دوسری طرف برن کی حکومت شہری امراء کے ہاتھوں میں تھی اس طرح دستور اس قسم کا تھا جو کسی باہم متضاد اور منتشر عہدیہ کا ہوسکتا ہے، یعنی ایسی جماعتوں کا اتحاد جو تقریباً مقتدر اعلیٰ تھیں اور جو نہ تو باہم متحد تھیں اور نہ اندرونی نظام میں باہم مشابہ ان خصوصیات کی موجودگی میں جن پیچیدگیوں کا پیدا ہونا یقینی تھا وہ دوسرے علمداریوں کے وجود سے جو عہدیہ سے کم وبیش گہرے تعلقات رکھتی تھیں اور بھی زیادہ پیچ در پیچ ہوگئی تھیں۔ یہ علمداریاں تین اقسام کی تھیں (۱) "ولایات تحتی" ان میں سے بعض مختلف ریاستوں سے متعلق تھیں دوسری جو فری آی آرٹی (Freiorte) کہلاتی تھیں مثلاً تھرگاؤ اور آرگاؤ ریلیوکس مشترکہ کی حیثیت سے اکثر یا جملہ اراکین جمعیت کے قبضہ و تصرف میں تھیں ان اضلاع کو کوئی سیاسی حقوق حاصل نہ تھے اور جیسا کہ جمہوریت

ولایات تحتی

کے ماتحت مقبوضات کی صورتوں میں اکثر و بیشتر ہوا کرتا ہے ان پر بہت سختی کے ساتھ حکومت کی جاتی تھی۔

اضلاع متحدہ

"اضلاع متحدہ" ان میں سے تین ضلعوں کو یعنی سینٹ گال کے کلیسائی حلقے اور قصبۂ سینٹ گال اور شہر بیین کو جو جھیل بیین پر واقع تھا "سوکیٹی" کی حیثیت سے عہدیہ میں شریک کیا گیا تھا اور اس کے مقننہ میں انھیں ایک ایک نمائندے کا حق بھی حاصل تھا لیکن اضلاع متحدہ میں ان کے ماسوا جن کا اوپر تذکرہ کیا گیا ہے ایک کثیر تعداد ایسے اضلاع کی تھی جو "عہدیتی" کے نام سے موسوم تھے، ان اضلاع کو عہدیہ میں کامل رکنیت کے امتیازات حاصل نہ ہونے کے باوجود صلح و جنگ کے معاملوں میں عہدیہ کے احکام پر عمل کرنا پڑتا تھا۔

اضلاع محروسہ

اس کے بعد وہ اضلاع تھے جو عہدیہ کی صیانت میں تھے اور ان کے تعلقات عہدیہ کے ساتھ اور بھی کمزور تھے۔

۱۔ سنہ ۱۴۹۷ء سے پیشتر کے اضلاع کی فہرست

جمعیت ویلس یا ولائے	شافہاسن	رانوئیل
سنہ ۱۴۹۷ء گریسان	ملہاسن	اپنزل
	سنہ ۱۴۹۸ء جمعیت خانۂ ایزدی	

اغراض کی ان غیر معمولی پیچیدگیاں اور باہمی تصادم سے وقتاً فوقتاً داخلی و خارجی فساد اور مناقشے پیدا ہوتے تھے اب ان کی وجہ سے سوئزرستانیوں کو شہنشاہی کے خلاف ایک جنگ میں مبتلا ہونا پڑا۔ جب تک شہنشاہی کا طغرائے امتیاز نفرت آمیز خاندان ہیپسبرگ کے سوا کسی اور کو زینت دربار ہا سوئزرستانی اپنی تقریباً کامل آزادی کے باوجود شہنشاہی کے وفادار رہے۔ لیکن فریڈرک سوم کے انتخاب نے ان کے خفتہ اندیشوں

شہنشاہی کے ساتھ سوئزرستانیوں کی جنگ کے اسباب

کو پھر بیدار کر دیا۔ ان کو یہ خوف دامنگیر ہوا کہ کہیں فریڈرک اپنی شہنشاہی قوت کو کام میں لاکر ان پر مکرر اقتدار نہ حاصل کرلے۔ ٹیرول کے سگسمنڈ کی جانب سے اکثر خاندانی مقبوضات سوئزرستان کو تفویض ہو جانے پر تھوڑے عرصے کے لئے دوستانہ تعلقات قائم ہو گئے تھے اور یہ تعلقات سنہ ۱۴۷۵ء کے "دائمی میثاق" سے اور بھی پختہ و مستحکم ہو گئے تھے جس کے ذریعہ سے سگسمنڈ نے ان مفوضہ اضلاع سے اپنی دست برداری کی توثیق کر دی تھی نیز برگنڈی کے چارلس کے خلاف اعانت کا وعدہ بھی کیا تھا لیکن سوئزرستانیوں کی چونکا دینے والی فتوحات نے شہنشاہ اور سگسمنڈ دونوں کی آنکھیں کھول دیں اور انھوں نے ان سے اپنے تعلقات منقطع کر لئے اس سے وہ قدیم رقابتیں جو ٹھنڈی پڑ گئی تھیں پھر از سر نو تازہ ہو گئیں ارکان عہدیہ سوبی جمعیت کو جو سنہ ۱۴۸۸ء میں ان کے شمال میں قائم کی گئی تھی نفرت کی نگاہ سے دیکھتے تھے اور اس نفرت کو اس کھلی ہوئی اور علانیہ تحقیر نے اور بھی تند و تلخ بنا دیا تھا جس سے جرمنی امراء ان نوخاستہ سوئزرستانیوں کو دیکھا کرتے تھے شہنشاہی شہر کانسٹین کے اس دعوے سے کہ ضلع تھرگاویس کی عملداری میں بایں وجہ شامل ہے کہ سگسمنڈ نے اسے اس کے ہاں رہن رکھا تھا آپس میں ناچاقی اور بڑھ گئی فریڈرک سوم کی وفات کے بعد معاملات بدتر ہو گئے منتخبین کی اصلاحی جماعت یہ چاہتی تھی کہ سوئزرستان کو ایوان شہنشاہی کے دائرہ اقتدار میں لایا جائے اور ورمس کی مجلس مقننہ نے (سنہ ۱۴۹۵ء میں) ساری شہنشاہی پر جو محصول عائد کئے تھے اس کے ادا کرنے کو بھی مجبور کر دیا جائے میکسی میلین نے اس موقع پر دوہری چال چلنی چاہی اس کو یہ توقع تھی کہ مجلس مقننہ کو ان مطالبات کے پیش کرنے کا اقتدار دے دینے سے سوئزرستانی خائف ہو جائیں گے اور پھر ان کے نافذ کرنے

سے ارکان عہدیۂ فرانس کے خلاف اس کی اعانت کرنے پر آمادہ ہو جائیں گے۔ لیکن اس دو رخی حکمت عملی کو اختیار کرنے میں وہ دو غلطیوں کا مرتکب ہوا۔ ایک طرف تو منتخبین نے جن کی ہمیشہ یہ کوشش تھی کہ شہنشاہی تنظیم کو حقیقت کا جامہ پہنایا جائے اس امر پہ اصرار کیا کہ مقننہ کے احکام پر عمل کیا جائے، دوسری طرف سوئزرستانیوں نے اس حکمت عملی کو ایک ایسی دغابازکوشش کے مترادف قرار دیا جس کا مطمح نظر محض خاندانی دعاوی کا اعادہ تھا۔ وہ عرصہ سے شہنشاہی اقتدار اور شہنشاہی اجرائے محصولات سے قانوناً نہ سہی تو عملاً بری رہے تھے۔ مجلس مقننہ میں ان کے نمائندے موجود نہ تھے اور اس کے لئے ان کی رضامندی حاصل کی گئی تھی۔ ان کا دعویٰ تھا کہ پینی مشترک کا محصول کسانوں سے محصول وصول کرنے کے لئے حکمرانوں کی ایک چال تھی الغرض انھوں نے ان امور کو جس نقطۂ نظر سے دیکھا تھا وہ تعجب انگیز طریقہ پر نوآبادیات امریکہ کے اس نقطۂ نظر سے بالکل منطبق تھا جس سے انھوں نے اٹھارھویں صدی میں انگلستان کے اجرائے محصولات کی کوشش کو دیکھا تھا بہرکیف سوئزرستانیوں نے نہ صرف خود ان مطالبات کے تسلیم کرنے سے انکار کیا بلکہ اپنے حلیف سینٹ گال کی طرف سے اس کی خود مختاری کا دعویٰ بھی کر دیا لیکن یہ دعویٰ منظور نہوا اور ۱۴۹۷ء میں شہنشاہی نے سینٹ گال کے خلاف اپنا تحدیدی اعلان نافذ کر دیا۔ میکسی ملین کی دو رخی حکمت عملی اب بھی قائم تھی اس لئے اس تحدیدی اعلان کے نفاذ میں تعویق کی، اس کی توقع یہ تھی کہ اس طرز عمل سے متاثر ہو کر سوئزرستانی اس سے بالذات مصالحت کریں گے اور اس کی لڑائیوں میں اس کی اعانت و امداد کریں گے لیکن اس خیال میں اسے ناکامی ہوئی اسی اثناء میں دوسرے اختلافات نے بری گھڑی کو اور بھی قریب لا دیا، عہدیہ سوئزرستان کے گرد اور بھی متعدد جمعیتیں قائم ہو گئی تھیں جن میں سب سے اہم رئیتیا کی تینوں جمعیتیں تھیں ان میں سے ایک کا نام جمعیت "خانہ خدا" تھا جو مقام چر کے اطراف میں واقع تھی اور اسی مقام کے گرجے کا نام اس نے اختیار کر لیا تھا، دوسری جمعیت ضلع گریزال کی تھی جو بالائی رائن پر واقع تھا۔ تیسری جمعیت دس راج کے نام سے مشہور تھی اور ضلع پراتیگاؤ اور وادی واودس میں واقع تھی جب سگسمنڈ کے ۱۴۹۶ء میں مرجانے سے میکسی ملین اپنے

خاندان کے اس شاخ کا وارث ہوا جو ٹیرول میں برسر حکومت تھی تو ان جمعیتوں کے خطرات لازماً اُبھر آئے خاص کر جبکہ اسی زمانے میں ضلع پراتیگاؤ کا ایک حصہ میکسی ملین کے ہاتھ آیا تھا۔ لہذا ۱۴۹۷ئہ میں جمعیت ضلع گریزاں اور ۱۴۹۸ئہ میں جمعیت خانہ خدا نے سوئزرستانیوں سے اتحاد کرلیا اور اپنا نام بھی اضلاع متحدہ میں داخل کرا دیا اس طرح عہدیۂ سوئزرستان ان بے پایاں مناقشات میں شریک ہونے پر مجبور رہا جو ان دو جمعیتوں اور ٹیرول کے مابین جو قبضے اور حدود اختیارات کے متعلق چلے آرہے تھے آخر کار شہر النسبرک کی حکومت کے مونستر تھال پر قبضہ کر لینے سے جنگ کا آغاز ہوگیا، یہ ان وادیوں میں سے ایک تھی جو بالائی اڈیج سے جا ملتی تھیں۔

ابتداءً میکسی ملین صرف آسٹریا کے امیر الامرا کی حیثیت سے سوئبیی جمعیت کی اعانت کے ساتھ اس لڑائی میں شریک ہوا اور شہنشاہی نے اس جنگ میں سال مابعد تک کوئی حصہ نہیں لیا۔ شہنشاہ کے لئے بہترین حکمت عملی یہ ہوتی کہ وہ اپنے حملوں کو ایک مرکز پر محدود اور قایم رکھتا اور اس امر کی کوشش کرتا کہ سوئزرستانیوں کے قدموں کو اپنے موقعوں سے اکھاڑ کر ایک تصفیہ کن جنگ میں انھیں پیس ڈالتا۔ کیونکہ سوئزرستانی سپاہ مختلف ریاستوں سے متعلق ہونے کے باعث مختلف ٹکڑوں میں تقسیم تھی لہذا جداگانہ اور الگ الگ معرکہ آرائیوں کے لئے وہ فطرۃً موزون تھی اور اس کے افسر فن جنگ سے بہت کم واقف تھے۔ اس طرز عمل کی بجائے میکسی ملین نے اپنی قوت کو تقسیم اور منتشر کر دیا اور اس طرح غنیم کے ہاتھوں میں کھلونا بن گیا۔ سوئزرستانی فوجوں نے گنجان قطاروں میں پیش قدمی کی اور ہر ایک قطار میں تین تین دستے موجود تھے، ان کے آگے آگے نیزہ برداروں کی چار قطاریں تھیں اور ان کے نیزے چھ گز لانبے تھے دستوں کے عقب میں دوسرے اسلحہ بردار تھے جن کا آلۂ حرب جنگی کلھاڑی اور نیزے کا مجموعہ تھا، قصہ مختصر یہ کہ جرمن جاگیری فوج اس سیلاب عظیم کا مقابلہ نہیں کرسکتی تھی۔

جنگ کا آغاز ۱۴۹۹ئہ

سوئزرستانیوں کی تائید میں بادشاہ فرانس نے روپیہ اور توپ خانہ بھیجا۔ وینس والوں نے بھی روپیہ پیسہ کی اعانت کی۔ کیونکہ وہ خاندان ہیپسبرگ کے اثرات

ان انقطاع ملک میں وسیع ہونا نہیں چاہتے تھے میکسی ملین کا معین دیار لے دے کر ایک لوڈوویکو سفورزا میلان کا امیر تھا لیکن اس وقت وہ خود میلان سے نکال باہر کیا گیا تھا (۲ ستمبر) جمعیت سویبیا نے بروڈرہولز پر شکست کھائی اور باسل کے قریب ڈوناک پر بھی ایسے ہزیمت اٹھانا پڑی۔ خود میکسی ملین نے پہلے ضلع ٹیرول میں بمقام فراسٹنز اور پھر مونسٹرتھال میں تین کاؤں پر شکست کھائی یہاں تک کہ ۲۲ ستمبر سنہ ۱۴۹۹ء کو وہ صلح جوئی پر مجبور ہوا۔

صلح نامۂ باسل کے ذریعے سے یہ طے پایا کہ میکسی ملین اور ریتی جمعیت کے مابین جتنے اختلافات تھے ان کا فیصلہ ثالثی کے ذریعے ہو۔ سوئزرستانی عہدیہ کے خلاف ایوان شہنشاہی نے جو فیصلے کئے تھے وہ سب منسوخ کر دیے گئے اور گو شہنشاہی کے ساتھ

صلح نامہ باسل سنہ ۱۴۹۹ء

اس عہدیہ کے آئندہ تعلقات کے متعلق کوئی بات قطعی طور پر ضبطِ تحریر میں نہیں لائی گئی تاہم سوئزرستانیوں کو شہنشاہی محصولات شہنشاہی حدود اختیارات یا فوجی بھرتی وغیرہ کے قوانین کا تابع بنانے کی پھر کبھی کوئی کوشش نہیں کی گئی اور گو عہدیۂ سوئزرستان اس پر بھی برائے نام شہنشاہی کا ایک رکن خیال کیا جاتا تھا تاہم عملاً وہ خود مختار تھا اور اس کی یہ خود مختاری بالآخر صلح نامہ وسٹ فیلیا (سنہ ۱۶۴۸ء) کے ذریعے بالآخر تسلیم کر لی گئی۔

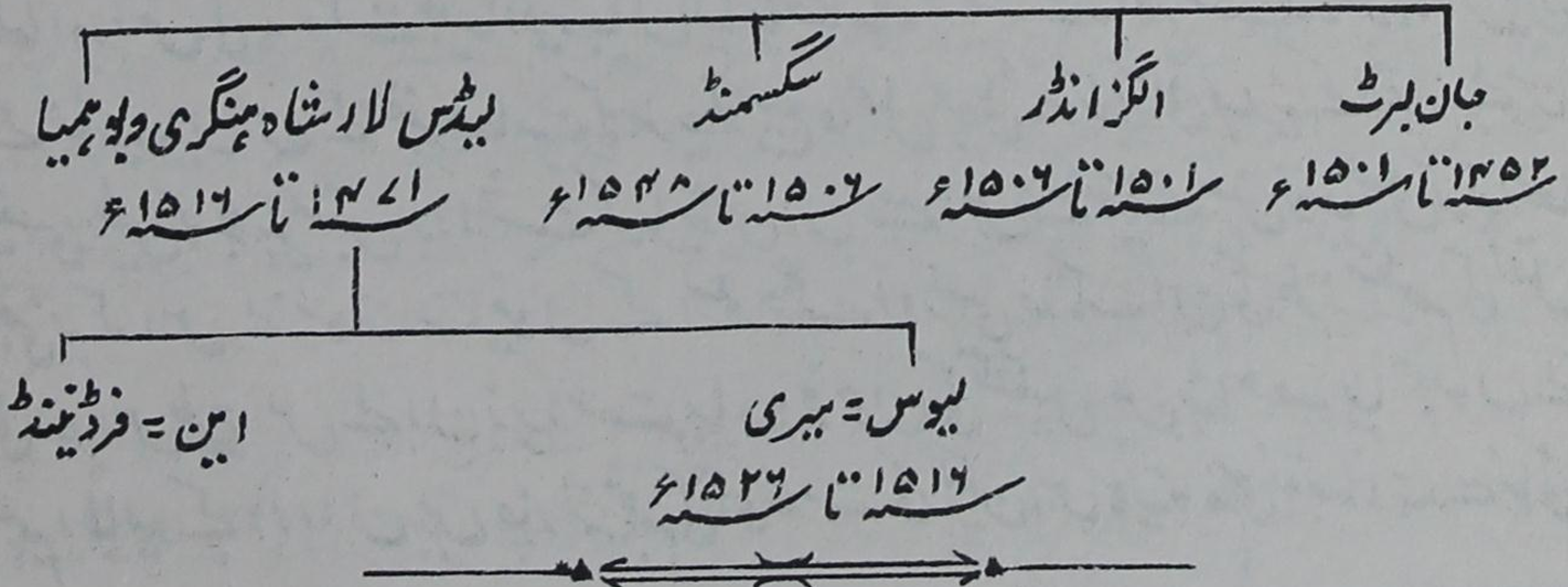
سنہ ۱۵۰۱ء میں اپنی شمالی حدود کو تقویت دینے کے خیال سے سوئزرستانیوں نے باسل اور شفت ہاسن کو بھی اپنے عہدیہ میں شریک کر لیا۔ سنہ ۱۵۱۳ء میں اپنیزل بھی شریک ہو گیا اور اس سے عہدیہ کے ریاستوں کی تعداد تیرہ تک پہنچ گئی جو موجودہ صدی تک قائم رہی۔ سوئزرستانیوں نے اپنا پیشہ بہ حیثیت یورپ کے اجرہ دار سپاہیوں کے جاری رکھا اور اس کی بدولت جیسا اوپر بیان کیا جا چکا ہے سنہ ۱۵۰۲ اور سنہ ۱۵۱۲ میں کوہ ایلپس کے جنوب میں ان کے مقبوضات کو مزید توسیع حاصل ہوئی۔ سوئزرستانی عہدیہ کے مقابلے میں میکسی ملین کو جو ہزیمتیں برداشت کرنا پڑیں ان سے اس نے ایک سبق تو حاصل کر لیا تھا یعنی یہ کہ اس نے سوئزرستانیوں کے اسلحہ جنگ اور کسی حد تک ان کی طرز تنظیم کی نقل کی اور اس طرح اس نے ان زبردست پیادہ فوجوں کی تشکیل میں بڑا حصہ لیا جنہوں نے مہم اطالیہ کے دوران میں چارلس پنجم کی اتنی خدمت کی۔ لیکن اس کا یہ کام بھی نقصانات سے خالی

نذر رہا کیونکہ جرمن جاگیری فوج یہ دیکھ کر کہ ان کی خدمات کی مانگ اس قدر بڑھی ہوئی ہے اکثر اوقات اجرہ دار سوئزرستانی سپاہیوں کی عادتیں اختیار کر لیتی اور اپنے ملک و قوم کے دشمنوں کی ملازمت اختیار کر لیتی تھی۔

باوجود اس کے کہ میکسی ملین کو شہنشاہی کے نام سے اتنا لگاؤ تھا تاہم اس کے متعلق بھی وہی کہا جا سکتا ہے جو اس کے ایک پیشرو شہنشاہ یعنی چارلس چہارم کے متعلق کہا گیا تھا یعنی یہ کہ وہ شہنشاہی کا سوتیلا باپ تھا اس کے علاوہ وہ ارباب انتخاب کو ذلیل کرنے کے بھی درپے تھا۔ اس نے رئیس بالاٹائن کو لینڈشوٹ کی وراثت سے محروم کر دیا تھا، اس کے علاوہ اس نے رئیس سیکسنی کو بھی دھوکا دیا اور وہ اولاً اس طرح کہ اس نے شادی کے ذریعے برگ اور ژولخ کی وراثت رئیس کلیو کے حوالے کر دی اور ثانیاً رئیس سیکسنی کو ریاست ہس کے امیر فلپ کے جاگیری نذر و نیاز سے محروم اس طرح کیا کہ وہاں کے کم سن چہاردہ سالہ امیر کے بالغ ہونے کا اعلان کر دیا۔

شہنشاہی اور اپنے خاندان ہیپسبرگ کے علاقوں کے متعلق میکسی ملین کی حکمت عملی

روسائے برینڈن برگ (خاندان ہوہنزولرن) کی اس نے البتہ تائید کی چنانچہ اس نے اسی خاندان کے ایک سپوت کو جس کا نام البرٹ تھا پروشیا کے امرائے تیوتانی کا امیر اعلیٰ مقرر کیا (سنہ ۱۵۱۲ء) لیکن ساتھ ہی اسے اس طرح ناراض کر دیا کہ معاہدہ تھورن کی توثیق کر دی جو ۱۴۶۶ء میں طے پایا تھا اور جس کی رو سے مبارزین کو مغربی پروشیا کا سارا علاقہ کیامیر بادشاہ پولینڈ کے حوالے کر دینا پڑتا تھا اور ان کے پاس صرف مشرقی پروشیا اس شرط پر رہتا کہ وہ اسے بادشاہ پولینڈ کا جاگیری عطیہ خیال کریں صلح نامہ کی یہ توثیق میکسی ملین نے خاندانی وجوہ کی بنا پر کی تھی کیونکہ سگسمنڈ کے بھتیجے لیوس اول نے جو



اس وقت پولینڈ کا حکمراں تھا میکسی ملین کی پوتی میری سے اور لیوس کی بہن این نے میکسی ملین کے پوتے فرڈینینڈ سے اس وعدے کے ساتھ شادی کی تھی کہ اگر لیوس بے اولاد ہو گیا تو ہنگری اور بوہیمیا کی وراثت این پر منتقل ہو جائے گی مختصر یہ کہ میکسی ملین کی پالیسی تمام تر خاندانی مفاد پر مبنی تھی اس کا خاص مطمح نظر یہ تھا کہ اپنے خاندان کی قوت اور اس کے آئندہ توقعات میں اضافہ کرتا رہے اور اس مقصد کے حصول کے لئے اگر ممکن ہو تو شہنشاہی اقتدار سے کام لیا جائے۔ اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو فتوحات حکمت عملی اور کامیاب شادیوں کے ذریعے یہ نصب العین حاصل کیا جائے۔ ان تدابیر میں اس کو کس حد تک

میکسی ملین کی کامیابی ایک ہیپسبرگ حکمراں کی حیثیت سے

کامیابی ہوئی اس کا اندازہ بہترین طریقے پر اس طرح ہو سکتا ہے کہ اس کے خاندان کی حالت جو ۱۴۸۵ء میں تھی اس کا مقابلہ ان حالات سے کیا جائے جو ۱۵۱۹ء میں اس کے انتقال کے وقت سے پائے جاتے تھے۔

میکسی ملین کی تخت نشینی سے ایک ہی سال قبل یعنی ۱۴۸۵ء میں متھیاس کارونیس نے صرف ہنگری اور بوہیمیا ہی کو تسخیر نہیں کر لیا تھا جو ۱۴۳۷ء سے ۱۴۵۷ء تک خاندان ہیپسبرگ کے قبضے میں رہے تھے بلکہ فریڈرک سوم کو وائینا سے بھی نکال دیا تھا ٹیرول اور الساس میکسی ملین کے چچیرے بھائی سگسمنڈ کے قبضے میں تھے۔ آسٹریا اور کارنتھیا کو ترک تاخت و تاراج کر رہے تھے خود میکسی ملین اپنی بیوی میری کے وفات پا جانے کی وجہ سے نیدرستان کی حکومت حتیٰ کہ اپنے فرزند فلپ کی تعلیم و تربیت سے محروم کر دیا گیا تھا لیکن ۱۵۱۹ء میں صورت حالات بالکل ہی مختلف ہو گئی تھی اس وقت یہی نہیں کہ اصل آسٹریا کا سارا علاقہ دوبارہ فتح کر لیا گیا ہو بلکہ خاندان ہیپسبرگ کے جملہ مقبوضات اس کے شہنشاہی اقتدار میں متحدہ و متفق ہو چکے تھے اور ترکوں کے حملے بھی سردست تھم گئے تھے۔ رہا سوئزرستان کا ہاتھوں سے نکل جانا یا اطالیہ میں حصول اقتدار کی کوششوں کا مضحکہ انگیز طریقے پر ناکام رہنا تو یہ نقصانات کا اس کے

خاندان سے نہیں بلکہ زیادہ تر شہنشاہی سے تعلق تھا لیکن اسے سب سے زیادہ کامیابی ان اتحادوں میں ہوئی جو اس نے شادی کے ذریعے قائم کئے تھے، لاڈس لاؤس سے جو

میکسی میلین کے اتحاد جو شادی کے ذریعے قائم کئے گئے

میکسی ملین کے بیٹے بیوس کے متعلق شادی کے معاہدے ہوئے اور جن کا ابھی ذکر کیا جاچکا ہے، ان کی بدولت بہت جلد ہنگری اور بوہیمیا کے علاقے دوبارہ خاندان ہیپسبرگ کے قبضے میں آنے والے تھے (سنہ ۱۵۲۶ء) اس کی بیوی اور چارلس دلیر کی بیٹی میری خاندان برگنڈی کے اکثر مقبوضات اپنے جہیز میں لائی تھی اس شادی سے جو لڑکا فلپ تولد ہوا تھا اس نے ہسپانیہ کی جوانا سے شادی کی تھی اور ان کا بیٹا چارلس سنہ ۱۵۱۶ء ہی میں نیدرستان۔ ہسپانیہ اور نیپلز کا حکمران بن گیا تھا[1]۔

اس کا کردار

تنتجین کے ساتھ طویل کش مکش اور اطالوی محاربات کی ناکامی کے باوجود میکسی میلین جرمنوں میں غیر مقبول نہیں تھا حقیقت حال یہ ہے کہ گو معاملہ کرنے میں وہ اکثر دلخراشی کا موجب ہوتا تھا تاہم وہ بڑے دلکش کردار کا آدمی تھا، اگرچہ وہ خوش شکل نہ تھا (اس کا رنگ زردی مائل اور ناک چپٹی تھی جو سفید داڑھی کے اوپر دکھائی دیتی تھی) تاہم چہرہ مردانہ تھا، اور اس کی قوتِ عمل اور طاقت جسمانی غیر معمولی تھی جیسا کہ اس کے اسپر وشکار سے ثابت ہوتا ہے۔ اس کی ذہنی قوت عمل بھی کچھ کم قابل قدر نہیں تھی، وہ اعلیٰ التعلیم یافتہ تھا اور سات مختلف زبانیں یا بولیاں بولتا تھا دلچسپیوں والا "زود پسند" اور ہمدرد۔ اور اس کا دماغ شجاعانہ اور بلند پرواز تھا اور وہ خود بے انتہا توانائی رکھتا تھا۔ اس کی جامع الصفاتی نے ہر طبقے میں اس کے ثناخواں پیدا کر دئے تھے۔ بلاشبہ ان میں سے بعض صفات اس کی کامیابیوں میں مخل ہوئیں عظیم الشان تجاویز کا دلدادہ

---

[1] خاندان ہیپسبرگ کی اس شادی اور دیگر شادیوں کی یادگار ذیل کے شعر میں منائی گئی ہے۔

Bella gerant alii, tu felix Austria nube Nam Quæ Mars aliis, dat tibi regna Venus

ہونے کے باعث جن میں سے اکثر ناقابل حصول ہوتی تھیں اور خود اس کی جولانی طبع اور تدبیر و چارہ جوئی نے اس کے آگے اتنی راہیں کھول دی تھیں کہ اُس پر تلون اور متغیر مزاج ہونے کا الزام عاید کیا جاتا تھا۔ لوئی یازدہم نے اس کی بابت ایک دفعہ کہا کہ "رات میں وہ جو کچھ کہتا ہے صبح اس پر قائم نہیں رہتا خود اعتمادی اس میں اتنی تھی کہ وہ لا فتور آدمیوں کو بے صبری کی نظر سے دیکھتا تھا اور میکیا ویلی کہتا ہے کہ وہ "ہر شخص کے صلاح و مشورے سے تو انکار کرتا تاہم سب کے فریب میں آجاتا تھا" اس کے بے اندازہ اور جلیل الشان منصوبے اسے اکثر مالی مشکلات میں مبتلا کر دیا کرتے تھے جن کی بدولت وہ ذلیل تدابیر اختیار کرنے پر مجبور ہو جاتا تھا، اور یہ اکثر بیرونی ممالک کے تعلقات میں جو اسے "چند پیسوں والا" کہتے تھے اور اسے ایک ایسے بھکاری کی نظر سے دیکھتے تھے جسے روپیہ دے کر موافق مرام بنا لیا جا سکتا تھا۔ لیکن میکسی میلین کم از کم اپنی ذات کو اپنے متعلق دھوکا نہیں دیتا تھا۔ وہ اپنی رزمیہ نظم میں ایک عالی خیال اور جانباز مبارز کی کہانی کہتے ہوئے جس کا نام اس نے (Teuerdank) ٹائروڈانک رکھا بتلاتا ہے کہ یہ شخص کس طرح اپنی دلھن کی تلاش میں نکلا، کس طرح بالآخر وہ ترکوں کے خلاف لڑائیوں میں سرگرم پیکار ہوا اور گویا خود اپنی آپ بیتی بولتے ہوئے بتلاتا ہے کہ کس طرح خود بینی اور شوق جانبازی کے دلفریب خطروں نے اسے گھیر لیا۔ غرض یہ کہ یہ دلکش، پیارا، سراسر خیالی اور محض خوابوں والا انسان اور وہ اس حد تک کہ ہم اس سے برہم ہو جاتے ہیں، اپنی پر زور توانائی کے ساتھ جو غلط چیزوں پر صرف ہوا کرتی تھی، اس تغیر پذیر دور کا بہترین نمائندہ ہے جو تقریباً خود اس کے دوران حکومت کا زمانہ تھا۔

۱۵۱۵ء میں فرانسس کی تاج پوشی اور ۱۵۱۹ء میں میکسی میلین کے انتقال کے ساتھ ہم بالکلیہ ایک جدید دور سے روشناس ہوتے ہیں۔ یہ ایک دلچسپ واقعہ ہے کہ خود اطالیہ جو اس پاپائیت کا گہوارہ تھی جس نے بربریوں کو حالت بربری سے نکالا تھا، جو ابتدائی دور میں ان کے لئے گویا شیر مادر تھی اور جس نے ان کو روما کے قانون، فن حکمرانی اور تمدن کے بیش بہا اور نادر تحفے سے روشناس کیا تھا، وہ تماشا گاہ بن گئی جن پر یورپ کے سیاسی مناظر بدلتے جا رہے تھے۔

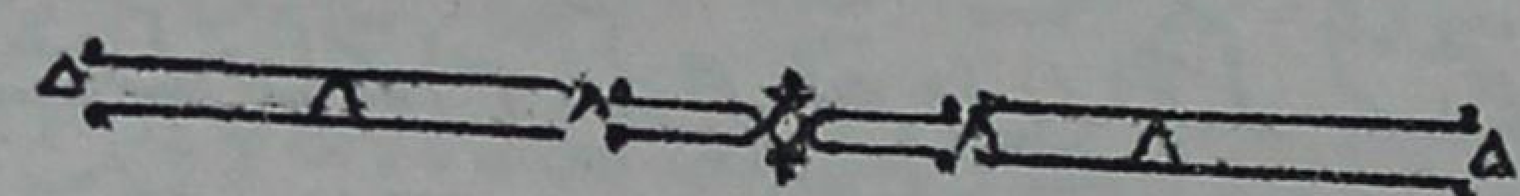
میکسی میلین کی وفات ۱۵۱۹ء سے ایک جدید دور شروع ہوتا ہے

اطالوی لڑائیوں ہی میں یورپ کی بادشاہیوں نے سب سے پہلی مرتبہ اپنی اپنی قومی شخصیتوں کا احساس ظاہر کیا۔ ان ہی لڑائیوں میں باوجود باہم جانی دشمن ہونے کے انھوں نے یہ سبق سیکھا کہ بہ حیثیت ایک یورپی دولت عامہ کے ارکان کے ان کے اغراض ایک دوسرے سے وابستہ ہیں، پھر یہیں سے توازن قوت کا نظام قائم ہوا، جدید اصولِ سفارت پیدا ہوا اور قانون بین الاقوامی کی بنا ڈالی گئی مختصراً یہ کہ اسی دور میں یورپ کا وہ سیاسی نظام قائم ہوا جو آج تک قائم ہے۔ اس کے علاوہ اطالوی لڑائیوں ہی میں یورپ کے اقوام نے یہ ضرورت محسوس کی کہ بڑی بڑی فوجیں ہمیشہ تیار رکھیں اور فن جنگ میں بارود کے کثرت استعمال سے ایک انقلاب ہوگیا۔

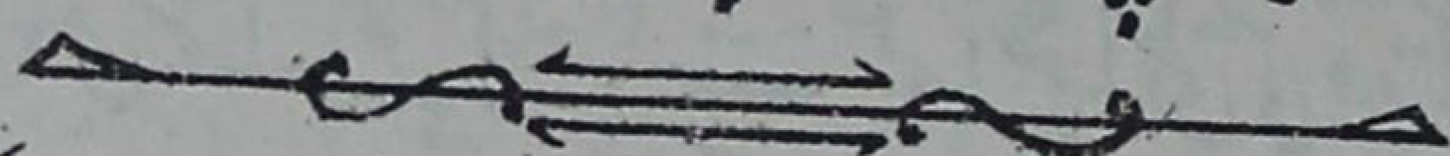
ان لڑائیوں میں اطالیہ پر بڑے مصائب گزرے اقوام نے اپنی خود غرضی کا جس شرمناک طریقے پر ان لڑائیوں میں اظہار کیا کبھی کسی اور موقعے پر نہیں کیا تھا۔ اس طرح جزیرہ نمائے اطالیہ اجنبیوں کا مال غنیمت بن گیا اور ہمارے زمانے سے قبل اسے آزادی حاصل نہ ہوسکی۔ لیکن باوجود اس عذاب عظیم میں گرفتار ہونے کے اس نے یورپ کو ایک لاقیمت تحفہ دیا، یونان کا مجددہ ادب اور فنون، فن رنگ کاری جو اکملیت کو پہنچا دیا گیا تھا، نیا طرز تعمیر، انسان کے متعلق علم اور ذوق تنقید... یہ اس آخری ترکے میں شامل ہیں جو اطالیہ نے تحریک نشاۃ جدید کے ذریعے سے جس کی نوعیت خاص طور پر اطالوی تھی یورپ کے نذر کیا۔

آئندہ سے تاریخ یورپ کی سب سے اہم غرض اطالیہ سے وابستہ نہ تھی لیکن اس کے یہ معنی نہیں کہ اس کے زرخیز اور خوشنما میدانوں کے لیے کشمکش ختم ہوگئی۔ پاپائیت اب بھی اصلاح مذہب اور شہنشاہی سے اپنے تعلقات کے نسبت ہماری توجہ کا مطالبہ کرے گی۔ ان سب کے باوجود اس وقت سے اطالیہ ایک غیر اہم حیثیت اختیار کرلیتی ہے، بحر متوسط کی اب وہ اہمیت نہیں رہتی جو بہ حیثیت مشرق و مغرب کی تجارتی شاہراہ کے اسے پہلے حاصل تھی۔ یہاں سے ہماری نظر کوہ آلپس کے شمال میں ایک طرف تو اس کشمکش کو دیکھنے دوڑتی ہے جو اس اثنا میں ہیپسبرگ اور والوا کے شاہی خاندانوں میں ہونے لگی اور دوسری طرف ان معرکۃ الآرا مسائل کا نظارہ کرنے جو تحریک اصلاح مذہب سے وابستہ ہوگئے۔

تیسرا باب



انتخاب چارلس سے پیویا کی لڑائی تک



شہنشاہی انتخاب۔ چارلس اور فرانسس کی جنگی تیاریاں۔ لیکن جنگ میں تاخیر۔ شورش کمیونیروز (Comunerous) ورمس کی ڈایٹ۔ مجلس نیابت۔ نشاۃ جدیدہ اور اصلاح مذہب۔ اراسمس اور لوتھر۔ شہنشاہی اقتدار۔ چارلس اور فرانسس کے مابین جنگ۔ ان کے اتحادات۔ شہنشاہی عساکر کی کامیابیاں۔ آڈریان ششم لیو دہم کا جانشین ہوتا ہے۔ چارلس کے ساتھ اس کا جھگڑا۔ بیکوکا کی لڑائی۔ عہدنامہ ونڈسر۔ لوتھر اور مجلس نیابت۔ پیورمبرگ کی ڈائٹ۔ جنگ مسبارزین۔ کانگرس۔ ڈاٹسین۔ پیویا کی لڑائی۔ جنگ مزارعین۔

ا۔ شہنشاہی انتخاب



جنوری ۱۵۱۹ء میں میکسی ملین کے انتقال پر یورپ کی قسمت تین نوجوان بادشاہوں کے ہاتھ میں آئی اور یہ تینوں بین شخصیت رکھنے والے اولوالعزم اور حریص تھے۔ ان میں ہنری ہشتم جواب اٹھائیس سال کا سب سے معمر تھا۔ اس کی شخصی وجاہت کا باعث جس کا اجنبیوں پر گہرا اثر تھا۔ غالباً ایک حد تک اس کے رنگ کی سفیدی تھی۔ جس کی

بر اعظم پر تعریف ہوتی تھی - اگرچہ وہ بعد میں نہایت جسیم بن گیا تھا۔ تاہم اس کا سفید رنگ اس کی بڑی بڑی آنکھیں - اس کا دراز قد - اور طاقتور اور پھر تیلا ڈھانچہ یقیناً قابل تحسین ہوگا۔ اس پر جب بازیوں اور مقابلوں (گھوڑوں پر دو بہادروں کی نمائشی لڑائی، (Joust) میں اس کی جوانمردی - موسیقی اور مختلف زبانوں میں اس کی قابلیت اور سب پر طرّہ اس کی حکیمانہ سیرت کا اضافہ کردیا جائے تو ہم غالباً اس کی نسبت کسی تخمینہ کو مبالغہ آمیز تصور نہیں کریں گے۔

فرانسس اول اُس سے صرف تین سال کا چھوٹا تھا۔ قد و قامت میں قریب قریب ہنری کے اتنا ہی تھا۔ لیکن رنگ سیاہی مائل۔ اس کی جسامت و طویل القامتی اور پتلے پیر خصوصیت کے ساتھ اس کے ہم عصروں پر اثر کرتے تھے۔ فنون کا سرپرست اور عیش و آرام کا دلدادہ تھا۔ اور زیادہ سطحی پہلوؤں کے اعتبار سے وہ نشاۃ جدیدہ کا فرزند حقیقی تھا۔ دور اندیشی عقل و دانش یا تدبر سے بہت کم بہرہ یاب، وہ بڑا بادشاہ اور بڑا آدمی تھا۔ اس کی جرأت بے احتیاطی کی حد تک پہنچ جاتی تھی۔ اپنے منصوبوں میں وہ اپنے حریفوں سے کچھ کم بلند پرواز نہ تھا۔ جتنا کہ اس کے حریف تھے۔ تاہم اس میں وہ بہادرانہ وصف موجود تھا جس کا چارلس میں سراغ نہ ملتا تھا۔ اور جو اس کی ناکارہ سیرت کا نعم البدل تھا۔

اس وقت چارلس غیر معروف تھا۔ اور اس سے کچھ زیادہ توقعات بھی وابستہ نہ تھے۔ اس کی عمر صرف انیس سال کی تھی۔ اور وہ کلیتہً اپنے فلیمش مشیر ولیم ڈی کروا (شیبرو شیبور) کے زیر اثر تھا۔ متوسط قامت - ڈھیلی اور بے ڈھنگی چال۔ اس کی عمدہ پیشانی اور بڑی اور خم دار ناک کو باہر نکلے ہوئے کلے جبڑے نے جو خاندان ہیپسبرگ کی خصوصیت متمایزہ تھی بگاڑ ڈالا تھا اور دانت باریک۔ چھوٹے چھوٹے اور بدنما تھے۔ اس کی ابتدائی زندگی کی مشکلات - اس کے باپ اس کے دادا فرڈینینڈ کے جھگڑے۔ بعد میں اس سے فرڈینینڈ کا حسد اس کی ماں کی دیوانگی - ان تمام چیزوں نے اس کو کم سخن اور سنجیدہ بنا دیا تھا۔ اور غالباً عالم شباب کے جوش کو بھی تباہ کردیا تھا۔ ان اوصاف سے لوگوں کو یہ خیال ہوتا تھا کہ وہ احمق ہے۔ تاہم وہ بہت جلد دنیا کو دکھانے والا تھا کہ اُس کے بے حس ظاہری پردے کے پیچھے وہ بیدار مغزی بمعاملہ فہمی اور عزم پنہاں تھا۔ جو جذبات

سے لاپروائی کے ساتھ ملکر اُسے ان تینوں میں سب سے قابل مدبر بنانے والا تھا۔
شہنشاہی تخت کے جو میکسی ملین کے انتقال کی وجہ سے خالی ہو گیا تھا یہ نوجوان
تاجدار سب سے اہم امیدوار تھے۔ اور سارے یورپ کی توجہ اب اس واحد مسئلے کی
طرف مبذول ہو گئی تھی میکسی ملین نے انتخاب کنندوں کو اپنا طرفدار بنالینے کے لئے
پانی کی طرح دولت لٹائی اور وعدے کئے تھے۔ اور سادہ لوحی سے یہ سمجھنے لگا تھا۔
کہ اپنے پوتے کے لئے اس نے پانچ رائیں محفوظ کر لی ہیں۔ لیکن اس کا مرنا تھا کہ
انتخاب کنندگوں نے اپنے وعدوں کو رد کر دیا۔ اور پھر رشوت کے لئے جھگڑے شروع
کر دئیے۔ ہنری کوئی زیادہ زبردست امیدوار نہیں تھا۔ باقی دو میں سے ابتداءً
فرانسس کا سب سے زیادہ امکان نظر آتا تھا۔ ماریناٹو کی فتح اور اس کی فوجی
شہرت کی حرص۔ اس کو اس صلیبی جنگ کا موزوں ترین قائد بنا رہی تھی جس کا
یورپ ہمیشہ چرچا کرتا تھا۔ لیکن کبھی اس پر عامل نہیں ہوا۔ اور فرانسس دعوے کرتا
تھا کہ اگر اس کا انتخاب ہو جائے تو وہ تین سال تک اندر ہی اندر قسطنطنیہ میں رہے گا
لیو دہم اگرچہ اپنی خواہش کا اعلان کرنا نہیں چاہتا تھا تاہم فرانسس کے انتخاب
کا متوقع تھا اگر میڈیچی فلورنس میں محفوظ رہنا چاہتے تھے تو فرانسیسی قبضہ میلان نے
فرانسیس کے ساتھ ان کی دوستی کو ضروری بنا دیا تھا اور پاپاؤں کا تو یہ قدیم مسلک تھا
کہ نیپلز اور شہنشاہی کو ایک ہی ہاتھ میں جانے سے روکا جائے "کیا تم جانتے ہو؟ لیو نے
کہا؟ کہ روما سرحد نیپلز سے صرف چالیس میل دور ہے"۔ اکثر و بیشتر منتخبین اور خاصکر
سکسنی کا فریڈرک دانا اور برینڈبرگ کا جوکم اول اصلاحات سے میکسی ملین کی مخالفت اور ان کی نسبت
اس کے عام مسلک (دیکھو صفحہ ۱۴۷) کے باعث ناخوش ہو گئے تھے اضلاع رائن کے ارباب
انتخاب (یعنی مینٹز۔ ٹریوس اور کولون کے تینوں صدر اسقف اور الکٹر پالاٹائن کو خوف
تھا کہ اگر انھوں نے فرانسیس کے خلاف رائے دی۔ تو وہ ان سے انتقام لے گا۔ اور
رچرڈ گریففنکلاؤ الکٹر ٹریوس گلڈوس کے رئیس کا دوست تھا۔ اور یہ آخر الذکر خاندان ہیپسبرگ
کا جانی دشمن تھا۔

مزید برآں فرانسس اس مطلوب عام خطاب کے حصول کا عزم کر چکا تھا۔
اس نے کہا کہ تین لاکھ کے طلائی سکے اس نے اس توقع میں صرف کئے کہ وہ شہنشاہ بنے گا

منتخبین کو اس نے جو رشوتیں دیں وہ چارلس کبھی نہ دے سکتا تھا۔ چارلس کی کامیابی کے توقعات اتنے ضعیف تھے کہ بعض لوگوں نے اُسے مجبور کیا۔ کہ اپنے بھائی فرڈیننڈ کے حق میں دست بردار ہو جائے۔ یہ ایک ایسا تبادل تھا کہ جس کو چارلس نے غصے کے ساتھ اس بنا پر مسترد کر دیا کہ وہ اس کے خاندان کے مفاد کے حق میں مہلک تھا۔ اور یہ وعدہ کیا کہ اگر وہ منتخب ہو جائے تو جرمنی کو راضی کر لے گا کہ فرڈیننڈ کو اس کے جانشین کی حیثیت سے تسلیم کر لے۔ لہٰذا اس نے اپنے کارندوں کو ہدایت دی۔ کیونکہ وہ خود اسپین میں تھا کہ کوئی دقیقہ نہ اٹھا رکھیں اور کسی ایسی چیز سے انکار نہ کریں جس سے اس کا انتخاب حاصل ہو سکتا تھا۔ اس طرح ارباب انتخاب سے شرمناک تجارت جاری رہی اور اتنی انتخاب کنندوں کو بوقت انتخاب حلف اٹھانا تھا۔ کہ وہ سب مواعید قرارداد اور بیعانے کی رقم کے بغیر اپنی رائے دے رہے ہیں۔

اگر یہ معاملہ انتخاب کنندوں پر چھوڑ دیا جاتا تو کس طرح صورت پذیر ہوتا یہ کہنا ناممکن ہے۔ لیکن یوم انتخاب جوں جوں قریب آتا گیا جرمن لوگوں کے جذبات صاف طور پر ظاہر ہونے لگے۔ نہ صرف خاص اشخاص نے چارلس کے حق میں اعلان کیا بلکہ سوبی جمعیت بھی حرکت میں آنے لگی۔ اس طاقتور جمعیت نے گزشتہ مئی میں ورٹمبرگ کے ڈیوک الرچ کو اس کے ظلم و تشدد اور بدعملی کی وجہ سے ڈچی سے نکال باہر کیا تھا۔ اور اب اپنے خیالات کو عملی جامہ پہنانے کے قابل تھی بویریا کا ڈیوک ولیم جس کی بہن کے ساتھ اس کے شوہر ڈیوک الرچ نے یہاں تک وحشیانہ سلوک کیا تھا۔ اور مشہور شہنشاہی مبارز فرانز وان سکنجن جو پہلے ہی سے چارلس کا تنخواہ دار تھا یہ دونوں جمعیت کی سرکردگی کے فرائض انجام دے رہے تھے جمعیت کی فوج نے اس موقعے پر اعلان کر دیا کہ وہ فرانسس کے انتخاب کو تسلیم نہیں کرے گی اور وہ اہل سوئزرلینڈ سے جا ملی۔ ارکان عہد یہ (Confedsaks) عموماً خاندان ہیپسبرگ کے مخالف تھے۔ اور سنہ ۱۴۹۹ء میں صلح باسل کی رو سے جس پر میکسی ملین کے ساتھ ان کی آخری جنگ کا خاتمہ ہوا تھا۔ انھوں نے شہنشاہی قوانین۔ عدالت اور محاصل سے آزادی حاصل کی تھی (دیکھو صفحہ ۱۶۴) تاہم سیون کے کارڈینل متھیاس شینر کے اثر کی وجہ سے وہ چارلس کی تائید

جرمن لوگوں کے جذبات چارلس کے حق میں

کرنے لگے۔

شمال میں بھی برنسوک وانفن ٹبل کا ڈیوک جرمن امیدوار کے حق میں ہتھیار اٹھانے کی دھمکی دے رہا تھا۔ جرمن جذبات کا یہ زبردست اظہار الکٹروں پر فی الفور اثر انداز ہوا۔ لہٰذا انھوں نے اپنے مطالبات میں تخفیف کر دی۔ اور فرانسس کی جانب سے پیش کردہ رقوم اور مواعید سے بہت کم رقومات اور مواعید چارلس سے حاصل کیں۔ اور فگروں (Fuggars) نے جو اس زمانے کے روتھ شائیلڈ (Rothschilds) تھے۔ شاہ فرانس کے سودات قانون کا احترام کرنے سے انکار کر دیا۔ لیو نے بھی یہ دیکھ کر کہ "دیوار سے سر ٹکرانا بے سود ہے" چارلس کی مخالفت سے دست بردار ہو گیا۔

جوشم والئی برینڈنبرگ کے بھائی کی موافقت حاصل کرنا سب سے زیادہ ضروری تھی۔ وہ مینائنس کا صدر اسقف تھا۔ ہرمن وان ڈیروڈ کی رائے بھی ساتھ لانے والی تھی۔ اس کا اپنے بھائی پر بھی اثر تھا۔ اگرچہ وہ حرص کے بندے شاہ فرانس کی تائید کرنے کی ضمانت لے چکا تھا۔ صدر اسقف مذکور کو فرانسس کی جانب سے ایک لاکھ بیس ہزار فلارن اور جرمنی کی مستقل سفارت پیش کی گئی تھی۔ بہت کچھ پس و پیش کے بعد اس نے چارلس کی بہتر ہزار فلارن اور سفارت کو قبول کر لیا اور مجلس انتخاب میں جو ۱۸ر جون کو منعقد ہوئی۔ اس کی خوب حمایت کی۔ یہاں الکٹر ٹریوس نے جو فرانسس کی رقمی تحصیلیوں کے بار سے دب گیا تھا۔ فرانسس کے دعاوی کی زبردست تائید کی۔ اور مشورہ پیش کیا کہ اگر وہ قابل قبول نہیں ہے تو کسی اور جرمن رئیس کا انتخاب کیا جائے۔ جو چارلس سے کم خطرناک ہو۔ یعنی بویریا کا ڈیوک یا برینڈنبرگ کا مارگریو یا سیکزنی کا الکٹر۔ فرانسس کی آخری حرکت یہی تھی۔ سیکزنی کا الکٹر ہی ایک وہ شخص تھا جس نے باعزت طور پر تمام رشوت ستانیوں سے انکار کر دیا تھا۔ اور اس کی پاکیزہ اور خدا پرست زندگی کی اس قدر شہرت تھی۔ جتنی کہ اس کی حیرت ناک عقل و دانش شہرۂ آفاق تھی۔ اور اگر وہ چاہتا تو اس کا انتخاب ہو جاتا لیکن وہ اتنا ہوشیار اور زیرک تھا کہ اس قدر پرخطر منصب کو گوارا نہیں کر سکتا تھا۔ وطن پرست ہونے کی

الکٹروں نے بالآخر چارلس کا انتخاب کیا

حیثیت سے وہ کسی جرمن کو یہ اعزاز بخشنے کا خواہاں تھا۔ لہذا اس نے اس پیشکش سے انکار کر دیا۔ اور چارلس کا نام پیش کیا۔ اس کے طرزِ عمل سے اس معاملے کا تصفیہ ہو گیا۔ بوہیمیا کے نوجوان بادشاہ لیوس جس نے چارلس کی بہن میری سے شادی کی تھی اپنے برادر نسبتی کے حق میں رائے دی کالون کا صدر اسقف ہرمن دان ڈیروڈ نے ہینس کی تقلید کی۔ اور بقیہ تین الکٹر ٹریوس کا صدر اسقف الکٹر پیالیٹن اور برینڈنبرگ کے مارگریو نے بھی اخص کا ساتھ دیا اور چارلس بالاتفاق شہنشاہ منتخب ہو گیا۔ خطاب شہنشاہی اختیار کرنے کے لئے پاپائی تصدیق کی کوئی ضرورت محسوس نہیں کی گئی۔ اور اگرچہ بعد میں پوپ نے بولون (۱۵۳۰ء) میں چارلس کی تاج پوشی کی رسم ادا کی۔ اس نے فوراً شاہ رومنس نہیں بلکہ منتخب شہنشاہ کا خطاب اختیار کر لیا۔ اس طرح اس شہنشاہی اعزاز کا سب سے زیادہ قابل یادگار انتخاب ختم ہوا یہ ایک ایسا اعزاز تھا جو نہایت سرعت کے ساتھ بے حقیقت اور نمود بے بود بنتا جا رہا تھا۔ کیونکہ اس انتخاب میں شرمناک خرابیوں، رشوت ستانیوں اور سازشوں سے کام لیا گیا جیسا کہ پہلے کبھی نہیں لیا گیا تھا۔ اس کی نسبت ہنری کے کارندے پیس (Pace) نے کہا تھا کہ "وہ یہ گراں ترین سوداگری کا مال ہے جو خرید اگیا ہے"۔

فرانسس کی اس خواہش سے کہ یہ خطاب حاصل کیا جائے۔ اس میں فقدان تدبر کا ثبوت ملتا ہے۔ اس کی کامیابی اس کے ملک کے لئے مہلک اور تباہی خیز ہوتی جرمنی بلکہ غالباً ساری یورپ کی مخالفت کی آگ بھڑک اٹھتی تھی اور ایک ایسی کشمکش میں جس میں حقیقتہً اس کا کوئی مفاد نہیں تھا ملک کا سارا خزانہ خالی ہو جاتا۔

چارلس کے انتخاب سے فریڈرک سوم اور میکسی ملین کے خوشگوار خواب کی تعبیر جزءً پوری ہوئی۔ خاندان ہیپسبرگ اب جرمنی۔ ہندرستان اسپین۔ نیپلز۔ اور نئی دنیا کے ایک بڑے حصے پر فرمانروا تھا۔ اور پھر اپنے لئے مقدس رومی شہنشاہ کا خطاب حاصل کر لیا۔ تاہم یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ آیا شہنشاہی اعزاز و مراتب فی الحقیقت ایک ذریعۂ طاقت و اقتدار رہے۔ اپنے انتخاب کی قیمت کے طور پر چارلس کو تحفظات پر دستخط کرنی پڑی۔ جن کا اب سے ہر منتخب شہنشاہ سے مطالبہ کیا جانے لگا۔

تحفظات	تحفظات جرمنی رؤسا کے خیالات کا آئینہ ہی جدید شہنشاہ کے

اسپینی اور فلیمش ولدیت کا خوف ان کے اس مطالبے میں جھلکتا ہے کہ سرکاری زبان
جرمن یا لاطینی ہونی چاہیے۔ شہنشاہی خدمات جرمنیوں کے لیے محفوظ کردی جائیں،
ریاستیں بیرونی اقتدار کی تحت نہ لائی جائیں۔ اور مجلس (Diet) کی منظوری کے بغیر
شہنشاہی جنگوں میں اجنبی افواج خدمات انجام نہ دیں۔ پاپائی دعاوی کی مخالفت
نے رؤسا کو اس امر کے اصرار پر آمادہ کردیا کہ دربار روما سے جتنی بدعات
رواج پذیر ہوئی ہیں ان سب کو منسوخ کردیا جائے۔ جو اس معاہدے کے خلاف تھیں جو جرمنی
اور مجلس کانسٹنس (۱۴۱۸ء) کے مابین طے پایا تھا۔ بالآخر اپنے امتیازات کو برقرار
رکھنے کی غرض سے انھوں نے مطالبہ کیا کہ چارلس ان کے حقوق فرمانروائی کی توثیق کردے
اور خاص امور کے غور وخوض کے لیے ایک مجلس مستقل طور پر مقرر کی جائے۔ جو حکومت
میں برابر کی شریک ہو۔ یہ آخری مطالبات اہم نوعیت کے تھے۔ اور شدید مباحثوں
کے محرک ہوئے۔ باقی اور اعتبارات سے چارلس کے متعدد اور غیر متجانس مقبوضات
اور دعاوی نے ایسی مشکلات پیدا کیں جن میں مبتلا ہوکر اس کو اپنی جان سے ہاتھ دھونا پڑا
تقریباً ناگزیر تھا کہ چارلس پنجم کا انتخاب باب نبرد کھول دے۔ چارلس کی

جنگ ناگزیر ہوگئی

ذات میں ہیپسبرگ خاندان اور اسپین کے استحقاقات یکجا جمع
ہوجانے سے فرانسیسیوں کے خطرات کا چونک اٹھنا خلاف
فطرت نہیں تھا۔ اور فرانسس کی شخصی خود نمائی کو سلطنت کے لیے اس کے حریف کے
انتخاب سے سخت ترین ٹھیس لگی۔

ان حالات میں جھگڑے کا موقع پیدا کرنا دشوار نہیں تھا۔ عہدنامۂ نویان
(Noyan) (۱۵۱۶ء) (دیکھو صفحہ ۱۱۲، ۱۱۳) کی شرائط کی دونوں جانب سے تکمیل
نہیں ہوئی تھی۔ فرانس یہ شکایت کرسکتا تھا کہ اسپینی ناوار ہنری دی البرٹ کو ہرگز
واپس نہیں دیا گیا۔ اور ادھر چارلس کا بیان تھا کہ ایک شہنشاہی جاگیردار ہونے
کی حیثیت سے علاوہ اس کا تھا۔ نیز برگنڈی کی وراثت کا ایک حصے کی حیثیت
سے برگنڈی کی نوابی کا مطالبہ کرنے لگا۔ تاہم جنگ کا التواء علانیہ چارلس کے حق
میں بہت مفید تھا۔ اس کے سارے عہد حکومت کی طرح اب بھی اس کے علاقہ جات
اور خطابات کی وسعت وزیادتی ہی اس کی کمزوری کا باعث تھی اسپین فلیمنگز (Flemnings)

چارلس التوائے جنگ کی کوشش کرتا ہے

کی حکومت سے برہم ہو کر شورش کرنے کے قریب تھا۔ جرمنی میں جہاں وہ انتخاب کے بعد سے ابتک نہیں گیا تھا کیونکہ وہ ابتک اسپین ہی میں تھا۔ اس کی مسلسل غیر موجودگی کی وجہ سے برہمی میں اضافہ ہو گیا مجلس (Diet) سے ابھی صفائی ہونی باقی تھی اور راہب لوتھر کا مسئلہ فوری توجہ کا محتاج تھا۔

اس کے برخلاف فرانسس کم تر دعاوی کے باوجود ایک مستحکم سلطنت کا مالک تھا۔ اس کو اپنے حریف کے مقابلے میں بہت کم مخصوص اختیارات حاصل تھے۔ خصوصاً مالیات اور فوج سے متعلق۔ اس کو مرکزی حیثیت حاصل تھی ۔ اور جب تک وہ ملان پر قابض رہتا۔ تب تک جرمن اور اطالوی علاقوں کے مابین شہنشاہ کو رسل و رسائل کا سلسلہ منقطع کر دینا پڑتا۔ ان حالات میں غالباً شیورلیس (Chievres) ہندرستان کی مخصوص اغراض کے قطع نظر کم از کم جنگ کو ملتوی کرنے کی خواہش میں حق بجانب تھا۔ اس کے برعکس فرانس فوراً جنگ چھیڑ دینا چاہتا تھا۔ لیکن گزشتہ جنگ کے مصارف اور شہنشاہی کے لئے فراہمی آرا کی کوشش میں بادشاہ کے اسراف کی وجہ سے خزانہ خالی ہو گیا تھا۔ اور تازہ محاصل کا اضافہ بے اطمینانی پیدا کر دیتا۔ مزید برآں یہ مناسب معلوم ہوتا تھا کہ اگر ممکن ہو تو سب سے پہلے انگلستان سے اتحاد قائم کیا جائے۔ یا کم سے کم اس کو غیر جانب دار بنا دیا جائے۔ چارلس بھی انگریزوں کی امداد کی اہمیت کو محسوس کرتا تھا۔ اور یہ دونوں حریف اس مساویانہ درجے کے تھے۔ کہ ان میں توازن قائم رکھنے کا انگلستان کو اتنا بہترین موقع ہاتھ آیا کہ پہلے کبھی نہیں آیا تھا۔

ولسی نے اس موقع سے فوراً فائدہ اٹھایا۔ کسی فریق کو ناراض کئے بغیر دونوں کے ساتھ دوستی قائم رکھنا باہمی شکوک و شبہات کی آبیاری کر کے دونوں کو علحدہ رکھنا۔ دونوں کو اعلان جنگ سے باز رکھنا۔ تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ جارحانہ کارروائی شروع کرنے والے کے خلاف انگلستان کو صف آرا ہونا پڑے۔ اور اس طریقے سے اگر جنگ کو باز رکھنا ناممکن ہو تو ان میں تاخیر و التوا و پیدا کرنا ہی سہی۔ اور اسی اثنا میں انگلستان کے لئے یورپ کے ثالث کی قابل فخر حیثیت حاصل کرنا۔ یہ تھے ولسی کے مقاصد۔ اور یہ ایک ایسا مسلک تھا جو قریباً دو سال تک اس قدر کامیاب رہا کہ یورپ کے دو سب

سے طاقتور فرمانرواؤں کا، ڈینیل اور اس کے آقا کے نیاز مند بنے رہے

مئی سنہ ۱۵۲۰ء میں چارلس ہنری ہشتم سے ملاقات کرنے کے لئے بیک بیک اسپین سے سینڈوچ کو روانہ ہو گیا۔ شہنشاہ کی جانب سے یہ ایک ایسا منکسرانہ عمل تھا کہ یورپ کے طول و عرض میں حیرت و استعجاب کی لہر دوڑ گئی۔ اس کے فوراً بعد ہی (۷ جون) ہنری اور فرانسیس کے مابین میدان ناش Field of the Cloth of gold میں جو حدود کیلے کے اندر واقع ہیں ملاقات ہوئی اور پھر دیہ یادرہے) سرزمین انگلستان میں اس ملاقات کو جو اہمیت دی گئی اس کا ثبوت نہ صرف ملاقات کی عظیم الشان ظاہری ٹیپ ٹاپ سے ظاہر ہے بلکہ الحمہ کے بڑے بڑے کرتب جن میں خود بادشاہوں نے فرانسیس کی توقعات کے برعکس حصہ لیا اس زمانے کے مصور اور مصنفین نے اس کی نسبت جو توجہ کی اس سے بھی اس کا اندازہ ہوتا ہے۔ اس کے بعد ہنری ہشتم گریولینس میں چارلس کی دوسری ملاقات کے لئے روانہ ہوا۔ (۱۰ جولائی) ان ملاقاتوں کے حقیقی نتائج مشتبہ ہیں لیکن اغلب ہے کہ ولسی نے قطعی قرارداد ول سے انکار کر دیا کیونکہ اس کا مسلک ہی یہ تھا کہ خود کو کسی ایک طرف ظاہر کرنے سے بچائے رکھے۔ اس طرح گفت و شنید طول کھینچتی رہی جس سے پوپ لیو دہم چراغ پا ہو رہا تھا۔ اور جس نے دونوں سے معاہدات تو طے کئے تھے تاہم مضطرب تھا۔ کہ جنگ بلا تاخیر شروع ہو جائے تاکہ وہ زیادہ مفاہمت پیدا کرنے سے پیشتر یہ دیکھ لے کہ ان دونوں میں کون فتحمند کہلاتا ہے۔

کشمکش کو روکنے میں ولسی کی حکمت عملی کی ناکامیابی

لیکن سنہ ۱۵۲۰ء کے اواخر میں ولسی کی سیاسی چالبازیاں ٹوٹنے لگیں۔ فرانسس نے جارحانہ کارروائی شروع کرنے کا ارادہ کر لیا۔ اور ولسی پر یہ الزام عاید کیا کہ اس نے اس کی راز کی باتوں سے پوپ کو آگاہ کر دیا اور چارلس نے جو عرصے سے پس و پیش کر رہا تھا کہ آیا انگلستان کی ہیری کے ساتھ مجوزہ عقد کر لے یا پرتگال کی انفنٹا سے ہنری کو فرانس کے ساتھ ایک جنگ میں بھڑا دینے کی کوشش کی۔ اور مطالبہ کرنے لگا کہ وہ اپنے مواعید پورا کرے۔ لیکن ولسی اتنی آسانی سے

---

[1] کیمبرج کی تاریخ جدید باب ۲ صفحہ ۴۱۶ کو دیکھو۔

قابو میں آنے والا شخص نہیں تھا۔ اور اس لیے اپنے کارندے ٹنسٹل کو شہنشاہ کے دربار سے واپس بلا لیا۔ تاہم چارلس ابھی جنگ چھیڑنے کے قابل نہیں تھا۔ لہذا جنگ کا حقیقی آغاز سنہ ۱۵۲۱ تک ملتوی رہا۔

اسی اثناء میں اسپین کی مشکلات۔ مجلس کی دشواریاں لوتھر کی سزا کا مسئلہ شہنشاہ کی توجہ اپنی طرف منعطف کر رہا تھا۔

۲۔ کمیونیروز کی شورش

فرڈیننڈ کے انتقال کے فوراً بعد اسپین میں مشکلات کا آغاز ہو گیا تھا۔ اس بادشاہ اور اس کی بیوی کے مسلک کی عارضی کامیابی کے باوجود ہم آہنگی دل بستگی کا کام کسی صورت

اسپین میں بے اطمینانی

مکمل نہیں ہو سکا۔ نہ صرف کیا سٹائل اور اراگان کی سلطنتیں ایک دوسرے سے آزاد تھیں بلکہ ویالنشیا اور کیٹیلونیا نے باوجود اس کے کہ وہ اراگان کے ماتحت علاقے تھے اپنی جداگانہ پارلیمنٹیں (cortes) اور مخصوص ادارات قائم کر لئے تھے۔ آئینی منشری کا یہ ظاہری اختلاف گہری اور بنیادی اختلافات کی محض ایک علامت تھی۔ (وہ اختلافات جو مختلف ممالک کی طبعی خصوصیات۔ نسلی امتیازات اور ان کی تاریخ ماضیہ کا نتیجہ تھے) کیا سٹائل اور اراگان کی رقابتیں قدیم الایام تھیں۔ یورپ کے کسی خطے میں اس قدر بین تفاوت کہیں نہیں مل سکتا تھا۔ جتنا کہ آسٹریاز کی ابتدائی اور افلاس زدہ آبادی۔ کیا سٹائلی امراء اور کٹالونیا کے جمہوریت پسند دار الحکومت بارسیلونا کے سرگرم تاجروں میں پایا جاتا تھا۔ اور جداگانہ سلطنتوں ہی میں زیادہ وحدت تھی۔ کیا سٹائل میں معاشری تفریقات سب سے زیادہ گہری تھیں۔ یہاں کے امراء کو متعدد و کامل امتیازی حقوق حاصل تھے۔ خصوصاً محاصل کی معافی۔ ان کے وسیع علاقوں سے جو مالگزاری حاصل ہوتی تھی۔ اس کی مقدار اتنی بڑی تھی کہ اکثر مثالوں میں تاج کی مالگزاری سے بھی زیادہ تھی۔ جاہ و حشم کی نمائش پسند زندگی بسر کرنے کی وجہ سے وہ شہر کے برگردن اور پارلیمنٹ (cortes) کے آئینی حقوق

کے لئے ان کی کشمکش کو نفرت کی نظر سے دیکھنے لگے اور خود بھی ایک عرصے سے ان
کے جلسوں میں شرکت کرنا موقوف کر دیا تھا۔
اراگان کے امرا سیاسی تحریکات سے ایک طرح کا تعلق رکھتے تھے۔
پارلیمنٹ (Cortes) میں اب تک ان کی نمائندگی کی جاتی تھی اور اپنے سیاسی
حقوق کی مشترک جماعت میں شہروں کے نائبین اور مذہبی حکام کے ساتھ شریک ہوتے
تھے۔ لیکن یہاں بھی معاشری رخنے بہت گہرے تھے۔ اور ویلینشیا کے حالات
بھی کیاسٹائیل ہی کی طرح بگڑے ہوئے تھے۔ لیکن اگر اسپین قومی اور جماعتی
رشک وحسد اور افتراقات کا شکار تھا۔ تو ان اسباب کی وجہ سے وہ اپنے امتیازی
حقوق کے لئے کم سخت گیر نہیں تھا۔ اور فرمانرواؤں کی تبدیل سے اس کو اپنے حقوق قائم
کرنے کا موقع مل جاتا۔ لہذا چارلس اپنے دادا
کے انتقال (۱۵۱۷ء) کے ایک سال بعد
اسپین آیا تو اس کی خوب کھلم کھلا مخالفت کی
گئی۔ اراگان کی پارلیمنٹ اس کو اس کی

چارلس کی تخت نشینی پر بے اطمینانی انتہائی درجے کو پہنچ جاتی ہے۔ خصوصاً کیاسٹائل میں

ماں کی معیت میں اس شرط پر اپنا بادشاہ تسلیم کرنے پر راضی ہوئی کہ وہ ان کی آزادیوں
کی توثیق کا حلف اٹھائے۔ اور کیٹلونیا اور ویلینشیا میں اس کو اسی قبیل کی دشواریوں سے دوچار ہونا پڑا۔
لیکن اسی اثنا میں کیاسٹائیل میں حالات اور بدتر ہو گئے۔
اہل کیاسٹائیل فلیمنگ شوریس (جس کو وہ اس کے نام کی مناسبت سے بکرا پکارتے تھے)
کی حکومت سے جو چارلس کے اسپین آنے تک نظم ونسق سنبھالتا رہا خشمناک ہو گئے تھے۔
جب ان کا نیا بادشاہ آپہنچا تو ان کے غرور کو اس طرح ٹھیس لگی کہ وہ ان کی زبان سے
نابلد تھا۔ زمینیس کے ساتھ بے رحمانہ سلوک کر کے بہت سے لوگوں کو برافروختہ کر دیا
کیونکہ اس کے وفادارانہ خدمات کا یہ انعام دیا گیا کہ اس کو اپنے اسقفی علاقے کو
واپس کر دیا گیا۔ جہاں وہ ۸؍نومبر کو اس دنیا ہی سے چل بسا۔ اور اس کے مدارج
ومراتب ان فلیمنگوں کو دیے جن سے کارڈینل کو نفرت تھی سب کو اجنبی بنا لیا۔ ٹالیڈو
کی اسقفی ٹورن کے اسقف کو دی گئی۔ جو شیوریس کا بھتیجا تھا۔ اور کیاسٹائیل کی چانسلری
پر اس کا جانشین ایک اور فلیمنگ ساواج مقرر ہوا۔ لہذا لاڈالڈ کی پارلیمنٹ نے

سنہ ۱۵۱۸ء میں جہاں چارلس اور اس کی ماں کو مشترک فرمانروائے ملک کی حیثیت سے تسلیم کیا۔ اور اول الذکر کے لیے دو سال تک سروسیو یا رقمی امداد کی رائے دی۔ وہاں یہ مطالبہ بھی کیا کہ کسی اجنبی کو خدمات نہ دیئے جائیں۔ اسپین سے سونا۔ چاندی یا گھوڑے برآمد نہ کئے جائیں۔ چارلس فوراً شادی کر لے اور اس کے اولاد ہونے تک اس کا بھائی فرڈینینڈ اس کے نائندے کی حیثیت سے کام کرے۔ اگر ان شرائط کو منظور کر لیا گیا تو ان پر تعمیل کبھی نہیں ہوئی اسی زمانے میں شہنشاہیت پر اس کا انتخاب ہونے پر ان کو مزید خطرات و شبہات لاحق ہو گئے چرچا یہ ہونے لگا کہ شہنشاہ شاذ و نادر اسپین میں رہے گا اور جس طرح انتخاب کے مصارف ادا کرنے پڑے اسی طرح اس کے اعزاز کے لئے رقمیں ادا کرنی پڑیں گی۔

چارلس چونکہ سینبوچ میں ہنری ہشتم سے ملاقات کرنے کی غرض سے اسپین سے روانہ ہونا اور ایکس لاشاپل (ایکشن) میں تاج پوشی کی رسم ادا کرنا چاہتا تھا اس لئے ملک سے روانہ ہونے سے پیشتر پارلیمنٹ کا ایک اور جلسہ طلب کرنے پر راضی ہو گیا لیکن اس لئے بڑے شہروں کو ان کی نامہربانیوں کی وجہ سے نظر انداز کر دیا۔ اور پارلیمنٹ کو گیلیشیا میں بمقام سنٹیا گو طلب کیا (۳۱ مارچ) اور بعد ازاں (۲۵ اپریل) کورونا کو منتقل کر دیا تاکہ وہ اپنے جہازوں سے قریب تر پہنچ جائے۔ یہاں اس لئے ایک بادشاہ کے ایمان پر یہ مواعید کر کے کہ تین سال کے اندر ادا کر دے گا۔ کسی اجنبی کو خدمت نہیں دے گا۔ اور امدادی رقم کو محض کیاسٹائیل کے مفاد میں صرف کرے گا۔ ایک معقول رقم جبراً وصول کی پارلیمنٹ کسی حیثیت سے بھری ہوئی نہ تھی۔ سالامینکا کے نائبین کو خارج کر دیا گیا۔ اور بعض جیسے ٹالیڈو نے سرے سے نائبین کے بھیجنے ہی سے انکار کر دیا۔ اس کے باوجود قلیل کثرت کے ساتھ رائے منظور کر لی گئی۔

ٹالیڈو کی شورش
۱۱ اپریل سنہ ۱۵۲۰ء

شہر ٹالیڈو کی برہمی کے خاص اسباب تھے۔ صدر اسقف کی حیثیت سے شیوریس کے بھتیجے کے تقرر کو ایک خاص توہین کی نظر سے دیکھا جاتا تھا۔ اور چارلس سے شکایت کرنے کے لئے جو سفیر روانہ کئے گئے تھے۔ ان کو باریابی سے انکار کر دیا گیا۔ لہٰذا اس شہر کے باشندوں نے دو امرائے ڈان پیڈرو لاسو ڈی لاویگا اور ریوؤں کے گورنر یا سپہ سالار کے بیٹے ڈان جوان ڈی پاڈیلا کی سرکردگی میں بغاوت کر دی۔ آخر الذکر کی جوانمردی اور

بے باک عورت نے اس کو ایک ایسے کام پر لگا دیا جس کا وہ اہل نہیں تھا۔ انھوں نے بادشاہ اور ملکہ کے نام سے عنان حکومت اپنے ہاتھ میں لی۔ شاہی کوریجیڈر (Coriegides) کو شہر سے نکال دیا۔ اور شہر کے مختلف حصص کے نائبین کی ایک کمیونیداد (Communidad) قائم کر لی (۲۱ر اپریل)

چارلس کو اب سب سے پہلی مرتبہ لیکن آخری نہیں ان تکلیف دہ اغراض و مفاد کے تصادم سے دوچار ہونا پڑا۔ جو اس کی غیر معمولی حیثیت کا نتیجہ تھے شاہ اسپین کی حیثیت سے وہاں اس کی موجودگی کی سخت ضرورت تھی۔ تاہم اس کی یورپی اغراض اس کی روانگی کی طالب تھیں۔ ہنری ہشتم نے مئی یا اوائل جون میں اس سے ملاقات کرنے کا وعدہ لیا تھا۔ اگر سینوبیج کی کانفرنس کو خیر باد کرنا مناسب نہ تھا تو (دیکھو صفحہ ۱۷۷) وقت ضائع کرنا نہ چاہیے تھا۔ لہذا ۱۹ر مئی کو چارلس قریباً ایک پناہ گیر کی حیثیت سے اسپین سے روانہ ہوا۔ اور اپنے قدیم معلم آڈرین کو کیاسٹائیل کا ایجنٹ۔ ڈان جوان دی لانوزا کو اراگان کا اور ڈان ڈیگو دی منڈوزا کو ویلنشیا کا وائسرائے مقرر کیا۔

بادشاہ کی روانگی نے بے اطمینانی میں اور اضافہ کر دیا۔ اسپینی محسوس کرنے لگے کہ اسپین آئندہ سے اس کی مشاغل و مفاد کا مرکز نہیں رہے گا۔ بلکہ اس کی وسیع سلطنت

اسپین سے چارلس کی روانگی ۱۹ر مئی کے بعد ہی کیاسٹائیل میں بغاوت

کا ایک صوبہ بن جائے گا۔ لہذا بغاوت سرعت کے ساتھ پھیلنے لگی سیگوویا میں اس نائب کا جس نے امدادی رقم کے لئے رائے دی تھی قتل کر دیا گیا۔ سالامنکا، ژیور۔ میڈرڈ۔ برگوس اور متعدد دیگر شہروں نے بغاوت کر دی۔ اور بالآخر ولاڈولڈ نے جو مرکز حکومت تھا ہتھیار اٹھا لئے۔ اسی اثناء میں ویلنشیا میں امرا اور عوام میں معاشرتی جنگ جاری تھی۔ اگرچہ وہاں کے فسادات کو کیاسٹائیل سے کوئی واسطہ نہیں تھا۔ جولائی کے آخر میں کیاسٹائیل کی تحریکات جو اب تک تنہا اور جدا جدا تھیں ٹالیڈو کے شہروں کے

مجلس مشاورتی جونا کو تخت پر بٹھاتی ہے اگست ۱۵۲۰

نائبین کی مشاورتی مجلس منعقد ہوئی۔
اگست میں پڈیلا ٹارڈیسیاس پر جو ولاڈولڈ سے دور

نہیں تھا پیش قدمی کر کے چارلس کی ماں جونا کو جو بالکلیہ مخبوط الحواس ضعیف العقل ہو گئی تھی۔ گرفتار کیا گیا۔ اور اس کے نام سے انقلابی حکومت قائم کر دی۔ آرڈین اس زبردست شورش کا مقابلہ کرنے سے مطلق عاجز تھا۔ کافی رقم اور سپاہ اس کے پاس نہیں چھوڑی گئی تھی۔ اور کامل اختیارات بھی اس کو نہیں دئے گئے تھے شورش کو رفع کرنے کی لاحاصل کوشش کے بعد وہ ڈنیاڈی دیوسیکو کو بھاگ نکلا اور جلدی سے چارلس کو ایک تحریر روانہ کر کے اس کو واپس طلب کیا۔ اور اس سے جلد آنے کا مطالبہ کیا ورنہ اسپین کے ہاتھ سے نکل جانے کا خوف ظاہر کیا۔ لیکن چارلس اس کی استدعا کو قبول نہیں کر سکتا تھا۔ اور نہ امداد روانہ کر سکتا تھا۔ لہذا اس نے آرڈین کو مصلحت وقت کے ساتھ عمل کرنے کا حکم دیا۔ جب اس نے ایک پارلیمنٹ طلب کی! امدادی رقم Servicio سے دست بردار ہو جانے اور قدیم قوانین کے بموجب حکومت چلانے کا وعدہ لیا۔ بریں ہم تاج کے امتیازات خصوص کو ہاتھ لگانے سے انکار کر دیا۔ اسی کے ساتھ ساتھ چارلس نے ڈان فاڈریک ہنریکیس صدر امیر البحر۔ اور ڈان انیگوڈی دیلاسیکو کیا سٹائیل کے ہائی کانسٹبل کو بھی اول الذکر کے ساتھ ریجنسی میں ملا دیا۔ اسی دوران میں مشاورتی مجلس جونا کو صحیح العقل ثابت کرنے اور اس کو تخت پر بیٹھانے کی ناکام کوششوں کے بعد اپنی آزادیوں کا ایک منشور تیار کرنے میں مصروف ہو گئی۔ اس نے چارلس سے مطالبہ کیا کہ وہ اسپین واپس آ جائے۔ پرتگال کی انفنٹا سے شادی کر لے۔ اپنے مصارف کو گھٹا دے اور اپنے اجداد کی طرح زندگی بسر کرے۔ نیز ذیل کے فیصلے صادر کئے۔ کوئی اجنبی دوبارہ خدمت حاصل نہ کرے۔ محاصل میں تخفیف کی جائے امراء کی مستثنیات کو منسوخ کر دیا جائے۔

مجلس مشاورتی کا منشور

تاج کی زمینات جو علحدہ کر دی گئی تھیں واپس لے لی جائیں۔ اور آئندہ سے زمینات کی علحدگی خلاف قانون قرار پائی۔ اور آخر میں یہ کہ ایک پارلیمنٹ جو امراء علمائے مذہب اور برگروں کے تینوں مدارج و مراتب کی کامل نمائندہ ہے۔ ہر تیسرے سال اجلاس کرے۔ ان فیصلوں کی نسبت اعلان کیا گیا کہ وہ اساسی قوانین ہیں جن کو بادشاہ یا پارلیمنٹ ہرگز منسوخ نہیں کر سکتی اور چارلس کی واپسی اس شرط پر عمل میں آسکتی تھی کہ وہ ان کو منظور کر لے۔

اس وقت تک امراء غیر معمولی سرد مہری کا اظہار کرتے رہے فرڈیننڈ اور ازابلا کے مسلک سے وہ بہت برافروختہ ہوئے تھے۔ اور اگر انھوں نے باستثنائے چند بغاوت میں عملی حصہ نہیں لیا تو آرڈین کو مدد بھی نہیں دی۔ لیکن اب ان کے خطرات بڑھ گئے۔ ان میں سے بعض فیصلے ان کے امتیازی حقوق سے وابستہ تھے۔ اور کیاسٹائیل کی تحریک ویلنشیا کے نقش قدم پر چلنے اور معاشرتی جنگ کی نوعیت اختیار کر رہی تھی۔ مزید برآں ان میں سے دو ارکان کانفزر شاہین ریجنٹ کی حیثیت سے حکومت کے مسلک میں تغیر پیدا ہونے کا اشارہ کر رہا تھا۔ اور ان کو ایک حد تک راضی کیا گیا تھا۔ امرا کی مخالفت کا ایک بار بیدار ہونا تھا کہ کمیونیروز (Comuneros) کی حیثیت نازک ہو گئی۔ اور داخلی اختلافات کی وجہ سے جواب ان میں رونما ہو گئے تھے ان کی کامیابی میں مزید رکاوٹیں پیدا ہو گئیں۔

قدیم کیاسٹائیل کے دار الحکومت برگوز کے شہری جدید کیاسٹائیل کے دار الحکومت ٹولیڈو پر اس لئے حسد کرنے لگے کہ وہ سب سے نمایاں حصہ لینے لگا تھا اور ادھر مجلس مشاورۃ کا صدر پدرو لاسو جو زیادہ اعتدال پسند جماعت کی نمائندگی کر رہا تھا۔ پیڈریلا کے انتہا پسند خیالات کا مخالف ہو گیا۔ ریجنٹ اس موقع سے فائدہ اٹھا کر برگوز کو مجلس مشاورۃ سے علٰحدہ کرنے میں کامیاب ہو گئے۔ (اکتوبر ۱۵۲۰ء) اور دسمبر میں کونٹ ڈی ہیرو نے جو کانسٹبل کا بیٹا تھا۔ ٹارڈسلاس کو واپس لے لیا۔ اور جونا کو حاصل کر لیا۔ ان کامیابیوں کے باوجود خطرہ دور نہیں ہوا تھا۔ امرا نے آپس میں نااتفاقی کا اظہار کیا۔ اور خفیہ کانسٹبل اور امیر البحر نے جھگڑا کر لیا۔ اس کے برعکس باغیوں کو قیمتی تائید مل رہی تھی۔ نہ صرف کونٹ ڈی سالواٹیرا کی جانب سے جو شمال کا ایک طاقتور امیر تھا بلکہ زاموراکے اسقف اکیونا کی طرف سے بھی۔ اس ہوشیار اور حریص مذہبی شخص نے تحریک کو ایک وسیع تر اہمیت دینے اور ایک عمومیہ قائم کرنے کی کوشش کی۔ اور اس کو توقع تھی کہ ٹالیڈو کی صدر اسقفی اس کو مل جائے گی۔ جو شیورس کے بھتیجے کے انتقال کی وجہ سے ابھی ابھی خالی ہوئی تھی۔ ان منصوبوں میں اس کو فرانسس کی تائید حاصل تھی۔ اور پوپ اس میں غیر جانب دار تھا۔ اپنی جماعت میں ان سر برآوردہ افراد کے تنول سے جوش میں آ کر کمیونیروز،

کمبونیروز کی نئی قوت
مارچ ۱۵۲۱ء

نئی قوت کے ساتھ مصروف عمل ہو گئے۔ پڈیلا وبلاڈولڈ کے قریب ٹاریلوبٹین پر پیشقدمی کر کے اس کو لے لیا اور اس کو تباہ و برباد کر دیا (۲۰ مارچ ۱۵۲۱ء) اور برگوز کے شہر نے اپنے مواعید کی توثیق سے شاہ پسندوں کے انکار پر چراغ پا ہو کر دوبارہ ہتھیار اٹھا لئے دوبارہ شاہ کے مقاصد تباہ ہوتے نظر آئے اس کے بہ بختوں کی جانب سے کچھ دن پہلے جو مراعات پیش کی گئی تھیں ان کو باغیوں نے مسترد کر دیا تھا۔ اور اس امر کا عزم کر چکے تھے۔ کہ یا تو سب کچھ حاصل کریں گے یا سب کچھ کھو بیٹھیں گے۔ لہذا چارلس اپنے سابقہ مسلک پر عود کر آیا اور معاملات میں حتی المقدور دخل اندازی چھوڑ دی اسے اپنے مخصوص امتیازات میں سے ایک رتی برابر بھی کم کرنے سے انکار کر دیا۔ عدم مداخلت کی اس حکمت عملی کو جس کی سختی کے ساتھ پابندی کی گئی، غیر متوقع طور پر خوب کامیابی نصیب ہوئی۔ تمام بغاوتوں کی یہ مشترکہ قسمت ہے کہ اگر زبردست شخصیت کے قائدین اس کی رہنمائی نہ کر رہے ہوں تو ان کا خود بخود خاتمہ ہو جاتا ہے۔ چنانچہ

بغاوت کی ناکامی

اسپین میں بھی اب یہی ہوا۔ بغاوت کے قائدین حقیقی قوت سے معرا تھے۔ پیڈیلا ایک بے عمل جوشیلا انسان تھا۔ اس میں تدبر و ایثار نفس کا کامل فقدان تھا۔ مجلس مشاورت تمام اقتدار کھو چکی تھی۔ پیڈرو ولاسو صدر نشین تغیر پذیر واقعات سے بیزار ہو کر تذبذب کے عالم میں پڑ گیا اور بہت سے لوگوں نے اس کی تقلید کی جن میں عدم حکومت کا خوف پیدا ہو گیا تھا۔ امرا نے بالآخر پوری گھبراہٹ پیدا ہونے کے بعد اپنے جھگڑوں کو بھلا دیا۔ اور ایک ایسا اتفاق ظاہر کیا جو اگر ابتدا میں ظاہر کیا جاتا تو یہ بغاوت کبھی کے مٹ جاتی۔ بالآخر کونٹ ڈی ہیارو نادارے سے ناجیرا کے کونٹ کی بھیجی ہوئی فوج سے تقویت حاصل کر کے کمبونیروز کی فوج کے مقابلے کے لئے روانہ ہوا۔ جو ٹاریلوبٹین کی تسخیر کے بعد سے کاہل تھی۔ دلاسر کے میدان میں ان سے مقابلہ کر کے جبکہ وہ ٹورڈ کو پسپا ہونے کی کوشش کر رہی تھی اس پر فیصلہ کن کامیابی حاصل کی باغی جو خصوصاً سوارہ فوج میں

دلاسر میں ان کی شکست
۲۳ اپریل ۱۵۲۱ء

بہت زیادہ تعداد میں تھے بھاگ نکلے۔ اور اپنے سپہ سالار پیڈیلا کو دشمن کے ہاتھ میں چھوڑ گئے۔ دوسرے

دن اس کو قتل کر دیا گیا۔ ولاسر کی شکست اور ان کے قائد کی موت یہ معاملہ ختم کرنے کے لئے کافی تھی۔ زیبورا کے اسقف کو ایسے وقت میں گرفتار کیا گیا جبکہ وہ فرانس کو راہ گریز اختیار کرنے کی کوشش کر رہا تھا۔ اور مجلس کے منتظم (Governor) کو قتل کر کے اس کو سُولی پر چڑھایا گیا۔ تمام شہروں نے یکے بعد دیگرے خود کو حوالہ کر دیا۔ اور ۲۷ اپریل ۱۵۲۱ء کو نائب ریجنٹ (Vice Regent) ولاڈ ولڈ میں داخل ہوئے۔

ٹالیڈو میں جس نے سب سے پہلے شورش برپا کی تھی پیڈیلا کی جوانمرد بیباک عورت ڈونا میریا پاچیکو نے اب تک برابر قدم جمائے رکھے۔ لیکن اکتوبر میں شہریوں پر قابو رکھنا ناممکن پاکر وہ پرتگال کو بچ نکلی۔ اور شہر اور گڑھی نے اپنے دروازے کھول دئیے تھوڑے ہی دنوں کے بعد زیادہ تر امراء ہی کی جانب سے ویلنشیا کی بغاوت فرد کر دی گئی۔

اس شدید بغاوت کی ناکامی کے اسباب کو صرف ایک نقطہ میں بیان کیا جاسکتا ہے یعنی عدم اتفاق۔ یہ بغاوت سلطنت کیا سٹائیل تک محدود تھی۔ نہ اراگان نے حرکت کی اور نہ کیٹا لونیا نے۔ اور ویلنشیا کے باغی اپنی ذاتی مفاد کے لئے برسر پیکار تھے۔ اس لئے انھوں نے کوئی مدد نہیں دی۔ اور نہ کیاسٹائیل کے کمیونیروز ہی

بغاوت کی ناکامی کے اسباب

ہم خیال تھے۔ ان کے مقاصد مختلف تھے۔ اور انھوں نے اپنی جدوجہد کو ایک نقطے پر جمع کرنے کی قوت کا اظہار نہیں کیا۔ اور ان کے مفاد کو انھیں کے قائدین کی قابلیت اور رشک وحسد نے کمزور بنا دیا۔ اعزاز شاہی کو جس میں فرڈیننڈ اور ازابلا کے مسلک سے بڑی ترقی حاصل ہوئی تھی اس قدر عظمت حاصل تھی کہ اس کو مٹایا نہیں جاسکتا تھا حقیقت حال یہ ہے کہ اگر چارلس کو پوری مشکلات درپیش نہ ہوتیں اور امراء میں سرد مہری نہ ہوتی (ایک ایسا طرز عمل جس کو زیادہ تر ان کی بے اطمینانی پر محمول کیا جاتا ہے) تو یا تو یہ بغاوت سرے سے رونما نہ ہوتی یا فوراً دبا دی جاتی۔

چارلس ۱۵۲۲ء سے قبل اسپین نہ آسکا۔ بعض باغیوں کو قتل کیا گیا۔ دوسروں کی جائدادیں ضبط کر لی گئیں۔ اس کے بعد اس نے ایک پارلیمنٹ کو طلب کیا۔ اور حکم

چارلس کے متعاقب تدابیر

دیا کہ شکایات کی سماعت سے پیشتر امدادی رقم Servicio

عطا کی جائے اور صدر نشین کی غیر موجودگی میں تمام مباحث کو ملتوی رکھنے کا حکم دیا۔ جو اس کا نامزدہ ہوا کرے گا۔ اس کے بعد سے نائبین کو حکومت نامزد کرتی اور کثرت سے رشوت دیتی تھی۔ اور پارلیمنٹ کی نشست اس قدر قیمتی بن گئی کہ سنہ ۱۵۳۴ء میں ہم ایک نائب کو اپنی نشست کے لئے چودہ ہزار ڈیوکاٹ ادا کرتا دیکھتے ہیں۔ جو امرا اب تک محاصل سے مستثنیٰ ہونے کی بابت اپنے امتیازی حقوق پر مصر تھے۔ انھیں برابر پارلیمنٹ سے بے دخل کیا جاتا رہا۔ اور وہ سرعت کے ساتھ سیاسی اثر کھونے لگے۔ اسپین میں فوجی قوت کے زوال کے بعد اعلیٰ طبقہ امرا ربکاس ہو بیٹھے عیاشانہ کاہلی میں پڑ گیا۔ کمتر درجہ کا طبقہ امراء ہیڈالگوز (Hidalgos) اور سپاہ زیادہ کیا بلیر اس (Cabelleros) تاج کی خدمات میں داخل ہونے لگے۔ اور اس کا آلۂ کار بن گئے۔ عوام امرا کے خطابات کی ریس کرنے لگے تاکہ وہ بڑے بڑے عہدوں کے اعزازات سے سرفراز ہو سکیں۔ اور امرا کے دیگر امتیازی تفوق سے فائدہ اٹھائیں۔ کلیسا بھی خود مختار تھا۔ اوقاف کے لئے نامزدگیوں میں تاج اپنے اقتدار سے کام لینے لگا۔ ان پر اپنے متبعین کو بھرنے لگا۔ اور کلیسا کو اپنی حلقہ بگوشی میں رکھا۔ لیکن تاج کے ہاتھ میں سب سے زیادہ موثر ہتھیار عدالت تحقیقات مذہبی (Inquisition) تھی۔ وہ بالکلیہ بادشاہ کی ماتحت تھی۔ سزا یافتہ کی جائیداد کا مالک تاج ہوتا تھا۔ اور کوئی رعایا خواہ وہ مذہبی ہو یا عام شخصی اس کی حدود ارضی سے آزاد نہیں تھی۔ چارلس نے حقیقت میں براہ راست کیسٹائیل کے آئین میں دست اندازی نہیں کی۔ اور اراگان کے معاملات میں تو زیادہ خبردار رہتا تھا۔ پارلیمنٹ کے اجلاس اب تک جاری تھے۔ اور چارلس بھی ان کی عرضداشتوں کو سننے سے انکار نہیں کرتا تھا۔ تاہم تاج کی دفتری حکومت کے اقتدار میں اضافہ ہوتا گیا۔ اور اسپین چارلس کی جنگوں سے تھک کر فلپ کی استبدادیت کے لئے تیار ہو رہا تھا۔[1]

۴۔ مجلس وارمس سنہ ۱۵۲۱ء

چارلس اسپین میں کمیونیروز کی بغاوت کو اپنی حالت پر چھوڑ دینے کے لئے اس لئے

---

[1] اس کی بابت آرمس اسٹرنگ کی تصنیف چارلس پنجم باب ۲ فصل (۳) کو دیکھو۔

مجبور تھا۔ کہ وہ آسٹریا کے ایک رئیس اور ایک شہنشاہ کی حیثیت سے پیچیدہ مسائل میں مبتلا تھا۔ اوائل جولائی میں ہنری ہشتم سے گریونس میں ملاقات کرنے کے بعد

مجلس وارمس۔ جنوری ۱۵۲۱ء

تاج پوشی کے لئے جرمنی چلا گیا تھا۔ کچھ تو رقمی احتیاج کی وجہ سے اور کچھ ایکس لاشاپل (ایشن) میں طاعون کی وجہ سے اس میں تاخیر ہو گئی۔ اور اگلے جنوری ۱۵۲۱ء سے پیشتر وہ سب سے پہلی مرتبہ مجلس وارمس کو منعقد نہ کرسکا۔ اسی اثنا میں اس نے آسٹروی علاقوں کی قسمت کا تصفیہ کردیا۔ اس کا ابتدائً خیال تھا کہ ان اراضی میں سے ایک حصہ اپنے اقتدار میں رکھے لیکن آخرالامر ہیدرستان اور فرانش کاگنت اپنے لئے رکھ کر باقی کل موروثی آسٹروی زمینات اپنے بھائی فرڈینینڈ کو دے دیں۔ اس پر ہنگری اور بوہیمیا کے استحقاقات دعاوی کا اضافہ کیا گیا۔ جو فرڈینینڈ کے ساتھ شہزادی این کی شادی پر مبنی تھے۔ اسپین اور آسٹریا جو دو سال سے چارلس کے ہاتھ میں تھے۔ دوبارہ اس طرح جدا ہوئے کہ پھر کبھی نہیں ملنے پائے۔ اس مجلس کے آگے جو مسائل پیش کئے گئے ان میں سے زیادہ اہم تین تھے۔

(۱) شہنشاہی دستور کا تصفیہ۔

(۲) فرانس کے ساتھ جنگ۔

(۳) لوتھر کے ساتھ کیا طرز عمل اختیار کیا جائے۔

۱۔ شہنشاہی دستور کی اصلاح کے سوال نے پھر ان مباحث کو زندہ کردیا جن پر ہم نے میکسی ملین کے بیان میں بحث کی ہے۔ یہاں بھی پھر اسی قسم کے نتائج برآمد ہوئے تھے۔ چارلس نے اپنے تحفظات کے معاہدے میں وعدہ کیا تھا (دیکھو صفحات ۱۷۳، ۱۷۴) کہ مجلس ریجنسی جو صرف دو سال تک (۱۵۰۰ تا ۱۵۰۲ء) قائم رہی پھر بحال کردی جائے گی۔ لیکن یہاں پھر وہی قدیم تنازع فیہ مسائل رونما ہو گئے۔ الکٹروں کی خواہش تھی کہ داخلی اور خارجی امور میں یہ مجلس اعلیٰ انتظامی جماعت پر مشتمل ہو۔ حتیٰ کہ اس وقت بھی جب چارلس جرمنی میں موجود رہو۔ اور یہ کہ اس کے ارکان کا انتخاب باستثنائے صدر طبقات (States) کی جانب سے عمل میں آئے۔ اور اس آخرالذکر کی نامزدگی شہنشاہ کی طرف سے کی جائے۔ لیکن چارلس اپنے شہنشاہی امتیازات خاص کی حفاظت

کا عزم صمیم کر چکا تھا شہنشاہی مرتبے کی نسبت اس کے خیالات اپنے دادا کے خیالات سے بھی بلند تر تھے۔ بشرطیکہ ان کا امکان ہو۔ ۲۸ جنوری کو اپنی افتتاحی تقریر میں (یہ وہ دن تھا جو چارلس اعظم کی یادگار میں منفرد کیا گیا تھا) اس نے اعلان کیا کہ رومانی سلطنت سے کسی سلطنت کا مقابلہ نہیں کیا جا سکتا۔ ایک زمانہ وہ تھا کہ ساری دنیا اس کی اطاعت کیش تھی۔ اور خود حضرت عیسٰی نے اس کو اعزاز بخشا اور اس کی اطاعت کی تھی۔ بدقسمتی سے اس کی عظمت رفتہ کا اب صرف ایک سایہ سا باقی رہ گیا ہے۔ لیکن اس کو توقع ہے کہ خدا نے جو زبردست ممالک اور اتحادات اس کو عطا کئے ہیں ان کی مدد سے اس کو پھر قدیم عظمت پر پہنچا دے گا۔ میرا ارادہ، اس نے بعد میں کہا، یہ ہے کہ متعدد نہیں بلکہ ایک آقا ہو، جو سلطنت روما کی روایات کے سزاوار ہے۔ تاہم چارلس کی احتیاجات بہت عظیم الشان تھیں اور اگر مجلس ہم خیال ہوتی تو وہ اپنے خیالات کو اس سے بھی بڑھا لیتی۔ لیکن قدیم رشتہ وحدت ابھی باقی تھا۔ اور چارلس نے ان سے کام لے کر اس کو اپنے مطالبات میں تخفیف کرنے پر مجبور کیا۔ لہٰذا یہ طے پایا کہ شہنشاہ نہ صرف صدر بلکہ دو اسیسروں کو بھی نامزد کرے۔ دیگر بیس ارکان کے منجملہ ساتوں الکٹر ایک ایک کر کے سات ارکان روانہ کریں۔ چھ حلقے معہ آسٹریا اور نیدرلینڈز (Netherlands) کے ایک ایک رکن۔ شہنشاہی شہروں میں سے مزید دو ارکان آئیں۔ اور ایک الکٹر باری باری سے ایک دینی اور ایک دنیاوی رئیس ہمیشہ ایک ایک نشست قائم رکھے۔ اس طرح جو مجلس منفرد کی گئی اس کو خارجی اتحادات کے لئے گفت و شنید اور جاگیری مسائل کے تصفیے کی ہدایت کا حق حاصل تھا۔ لیکن ان کے لئے شہنشاہ کی تصدیق ضروری تھی۔ اس کا اقتدار کم از کم سردست صرف چارلس کی غیر موجودگی میں قائم رہا۔ اسی کے ساتھ ساتھ شہنشاہی ایوان (Reichs Kammagericht) میں خفیف سا ردوبدل کیا گیا۔ شہنشاہ صدر اور دو اسیسروں کو نامزد کرے۔ باقی ارکان کا انتخاب الکٹروں اور حلقہ جات کی جانب سے عمل میں آئے۔ اور دو ارکان خاندان ہیپسبرگ کے موروثی مقبوضات کی نمائندگی کریں۔ ان میں سب سے دشوار مسئلہ ابھی باقی تھا۔ ان مجالس کے ارکان کا مشاہرہ کس طرح ادا کیا جائے۔ اگر کوئی مستقل لگان عاید نہ کیا جائے تو تنخواہ بھی جاری رکھنا ناممکن ہو جائے گا۔ اور اگر شہنشاہ ادا کرے تو حقیقی اقتدار اس کو حاصل ہو جائے گا۔ لہٰذا

پھر وہی قدیم مباحث شروع ہو گئے۔ عام پینی (Common Penny) کی تجویز ناکام ہونے کی وجہ سے (صفحہ ۱۴۸) یہ نیا خیال پیش کیا گیا کہ سلطنت کے اندر داخل ہونے والی تمام درآمدوں سے محاصل چنگی حاصل کرنے کا نظام قایم کیا جائے۔ اگر یہ تجویز منظور ہو جاتی تو ایک قسم کا اتحاد چنگی (Zollver lim) پیدا ہو جاتا۔ جو ایک وقت گہری سیاسی اتحاد کا راستہ پیدا کر لیتا۔ لیکن شہروں اور تاجروں نے نہایت سختی کے ساتھ اس کی مخالفت کی اور کہنے لگے کہ سارا بوجھ ان پر پڑ جائے گا۔ اور تجارت تباہ ہو جائے گی لہذا مجلس کو میٹریکولا (Matricula) کے قدیم نظام پر عود کرنا پڑا۔

۲۔ فوج کے مسئلے میں بھی دشواریاں پیدا ہوئیں۔ فرانس کے ساتھ جنگ چھڑ چکی تھی۔ اور فرانسیسیوں نے اسپینی ناوار پر چڑھائی کر دی تھی۔ اور رابرٹ ڈی لا مارک ڈیوک بلین کے لارڈ لکزمبرگ پر حملہ آور ہوا تھا۔ چارلس بھی اٹلی میں داخل ہونے کا مشتاق تھا۔ تاکہ وہ اس سے یہ جنگی فیصلہ طلب کرے کہ آیا وہ ایک نہایت غریب شہنشاہ بنے یا فرانسیس ایک رنجیدہ بادشاہ۔ تاہم ساری مجلس جو کچھ فراہم کر سکتی تھی۔ وہ یہ تھی کہ کوئی چار ہزار سوار اور بیس ہزار پیدل تھے جو میٹریکولا کے نظام کے مطابق ہر طبقے سے حاصل کئے گئے تھے۔ نیز یہ بھی فیصلہ کیا گیا کہ ہر دستہ اپنے اپنے افسروں کے تحت رہے۔ اور سپہ سالار اعظم کو شہنشاہ کی جانب سے مقرر کیا جائے گا لیکن اس کا جرمن ہونا ضروری ہے۔ یہ میٹریکولا یا شہنشاہی فوج سب سے آخری تھی جو مرتب کی گئی تھی۔ بعد میں شہنشاہی افواج کے لئے اس نے نمونے کا کام دیا۔ ۱۵۳۵ء کے بعد سے رفتہ رفتہ آدمیوں کے عوض اتنی رقم ادا کی جانے لگی جتنی کہ اس دستہ فوج کے لئے ادا کرنی پڑتی۔ اور سنہ ۱۵۲۱ء کی بھرتی کے مطابق واجب الادا رقم مختلف طبقات کے لئے مقرر کر دی جاتی تھی۔ ان امدادوں کا نام رومانی شہور (Roman Months) رکھا گیا تھا۔ کیونکہ ان کی ابتدا سنہ ۱۵۲۱ء کی رومی مہم کی رائے کے ساتھ ہوئی تھی۔

ان آئینی کشاکشیوں میں چارلس نے آخر کچھ حاصل کر ہی لیا۔ وہ کم سے کم مجلس تجنیسی اور شہنشاہی ایوان پر اپنے دادا سے زیادہ اقتدار حاصل کرنے میں کامیاب ہوا۔ بریں ہمہ مجلس کو بھی بہت کچھ حاصل ہوا۔ اب وہ سلطنت کے انتظامی اور عدالتی نظم و نسق میں حقیقی معنوں میں شریک ہونے لگا۔ اور خصوصاً اس لئے کہ چارلس کو

عموماً شرکت سے قاصر رہنا پڑتا تھا۔ باقی ادر اعتبار سے یہ اصلاحات حسب سابق الکٹروں ارباب انتخاب اور طاقتور روسا کے حق میں مفید ثابت ہوئیں اگرچہ کہ کونسل میں شہروں کی نمائندگی کی جاتی تھی۔ لیکن آسانی کے ساتھ کثرت رائے سے ان پر غلبہ پایا جاسکتا تھا۔ اور وہ باوجود فوری احتجاجات کے شہنشاہی ایوان میں مبعوث کی نشست حاصل کرنے میں ناکام رہے۔ عوام کی تائید سے محروم ہونے کی بدولت شہنشاہی ایوان اپنے عدالتی اختیارات کے نفاذ میں ناکام رہا۔ اور اگلے چند سالوں نے قطعی طور پر ثابت کر دیا کہ مجلس قیام صلح و امن میں غیر موثر ہے۔

۳۔ سب سے آخری مسئلہ (یعنی لوتھر کے ساتھ مجلس کا طرز عمل) ان تمام مسائل سے جو حیطۂ خیال میں آسکتے تھے۔ زیادہ سخت ثابت ہونے والا تھا۔ اور ایک ایسا مسئلہ تھا۔ جو نہ صرف سلطنت کی بلکہ ساری یورپ کی تاریخ مستقبل پر گہرا اثر مرتب کرنے والا تھا۔

عہد اصلاح دو قوتوں کا نتیجہ تھا۔ جو فی الاصل ایک دوسرے سے جدا تھیں اور جو کبھی آپس میں اتفاق نہیں پیدا کر سکیں۔ یعنے نشاۃ جدیدہ اور اعتقاد و عمل میں اصلاح کی خواہش اول الذکر اٹلی میں عالم وجود میں آئی۔

نشاۃ جدیدہ اور عہد اصلاح

اطالویوں نے سیاسی وحدت یا قیام و استقلال سے مایوس ہو کر اگرچہ وہ مادی راحت و خوش حالی میں دوسری اقوام سے افضل تھے عہد ماضیہ کا مطالعہ شروع کر دیا۔ روم کی روایات اور زبان کے ساتھ انھیں جو برابر تعلق رہا تھا اس کے باعث وہ اس کام کے لیۓ بہ نسبت دوسری اقوام کے زیادہ موزوں تھے۔ یہ تحریک پندرھویں صدی کے ابتدائی دہوں میں شروع ہوئی۔ اور اس کے اختتام تک تیز رفتاری سے بہت آگے نکل گئی۔ اس تحریک کی مختلف نوعیتیں تھیں۔ فنون میں وہ آثار قدیمہ کی تحقیق کی طرف واپس آئی۔ ادب میں نظم و نثر کا ایک نیا شوق پیدا کیا۔ جو السنۂ قدیم کے نمونے پر قائم ہوا تھا۔ علم و فضل میں قدیم علمی مخطوطوں کی دریافت اور تجدید تنقید اس کے ہمراہ رہی۔ فلسفہ میں وہ فلاطون کے علم کی تجدید کا باعث۔ علم طبیعی میں توجہ ارض اور نظام کائنات کے ساتھ اس کے تعلق کی تجدید کا موجب ہوئی۔

لیکن ان مختلف قوتوں کے تحت جو بنیادی اصول تھے۔ اور ان کا موجب بھی ہوئے۔ وہ باہم ایک ہی تھے۔ عہد متوسط کے تخیل نے انفرادی قربانی کی جدوجہد کی تھی اس کی تعلیم تھی کہ خواہشات نفسانی کو فنا کیا جائے۔ خود مختاری اور انفرادیت کے لئے جو باغیانہ جذبات پیدا ہوں ان کو روکا جائے۔ اس نے لوگوں کو حکم دیا تھا کہ بے چوں وچرا کلیسائی اور دنیوی اقتدار کو قبول کرلیں۔ نئی روح نے ان تمام اصول کے خلاف علم بغاوت بلند کردیا۔ وہ عظمت انسانی اور حیات موجودہ کی تبلیغ کرنے لگی۔ نفس کشی کی نیکی و فضیلت پر اعتراض کرنے لگی۔ اور خیال وعمل میں دنیا کے لئے حریص ظاہر ہونے لگی۔ اس نے اعلان کیا کہ ہر فرد کو سوچنے اور محسوس کرنے اور اپنی عقل کے مطابق اپنا ایک مذہب گھڑ لینے کا حق حاصل ہے۔ اس نے تحقیقات انتقاد اور اصول فطرت کے اسباق کو بار بار دل نشین کرایا۔ اس طرح تخیل کے آگے ایک نئی بہشت کا دروازہ کھل گیا۔ اور لوگ آزادی کا ایک دل خوش کن احساس لئے ہوئے اس کی طرف بے تحاشا لپکنے لگے۔ اس تحریک آزادی میں بہت سی باتیں قیمتی اور ترقی کے لئے فی الواقعی ضروری تھیں یہ تحریک صحیح تر مشاہدے۔ محتاط تر نقد اور افزونئی احترام ادب نیز انفرادیت کے فروغ کا باعث ہوئی۔ تاہم اس کا ایک تاریک پہلو بھی تھا۔ ہنگامہ وفساد اور زیادتی و بے لگامی بھی اس کے ہمراہ رکاب تھی۔ صورت اور رنگ کی حسی مسرت نے بعض لوگوں کو شہوات نفسانی میں مبتلا کردیا۔ دنیاوی اشیاء کے ساتھ نامناسب دل بستگی نے ایک دنیاوارانہ غیر مسیحی روح پیدا کردی۔ اور انتقاد نے تشکیک و بے دینی نشاۃ جدید کی فضائی الحقیقت مسیحی زندگی کے لئے مضر تھی۔ تاہم باستثناء چند اطالویوں نے کلیسا پر براہ راست حملے نہیں کئے۔ اہل ادب ایک ایسے ادارے کو تنہا چھوڑنے پر قانع تھے۔ جو ان کے روایات ماضیہ اور اس وقت کی عام تہذیب کا حامل تھا۔ یہ قدیم ادارے ان اہل ادب کی ہر طرح سرپرستی کرتے تھے جب تک کہ ثانی الذکر اپنے طنز کے ذریعے ان کے طریق تسلط اور عقاید پر حملہ نہیں کرتے تھے۔ لیکن فلاسفہ اس کو اور حیثیت سے دیکھتے تھے۔ تاہم وہ بھی کلیسا سے زیادہ عیسائیت اور اس کی فلاطونیت پر حملے کرتے تھے۔ اور اگر فیسینو نے عیسائیت اور فلاطونیت میں مفاہمت پیدا کرنے کی کوشش کی۔ پاپا نیز بقائے روح پر اعتراض کرنے لگا تو ساتھ ہی ساتھ

ان فضلا نے مذہب اور سائنس میں امتیاز پیدا کرنے کا بھی حیلہ کیا۔ اور جہاں فلسفیوں کی حیثیت سے غور و خوض کرتے تھے ان میں وہ عیسائیوں کی حیثیت سے اپنے اعتقاد پر قائم رہنے کا دعویٰ کرتے تھے۔ اسی طرح اگر ہم لارنٹیس والا کو مستثنیٰ کر دیں تو مشکل ہی سے کوئی شخص ایسا مل سکتا ہے جس نے دنیوی امور میں پوپ کی مداخلت پر یا اس روایت پر کہ حواریوں کے عقائد، حواریوں کے اعمال ہیں۔ حملہ آور ہوا ہو۔ اور حتیٰ کہ یہ شخص بھی پاپائی حفاظت و نگہداشت کی غرض سے آسانی کے ساتھ اپنی غلطیوں کو واپس لے لیتا تھا۔ بقیہ لوگوں میں اطالوی انسئین (humanists) کلیسا کی اصلاح میں کوئی دلچسپی نہیں لے رہے تھے۔ ان کی طبیعت میں اگرچہ مذہب سے حرب کرنے کا شوق نہ تھا، پھر بھی ایک طرح کی بے دینی ضرور پائی جاتی تھی اور ان کی زندگی باستثنائے چند اتنی ہی عیاشانہ تھی جتنی کہ ان اہلِ کلیسا کی جن کی وہ ہجو کیا کرتے تھے۔ اٹلی میں بلاشبہ اصلاحات عمل میں آئے۔ لیکن ان کو انسٹین سے کوئی تعلق نہیں تھا۔ وہ سبونا رولا کی قسم کے لوگ تھے۔ جن کی اصلاح کا خیال اخلاق اور دینیات تک محدود تھا۔ اور جنھیں عقائد یا تنظیم کلیسا سے کوئی جھگڑا نہیں تھا۔ جوں ہی نشاۃ جدیدہ کوہ الپس کو عبور کر کے سنجیدہ دماغ جرمنوں کے ہاتھ میں پہنچی۔ اور وہ بہت سنجیدہ اور دینیاتی بن گئی۔ کمتر فلسفیانہ اور زیادہ تر اعتقادی بن گئی۔ اب وہ کلیسا پر دوسرے معنوں میں انجیل پر تنقید کرنے لگے۔ لیکن عیسائیت کو تباہ کرنے کے ارادہ سے نہیں بلکہ اس کی ابتدائی پاکیزگی قائم کرنے کی غرض سے

پندرھویں صدی کے اواخر میں جرمنی میں جو متعدد باکمال علما پیدا ہوئے ان میں اس عہد کے سب سے زیادہ تخصیص رکھنے والے دو نمائندے جان ریوچلن (۱۴۵۵ء تا ۱۵۲۲ء) اور ڈیزیڈیریس اراسمس (۱۴۶۷ء تا ۱۵۳۶ء)

ریوچلن اور اراسمس

تھے۔ ریوچلن زیادہ تر عبرانی زبان کی تحقیقات کی تجدید کے لئے مشہور رہے۔ اس تحقیقات کو اس نے انجیل کے لاطینی ترجمے کی تنقید میں صرف کیا۔ اور اس سے اس کی یہ بھی کوشش تھی کہ کہیں متعصب ڈامنکی ہاجسٹرٹین Dominican Itochstr aten بے تمیزی سے یہودیوں کے نوشتوں کو تباہ نہ کر دیں۔ گو وہ بجائے ایک فاضل دینیات کے زیادہ صحیح طور پر ماہر لسانیات تھا۔ تاہم اس کو انجیل قدیم کی تنقید کا مورثِ اعلیٰ کہا جا سکتا ہے۔ اور یہودی ادب کی

تحقیقات کی جدوجہد کے اثنا میں قدیم اور جدید خیالات کی پیکار پر نہایت شد و مد کے ساتھ زور دیا گیا ہے۔

لیکن جرمن احیاء کا سب سے مشہور فرزند اراسمس ہے۔ اس نے مدرسۂ ڈیونٹر میں تعلیم پائی۔ جو اپنی ابتدا کے لحاظ سے اخوان حیات مشترکہ (Brethern of the Common life) کا رہین منت تھا۔ اور مجلس وارسس کے زمانے میں اپنے عصر کا سب سے بڑا عالم متبحر سمجھا جاتا تھا۔ اور اس کو وہ نیک نامی حاصل تھی۔ کہ اس کے بعد پھر کسی کو نصیب نہیں ہوئی۔ اگر ریوچلن کو انجیل قدیم کی تنقید کا بانی قرار دیا جائے تو اراسمس کو انجیل جدید کی تنقید اور سائنٹفک دینیات کا۔ ۱۵۰۵ء میں اس نے انجیل جدید پر والا کی یادداشتوں کو دوبارہ شائع کیا۔ جو انجیلی تنقید کی واحد تصنیف تھی۔ جو اٹلی سے حاصل ہوئی تھی۔ اس کے بعد ۱۵۱۶ء میں انجیل جدید کا یونانی نسخہ لاطینی ترجمہ اور یادداشت کے ساتھ نمودار ہوا۔ ان تصانیف کا منشاء یہ تھا کہ اصل کتب کے علم کا احیا کیا جائے۔ اور ان قلمی نسخوں کے مقابلے سے جو قابل حصول تھے۔ انجیل کا ممکن سے ممکن صحیح ترجمہ کیا جائے۔ یادداشتوں میں اراسمس نے انجیل جدید کی تنقید کے معمولی قوانین استعمال کئے۔ اور اس کے وسیلے سے جدید انجیلی علم کی بنیاد ڈالی۔ اس کی تیسری تصنیف انخریڈین ملیٹس کرسٹی کا مقصد اس کے اس خط سے معلوم کیا جاسکتا ہے جو اس کی جانب سے اس کے دوست سنٹ پال کے ڈین ہمسی کالٹ کے نام لکھا گیا تھا۔ وہ لکھتا ہے "میں اس غلطی کا علاج کرنے کے لئے لکھتا ہوں جو مذہب کے صحیح تقوے کو نظر انداز کرکے مراسم اور جسمانی ریاضت کی پابندی پر منحصر کرتی ہے۔ ان خیالات کی وجہ سے اراسمس قدرۃً اشیاء کی موجودہ اداروں کا سخت ناقد تھا۔ وہ متعدد علمائے کلیسا کی جہالت پر نالاں تھا۔ جو جدید تعلیم سے بے سمجھے بوجھے ہی گھبرا گئے تھے۔ اور جنھوں نے یہاں تک کہ عبرانی اور یونانی کو مردود ٹھیرایا۔ کیونکہ وہ ولگیٹ کی زبانیں نہیں تھیں۔ اس کا تعصب ریوچلن کے مباحث میں نمایاں طور پر ظاہر ہوا۔ وہ راہبوں کی کاہلی اور ملاؤں کی غیر رواداراںہ تنگ خیالی اور لاحاصل حجت کرنے کے لاتناہی سلسلے کو نفرت کی نظر سے دیکھتا تھا۔ وہ اس کی کلیسائی غلطی پر ملامت کرتا تھا جو ظاہری اور اعتقاد کے ہر نام پر تو مصر ہوتی تھی۔ لیکن عملی تقوے کو نظر انداز کرجاتی تھی اس کی

پریز آف فالی میں (Praise of folly ، جو ۱۵۰۹ء میں انگلستان میں لکھی گئی تھی۔ اس حسرت ناک ہجو میں حماقت خود کو مسرت کا سرچشمہ اصلی بتاتی ہوئی خود کو تمام تشکیک قاعدہ پرستی ((Pedantry)) کاہلی۔ ریاکاری کی جو دنیا میں اس قدر کامیاب ہیں پاتی ہے۔

اس زمانے میں صرف ایک اراسمس ہی کی ہجو نہیں نکلی تھی، دی شپ آف فولس مصنفہ سباسٹین برنیٹ بابتہ ۱۴۹۴ء اور زیادہ مشہور ہجو (Epistolal obeurorum Vinorum) بھی جو ریوچلین کی حماقت سے پیدا ہوئی تھی۔ قریب قریب ان ہی برائیوں سے بحث کرتی ہیں۔ اگرچہ وہ شمالی فاضل کی ادبی لطافت سے خالی ہیں۔ اور شپ آف فولس (جہاز حمقا) کی نسبت صاف طور پر معلوم ہوتا ہے کہ وہ ابتدائے جرمن میں لکھی گئی۔ لہذا عوام کے لئے لکھی گئی تھی نہ کہ علماء فضلا کے لئے۔ لیکن اگرچہ یہ اور دیگر تحریرات سے پتہ چلتا ہے کہ جرمن کلیسا کی خرابیوں سے کسی قدر متاثر ہو گئی تھی۔ اور اگرچہ انھوں نے صرف راستہ صاف کرنے میں بہت کچھ کوشش کی تھی۔ تاہم یہ خیال ابتک نہیں پیدا ہوا تھا کہ کلیسا سے قطع تعلق کر لیا جائے۔ لوگ ابتک مجلس یا کسی اور طریقے سے داخلی اصلاح کی توقع کر رہے تھے۔ عام طور پر اراسمس پر یہ الزام عائد کیا جاتا ہے کہ مذہبی معاملات میں وہ بے دلی سے کام لیتا تھا، اپنی خانگی زندگی میں لاپروائی اور عام روش میں زمانہ سازی برتتا تھا۔ یقیناً اس جملے میں کچھ صداقت ہے۔ اور یہ بھی یقینی ہے کہ وہ ایسا شخص نہیں تھا۔ کہ علانیہ علم بغاوت بلند کرتا۔ جیسا کہ وہ خود اعتراف کرتا تھا کہ وہ اس سرشت کا آدمی نہیں تھا جس سرشت کے کہ شہید ہوتے ہیں۔ وہ ایک عالم اور فاضل تھا جو صلح اور امن کا دلدادہ تھا۔ اور اس میں ایک مذہبی سرگرم انسان کی سی کوئی علامت نہیں تھی۔ اس کے کردار سے ماسوا اس کی ذہنیت تحریک اصلاح کے اصول سے بالکل جداگانہ تھی۔ خاصکر اصلاحی تحریک سے پروٹسٹنٹ لوگ جو مراد لیتے ہیں اس سے وہ بہت دور تھا۔ اراسمس ان وسیع الخیال اہل کلیسا کے گروہ میں داخل ہے جو یہ نہیں باور کرتے تھے کہ اس وقت کی برائیوں کا علاج نئے اعتقادات کی تصدیق میں مضمر ہے۔ ان کا خیال تھا کہ پہلے ہی سے ضرورت سے زیادہ اعتقادات پر زور دیا جا رہا تھا۔ اس کا زیادہ حصہ عوام الناس کے لئے قابل فہم تھا۔ اگر اس کو بدلنا تھا تو یہ فاضلانہ تنقید

کے زیرِ اثر مسلسل کی بدولت وہ اصلاح کی تدریجی تغیر خزاں سے تعبیر کرتے۔ جو ماضی سے یک بیک منقطع ہوئے بغیر عالم ظہور میں آتا ہے۔ اور سب لوگوں کی جانب سے تسلیم کردہ اصول اخلاق کو نافذ العمل کرنا اور ان کو زیادہ حقیقی بنانا چاہیئے۔ مختصر یہ کہ اراسمس جو موجودہ زمانے کی مذہبی وسیع المشربی اور بائیبلی تنقید کا بانی تھا۔ اس کی طبیعت شدت پسند طریقوں سے گریز کرتی تھی۔ اور وہ ان کے نتائج سے خوف کرتا تھا۔ اس نے دور اندیشی سے ان کی بے اعتدالیوں مباحثات اور شگافات کو معلوم کر لیا تھا۔ جو ناگزیر طور پر نمودار ہوتے ہیں اور عقلی دینیات کی کامیابی میں تاخیر پیدا کرنے والے تھے۔ وہ سولھویں صدی کے اصلاح مذہب کی رہنمائی نہیں کر سکتا تھا۔ لیکن یہ بجا طور پر کہا گیا ہے کہ یہ آنے والی اصلاح اپنی تاریخ ماضی کو اراسمس تک لی جائے گی۔

روما سے قطعی انقطاع مشہور عالم فضلا سے نہیں بلکہ تھورنجی مزارع کے بیٹے کی جانب سے عمل میں آنے والا تھا جو نا ملائم دماغ کا شخص ہونے کے باوجود یونانی زبان کا بے غرض فاضل اور عبرانی زبان سے نا آشنا تھا۔ مارٹن لوتھر پر بحث کرتے ہوئے

مارٹن لوتھر ۱۴۸۳ء تا ۱۵۴۶ء | اس کی زندگی کے مختلف دوروں کو پیش نظر رکھنا نہایت اہم ہے۔

بائیس سال کی عمر میں احساس گناہ، روحانی امن اور آسائش کی تمنا میں آرفرٹ کی آگسٹنی راہبوں کی جماعت (Order of Augushnien Friers) میں اپنے باپ کی مرضی کے خلاف شامل ہو گیا (۱۵۰۵ء) یہاں اس نے سخت ترین ریاضت اور وہاں کے قواعد کی پوری پوری پابندی کی۔ لیکن کچھ حاصل نہیں ہوا۔ اگر کسی راہب نے رہبانیت کی بدولت آسمان تک رسائی حاصل کی ہے تو وہ میں ہی ہوتا۔ اس نے بعد میں کہا۔ کیونکہ ایک راہب جو کچھ کر سکتا ہے میں وہ سب کچھ کر چکا۔ نفس کشی کی مسلسل ریاضت نے اس کو نفس امارہ (شہوت نفسانی) سے نجات نہیں دلائی اور خدا اس کی نظروں میں ایک بے رحم قاضی کی حیثیت سے باقی رہ گیا تھا۔ جو ایک ناممکن العمل قانون کی پابندی چاہتا ہے۔ لوتھر کو اس مایوسانہ حالت سے اس کے گروہ کے وکار جنرل وصدر نگہبان کلیسا، اسٹاپز نے نجات دلائی جو انجیل اور خاص کر سینٹ پال اور لاطینی پادری سینٹ آگسٹنی کے نوشتوں کا گہرا مطالعہ کیا کرتا تھا۔ یہاں آگسٹنی کے اصول

دعفو بالایمان، (Justification by Faith) میں اس کو بالآخر اطمینان نصیب ہوا۔ انجیل کی آیت درد استغفار با ایمان رہینگے، اس کی دشواریوں کا حل نظر آئی۔ گنہگار اپنے اعمال اور ریاضت و محنت سے نجات نہیں حاصل کر سکے گا بلکہ ایک محبت والے خدا کا رحیم و کرم کا بھروسہ کرنے سے۔ اس طرح رحمت و آمرزش الٰہی حاصل کرنے کے بعد اس سچے صاحب ایمان کے حق میں ریاضت اور محنت کوئی تکلیف دہ چیز نہیں رہی۔ بلکہ ایک خود کارانہ عمل محبت اور اعمال و حیات صرف خدا کے لئے آسان ہوگئی۔ بعد میں اسکو اس خیال میں ایک یونانی لفظ (u e Favola) سے مزید تقویت حاصل ہوئی جو فائبین کے لئے دریافت کیا گیا تھا۔ بہ الفاظ دیگر توبہ ریاضت اور استغفار کا اثر خارج میں کلیسائی سزاؤں پر نہیں بلکہ باطن میں تغیر قلب پر منحصر ہے۔ اس طرح آگسٹنی کے اصول دعفو بالایمان، کی تصدیق کرتے ہوئے لوتھر انھی خیالات کا احیاء کر رہا تھا جو ابتدائی کلیسا کے متعدد پادریوں کے عقائد رہے تھے۔ اس اصول کے مقابلے میں عقیدۂ نجات بالعمل کو فضیلت حاصل ہوگئی تھی۔ تاہم اول الذکر کو کبھی بالکلیہ ترک نہیں کیا گیا تھا۔ بلاشبہ یہ صحیح ہے کہ ان باہمی مخالف و متضاد اعتقادات میں کامل اتفاق نہیں ہو سکتا۔ اور نہ ان میں سے کسی کو اس کے منطقی نتیجے تک آگے بڑھانا چاہئے کیونکہ اگر خدا کے رحم و کرم ہی سے عفو و نجات حاصل ہو سکتی ہے تو اعمال صالحہ کی کیا ضرورت ہے۔ اور اگر ہم صرف اعمال ہی سے بچ سکتے ہیں تو کسی نجات دہندہ کی کیا ضرورت ہے۔ اگر اصول عفو بالایمان، کو اس کی انتہائی حدود تک پہنچایا جائے تو بلاشبہ سودائیانہ تقدیریت اور غیر اخلاقیت (Antinominianism) تک پہنچا دے گا۔ اور درحقیقت اس نے وہاں تک پہنچایا بھی ہے۔ لوتھر کا خیال تھا کہ اصول مخالف اختیار کرنے سے جو قباحتیں پیدا ہوں گی وہ اس سے بدتر ہوں گی، گویا کمزور اور آلودہ دامن انسان بلا امداد غیر اپنی ذاتی جدوجہد کی بنا پر ایزد توانا سے نجات منوا سکیں گے۔ اس قسم کا خیال اس روحانی تکبر و سرکشی کی پرورش کرتا تھا جو اس وقت کی خرابیوں کا باعث تھا۔ اخلاقی اصلاح کی توقع بس اسی بات پر منحصر تھی کہ انسان کو یہ باور کرنے پر مائل کیا جائے کہ خدا کی نظر میں اس کی کوئی وقعت اور قدر و قیمت نہیں ہے۔ محض اس طرح وہ عاجزی کو اختیار کرے گا جو دیندارانہ اور متقیانہ زندگی کے لئے سب سے مقدم اور لازمی ہے۔

۱۵۰۸ء میں اسٹاپٹز نے لوتھر کو طلب کیا تاکہ وہ جامعہ ڈنبرگ، میں تعلیم دے جو ابھی
ابھی سیکزنی کے فریڈرک دانا کی جانب سے قائم کیا گیا تھا۔ ۱۵۱۰ء میں اس نے روما
کی سیاحت کی اور اس سیاحت نے اس کے اس یقین کو مزید تقویت پہنچائی کہ روحانی
غروری جو نشاۃ جدیدہ کا مخصوص نقص تھا ایک ایسا دشمن ہے جس کا مقابلہ کرنا ضروری
ہے۔ اور کلیسا کے ان رسوم کی نفرت انگیزی میں اور گہرائی پیدا کردی جس نے اعمال
کی قوت و تاثیر کے یقین کو واجب التعظیم بنا دیا تھا۔ لوتھر اپنی تعلیم جاری کرنے کے لئے
ڈنبرگ واپس آگیا تھا۔ لیکن اس موقع پر ایک ڈامینیکی مسمی ٹٹزل جرمنی آیا۔ اور ان لوگوں
کے لئے پادریوں کے خاص حقوق پیش کئے جو روما کی سینٹ پیٹرس کی عمارت کے لئے چندہ
دیں اس کی اس بات نے لوتھر کو فوراً آمادہ پیکار بنا دیا۔ پادریوں کے خاص حقوق کا
اصول (Doctrine of Indulgence) اس خیال سے پیدا ہوا جو غیر فطری نہیں تھا کہ گو
توبہ و استغفار گناہگار کو خدا سے ملا دیتا ہے لیکن انسان کے ساتھ جو خطا کی جاتی ہے اس
کی سزا تو پھر بھی بھگتنا ہی پڑتا ہے۔ اور سزا کو دنیاوی امور کی طرح جرمانے میں منتقل
(Commuted) کیا جاسکتا ہے۔ لیکن اس نظام کو نہایت شرمناک طریقے سے استعمال
کیا گیا۔ کلیسا نے اعلان کیا کہ دینداروں کے امور نوافل میں اس نے ایک خزانہ قائم
کر رکھا ہے جن میں سے وہ سزاؤں کی معافی کے لئے رقومات حاصل کرسکتی ہے۔ اور وہ روپیہ
حاصل کرنے کی خواہش میں نہایت فراخ دلی کے ساتھ پادریوں کے خاص حقوق عطا
کرنے لگی۔ اور قبل از قبل تائب ہونے پر خطاکار سے اصرار نہیں کیا۔ وہ یہاں تک
دعوے کرنے لگی کہ اعراف (Purgatory) میں رہنے والوں کی سزا معاف کرنے کی
بھی اس کو قدرت حاصل ہے۔ پادریوں کے ان خاص حقوق (Indulgence) کی
مدافعت میں خواہ کچھ ہی کہا جائے۔ لیکن اس امر سے انکار نہیں کیا جاسکتا۔ کہ ان کی
مبالغہ آمیز صورت میں سخت ترین خرابیاں نمودار ہوئیں۔ اور ان میں رحمت و آمرزش الہی
کی ضرورت سے علانیہ انکار مضمر تھا۔ لہذا لوتھر نے علمی حلقوں کے رواج کے مطابق
ڈنبرگ کی کلیسا کے دروازے پر اپنے مشہور پچانوے مقالے (Thesis) آویزاں کر دئے جن
میں اس نے خاص حقوق (Indulgence) کے نظریئے کو رد کرنے کی کوشش کی ہے۔
دو رخام کلیسا میں آنے والوں کو چیلنج دیا گیا تھا کہ اس کے بیانات کی صحت کو غلط ثابت

کردیں (۱۷/ اکتوبر ۱۵۱۷ء)

لوتھر کے خیالات کچھ نئے نہیں تھے۔ اس سے پہلے بھی بہت سے علمائے دینیات حتیٰ کہ کارڈینل زیمنس نے خاص حقوق (Indulgence) کے مضحکہ خیز غلط استعمال کے خلاف صدائے احتجاج بلند کی ہے۔ اور صرف لوتھر ہی مادر کلیسا سے بغاوت کرنے کا خواب نہیں دیکھ رہا تھا۔ وہ خاص حقوق (Indulgence) کی قدر و قیمت سے یک لخت انکار نہیں کر رہا تھا۔ لیکن اس بات کا اعلان کرتا تھا۔ کہ اس کی رائے میں پوپ اس طریقے سے گناہ کی معصیت کو عفو نہیں کر سکتا۔ اور نہ ان لوگوں کی سزاؤں میں تخفیف کر سکتا ہے۔ جن کا حساب و کتاب ہو چکا ہے۔ مزید برآں وہ دعوے کرنے لگا کہ وہ جس حد سے متجاوز خیالات سے برسر پیکار ہے سب کے سب مدرسیئین کی ایجاد ہیں۔ نہ کہ کلیسا کی۔ اور آخر الذکر نے انھیں کبھی نہیں قبول کیا تھا۔ لہٰذا اس نے پوپ اور کلیسا سے ان پر اظہار خیال کا مطالبہ کیا۔ لوتھر نے مباحثہ اور استدلال طلب کیا۔ لیکن اس کا جواب ادعا اور تہدید و الزام دہی سے کیا گیا۔ ٹٹزل اپنے جواب میں (Indulgence) کے مسئلے کو زیر بحث لانے ہی پر اظہار نفرت و حقارت کرنے لگا۔ اور پوپ کے اس دعوے کی تصدیق کی کہ اس کو یہ حق حاصل ہے کہ رائے کا تشخص و تعین اور انجیل کی ترجمانی و توجیہ کرے۔ ڈامینکی پریریاز (Prierias) نے اظہار یقین کیا کہ اگر کوئی ایسی مجلس جو پوپ کی صدارت میں منعقد ہو یا خود پوپ کوئی سرکاری فیصلہ کرے تو ہرگز ان سے غلطی کا ارتکاب نہیں ہو سکتا۔ اور ان پر الحاد کا الزام عائد کیا۔ جو ایک قاعدۂ ایمان کی طرح کلیسا یا پوپ کے اصولوں کو قبول نہیں کرتے۔ کارڈینل کاجٹین جو ۱۵۱۸ء میں پاپائی سفیر (Legate) کی حیثیت سے مجلس اگسبرگ (Diet of Augusburg) روانہ کیا گیا تھا۔ اگرچہ (Indulgence) کی خرابیوں اور غلط استعمالیوں کی نسبت خفیہ طور پر لوتھر کا ہمنوا تھا۔ لیکن تمام مباحث و مناظر سے انکار کر دیا۔ اور ان خیالات کو واپس لینے اور آئندہ چپ رہنے کا مطالبہ کیا۔ لوتھر نے بعد میں یہ وعدہ کیا کہ اگر دوسری شرط سے متعلق اس کے سکوت کا مطالبہ کیا جاتا ہے تو وہ اس کی پابندی کریگا لیکن اس وعدے کو برقرار رکھنا ناممکن تھا۔ اور مناظرہ بہت جلد از سر نو شروع ہو گیا۔

اسی اثنا میں بنائے مباحثہ بدل گئی۔ اب وہ صرف ایک (Indulgence) کا

سوال نہیں رہا تھا۔ بلکہ پاپائی اقتدار اور سند روایات کا حامیان پوپ کے مبالغہ آمیز بیانات کا خیر مقدم، لوتھر کی جانب سے زیادہ برملا۔ زیادہ شدت اور زیادہ نازیبا الفاظ میں کیا گیا۔ وسیع تر مطالعے نے اسے یقین دلا دیا کہ اس کے خیالات نئے اور انوکھے نہیں تھے۔ بلکہ سابق میں جان ہس، جان رسل اور حتیٰ کہ انسی لارتیئس والا کے سے لوگوں کے خیالات بھی یہی تھے۔ اور ساتھ ہی ساتھ جرمنی کی ترقی پذیر تائید سے اسے تقویت پہنچتی گئی۔ الرچ وان ہٹین نے جس کی ہجو پسندی ذوق سلیم پر غالب آگئی تھی۔ اپنے (واڈیسکس (Vadiscus) ۱۵۱۹ء) کے دل شکن لطائف سے مباحث میں اودھم مچا دی۔ تین چیزوں نے روما کے اعزاز و وقار کو برقرار رکھا ہے۔ پوپ کا اقتدار اولیا کے تبرکات خاص حقوق (Indulgence) کی فروخت روما میں تین چیزوں سے خوف کیا جاتا ہے۔ مجلس عمومی اصلاح کلیسا۔ جرمنوں کی بیداری۔ تین چیزوں کو روما سے خارج کر دیا گیا ہے۔ افلاس۔ ابتدائی کلیسا۔ تبلیغ حق۔ بالآخر لوتھر نے اپنے خطاب بہ عیسائی امرائے قوم جرمنی (جولائی ۱۵۲۰ء) اور اس سے زیادہ اپنے رسالہ اسیری بابل (اکتوبر ۱۵۲۰ء) میں نہ صرف پوپ کے اقتدار سے انکار کر دیا۔ بلکہ مقدس ادارہ کہانت اور سند حدیث و روایات پر اعتراض کرنے اور ازمنۂ وسطیٰ کے اصول استحالہ و تبدیل جسم (tantiatioin) پر حملہ کرنے لگا۔ اس امر سے اختلاف نہیں کیا جا سکتا کہ لوتھر اب قطعی طور پر کلیسا سے باہر ہو گیا تھا۔ تاہم کم از کم اتنا پیش نظر رکھنا چاہئے کہ اس نے یہ آخری قدم اسباب کے معلوم کرنے کے بعد اٹھایا کہ اس سے پیشتر ہی اس کو مردود ٹھیرایا جا چکا ہے۔ اور مذہب سے اخراج کا فرمان جون ۱۵۲۰ء ہی میں جاری ہو چکا تھا۔ گو جرمنی میں اس کی اشاعت متعاقب عمل میں آئی۔ لہذا لوتھر نے تمام مفاہمتی تدابیر سے مایوس ہو کر اعلان کیا کہ یہ فرمان جعلی تھا۔ اور اس کا لکھنے والا مخالف مسیح اور ۱۰ دسمبر ۱۵۲۰ء کو اس نے منظر عام پر اس کو جلا دیا۔

بجا طور پر سوال کیا جا سکتا ہے کہ لوتھر کی سیرت اس کا بھدا پن اس کی بے خوفی اس میں عالمانہ شائستگی کے فقدان اور اس کے تشدد کا لحاظ کرتے آیا اس کے مخالف اس سے زیادہ مفاہمت آمیز طریقے سے اس کا انسداد کر سکتے تھے یا یہ کہ۔ اگر اس کے ساتھ مفاہمت کر لی جاتی تو آیا جرمن احساس کے موجودہ جوش میں کوئی اور شخص تو نہیں پیدا ہو جاتا

لیکن کم از کم اتنا ضرور ہے کہ پاپائی عدالت کا طرزِ عمل اس سے زیادہ ناعاقبت اندیشانہ اور اس سے کم تر غیر مدبرانہ نہیں ہو سکتا تھا۔ ایسے معاملات میں خود لیو دہم کا اپنی سرد مہری کے باوجود دوسرا طریق عمل اختیار کرنا بالکل ناممکن تھا۔ لیکن (Indulgence) پر جو حملہ کیا گیا تو تمام پاپائی مالیات، وانتظام کو خطرے میں ڈال دیا اور کیوریا (Curia) کے حکام نے اسے مجبور بنا دیا (Drovehimon) ہم اظہار افسوس کئے بغیر نہیں رہ سکتے کہ جو کلیسا بقائے روح جیسے اصولی مسائل میں بدعت والحاد کے ساتھ ملائمت سے پیش آئی۔ (Indulgence) سے متعلق اپنے نظام کی تنقید کو سماعت کرنے سے انکار کردے۔ خصوصاً جب ہمیں یہ معلوم ہو کہ یہ نظام بہرحال اپنی بگڑی ہوئی صورت میں اس کی وفادار ترین اولاد کے ضمیر میں بے حد خلش پیدا کر دے گا اس کو تسلیم کرنا پڑے گا کہ لوتھر کا طرزِ عمل قابل الزام ضرور تھا۔ اس نے نہایت بے پروائی کے ساتھ کلیسا کے روایات کو ترک کر دیا۔ اور اس کو پختہ یقین تھا کہ حصول نجات اور تنظیم کلیسا کے لئے جو کچھ درکار ہے وہ انجیل ہی میں مل سکتا ہے۔ یہ کہ اس کے اکثر اصول میں مبالغہ آفرینی کی گئی ہے۔ اور اس میں بہت سی خرابیاں پیدا کر دی گئی ہیں۔ یہ کہ فوری اصلاح مذہب نہ تو ترقی تعلیم کا باعث ہو سکتی ہے اور نہ جذبۂ رواداری کی ترقی کا۔ ان سب چیزوں سے انکار نہیں کیا جا سکتا۔ ہمارے لئے باعث افسوس ہے کہ اس طرح جو انقلاب بپا ہوا وہ وحدت کلیسا کی شکست لامتناہی بربادی اور دنیا میں جنگ وجدال کا موجب ہونے والا تھا۔ لیکن کم سے کم روما نے عزم کر لیا کہ ایسا ہی ہو۔ اور ہم بجا طور پر شبہ کر سکتے ہیں کہ آیا اس خرابی کی اصلاح جو اس کے نظام کو کھوکلی بنا رہی تھی۔ اس سے کم قیمت میں عمل میں آ سکتی تھی۔

مجلس وارمس کے انعقاد کے موقع پر صورت حالات بس یہ تھی۔ سوال یہ تھا کہ آیا مجلس فرمان کو نافذ العمل کرے گی اور لوتھر کو سلطنت سے خارج کر دے گی۔ یہ ایک ایسا سوال

لوتھر اور مجلس

تھا جس میں عظیم الشان نتائج مضمر تھے۔ لیو دہم مدافعت ذات میں لوتھر کا بیان سنے بغیر ہی فرمان کے نفاذ پر چارلس کو مجبور کر رہا تھا۔ لیکن باوجود اس کے کہ خود شہنشاہ اس طرز عمل کا حامی تھا۔ اور اس معاملے میں اس کا منبع گناہ گلاپین بھی اس کی تائید کر رہا تھا۔ اس کے متعدد مشیر جن میں شیورکس، اور گاٹینارا اس کا چانسلر قابل ذکر ہیں۔ اس کے خلاف تھے۔ جرمنی میں کم تر درجے کے امرا و شعرا و کلاء

اور فضلاء کی جانب سے لوتھر کی جس طرح تائید کی جارہی تھی۔ اس سے وہ باخبر تھے۔ اور پوپ کے ایک گماشتہ ایلینڈر سے معلوم ہوسکتا ہے کہ وہ حمایت کس نوعیت کی تھی۔ وس میں نو حصے جرمنی لوتھر کے لئے شور مچاتی ہے اور بقیہ ایک حصہ اگر لوتھر کی پروا نہیں کرتا ہے تو کم سے کم یہ شور مچارہا ہے کہ دربار روما کو فنا کردیا جائے۔ اور یہ مطالبہ کررہا ہے کہ جرمنی میں ایک مجلس منعقد کی جائے۔ اس بات کی توقع نہیں کیجاسکتی تھی کہ مجلس (Diet) اس عام احساس کو نظر انداز کردے گی۔ مزید برآں اگرچہ غالب تعداد لوتھر کے اصولی خیالات کی مخالف تھی۔ اس کے اکثر ارکان حکومت وآداب وقواعد کلیسا میں اصلاح کی خواہش سے ہمدردی کا اظہار کررہے تھے۔ لہذا مجلس (Diet) نے مطالبہ کیا۔ کہ لوتھر کا بیان سماعت کیا جائے۔ اور ساتھ ہی ساتھ یہ بھی اعلان کیا کہ اگر وہ اپنے ملحدانہ خیالات پر اڑا رہا جوان کے آباؤاجداد کے اصول وایمان کے منافی ہو تو وہ اس کو مردود ٹھیرانے کے لئے تیار ہیں۔ علاوہ ازیں چارلس کے مشیران سیاسی فوائد سے بے خبر نہیں تھے۔ جو اس صورت حال سے رونما ہونے والے تھے میکسی ملین نے ایک مرتبہ کہا تھا۔ ڈبنرگ کے راہب کی خاطر خواہ نگہداشت کی جائے۔ ممکن ہے ہمیں ایک دن اس کی ضرورت پڑے۔ اور وہ دن آچکا تھا۔ لیو چارلس اور فرانسس کے اتحاد کے مابین اب تک پس وپیش کئے جارہا تھا۔ اور یہ ممکن تھا کہ اس سارے مسئلے کو ایک مجلس عمومی کے روبرو پیش کرنے کی دھمکی اس کو کسی ایک طرف مائل کردے۔

لہذا لوتھر کو وارمس طلب کیا گیا۔ اور اس کی حفاظت کے لئے بدرقے کا وعدہ کیا گیا۔ اگر وہ اس موقع پر اصول متعلقہ ایمان سے دست بردار ہوجاتا۔ اور خود کو داخلی اصلاح کے مسئلے تک محدود رکھتا تو غالباً مجلس گرمجوشی کے ساتھ اس کی تائید کرتی لیکن یہ اس کے ارادے سے بہت بعید تھا۔ اور اس کا غیر مصالحت آمیز کردار کچھ دیر کے لئے روما کے اشارے پر عمل کرنے لگا۔ وہ متوقع تھا۔ کہ اس سے اپنے خیالات کی مدافعت کا مطالبہ کیا جائے گا۔ بخلاف اس کے اس کو حکم دیا گیا کہ اصول سے متعلق وہ ملحدانہ خیالات سے باز آجائے۔ لیکن اس نے انکار کردیا۔ ان مطالبات کا کہ وہ اپنے اصول کے ججوں کی حیثیت سے مجلس اور شہنشاہ کو تسلیم کرے۔ اس نے جواب دیا کہ وہ انسان کو کلام الٰہی کے فیصلے کی اجازت نہیں دے گا۔ اس نے ایک مجلس عمومی کے

فیصلوں کو بھی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا۔ تاوقتیکہ انجیل یا معقول استدلال سے اس کے خیالات کی تردید نہ کر دی جائے۔ اس طرح وہ چارلس کی نظروں میں نہ صرف ایک ملحد معلوم ہونے لگا بلکہ اس سے بھی بدتر یعنی ایک باغی اور اب جبکہ خفیہ طور پر پوپ کے ساتھ اتحاد قائم ہو چکا تھا۔ سیاسی اغراض کے لئے لوتھر کی ضرورت باقی نہیں رہی تھی۔ چارلس مضطرب تھا کہ اس کے اخراج کا حکم نامہ شائع کر دے۔ اور ایک حکم جاری کرے کہ اس ملحد کی کتابیں جلا دی جائیں۔ لیکن مجلس اس فعل کی بدنامی مول لینے سے اس قدر ناراض تھی کہ چارلس مجلس کے صرف آخری اجلاس (۲۵ مئی) میں اس کی منظوری حاصل کرنے میں کامیاب ہوا۔ جبکہ سیکزنی کا فریڈرک اور الکٹر پیلیٹن واپس ہو گئے تھے۔ اسی اثنا میں لوتھر نے سیکزنی میں واٹبرگ کی گڑھی میں جا پناہ لی۔ جہاں وہ فریڈرک دانا کے زیر صیانت چھپا رہا۔ اس کو اب خارج کر دیا گیا تھا۔ اور مجلس نے اخراج کی توثیق بھی کر دی تھی مستقبل کو یہ دیکھنا باقی تھا کہ آیا شہنشاہ مجلس کے فیصلے کو جرمنی میں نافذ کر سکتا یا نہیں۔

۴۔ جنگ ۱۵۲۱ء تا ۱۵۲۳ء

اس موقع پر چارلس کی توجہ فرانسس کے خلاف جنگ چھیڑنے کی طرف مبذول تھی۔ اپنے حریف کو زیر اثر اور اٹلی کو فتح کرنا دو ضروری چیزیں تھیں۔ ان کے حصول تک لوتھر کے معاملے کو نظر انداز کیا جا سکتا تھا۔ فرانسیسوں نے جارحانہ کارروائیوں میں اقدام کیا۔ مئی میں انھوں نے ناوار پر چڑھائی کر دی تھی اور پچھلے مارچ میں بوئیلن کا لارڈ رابرٹ ڈی لا مارک نے لکزمبرگ پر حملہ کیا تھا، لیکن یہ دونوں مہمات ناکام رہی تھیں اور اب چارلس نے نہ صرف متزلزل پوپ کا اتحاد حاصل کر لیا تھا بلکہ ہنری ہشتم سے بھی اتحاد قائم ہو گیا تھا۔ لوتھر کے خلاف اخراج کا حکم شائع کر کے لیو دہم کو خوش کر دیا گیا تھا اس نے خود کو یقین دلا دیا تھا کہ اٹلی میں فرانسیسوں کی فتح چارلس کے مقابلے میں زیادہ تباہ کن ثابت ہوگی۔ لہذا وہ ۲۵ مئی کو شہنشاہ کے ساتھ شریک ہو گیا۔ پوپ کو قرار ا اور پارما واپس دینا پڑا۔ ہنر لیوڈو کو المورو کا بیٹا فرانسسکو اسفورزا سلطنت کی حیثیت سے

> لیو دہم اور ہنری ہشتم چارلس پنجم سے اتحاد قائم کرتے ہیں

ملان پر قابض ہو۔ فرانسیسی جنیوا سے نکال دئے جائیں۔ اور انٹونیو دورنے کو دوثر (Doge) کی حیثیت دی جائے۔ شہنشاہ نے فلارنس کی مڈیسی کی حفاظت اور لوتھر کے الحاد کی بیخ کنی میں پوپ کے ساتھ شریک ہونے کا وعدہ کیا۔

نومبر میں ولسی کانفرنس کیلے میں اپنے مسلک ثالثی کو قائم رکھنے کی ناکام کوشش کے بعد اعلان جنگ کرنے پر مجبور ہو گیا۔ وہ شہنشاہ اور پوپ کی جمعیت میں شریک ہو گیا اور فرانس پر ایک مشترکہ چڑھائی اور چارلس کی امداد کا وعدہ کیا۔ اور اس کے معاوضے میں شہنشاہ نے شہزادی میری کے ساتھ اس کی نسبت مقرر کر دی۔

اٹلی میں شہنشاہی اور پاپائی افواج کی کامیابی

انگریزوں نے نقل و حرکت نہیں کی۔ لیکن اٹلی میں شہنشاہی اور پاپائی عساکر کامیاب رہے فرانسیسی سپہ سالار لاٹرک سوئز سپاہیوں کی امداد سے محروم ہو کر جنھوں نے اس بنا پر اس کا ساتھ چھوڑ دیا تھا کہ سوئٹزرلینڈ کے حکام نے اپنے ہموطنوں کے خلاف لڑنے کی ممانعت کر دی تھی۔ باستثنائے گرٹھی (۱۹/ نومبر) ملان کا تخلیہ کرنے پر مجبور ہو گیا۔ اور پارما اور پیاسنزا بھی بہت جلد حوالے کر دئے گئے۔

لیو دہم کا انتقال۔ یکم دسمبر ۱۵۲۱ء

عین اس موقع پر جبکہ لیو دہم کے اقبال کا ستارہ چمکتا نظر آرہا تھا بخار سے اس کا انتقال ہو گیا (یکم دسمبر) اس کے پاپائی رتبے کی نوعیت اس قسم کی ہے جیسی کہ ہم لارنزو اولوالعزم (Magnificent) کے بیٹے سے توقع کر سکتے ہیں۔ اس کا نام رفیل کی ہنرمندانہ کامیابیوں سے ہمیشہ وابستہ رہے گا۔ اور ادب کی سرپرستی کے لئے ہمیشہ یادگار رہے گا۔ لیکن اس میں عزت و فضیلت کے قابل بس یہی ایک چیز تھی۔ اس کی سیرت کی توضیح اس کے اس قول سے ہوتی ہے جو اس نے اپنے انتخاب کے موقع پر کیا تھا "اب جبکہ ہمیں پاپائیت مل چکی ہے ہمیں چاہیئے کہ اس سے لطف اندوز ہوں"۔ اگرچہ وہ خود بدکردار نہیں تھا لیکن اس نے دوسروں میں بدکرداری پیدا کر دی اور اس کے زمانے میں روما جیسا عیش و عشرت کا گہوارہ بنا رہا۔ اور زندگی غیر محتاط رہی۔ کسی اور کے زمانے میں نہیں ہوئی۔ وہ صرف عیش و نشاط کے لئے زندہ تھا۔ اور اپنے عہدۂ جلیلہ کے فرائض میں کوئی دلچسپی نہیں لیتا تھا

اس نے ثابت کر دیا کہ اپنے زمانے کے اہم اور سنجیدہ مسائل کو محسوس کرنے کی صلاحیت ہی اس میں نہیں تھی۔ اگر ایک طرف اس کی بے پروا اور غیر محتاط فیاضی نے اس کو نیک نام بنا دیا تو دوسری طرف پاپائی خزانے پر اس کی وجہ سے بے حد بار پڑنے لگا۔ اور اگر اس کے انتقال پر مطلع صاف اور شفاف نظر آرہا تھا تو وہ آنے والے طوفان کا پیش خیمہ تھا۔ اور یہ ایک ایسا طوفان تھا جو اس کی عدم سنجیدگی، فقدان بصیرت و تدبر کا نتیجہ تھا۔

یہ دیکھ کر سب کو حیرت ہوئی کہ اس کے جانشین کی حیثیت سے اٹرکٹ کا آرڈین منتخب کیا گیا۔ جو کبھی چارلس کا اتالیق اور زاں بعد اسپین میں اس کا ویسرائے تھا۔ اس کا انتخاب اس وجہ سے عمل میں آیا کہ انتخابی حلقے میں کافی آراء حاصل کرنے کے لئے کسی اور کو پیش کرنا ناممکن تھا۔ ولسی جو ایک اہم امید وار تھا صرف سات آرا حاصل کرسکا۔ گیلیو ڈی میڈیسی اور الکزینڈر فارنیسی جن کی قسمت میں بالآخر کلیمنٹ ہفتم اور پال سوم کی حیثیت سے تاج پاپائی زیب سر کرنا تھا۔ دونوں ناکام رہے۔ طویل خلا کو خطرناک خیال کیا گیا۔ اور کارڈینل ڈی میڈیسی نے جو شہنشاہ کی سرگرم تائید کے باوجود کامیابی سے مایوس ہوگیا تھا اپنی رائیں آرڈین کے حق میں منتقل کردیں اس طرح دو فلیمنگ جو اس وقت تک باہم متعلق تھے۔ اب عالم عیسائیت میں اعلیٰ ترین مدارج پر پہنچ گئے۔ اور ایک ایسے عظیم الشان واقعے سے بہت کچھ توقعات وابستہ ہوسکتی تھیں۔ لیکن ان توقعات کو پورا ہونا نہ تھا۔ جدید پوپ اور اس کے جانشین میں حیرت ناک تفاوت تھا۔ لیکن اس تفاوت ہی نے اس کی دشواریوں میں اضافہ کردیا۔ اہل روما 'ایک وحشی' کے انتخاب پر ناراض ہوگئے۔ ان کے ان خطرات کا کہ ممکن ہے کہ آرڈین پاپائیت کو روما سے اسپین میں منتقل کردے۔ ایک طنز آمیز اشتہار میں اظہار کیا گیا۔ جس کو 'ویٹیکن' کی دیواروں پر چسپاں کیا گیا تھا۔ کارڈینل جو اپنی جان کے خوف سے ابتداءً رومانی آبادی سے بچ نکلے تھے۔ اپنے فیصلے پر بہت جلد متاسف ہوئے۔ اور اس سخت اصلاح پسند پوپ سے نفرت کرنے لگے۔ جس نے ان کے مشاہروں اور وظیفوں میں تخفیف عمل میں لانے کی کوشش کی۔ اور اپنے فلیمش متبعین کے ساتھ اظہار نوازش کرنے لگا۔ اہل ادب تعلیم جدید میں اس کی ہمدردی نہ پاکر

آرڈین ششم کا انتخاب
جنوری ۱۵۲۲ء

اس سے بیزار ہوگئے۔ حتی کہ اس کی راستبازی و پاکبازی اور اس کا زہد و ورع بھی ان لوگوں میں سے کسی کو دوست نہیں بنا سکا۔ جو اصلاح مذہب کے خواہشمند تھے اس کی تخفیف اخراجات کو بخالت پر محمول کیا جانے لگا۔ اس کی تنہائی پسند عادت حقیقی ہدایت و تخلیق اور پسندیدہ اخلاق و سیرت کے فقدان کی وجہ سے وہ اس تائید سے محروم رہا۔ جو بصورت دیگر اس کو پہنچ سکتی تھی۔ اور نہ لوتھر اور اس وقت کے سیاسی مسائل کی طرف اس کا انداز زیادہ خوش قسمتی پر مبنی تھا۔ داخلی خرابیوں کی اصلاح کا کامل یقین رکھنے کے باوجود وہ جدید دینیات کی ہمدردی سے معرا تھا۔ اسپین میں حاکم عدالت مذہبی رہ چکنے کی حیثیت سے اس نے اسپینی خیالات کو اختیار کر لیا تھا۔ اور سمجھتا تھا کہ اصلاح پر استیصال الحاد مقدم ہے۔ اور جب ملحدین کا قلع قمع ہو جائے تو پوپ اپنے گھر کی اصلاح شروع کر سکتا ہے۔

چارلس کے ساتھ نااتفاقی کے اسباب

اس نقطے پر شہنشاہ کو اس سے اتفاق تھا۔ آرڈین نے اتالیق اور ازاں بعد اسپین میں اس کے وبسرائے کی حیثیت سے اس کی خاطر خواہ خدمت کی تھی۔ اور اب جبکہ اس کا نمکخوار پاپائی تخت پر متمکن ہوا۔ تو اس کو اسی خدمت گزاری کی توقع تھی۔ اس نے یہ حقیقت فراموش کر دی تھی۔ کہ آرڈین بحیثیت وبسرائے شاہ اسپین اور آرڈین بحیثیت پوپ میں زمین و آسمان کا فرق تھا۔ اور نہ ان دونوں کے خیالات میں یکسانی تھی۔ چارلس اٹلی کا مالک بن بیٹھنے کا پختہ ارادہ کر چکا تھا۔ اس کے لئے نہ صرف لوتھر کا مسئلہ بلکہ ترکوں کے خلاف جنگ کو بھی ملتوی کر دینا ضروری خیال کیا گیا۔ اگرچہ اس موقع پر سلیمان کا رویہ تشویشناک تھا۔ اس کے برعکس آرڈین شہنشاہ کو اٹلی میں حد سے زیادہ طاقتور بنتے دیکھنے کے لئے مضطرب نہیں تھا۔ اور متمنی تھا کہ سابقہ پاپاؤں کی وجہ سے پاپائیت سیاسی امور میں جس طرح پامال ہو گئی ہے اس سے اس کو نجات دلائی جائے۔ آرڈین یہ خوشگوار خواب دیکھ رہا تھا کہ دونوں حریفوں میں اتحاد پیدا کیا جائے اور اس کے بعد ترکوں کے خلاف صلیبی جنگ کے لئے سارے عالم عیسائیت کو جمع کیا جائے۔ اس مقصد سے ان سے غیر جانب داری اختیار کی اور ثالث کا کام انجام دینے لگا۔ اس مسلک کے نتائج انتہا درجہ بدقسمت ثابت ہوئے۔ اٹلی کی فرانسیسی جماعت

نے سر اٹھایا۔ فرارا کے امیر (ڈیوک) نے نقل و حرکت شروع کر دی۔ (فروری ۱۵۲۲ء) فلارنس اور سینا کے مڈیچیوں کے مخالفین نے فرانسس کے ساتھ سازشات شروع کر دیں۔ سوئٹزرلینڈ کے باشندے فرانس کی ملازمت کرنے لگے اور اٹلی کو ایک دستہ روانہ کیا۔ جس کے ساتھ ضمیمہ فوج وینس سے آملی۔ واقعات کچھ ایسے خطرناک نظر آنے لگے۔ کہ ڈان میانول نے روما سے لکھتے ہوئے فرانسس سے التوائے جنگ کا مطالبہ کیا لیکن اس موقع پر فتح بکوکا چارلس کی قسمت کے موافق ثابت ہوئی۔ مارچ میں لاٹرک نے ملان کے خلاف پیشقدمی کی تھی۔ جس پر اس وقت شہنشاہ کی طرف سے کاردنا قابض تھا۔ اسفورزا کاردنا کو نجات دلانے کے لئے فوراً روانہ ہوا۔ اور کچھ داؤں گھات کے جنگ بکوکا۔ بعد شہر سے چند میل کے فاصلے پر ولا بکوکا میں مورچہ بند ہوگیا۔ یہ مقام نہایت مضبوط تھا۔ لیکن سوئٹزرلینڈ کی سپاہ غیر مطیع ہوگئی۔ اور اصرار کرنے لگی کہ دھاوا بول دیا جائے۔ جس سے لاٹرک انکار نہیں کرسکتا تھا۔ سوئز سپاہ نے اپنی طاقت کا غلط اندازہ کیا تھا۔ لہذا اس کو پسپا ہونا پڑا۔ لاٹرک جس نے اپنی فرانسیسی سپاہ کے ساتھ اس لئے چکر کا راستہ طے کیا کہ دشمن پر پشت سے آکر حملہ آور ہو کیونکہ صرف اسی طرف سے راستہ نکالنا ممکن معلوم ہوتا تھا۔ لیکن اس کو راستے میں تاخیر ہوئی۔ اور اب دشمن کی متحدہ افواج سے مقابلہ کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ جو سوئز پر فتح مند ہونے کی خوشی میں پر جوش بن گئی تھیں۔ اس کو شدید نقصان کے ساتھ پیچھے ہٹا دیا گیا۔ اور اس جنگ کی سب سے پہلی لڑائی میں میدان شہنشاہی افواج کے ہاتھ رہا۔ اس شکست نے فرانسیسی اغراض و مقاصد کو تباہ و برباد کر دیا۔ وہ اب تک ملان کی گڑھی اور ناداری کے شہر پر قابض تھے۔ لیکن ان میں ملان کا بقیہ حصہ کا تخلیہ کرنا پڑا اور اس کی تھوڑی مدت کے بعد (۳۰ مئی) جینوا سے ان کو نکال دیا۔ دوژ (Doge) دیبو بو فرنگوسو کی جو فرانسیسی جماعت کا قائد تھا۔ نیز اولوالعزم اسپینی جنرل پیڈرو ناداری کو جو فرڈینڈ کے بخل کی وجہ سے فرانس کی خدمت اختیار کرنے پر مجبور ہوگیا تھا۔ قید کر دیا گیا۔ انٹونیو اڈورنو نے کو چارلس کے باجگذار کی حیثیت سے دوژ بنایا گیا۔ اور اس طرح فرانس کے ہاتھ سے وہ اہم بندرگاہ نکل گئی۔ جس کے ذریعہ

۲۷ اپریل ۱۵۲۲ء

فرانسیسی ملانیون کا تخلیہ کرتے ہیں

سے اس وقت تک اٹلی میں بہ آسانی داخلہ ہوتا رہا۔ چارلس کی فتح نے آڈرین کو صلح کا اور زیادہ خواہشمند بنا دیا۔ لیکن حریفوں میں سے کوئی بھی اس کی بات ماننے کے لئے

عہد نامہ ونڈسر جون ۱۵۲۲ء

تیار نہیں تھا۔ جون ۱۵۲۲ء میں چارلس نے اسپین جاتے ہوئے عہد نامۂ ونڈسر پر دستخط کر دیئے۔ ہنری اور شہنشاہ نے اس امر پر اتفاق کیا کہ ترکوں کے خلاف جنگ شروع کرنے سے پیشتر اس کی ضرورت ہے کہ فرانسس کو زیر کیا جائے۔ لہٰذا انھوں نے وعدہ کیا کہ فرانسس پر ایک مشترکہ حملہ کیا جائے۔ اور اس کے لئے پوپ اور وینس سے اتحاد کی استدعاء کی جائے۔ ہر چند کہ رھوڈس کی تسخیر، جو اس سے پیشتر مسلمانوں کے خلاف ایک اہم بیرونی چوکی کی طرح استعمال کیا جاتا تھا، اور جس پر بحر روم کے نبرد آزما سینٹ جان قابض تھے، یورپ میں انتہائی خوف و ہراس اور آڈرین کے سخت قلق کا باعث ہوئے۔ پھر بھی دونوں عظیم الشان زور آزما اپنے جھگڑوں سے باز آنے پر راضی نہیں ہوئے۔ اور بالآخر اگست میں آڈرین اٹلی کے فرانسیسی

اگست ۱۵۲۳ء کی جمعیت۔ آڈرین کا انتقال۔ ۱۴ر دسمبر ۱۵۲۳ء

باشندوں (Partisans) کی سازشوں سے آگاہ ہو کر کہ ثالثی کا خیال بے سود ہے۔ اور یہ کہ اگر فرانسیسی فتح مند ہوں تو پاپائی طبقات خطرے میں پڑ جائیں گے شہنشاہ کے ساتھ ایک مدافعانہ جمعیت میں شریک ہو گیا۔ اس جمعیت میں انگلستان۔ ملان۔ جینوا۔ فلارنس اور وینس شامل تھے۔ اس کے چھ ہفتوں کے بعد آڈرین کا انتقال ہو گیا (۱۴ر دسمبر ۱۵۲۳ء)۔

اس کی کوتاہ اندیشی اور فقدان تدبر و سیاست کے باوجود آڈرین ایک اچھا آدمی تھا۔ اور اصلاح کا دل سے خواہاں تھا۔ تاہم اس خواہش نے تمام کارڈنیلوں اور روما کے بلوائیوں کو اس سے سخت متنفر کر دیا۔ اور آخرالذکر نے اس کے معالج کے دروازے کو ایک ہار سے آراستہ کیا جس کو اس کے ملک کے نجات دہندہ کے نام سے معنون کیا گیا تھا۔ پوپ آڈرین کی دردناک ناکامی شاید لوتھر کی سرتابی و سرکشی کی بہترین توجیہ ہے۔

۵۔ لوتھر اور کونسل ریجنسی

اسپین میں چارلس کا قیام جہاں اس نے سات اہم سال بسر کیے (جولائی ۱۵۲۲ء تا اگست ۱۵۲۹ء) اس بات کو نہایت قوت کے ساتھ ظاہر کرتا ہے کہ اس کے اغراض کس ملک سے وابستہ تھے۔ باوجود اس کے کہ شورش کمیونروز میں حصہ لینے والوں کے ساتھ اس نے بے رحمانہ سلوک کیا تھا۔ تاہم ۱۵۲۱ء میں شیورس کے انتقال کے بعد سے وہ ہمدردی میں پکا اسپینی بن گیا۔ اس سال اس نے بالآخر اپنے خاندان کی آسٹریا والی زمینوں کو فرڈیننڈ کے حوالے کر دیا۔ اور اس وقت سے اسپین کو اپنی سلطنت کے مرکز کی حیثیت سے دیکھنے لگا۔ اسپینیوں کی غرور شکنی۔ الحاد کی بیخ کنی اور سب سے زیادہ ساری دنیا پر غلبہ حاصل کرنے کے جذبے میں وہ برابر کا حصہ دار تھا۔ اور اس کو اپنی جنگوں میں اعتماد بھی تھا۔ تو اسپینی افواج اور اسپینی رقم پر۔ اس نے اپنی زندگی کا عظیم تر حصہ اسپین ہی میں بسر کیا۔ اس نے وہیں سلطنت سے کنارہ کشی اختیار کی، اور وہیں وفات پائی۔

چارلس سات سال اسپین میں ۱۵۲۲ء تا ۱۵۲۹ء

نپولین کے طعنے کا جواب

اس حقیقت میں اور اس کی شہنشاہی حیثیت میں نپولین کے اس طعنے کا جواب ملتا ہے کہ چارلس احمق تھا۔ کہ اس نے پراٹسٹنٹ مذہب اختیار نہیں کیا۔ اور اس اساس پر ایک طاقتور شاہی نہیں قائم کی۔ یہ امر قوی طور پر مشتبہ ہے کہ آیا یہ مسئلہ چارلس کے حق میں مفید ثابت ہوتا یا نہیں وہ اپنے مقابلے کے واسطے رئیسوں اور ارباب انتخاب کی اکثریت کو صف آرا پاتا، خواہ ان کے مذہبی خیالات کچھ ہی ہوں۔ سب سے زیادہ ایک طاقتور شاہی حکومت سے خائف تھے۔ اور اگر ہم سی سالہ جنگ کے اثنا میں کیتھولک جمعیت کے آئندہ مسلک کو پیش نظر رکھیں تو ہمارا اشبہ اور بھی قوی ہو جائے گا۔ لیکن یہ سب خواہ کچھ ہی ہو نپولین نے چارلس کی سیرت کو پسند نہیں کیا۔ چارلس کو یہ کہنا کہ وہ ان تمام چیزوں کے خلاف ایک جرمن قومیت کی تحریک کی قیادت کرے۔ جن کو

اسپین کے شہنشاہ اور تاجدار عزیز رکھتے تھے بالکل ایسا ہی تھا کہ چیتے کو حکم دیا جائے کہ وہ اپنی کھال کے دھبوں کو بدل دے۔

تمام ممکنہ متبادلات کو اخذ کرنے کے لیے بس اس امر کی ضرورت ہے کہ

جرمنی میں کن سیاسی حالات کا امکان تھا

جرمنی کی سیاسی حالت کو یاد کریں جن کا ذکر صفحہ ۱۴۲ میں آچکا ہے ہم نے دیکھا تھا کہ غلبہ و تفوق کے لیے چار قوتیں کشمکش کر رہی تھیں۔

۱۔ ارکان ہیپسبرگ کے مقاصد خاندانی جو ایک مرکزی شاہی کے قیام پر مائل تھے۔

۲۔ ارباب انتخاب کے دستوری خیالات جو ایک اشراقی عہدیہ (Aristocratic Confedration) کی طرف راغب تھے۔

۳۔ عناصر جن کا اظہار مسلسل خانہ جنگی و بنشو ہے (Bundschuhe) یا انجمنہائے مزارعین کے معاشرتی ہنگامہ و فساد سے ہوتا ہے۔

۴۔ علاقہ داری خودمختاری کی خواہش، جن میں اکثر و بیشتر رؤسا شریک تھے۔

اس سوال پر کہ ان میں سے کونسی قوت غالب آئی۔ جرمنی میں اصلاحات کی قسمت کا ایک بڑی حد تک انحصار تھا۔ بلاشبہ پہلی قوت کی تختندی استیصال الحاد اور مذہبی اور سیول مطلق العنان حکومت کے قیام کا موجب ہوتی اگر دوسری قوت کامیاب ہوسکتی تو اصلاح یافتہ پراٹسٹنٹ کلیسا کی کچھ توقع تھی، جو ایک اصلاح یافتہ سلطنت اور پوپ اور شہنشاہ کے خلاف جرمن قومیت کی جدت پذیر روح پر مبنی ہوتی۔ تیسری قوت کو اگر دبایا نہ جاتا یا اس کی رہنمائی نہ کی جاتی تو یقیناً مذہبی جوش و جنون اور مذہبی اور سیاسی انتشار و بے تہذیبی پیدا ہو جاتی اور آخری قوت نے جس کو ہم آئندہ سب پر غالب آتے پائیں گے پراٹسٹنٹ مذہب کو اصول کیوجو ریجیو ایجس ریلیجیو (Cujus regio ejus relegio) یعنی کلیسا اور مملکت میں علاقہ داری خود مختاری پر قائم کیا۔[1]

---

[1] جرمنی میں اصلاح مذہب کے آئندہ طرز عمل کو معلوم کرنے کے لیے نقشہ کا مطالعہ کرنا اور امور ذیل

چارلس کی عزیمت اسپین نے ایک حد تک توقع پیدا کردی کہ اصلاح سلطنت

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ ذہن نشین رکھنا ضروری ہے:۔

(الف) سرداریوں کی غیر معمولی تعداد جن پر جرمنی منقسم تھی۔

(ب) زیادہ جلیل القدر رؤسا کے علاقوں کی تقسیم اسی خاندان کی شاخوں میں، جن میں سے اکثر باہم مخالف فریق بن جاتے تھے۔ ذیل کے جدول سے بہترین پیرایہ میں اس کا علم ہوگا:۔

پراٹسٹنٹ | کیتھولک

سیکزنی کا خاندانِ ویٹن

ارنسٹن، ویٹنبرگ کی انتخابی شاخ	بیسن کا آلبرٹین
ارنسٹ ۱۴۶۴ء تا ۱۴۶۸ء	آلبرٹ ۱۴۸۵ء تا ۱۵۰۰ء
فریڈرک دانا ۱۴۸۶ء تا ۱۵۲۵ء	ڈیوک جارج ۱۵۰۰ء تا ۱۵۳۵ء
اس کا بھائی جان، ۱۵۲۵ء تا ۱۵۳۲ء	اس کا بھائی ہنری ۱۵۳۵ء تا ۱۵۴۱ء۔ پراٹسٹنٹ مذہب اختیار کرلیتا ہے۔
جان فریڈرک ۱۵۳۲ء تا ۱۵۵۴ء	ماریس ۱۵۴۱ء تا ۱۵۵۳ء الکٹریٹ (حلقہ انتخابی) حاصل کرتا ہے۔

ہوہنزلرن

شاخہائے اصغر	انتخابی شاخ
(۱) آلبرٹ آف پرشیا، گرینڈ ماسٹر آف ٹیوٹانک آرڈر ۱۵۱۲ء تا ۱۵۶۸ء، اپنی ڈچی کو دنیادی حیثیت بخشتا ہے۔ ۱۵۲۵ء	آلبرٹ اکیلیس ۱۴۷۰ء تا ۱۴۸۶ء
(۲) آلبرٹ السیبیاڈس، مارگریو آف کلمباش ۱۵۳۶ء تا ۱۵۵۷ء	جان سسیرو ۱۴۸۶ء تا ۱۴۹۹ء
(۳) جان آف کسٹرن، مارگریو آف نیو مارک، برادر جوکم دوم ۱۵۷۱ء	جوکم اول ۱۴۹۹ء تا ۱۵۳۵ء

چارلس کی غیر موجودگی میں کونسل ریجنسی۔	کے ساتھ ساتھ اصلاح کلیسا بھی عمل میں آئے گی۔ اس کی غیر موجودگی میں اقتدار مجلس ریجنسی کے ہاتھ میں چلا جاتا تھا۔ اور

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔

جوکیم دوم ۱۵۳۵ء تا ۱۵۷۱ء ۱۵۳۹ء
میں پراٹسٹنٹ مذہب اختیار کرتا ہے، اگرچہ
وہ شہنشاہ سے کبھی اتحاد نہیں توڑتا۔

کیتھولک

پراٹسٹنٹ

وٹیلباشش

(۱) بویریا، میونخ
البرٹ دوم ۱۴۶۰ء تا ۱۵۰۸ء
|
ولیم اول ۱۵۰۸ء تا ۱۵۵۰ء

اس کا بھتیجا فلپ ۱۴۷۶ء
تا ۱۵۰۸ء
|
لیوس پنجم ۱۵۰۸ء تا ۱۵۴۴ء
فریڈرک دوم اس کا بھائی
۱۵۴۴ء تا ۱۵۵۶ء پراٹسٹنٹ
مذہب اختیار کرتا ہے۔

(۲) پلیاٹینیٹ
فریڈرک فاتح ۱۴۵۱ء تا ۱۴۷۶ء

ولف

(۱) لغنبل کا ڈیوک ہنری چہارم

یونیبرگ کا ڈیوک ارنسٹ
۱۵۳۲ء تا ۱۵۴۱ء

ورٹنبرگ

الرچ یکم ۱۵۰۳ء تا ۱۵۵۰ء پراٹسٹنٹ مذہب اختیار کرتا ہے

(ج) مذہبی ریاستوں کی تعداد۔ ٹریوس، مینس، کولون کی صدر استقفیاں (مع استقفیان میز واقع باسیل ورسٹرالبرگ ووارمس) بالائی رہائن اور اس کی شاخوں پر اس قدر غلبہ پا چکی تھیں کہ ان کا نام ہی پریسٹ اسٹریٹ پڑ گیا۔ اٹرکٹ، بریمن، منسٹر، اور پاڈربان کے استقفی ضلعے شمال مغرب میں ایک ڈبل سلسلہ میں پھیلے ہوئے تھے۔ ان میں ہمیں ہلڈشیم ہالبرسٹاڈٹ، مگڈیبرگ، ورزبرگ، ہامبرگ واقع وسطی جرمنی، اور جنوب میں سالزبرگ

اس کی صدارت پر فرڈیننڈ فائز ہوتا تھا جس کو چارلس نے اپنے اسٹیٹ ہولڈر (State holder)
کی حیثیت سے نامزد کیا تھا۔ ارکان مجلس میں بعض ایسے افراد بھی شامل تھے جو آغاز کردہ
سیاسی اصلاحات کی توسیع کے خواہاں تھے۔ اور لوتھر کے موافق بھی تھے۔ لیکن زیادہ راسخ الاعتقاد

مجلس نیورمبرگ
۲۲ نومبر ۱۵۲۲ء

جماعت باوجود اس کے کہ اس کو اکثریت حاصل تھی۔ لوتھری خیالات
کی ترقی پذیر شہرت و مقبولیت سے اس بنا پر بحد خائف ہو گئی تھی کہ کہیں
وہ فیصلہ کن طرز عمل اختیار نہ کرنے پائے۔ لہذا آڈرین کی ترغیب کے باوجود کہ فرمان وارمس
(Edict of Worms) کو نافذ کر دیا جائے مجلس نے ایک طوفان خیز مباحثہ کے بعد فیصلہ کیا کہ اس معاملے کو
مجلس (Diet) میں پیش کیا جائے جس کا دوسرا اجلاس، ا نومبر کو نیورمبرگ میں منعقد ہوا۔
مجلس میں بھی کشمکش شروع ہو گئی۔ اور وہی نتائج برآمد ہوئے۔ راسخ الاعتقاد جماعت
اب بھی اکثریت اپنے حق میں پاتی تھی۔ لیکن باستثناء جوکم انتخاب کنندہ برینڈنبرگ
صدر اسقف ٹریوس اور جارج امیر (Duke) سیکزنی دیگر تمام ارکان عملی تدابیر
اختیار کرنے پر رضامند نہیں تھے۔ شہنشاہی شہروں کے نائبین لوتھر کے حامی تھے۔
نیورمبرگ جہاں مجلس کا اجلاس ہو رہا تھا۔ شدت کے ساتھ اس کا طرفدار تھا۔
اور متعدد غیر متعلق رؤسا اپنی رعایا کے جذبات کی مخالفت کرتے گھبرا رہے تھے،
لہذا بہت سے مباحثوں اور کمیٹیوں میں پیش ہونے کے بعد مجلس نے پوپ کو حسب ذیل
جواب دیا:۔ انھیں لوتھری تحریک کی بدولت رونما شدہ اضطراب و انتشار پر افسوس
ہے۔ لیکن خانہ جنگی کے خوف سے انھوں نے فرمان (Edict) کو نافذ العمل کرنے سے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ کی صدر اسقفی اور ٹرنٹ کی اسقفی کا بھی اضافہ کرنا چاہئیے۔ ان متعدد
مذہبی سرداریوں کا وجود دوگانہ اثرات کا موجب تھا۔ اس کی وجہ سے پاپائی جبری محاصل کے
خلاف جن کا اسقفیاں یا تو شکار بنی ہوئی تھیں یا گماشتوں کا کام انجام دیتی تھیں جرمنی میں شدید احساس
پیدا ہو گیا۔ اور دوسری طرف رؤسا کی یہ خواہش کہ ان مذہبی ریاستوں کو دنیاوی حیثیت بخش کر اپنے
مقبوضات کی توسیع عمل میں لائی جائے بہت سے کیتھولک اور پراٹسٹنٹ انتخاب کنندگان اور رؤسا
کے دلوں پر قوی اثر پیدا کرنے لگی۔ علاوہ ازیں اکثر صورتوں میں اسقف رؤسا کے رشتہ دار
بھی ہوتے تھے اور اُن کے مسلک کی رہنمائی خاندانی اغراض یا رقابتوں سے ہوتی تھی۔

احتراز کیا ہے۔ خود پوپ نے کلیسا کی خرابیوں کو تسلیم کر لیا تھا۔ اور ان کی درستی واصلاح لازمی تھی۔ لہٰذا انھوں نے مطالبہ کیا کہ ایک آزاد عیسائی مجلس (جس میں عوام اور غیر متعلق لوگ نیز ارباب مذہب نمائندگی کریں) شکایات پر بحث و تحقیق کرنے کے لئے جرمنی میں طلب کی جائے۔ لیکن اس اثنا میں نہ تو کوئی ایسے لوتھری مذہب کی کتابیں طبع کی جائیں اور نہ خطبات ہی کی اجازت دی جائے۔ جن سے لوگوں میں شورش برپا ہونے کا اندیشہ ہو۔

اسی موقع پر دنیاوی طبقات نے اپنے ایک سو گراوامینا (Gravamina) پیش کیے جن میں ان اہم پاپائی خرابیوں کو گنوایا گیا تھا جن کا جرمنی کو شکار ہونا پڑا۔

التوائے الزام

یہ کہنا جیسا کہ کہا گیا ہے صحیح نہیں ہے کہ مجلس نے لوتھر کے حق میں اعلان کر دیا تھا کیونکہ اس کو مردود ٹھیرا کر خاموش کرا دیا گیا تھا اور مجلس (Diet) کا ارادہ روما سے منقطع ہو جانے کا نہیں تھا لیکن فرمان کے نفاذ میں تاخیر کی گئی۔ اور اس کے مقاصد کے لئے صرف تاخیر اور التواء ہی کی ضرورت تھی۔ اس کے متبعین میں تیزی کے ساتھ اضافہ ہوتا جا رہا تھا۔ اور جیسا کہ فرڈینینڈ نے کہا ہزار میں ایک آدمی بھی ایسا نہیں جو لوتھری الحاد سے کم و بیش متاثر نہوا ہو۔ اور یہ اس امر کی توضیح کر دیتا ہے کہ مجلس نے اس کے خلاف کیوں کوئی کارروائی اختیار نہیں کی۔ فی الحقیقت اگر مجلس (Diet) اور زیادہ خصوصیت کے ساتھ مجلس یجنسی عام خیال کی ترجمانی کرتی۔ تو اصلاح مذہب کی تحریک قومی وضع پر صورت پذیر ہوتی۔ لیکن مجلس کے دستور نے اس کی مزاحمت کی۔ مزید برآں جرمنی کی جانب سے مجلس (Council) کی جو قدر و منزلت کی جاتی تھی وہ اب اس وجہ سے باقی نہیں رہی تھی کہ جنگ میار زین کو دبانے میں ناکام رہی تھی۔

مشہور شہنشاہی مبارز فرانز وان سکنجن (Franz Von Sickingen) جس نے چارلس کے انتخاب میں اس قدر نمایاں حصہ لیا تھا۔ الرچ وان ہٹن (Ulrich Von Hutten) کی رہنمائی میں جو بحیثیت ایک عجیب ادبی مناظر ہونے کے مصلح کا طرفدار تھا۔

لوتھر کے خیالات کو اختیار کر لیا تھا۔ اس کے طریقہ کے مطابق سکنجن

کونسل ریجنسی اور جنگ مبارزین ستمبر ۱۵۲۲ء

انتخاب کنندگان رؤسا اور شہروں سے متنفر ہو گیا تھا۔ لہٰذا وہ بالائی رہائن اور نواحی اضلاع کے مبارزین کی ایک جمعیت کی تنظیم عمل میں لایا تھا۔ جمعیت نے سلطنت کی قدیم آزادیوں کی بحالی۔ تجارتی اجاروں کی تنسیخ۔ خارجی قانون کی تنسیخ۔ پادریوں اور راہبوں کی تعداد میں تخفیف (Indulgences) اور دیگر پاپائی محاصل کے ذریعے سے تحصیل رقم کے موقوف کئے جانے کا مطالبہ کیا۔ کونسل کی کمزوری سے فائدہ اٹھا کر سکنجن نے الکٹر ٹریوس (Trives) کے مقبوضات پر حملہ آور ہونے کا عزم کر لیا۔ اور تائید کے لئے ایک لوتھری جماعت پر اعتماد کرنے لگا۔ جو وہاں قائم ہوئی تھی۔ اگر وہ ملک کو فتح کر لے سکتا تو وہ فوراً اصلاح یافتہ خیالات کو برقرار کر دیتا اور خود ایک زبردست علاقے کا مالک بن بیٹھتا۔ لہٰذا ستمبر ۱۵۲۲ء میں اس نے ٹریوس کے شہر کا محاصرہ کر لیا۔ کونسل نے اس کو محاصرہ اٹھا لینے کا حکم دیا۔ لیکن اس کا کچھ اثر نہیں ہوا۔ تاہم شہر مدافعت کرتا رہا۔ اسی اثنا میں رؤسا خطرہ محسوس کرنے لگے۔ کہ اس کے بعد ان کی باری آئے گی۔ اس لئے انھوں نے اس معاملہ کو اپنے ہاتھوں میں لے لیا۔ کونسل کی جانب سے قیام امن کے احکام کے باوجود وہ جنگ پر آمادہ ہو گئے۔ اور فلپ لینڈ گریو ہسی (Philip Landgrave of Hesse) کی سرکردگی میں سکنجن کو شکست دی۔ جو چند دنوں کے بعد اپریل ۱۵۲۳ء میں اپنی ابرن برگ والی گڑھی کی مدافعت کرتے ہوئے مارا گیا۔ کونسل نے بھی کوشش کی کہ جمعیت باشندگان سوبیا کو ان مبارزین کی سرکوبی کا کام اپنے ذمہ لینے سے باز رکھے۔ جو اس علاقے سے سکنجن کے ساتھ شریک ہو گئے تھے، لیکن ناکامی ہوئی۔

کونسل ریجنسی کی ناکامی

قیام امن اور اطاعت حاصل کرنے میں ناکام رہنے سے کونسل نے تمام تائید ضبط کر لی بعضوں نے اس کی ناکامی کی وجہ سے اس کی مخالفت شروع کر دی اور بعضوں نے اس خیال سے کہ آئندہ وہ کیا صورت اختیار کرے گی۔ کونسل نے کبھی عوام کے خیالات کی نمائندگی نہیں کی اور اب خود مجلس (Diet) بھی اس سے بیزاری کا اظہار کرنے لگی۔ شہری جبری محاصل کی وجہ سے ہمیشہ اس کی مخالفت کرتے رہے۔ اکثر رؤسا محاصل کی ادائی میں بہت پیچھے

تھے اور ڈر رہے تھے کہ شاید کونسل ان کے خلاف کارروائی اختیار کرے گی۔ حتیٰ کہ انتخاب کنندگان بھی اپنی مجوزہ اصلاحات سے مایوس ہو گئے۔ الکٹر (انتخاب کنندہ) پیالیٹن نے جو نائب صدر مقرر ہوا تھا۔ اس کو خیرباد کہہ دیا۔ اور ٹریوس کے الکٹر۔ سیکزنی کے جارج اور ہیسی کے فلپ نے اس کے خلاف اعلان کردیا۔ آخرکار مجلس نیورمبرگ نے اپنے تیسرے اجلاس (مارچ تا اپریل ۱۵۲۴ء) میں فیصلہ یہ کیا کہ کونسل کے ارکان کو دوبارہ منتخب کیا جائے۔ اور موجودہ ارکان کو ازسرنو انتخاب ہونے کی اجازت نہ دی جائے۔ جدید کونسل کو بھی کچھ زیادہ کامیابی حاصل نہیں ہوئی۔ اور اگرچہ کہ اس کا وجود ۱۵۳۱ء تک باقی رہا۔ لیکن اس کو کوئی اختیار حاصل نہیں رہا۔ خود مختاری اور علاقہ واریت (Territualism) کی روح کو بہت تقویت حاصل ہوچکی تھی۔ اور ان تمام توقعات کا کہ سلطنت کی دستوری اصلاح کی بنیاد پر قائم شدہ قومی تحریک کے ساتھ ساتھ تجدید مذہب (Reformation) بھی جاری رہے گی خاتمہ ہوگیا۔

کلیمنٹ ہفتم اور مجلس نیورمبرگ مارچ تا اپریل ۱۵۲۴ء	لیکن مجلس میں صرف یہی ایک سوال نہیں پیش تھا۔ آڈرین ششم کا انتقال ۱۴ ستمبر ۱۵۲۳ء کو ہوگیا تھا۔ جدید پوپ کارڈنل گیلیو ڈی میڈیسی کہ جس نے کلیمنٹ ہفتم (منتخب شدہ بماہ اپریل ۱۵۲۳ء) کا لقب اختیار

کیا تھا۔ اپنے سفیر کیمپیجیو (Caupeggio) کو روانہ کرکے وارمس (Edict of Worms) کی تعمیل کا مطالبہ کیا۔ باوجود اس کے کہ حامیان روما کو اکثریت حاصل تھی پوپ کے حکم کی تعمیل کامل کے لئے اپنے اندر کافی طاقت محسوس نہ کرتے تھے۔ انھوں نے اتنا وعدہ ضرور کیا کہ جہاں تک ممکن ہو فرمان کو نافذالعمل بنایا جائے گا۔ اور ملحدانہ کتب کا انسداد کیا جائے گا۔ لیکن مبادا کہ شر کے ساتھ خیر کی بھی بیخ کنی ہو جائے۔ انھوں نے دوبارہ مجلس عمومی کو جرمنی میں طلب کرنے پر اصرار کیا اور اسی دوران میں مشورہ پیش کیا۔ کہ مذہبی امور کے تصفیہ کے لئے اسپائیرس میں ایک اور مجلس کبیرہ (Diet) طلب کی جائے۔ کلیمنٹ قدرتاً ناراض ہوگیا۔ اور اس کو سب سے زیادہ چارلس کی تائید حاصل تھی۔ جس نے جولائی میں ایک فرمان جاری کیا کہ فرمان وارمس کی سخت پابندی کی جائے۔ شہنشاہ نے سخت ترین الفاظ میں لوتھر کو مردود ٹھیرایا۔

اسپائرس میں مجلس کبیریہ کے انعقاد کی ممانعت کردی۔ اور اعلان کیا کہ اگرچہ وہ ایک مجلس عمومی کو طلب کرنے کا کلیتہً مخالف نہیں ہے اس معاملے کے تصفیے کا حق اس کو اور پوپ کو حاصل ہے۔ کیونکہ جرمنی کی گستاخی ہوگی کہ احکام عیسوی میں اپنے اختیار سے رد و بدل کرنے بیٹھے۔ اسی کے ساتھ ساتھ اس نے کلیمنٹ کو لکھا کہ صرف دو متبادلات ان کے آگے ہیں۔ یا وہ (چارلس) جرمنی جائے اور باستعمال قوت ملحدین کا قلع قمع کرے حالانکہ یہ طرز عمل نہ صرف خطرناک تھا بلکہ ناممکن بھی۔ یا یہ کہ ایک مجلس عمومی کو طلب کیا جائے۔ اس نے یہ تجویز پیش کی کہ یہ مجلس ٹرنٹ میں طلب کی جائے۔ اور وہاں سے روما کو منتقل کردی جائے۔ لیکن کلیمنٹ یہ راہ عمل اختیار کرنے پر رضامند نہیں تھا۔ اور کمپیجیو نے پیشتر ہی سے ان رؤسا کے ساتھ گفت و شنید عہد و پیمان شروع کردیا تھا۔

ریٹسبن کی کیتھولک کانگریس جون ۱۵۲۴ء

جو لوتھر کے سب سے کم طرفدار تھے اور ان رؤسا نے ۱۵۲۴ء میں بمقام ریٹسبن (Ratisbons) ایک کانگریس منعقد کی۔ عیسوی قواعد و احکام اور معافی ناموں کے جاری کرنے کی تدبیریں خرابیوں کی اصلاح عمل میں لانے کا فیصلہ کرلینے کے بعد انھوں نے لوتھر کی کتابوں کا مطالعہ کیا اور وٹنبرگ کے اتحادی جامعہ میں طلباء کی شرکت کو ممنوع قرار دے دیا۔

ریٹسبن کی یہ کانگریس مباحث و مناظر کو ایک منزل آگے بڑھا دیتی ہے۔ اسوقت تک لوتھر کے مسئلہ کو ایک قومی مفاد کے مسئلہ کی حیثیت دی جاتی رہی لیکن ہم یہاں پہلی مرتبہ ایک مخالف جماعت کی تنظیم سے دوچار ہوتے ہیں۔ پیروان لوتھر بھی اسی طرز عمل کو اختیار کرنے پر مجبور ہوگئے اور جرمنی دو مخالف حصوں میں تقسیم ہونے لگی۔ اس طرح وحدت سلطنت کو تباہ کئے بغیر مذہبی مسئلہ کے تصفیے کی تمام توقعات پر پانی پھر گیا۔ لیکن آخر اس میں بھی ایک بات تھی کہ خرابی کی اصلاح کا مسئلہ قطعی طور پر پیش ہوا تھا۔ اور اگر پوپ اور شہنشاہ آپس میں متفق ہوجاتے تو پھر بھی کچھ نتیجہ برآمد ہوتا۔ لیکن سیاسی مسائل نے ان کو اس سے باز رکھا۔ جس کی وجہ سے دوبارہ ان میں خلیج حائل ہوگئی۔ اور چارلس کی توجہ کو اسقدر کامل طور پر اپنی جانب مبذول کرلیا کہ اس لئے کہ اب لوتھر کے ذکر کا یہ موقع نہیں ہے۔

۶- فتح پیویا

چارلس کی بہت سی توقعات کلیمنٹ ہفتم کے ساتھ وابستہ تھیں لیکن اس نے یہ فراموش کر دیا تھا کہ اسے ایک مڈیسی سے سابقہ پڑا ہے۔ کلیمنٹ کا منشا یہ تھا کہ پاپائی

کلیمنٹ ہفتم کی تائید کی نسبت چارلس کی توقعات پر پانی پھیر جانا ہے

ریاستوں کو اور اپنے خاندان واقع فلارنس کو جہاں اس لئے اپنے بھائی (Cousin) لارنز و ڈیوک آف اربینو (Urbino) کے بیٹے الیسانڈرو کو کورٹونا (Cortona) کے کارڈینل کے زیر نگرانی گورنر کی حیثیت سے روانہ کیا تھا۔ اغراض و مفاد کی توسیع کی جائے۔ ان مقاصد کے حصول کے لیئے وہ لیو دہم کی طرح فرانسس اور چارلس میں توازن قوت قائم رکھنے کا متوقع تھا اگرچہ وہ بظاہر صلح کے لیئے بے چین نظر آتا تھا لیکن ان دونوں کے مشترکہ سمجھوتہ کے عواقب سے خائف تھا۔ اسی اثنا میں اس لئے توقف و انتظار

تاہم اطالیہ میں اس کو ابتداءً کامیابی حاصل ہوتی ہے ۱۵۲۲ء

سے کام لیا۔ اور خود کو کامیاب بنانے کی فکر میں سازش کے بزدلانہ اور بے وفایانہ مسلک کو اختیار کیا۔ جس سے کوئی شخص دھوکے میں نہیں آیا۔ اور وہ پاپائیت کو قعر ذلت میں پہنچایا چاہتا تھا۔

قسمت نے ابتداءً چارلس کی یاوری کی۔ ۱۵۲۳ء میں ڈیوک آف بوربان نے جو تاج فرانس کا سب سے طاقتور جاگیردار[1] ہائی چیمبرلین اور کانسٹیبل آف فرانس تھا۔ اپنے بادشاہ سے جھگڑا کر کے شہنشاہ سے آملا تھا۔ اب وہ اطالوی فوج کا سپہ سالار

---

[1] وہ دو سرداریوں، دو ڈچیوں چارکونٹیون۔ دو دائیکونٹیوں اور سات امیریوں کا مالک تھا۔ دیکھو نقشۂ فرانس۔

فرانسس اور بوربان کے جھگڑے کی وجہ۔ لوئی دوازدہم کی جانب سے چارلس کونٹ آف مانٹپنسیر کو اجازت دی گئی تھی کہ وہ ڈیوک پیٹر آف بوربان کی وارثہ سوزنا سے شادی کر لے۔

مقرر ہوا۔ مئی میں فرانسسوں کو جنھیں متعدد معرکہ آرائیوں میں شکست نصیب ہوئی تھی جن کے منجملہ ایک میں شیولیر بائیرڈ نے موت کو ایک مبارز کے شایانِ شان قرار دیا تھا۔ لمبارڈی کے تخلیہ پر مجبور ہونا پڑا۔ چارلس کی کامیابی نے ہنری کو تجدید اتحاد پر مائل کردیا جس سے وہ بھی خوف زدہ ہوگیا۔ کیونکہ یہ چاہتا تھا کہ انگلستان کو بالکل علیحدہ رکھے۔ اور کسی رقیب کو بہت زیادہ غلبہ و اقتدار حاصل کرنے نہ دے۔

چارلس کے ساتھ ہنری ہشتم کے اتحاد کی تجدید

شاہ انگلستان نے دوسری مرتبہ فرانس پر چڑھائی کرنے اور چارلس کو رقمی امداد پہنچانے کا وعدہ کیا جس کی چارلس کو سخت ضرورت تھی۔ ادھر یہ طے پایا کہ بوربان شاہ فرانس کی حیثیت سے شاہ انگلستان کی اطاعت و تعظیم کرے۔

مارسیلز پر بوربان کے حملے کی ناکامی جولائی ۱۵۲۴ء

جولائی میں بوربان نے آلپس کو عبور کیا اور پراونس پر چڑھائی کرکے مارسیلز پر حملہ آور ہوا۔ یہ ایک اہم بندرگاہ تھی۔ جو بحر روم کے فرانسیسی بیڑے کا مرکز تھی، یہاں سے وہ اسپین اور اٹلی کے مابین شہنشاہ کی مراسلت کو دھمکی دینے لگا۔ خلاف توقع مارسیلز نے برابر مدافعت کی مارکوئیس آف پسکارا نے جس کو دوسرے درجہ کی سپہ سالاری حاصل تھی بوربان کو مشورہ دیا کہ شہر پر یلغار کرنے کی کوشش نہ کرے۔ اور ادھر اس کے سپاہیوں نے عدم ادائی تنخواہ اور قلت غذا کی وجہ سے انکار کردیا۔ اسی اثناء میں وہ کسی انگریزوں کے حملے پیکارڈی کا مخالف تھا۔ چارلس اسپین کے ساتھ اشتراک عمل پیدا کرنے سے قاصر تھا۔ اور فرانسس اپنی فوج کے ساتھ آ پہنچتے ہی بوربان کو تقریباً اپنے کل توپ خانے کا نقصان برداشت کرنا اور آلپس کو عبور کرکے عجلت کے ساتھ پسپا ہونا پڑا۔ فرانسس نے قریب سے اس کا تعاقب کیا اور وادی ڈورانس

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ بحالت لاولدی اس کی بیوی کے انتقال کے بعد راج ماتا لوئیسی آف سیوائے ڈیوک پیٹر کی (niece) کی حیثیت سے اس کے بعض مقبوضات کی دعویدار بن بیٹھی۔ فرانسس نے بہتر حقوق کی بنا پر ڈیوک پیٹر کے اس ابتدائی عہد کے بموجب دیگر مقبوضات کی بحالی کا مطالبہ پیش کیا کہ اولاد نرینہ نہ ہونے کی صورت میں وہ تمام قابل انفکاک مقبوضات کو تاج کے لئے چھوڑ جائیگا۔

فرانسس آلپس کو عبور کرتا اور ملان میں داخل ہوتا ہے ۲۹ر اکتوبر سنہ ۱۵۲۴ء

کی راہ سے کوہ آلپس کو عبور کرکے ۱۷ر اکتوبر سنہ ۱۵۲۴ء
کو پگینرول پہنچا۔ اس موقع پر ملان طاعون سے تباہ
ہوگیا تھا۔ اور بمشکل ہی اسپر قبضہ رکھنا ممکن تھا۔ لہذا
شہنشاہیت پسندوں نے پیویا کے قبضہ کے لئے
انٹونیو ڈی لیویا کی سیادت میں چھ ہزار آدمیوں کی ایک جمعیت روانہ کی کچھ سپاہیوں
کو اسکی گڑھی میں متعین کردیا۔ اور پسکارا اور لینائے کی قیادت میں لودی کو پسپا ہوگئے
اور ادھر بوربان تازہ افواج کی اجتماع کے لئے جلدی سے جرمنی چل کھڑا ہوا۔
۲۹ر اکتوبر کو فرانسیسی ایک دروازے سے ملان میں اس وقت داخل ہوئے جبکہ آخری
شہنشاہی پسند دوسرے دروازے سے روانہ ہوئے اگر فرانسس اس موقع سے فائدہ اٹھاتا تو وہ
غالباً دشمنی کا قلع قمع کردیتا۔ لیکن ایک مہلک موقع پر فرانسیسی سپہ سالار ایڈمیرل بونیوٹ نے
اس کو پیویا پر حملہ آور ہونے کی ترغیب دی۔ جس کا نتیجہ یہ ہوا پسکارا کو رنگروٹ بھرتی کرکے
اپنی گھٹی ہوئی فوج کی کمی پورا کر لینے کا موقع ہاتھ آگیا۔ "ہم شکست خوردہ ہیں" پسکارا نے
کہا، "لیکن ہم بہت جلد فاتح بن بیٹھیں گے" تاہم سنہ ۱۵۲۱ء کی طرح اب بھی معلوم ایسا ہوتا تھا کہ
چارلس ملانیوں کو دوبارہ کھودے گا کلیمنٹ نے فرانسیسیوں کے انتقام سے گھبرا کر سب

کلیمنٹ ہفتم چارلس کا ساتھ چھوڑ دیتا ہے۔

سے پہلے ثالثی کی کوشش کی۔ اس نے تجویز پیش
کی کہ چارلس ملان کو فرانسس کے حوالہ کردے۔ اور خود
نیپلس پر قناعت کرے۔ چارلس کے ویسرائے نیپلز لینائے
نے جب ایسی ذلت بخش تجویز سے انکار کردیا تو پوپ نے فرانس کے ساتھ اتحاد قائم
کرلیا۔ اور وینس فتح کرنے کی کوشش کی۔ اس نے اس طرز عمل کو ضرورت کی بنا پر
حق بجانب قرار دیا۔ اس نے شہنشاہ کو یہ اعلان بھیجا کہ وہ سچے دل سے صلح وامن
کا خواہاں ہے۔ اور اپنے محرکات کی صداقت کے ثبوت میں خدا کو گواہ کیا۔ لیکن
چارلس نے دھوکا نہیں کھایا۔ اور عہد کرلیا کہ وہ اس بزدل پوپ سے انتقام لے گا
اور یہ کہ ممکن ہے کہ مارٹن لوتھر کسی دن قابل قدر بن جائے۔
شہنشاہ کی حالت فی الواقعی خطرناک نظر آتی تھی۔ وہ انگلستان کے اتحاد
پر بھروسہ نہیں کرسکتا تھا۔ جرمنی میں شورش مزارعین کی ابتدا ہوچکی تھی۔ خود وہ

چارلس کی خوش قسمتی کی بحالی فتح پویا کی وجہ سے ۲۴ فروری ۱۵۲۵ء

اسپین میں بخار سے علیل تھا اس پر طرہ یہ کہ وہ یہ نہیں جانتا تھا کہ اپنی مقررہ سپاہ کی تنخواہ ادا کرنے کے لئے رقم کہاں سے حاصل کرے حتیٰ کہ لینائے لے اسے متنبہ کیا کہ وہ ایک نوابی کو بچانے کی کوشش میں تاج کھونے کو بیٹھا ہے۔

دو ماہ کے بعد فتح پویا نے سارا مرقع بدل دیا۔ اور چارلس ایک ایسی حیثیت میں پہنچ گیا جس کا وہ خواب تک نہیں دیکھ سکتا تھا۔ جنوری ۱۵۲۵ء میں بوربان جرمنی سے اتنی سپاہ لے کر واپس ہوا کہ شہنشاہی پسندوں کی فوج قریب قریب فرانسیسی فوج کے برابر ہو گئی۔ سوائے توپ خانہ اور مسلح آدمیوں کے۔ لیکن اس کے پاس اپنے آدمیوں کی تنخواہ ادا کرنے کے لئے روپیہ نہیں تھا۔ اس نوبت پر پیسکارا اس کی مدد کو آپہنچا۔ وہ سپاہیوں کو اس بات پر راضی کرنے میں کامیاب ہو گیا کہ ۱۰ فروری تک صبر کریں۔ کیونکہ اس تاریخ تک پویا کو نجات دلائی جانے والی تھی۔ اور مقدمۃ الجیش سیادت فوراً اس کے ہاتھ میں آگئی۔ انٹونیو ڈی لیویا اب تک شہر پر قابض تھا۔ لیکن فرانسیسی فوج کی حالت جو شہر کو محاصرہ کئے ہوئے تھی اس قدر استوار تھی کہ لینائے حملہ کرنے میں پس و پیش کرنے لگا۔ لیکن تفرقہ پیدا کر کے فرانسس کو محاصرہ اٹھا لینے پر مجبور کرنے کی تمام کوششیں رائیگاں گئیں۔ اور قلعہ بند دستے کی ایسی ابتر حالت ہو رہی تھی۔ کہ بہت جلد شہر کو حوالہ کر دینا لازمی تھا۔ لہٰذا تین ہفتوں کی تاخیر کے بعد یہ دستہ قسمت آزمائی کی غرض سے جان جوکھوں میں ڈالکر گتھ جانے پر تل گیا۔

۲۳ فروری کی شب میں میرابلو (Mira bello) کے پارک کی دیواروں میں جو فرانسیسی مورچوں کے شمال تک پھیلتا چلا گیا تھا۔ ایک رخنہ بنایا گیا۔ اور دوسری صبح کو حملہ کا حکم دیا گیا۔ فرانسس اب بائیوٹ سے دھوکہ میں آکر غلطی سے اپنے مستحکم مورچوں کو چھوڑ کر باہر نکل آیا۔ اور لڑائی کے پیام کو قبول کر لیا۔ کھلا میدان ابتدا میں اس کے توپ خانہ اور مسلح سواروں کے لئے موافق رہا۔ شہنشاہیت پسند پہلے حملہ میں متزلزل ہو گئے اور بادشاہ فتح کا یقین پا کر چیخنے لگا: آج میں اپنے آپ کو ڈیوک ملان کے نام سے پکاروں گا۔ لیکن پیسکارا نے اپنی پیدل فوج کی اصلاح کی۔ جرمن لینڈ سکینشٹوں (landsknechts) نے فنڈسبرگ کی ماتحتی میں اس فوج کی تائید کی۔ فرانسیسی مسلح سواروں کو بھگا دیا۔ اس کے

بعد پیدل فوج نے جو ٹکر لگائی تو فرانس کے تنخواہ دار سوئز سب سے پہلے پیچھے ہٹے۔ اور اطالوی سوارہ فوج نے کمزور تائید دی۔ فرانسیسی فوج کے لینڈ شنکینشٹ تھوڑی دیر تک ثابت قدم رہے۔ یہاں تک کہ محصور شہر کے اندر سے پیوا محاصرین کے عقب میں اچانک آ لیا۔ اور فرانسیسی فوج کی ترتیب ٹوٹ گئی۔ فرانسیسی لڑائی کو اپنے موافق کرنے کی کوشش شروع کی تو اس کے سواری کے گھوڑے کو گولی کا نشانہ بنا دیا گیا۔ اور اس کو اسیر بنالیا گیا۔ اگر پوربان کے آدمیوں میں سے ایک شخص اس کو نہ پہچان جاتا تو وہ بھی قتل عام میں مارا جاتا فرانسیسیوں کو شدید نقصانات برداشت کرنے پڑے۔ کیونکہ ایک چوتھائی سے زیادہ اسیر نہیں بنائے گئے۔ فرانسیسی سپہ سالار بانیوٹ (Bonnivet) لاپیالس اور لائر لمائیل جو اطالوی جنگوں میں بوڑھے ہو گئے تھے۔ لارین کا فرانسس اور بہت سے اور مشہور آدمی مارے گئے اور ہنری ڈا آلبرٹ اسیروں میں شامل تھا۔

چارلس کی پچیسویں سالگرہ کے دن جو لڑائی ہوئی اس سے میکسی ملین کے انتہا درجے وحشیانہ خوابوں کی تعبیر پوری ہوتی نظر آرہی تھی۔ چارلس اعظم کے زمانہ کے بعد سے مغرب میں قیام سلطنت کا خیال کبھی اس قدر پورا ہوتا ہوا نظر نہیں آیا۔ نہ صرف اٹلی بلکہ فرانس بھی چارلس کے رحم و کرم پر منحصر معلوم ہوتا تھا۔ اور اگر فرانس اس کی حکومت کی تحت آجاتا تو یورپ مشکل ہی سے غلامی سے نجات پاسکتا۔ لیکن فتح ضرورت سے زیادہ مکمل ثابت ہوئی۔ یورپ اپنی حفاظت کے خاطر گھبرا کر مدافعت کے لئے متحد ہوگیا۔ جس سے میکسی ملین کے خواب کی ناامیدی جلد بے نقاب ہونے والی تھی۔

۷۔ جنگ مزارعین

جس وقت اطالیہ میں یہ اہم واقعات پیش آرہے تھے جرمنی ایک شدید بغاوت کا منظر بنی ہوئی تھی۔ جس سے سوسائٹی کی ساری تعمیر کو خطرہ لاحق ہو رہا تھا۔ ابتداءً

جنگ مزارعین کے اسباب

شورش مزارعین کے اسباب عمرانی نوعیت کے تھے۔ لوتھر کے ظہور سے بیشتر ہی ہم 'بنڈشوہے' اور مزارعین کی دیگر تنظیمات اور زمینداروں کے خلاف ان کی شورش کا حال سن چکے ہیں ان کی یہی

شکایات تھیں جو عام طور پر جاگیری جماعتوں اور ماتحتی رعایا میں مشترک ہوتی ہیں۔ یعنی سخت خدمات اور بھاری محاصل ظالمانہ شکاری حقوق اور مشترک اراضی پر زمینداروں کا احاطہ واقعہ یہ ہے کہ شروع ہی سے اعلیٰ پادریوں کو بطور خاص حملہ کے لئے منتخب کرلیا گیا تھا۔ اسقف اور رئیس خانقاہ کی ذات کے اندر روحانی بزرگ اور رئیس جاگیر کی حیثیتیں بھی شامل تھیں۔ رئیس جاگیر کی حیثیت سے وہ محاصل وصول کرتے تھے۔ خدمات لیتے تھے۔ اور اپنی عدالتوں میں مجرمین کی تحقیقات عمل میں لاتے تھے اور مذہبی افسر کی حیثیت سے بطور خراج کے دسویں حصہ کے مدعی تھے (tithes)۔ مذہبی جرائم کی تحقیقات اپنی مذہبی عدالتوں میں کرتے تھے۔ اور تائب نہ ہونے والوں اور سرکشوں کو مذہب سے خارج کردینے کی دھمکی دیتے تھے۔ مزید برآں روما ان سے جن گراں رقوم کا مطالبہ کیا کرتا تھا اس کی وجہ سے وہ جی کھول کر لگان عاید کرتے تھے۔ تاہم شروع میں ان عمرانی شکایات اور مذہبی بے چینی میں کوئی تعلق نہیں تھا۔ لیکن یہ ناگزیر تھا کہ رفتہ رفتہ یہ دونوں ایک ہو جائیں۔ جدید اصول کے زیادہ جوشیلے معلم مثلاً کارسٹاڈٹ اس تحریک کی طرف متوجہ ہونے لگے۔ انھوں نے اس بغاوت کو انجیل کی رو سے حق بجانب قرار دیا۔ اور مزارعین کو تعلیم دی کہ انجیل کے روحانی احکام کے غیر مجازی اور لغوی معنی لئے جائیں اور ایک ہی علم کے تحت مذہبی اور سیاسی آزادی نیز سوشل مساوات کے لئے جنگ کریں۔ اس طرح جرمنی میں دیگر مقامات کی طرح مذہبی محرک سب سے پیش پیش ہوگیا۔ اور ان مصائب و تکالیف کا اظہار کیا جانے لگا۔ جن کو اب تک زبان پر نہیں لایا جاتا تھا۔ اور اس طرح غیر قانع اور بے صبر لوگوں کو ایک نئی تعلیم ملنے لگی۔

بلیک فارسٹ میں بغاوت مئی ۱۵۲۴ء

بلیک فارسٹ کے مشرقی اضلاع نے جو دریائے رہائن اور ڈینیوب کے دہانہ کے درمیان واقع تھے۔ سب سے پیشقدمی کرکے مئی ۱۵۲۴ء میں شورش کردی۔ ان کے خیالات نسبتہً معتدل تھے۔ اور بعد میں ان ہی کو "اثنا عشرہ شرائط" میں منضبط کیا گیا۔ اس دستاویز میں اپنے مطالبات کے حق بجانب ہونے کی نسبت انجیل کا حوالہ دے کر وہ اپنے وزراء کا انتخاب آپ عمل میں لانے کے حق کا دعوے کرنے لگے۔ چھوٹے موٹے محصولات کی تنسیخ شکار ماہی گیری اور لکڑی کاٹنے کی آزادی۔ زمین کے ساتھ کاشتکاروں کے فروخت ہونے کے قاعدے کی تبدیلی

غلامانہ خدمات اور محاصل (Dues) کی تخفیف اور فرقہ واری حقوق کی بحالی کا مطالبہ کیا۔ یہ شورش اس موقع پر بھی تشدد سے خالی نہیں تھی۔ لیکن اگر امرا مفاہمانہ جذبہ کے ساتھ اس کا خیر مقدم کرتے۔ اور حکومت استقلال و ثابت قدمی سے کام لیتی تو غالباً اس کو رفع دفع کیا جاتا۔ لیکن امرا اپنے امتیازی حقوق پر اڑے ہوئے تھے کونسل نااہل تھی۔ اور فرڈیننڈ اپنی ساری توجہ اطالوی محاربہ کے لئے سپاہی اور روپیہ کی فراہمی میں صرف کر رہا تھا۔

شورش پھیلتی ہے

لہذا ۱۵۲۴ء کی خزاں میں فسادات میں تیزی کے ساتھ اضافہ ہوگیا اور ۱۵۲۵ء تک ساری جرمنی میں پھیل گئے تھے دریائے رہائن کے بائیں کنارہ سے ٹائرول تک اور کانسٹنس کی جھیل سے تھورنجیا اور سیکزنی تک۔ کاشتکاروں کے مطالبات انتہائی صورت اختیار کرنے لگے۔ زیادہ اعتدال پسند اختیار کھو بیٹھے۔ اور جوشیلے کارکنوں نے جو نئے طریق عمل اختیار کرتے تھے قیادت اپنے ہاتھ میں لے لی۔

فرنکونیا اور تھورنجیا کے باغی

فرنکونیا میں انتہائی تشدد کے درمیان ہم عمرانی اصلاح کے مطالبات بھی پاتے ہیں۔ جو اب عمومیہ کے اساس پر سلطنت کی تعمیر جدید کی تجویز سے متعلق تھے۔ یہ ایک ایسی تجویز تھی۔ جو زیادہ تعلیم یافتہ دماغ کا نتیجہ تھی۔ لیکن تھورنجیا اور کوہ ہرز کے نواحی اضلاع میں زیادتی انتہائی درجہ کو پہنچ گئی۔ اس کا قائد ٹامس منزر ایسے اصول کی تعلیم دیتا تھا۔ جو کلیسا اور مملکت کے تمام اختیار و اقتدار نیز سوسائٹی کے رواجات اور موجودہ حالات کے حق میں تباہ کن تھے، ملہاسن واقع تھورنجیا میں اس قائد کا پیغمبر کی حیثیت سے استقبال کیا گیا۔ لہذا اس نے اسی شہر کو اپنے اقتدار و حکومت کا مرکز بنانے کی تجویز پیش کی۔ جہاں سے وہ وحی و الہام کے موجب اپنی سلطنت پر حکومت کرسکتا تھا۔ تھوڑی دیر کے لئے تو جرمنی کے اجتماعی تار و پود کے بکھر جانے کا سخت خطرہ لاحق ہوگیا۔ ہر طرف کاشتکاروں کو سرخ روئی نصیب ہورہی تھی امرا کو یا تو ان کے استحکامات سے بھگا دیا گیا۔ یا ان کو اخوان کی حیثیت سے لیگ میں شریک ہونے پر مجبور کیا گیا۔ چھوٹے شہر جن میں اکثر کاشتکاروں کی طرح جبر و تشدد

کاشتکار بنے ہوئے تھے۔ (بلکہ بعض کمتر درجہ کے شہنشاہی شہر) اس تحریک میں شریک ہوگئے
ورٹمبرگ کے الریچ نے اس موقع سے فائدہ اٹھا کر اپنے ان علاقوں کو دوبارہ حاصل کرنے کی ٹھان لی۔ جو اس کی بدعملی کی وجہ سے (دیکھو صفحات ۱۷۱،۱۷۲) ہاتھ سے نکل گئے تھے۔ اور باغیوں کو اپنی امداد کے لئے طلب کیا۔

شورش کی ناکامی کے اسباب

جرمنی کو فی الواقع تاراج اور افراتفری کا خطرہ لاحق تھا۔ تاہم یہ مشکوک ہے کہ آیا کاشتکاروں کو مستقبل کامیابی کا کوئی موقع تھا کہ نہیں۔ قائدین اکثر خیالی اور انپڑھ سودائی تھے۔ منسٹر نہ تو پیغمبر ہی تھا اور نہ ایک سپہ سالار۔ اور باغیوں نے کوئی موثر تنظیم نہیں کی تھی۔ لوتھر ابتداءً اعتدال و مفاہمت پسندی کی تعلیم دیتا رہا۔ اس نے حکومتوں کے خلاف بغاوتوں کو قانون الہٰی کے خلاف ٹھہراتا ہوا۔ روساء اور امراء کو جور و ظلم کے خلاف دھمکی دیتا رہا۔ اور ان سے مصر تھا کہ اپنے اپنے زرعی غلاموں کی شکایات کو دور کریں۔ لیکن کاشتکاروں کی زیادتیوں نے اس کو بہت جلد متنفر اور خائف بنا دیا۔ وہ ان کے خیالات کو ناپسند کرنے لگا۔ اور ڈرنے لگا کہ کہیں اس کے اپنے کام اور اپنی حالت خطرے میں نہ پڑ جائے۔ وہ بتانے لگا کہ عیسائیت کے روحانی اصول ممکن ہے۔ کہ بغیر خطرے کے سوسائٹی اور سیاسیات میں منتقل نہ ہو سکیں۔ نیز یہ کہ اگر انجیل روح کی آزادی کا مطالبہ کرتی ہے تو وہ جسم کو قانون کی نگرانی سے آزاد نہیں کرتی۔ وہ اپنی معمولی سخت کلامی کے ساتھ شورشیوں کو مردود ٹھہراتا تھا۔ اور حکام سے کہتا تھا کہ کسی امر میں تامل نہ کریں۔ اور بے رحمی کے ساتھ ود مجروح کر دیں۔ مار ڈالیں اور گلا گھونٹ دیں۔"

اس نوبت پر فتح پیویا کی خبر نے اس مذہبی برادری کی اغراض کو تقویت پہنچائی۔ جمعیت سوبیا (Suabian League) نے ڈیوک الریچ کے خلاف ہتھیار اٹھائے۔ باشندگان سوئٹزرلینڈ نے جنہوں نے ابتداءً مزارعین کے ساتھ کچھ اظہار ہمدردی کیا تھا۔ اور ڈیوک کی تائید کی تھی۔ کچھ تو اس وجہ سے کہ داخلی فسادات پیدا ہو گئے تھے۔ اور کچھ چارلس کے انتقام کے خوف سے اپنے فوجی دستہ کو بلا لیا۔ اور الریچ کو عاجلانہ پسپائی کے لئے

لیپہیم کی شکست ۴ر اپریل

مجبور کیا گیا۔ ۴ر اپریل کو جمعیت (league) کی فوج نے الم (Ulm) کے کے قریب لیپہیم میں مزارعین کو ایک فیصلہ کن شکست دی۔ ۱۵ ہزار کو روسا

نے ہار دیگر فلپ آف ہیسے کی سرکردگی میں منزر (Munzer) کی فوج کا فرینکین ہاسن کے قریب استیصال کر دیا۔ منزر کو اسیر بنایا گیا۔ اور ملھاسن میں اس کو پھانسی دے دی گئی۔ لارین کے ڈیوک نے السیس میں زیبرن کو فتح کیا۔ اور واسگس (Vosges) میں امن وامان قائم کر دیا۔ سویبین لیگ (جمعیت اہل سوبیا) الکٹر (انتخاب کنندہ) ٹریوس، اور الکٹر (انتخاب کنندہ) پیالیٹن کی متحدہ جمعیتوں کی جانب سے ۷ جون کو وزبرگ (Wurzburgh) کی تسخیر نے فرینکونیا کی قسمت کا فیصلہ کر دیا۔ اور اس کے بعد ہی بالائی رہائین اور بلیک فارسٹ کے مزارعین نے یا تو عہد و پیمان کر لیا۔ یا ان کا پوری طرح قلع قمع کیا گیا روسا اور امرا جو دوبارہ آن بن بیٹھے ظلم و تشدد میں باغیوں کی ہمسری کرنے لگے۔ بدقسمت مزارعین کی ایک بڑی تعداد کو بے رحمی کے ساتھ تہ تیغ کیا گیا۔ اور باقی ماندہ مزارعین کے شکایات، باستثنائے چند صدا بصحرا ہو کر ہی رہ گئے۔

اصلاح مذہب پر شورش کا اثر

اگرچہ مزارعین کی کوشش ناکام رہی۔ لیکن اصلاح مذہب پر اس شورش کا گہرا اثر مترتب ہوا۔ کونسل کی قطعی ناقابلیت پھر ظاہر ہوئی۔ اور اسی اثناء میں مزارعین کی ناکامی نے جرمنی کو مذہبی اور عدم حکومت سے بچا لیا۔ لوتھری تحریک کے چار ممکنہ اثرات کے منجملہ جس کا ہم نے اوپر ذکر کیا ہے۔ اب صرف دو باقی رہ گئے تھے۔ سوال یہ تھا کہ آیا چارلس اپنی حکومت کو دوبارہ قائم کرنے میں کامیاب ہوگا۔ یا علاقہ واریت کی روح اس کے حق میں بہت قوی ثابت ہوگی۔ روسا کے اغراض و مقاصد کو فی الواقع تقویت حاصل ہوئی۔ انھوں نے جنگ مبارزین کی طرح اب کے بھی اپنے اقتدار کو ثابت کر دکھایا اور جمعیت سوبیا (Suabian League) کے ساتھ انھوں نے خود کو ملک کا حقیقی مالک ظاہر کیا۔ لوتھر ایک حد تک ادنی تر طبقات کی تائید کھو چکا تھا۔ اور پہلے سے زیادہ روسا کی طرف مائل ہونے پر مجبور تھا۔ بریں ہمہ شہنشاہ کی حیثیت انتہا درجے کی مخدوش تھی۔ لوتھر کے مخالفین نے بشکل ہی کافی انصاف کی بنا ان تمام فسادات کی ذمہ داری اس پر عاید کی۔ اور دیگر متعدد ڈیوک اور شائستہ افراد نے اس کا ساتھ چھوڑ دیا۔ خود چارلس کو مزید یقین حاصل ہو گیا۔ کہ الحاد اور بغاوت ایک ہی چیز ہیں۔ لہذا اس نے الحاد کے استیصال کا

عزم صمیم کرلیا۔ اور معلوم ایسا ہوتا تھا کہ فتح پیویا کی بدولت اس کو اس بات کا نہایت اچھا موقع ہاتھ آگیا تھا۔ سب کچھ اس پر منحصر تھا کہ اس فتح کے کیا نتائج مترتب ہوں گے۔



چوتھا باب

عہد نامۂ میڈرڈ سے عہد نامۂ کریپی تک

عہد نامۂ میڈرڈ جمعیت کاگنیک۔ روما کا تاخت وتاراج فلارنس سے میڈیسیوں کا خروج جنگ آورسا۔ معاہدۂ بارسیلونا صلح کمبرے۔ شہنشاہ چارلس کی تاج پوشی۔ مجالس اسپائیرس و آگسبرگ۔ شملکالڈے۔ زونگل سوئٹزرلینڈ میں۔ صلح نیورمبرگ۔ باربروسا الجزائری۔ چارلس اور فرانسس کے مابین تجدید جنگ۔ نیس کا التوائے جنگ۔ بغاوت گھنٹ کی سرکوبی۔ بنسٹر میں انابپٹسٹ۔ مجلس ریاٹسبن ۱۵۴۲ء کی لڑائی۔ عہد نامہ جات کریپی و آرڈرس۔

۱۔ عہد نامۂ میڈرڈ جمعیت کاگنیک۔

چارلس نے اپنی خوش قسمتی کی خبر پاکر وہی پرسکون استقلال قائم رکھا جس کا اظہار وہ اس زمانے میں بھی کرتا رہا جب کہ شکست اس کو آنکھیں دکھارہی تھی۔ اس نے تمام سرکاری جشن و شادمانی کو منع کردیا اپنی تمام کامیابیوں کو خدا کے فضل پر محمول کرنے لگا۔

فتح پیویا کے بعد چارلس کا طرزِ عمل اور مشکلات

اور اعتراف کرنے لگا کہ اس کی بس یہی ایک خواہش ہے کہ دائمی صلح و امن قائم رہے تاکہ وہ عالم عیسائیت کی توپ و تفنگ کو ترکوں کے خلاف استعمال کر سکے۔ لیکن اس نے قبل ازیں بیقین ظاہر کیا تھا کہ صلح و امن کی توقع فرانس کی اطاعت کیشی میں مضمر ہے اور اس نے اپنا یہ خیال نہیں بدلا تھا۔ لیکن یہ متابعت کس طرح عمل میں لائی جائے؟ اس موقع پر جنگ بعید از بحث تھی۔ چارلس کے پاس روپیہ نہیں تھا حتی کہ افواج کی تنخواہ باقی داد تھی۔ جرمنی میں اب تک جنگ ہزار عین جاری تھی اور فرڈیننڈ مدد دینے سے قاصر تھا۔ البتہ ہنری ہشتم کو شاید فرانس پر چڑھائی کرنے پر راضی کیا جا سکتا۔ بشرطیکہ شہنشاہ اس کے دعوئے تخت و تاج فرانس کو تسلیم کر لیتا۔ لیکن چارلس انگلستان کو اس طرح سرفراز کرنا نہیں چاہتا تھا۔ اور اسی لئے تمام قطعی مواعید سے انکار کر دیا۔ لہذا ولسی کو موقع مل گیا اور اس نے ماہ اگست میں فرانس کے ریجنٹ (نائب السلطنت) کے ساتھ ایک معاہدۂ اتحاد طے کیا جس کی رو سے ہنری نے سالانہ وظیفے کے معاوضے میں اس مطالبے کا وعدہ کر لیا کہ باعزت شرائط پر شاہ فرانس کو رہا کر دیا جائے۔ اٹلی اپنے ملک کی حفاظت کے لئے اتحادیوں کو فراہم کر رہی تھی اور کلیمنٹ اگرچہ وعدے کئے چلا جا رہا تھا لیکن مشہور ہو چکا تھا کہ وہ دھوکا دے رہا ہے۔ فرانس اگرچہ اپنی ایک فوج اور شاہ کو کھو چکا تھا پھر بھی فرانس ہی تھا اور مصمم ارادہ کر چکا تھا کہ جب تک ملک میں آخری کوڑی اور آخری خطرۂ خون باقی ہے۔ تب تک وہ حملے روکنے میں ثابت قدم رہے گا۔ لہذا جنگ کا خیال بے سود تھا۔ اور نہ چارلس کو معاہدے کی بدولت حصول مقصد کی کوئی بہتر صورت نظر آتی تھی اس کے یہ مطالبات کہ اس کے علاقے سے برگنڈی اور آرتوا کا الحاق کر دیا جائے اور بوربان فرانس سے آزاد ہو کر پروانس پر قابض ہو جائے، غصے کے ساتھ نامنظور کر دئے گئے۔ فرانسیسی اپنے علاقے کی قطع و برید کو منظور نہیں کر سکتے تھے اور شاہ فرانس نے اعلان کر دیا کہ وہ ایسی بے عزت خلاصی خریدنے کے عوض بہت جلد مر کر اسیری سے نجات حاصل کر لے گا۔ لیکن فرانسیسی اپنے حریف کی قوت عمل سے معرا تھا اور چندہی دنوں بعد اپنی گلو خلاصی او ھیسٹرین میں رہنے لگا۔ یہ سن کر کہ ایک اسیر کی حیثیت سے اس کو نیپلز روانہ کرنے کی تجویز ہوئی ہے اس نے لیناڈے کو رضامند کر لیا کہ بجائے

مقام اول الذکر کے اسپین بھیج دیا جائے (جون) کیونکہ چارلس کی ملاقات سے اس کے بہت سے توقعات وابستہ تھے۔ جس شخص سے اس کو واسطہ پڑنے والا تھا اُسے اس نے نہیں سمجھا۔ چارلس میں سب سے زیادہ غیر معمولی بات یہ تھی کہ جب وہ کوئی فیصلہ کر لیتا تھا تو نہایت استقلال کے ساتھ اس پر قائم رہتا تھا اور یہ روش اکثر ضد کے درجے تک پہنچ جاتی تھی۔ وہ آرتا ے اور برگنڈی کے مطالبات کو درست تصور کرتا تھا؛ برگنڈی خصوصاً اس کی نسل کا گہوارہ تھی اور اس کی دادی میری ؔ سے ناجائز طور پر چھین لی گئی تھی۔ لہٰذا اس کا واپس ہونا اس کے نزدیک ضروری تھا فرانسس اور سفرائے فرانس نے اس کے مطالبات کی تخفیف کے لئے لاحاصل عذرات پیش کئے۔ چارلس اس سے غیر متاثر رہا۔ اور حتیٰ کہ شاہ فرانس سے اس وقت تک ملاقات کرنے سے انکار کرتا رہا جب تک کہ شدید بخار نے اس قیدی کی جان کو خطرے میں نہیں ڈال دیا۔ اس خبر نے کہ کلیمنٹ اور اہل اٹلی فرانس کے ساتھ اتحاد قائم کر رہے ہیں اور ملان کا فرانسس کومیریا اسفورزا سے جو خود اس کا تخلیق کردہ تھا برگشتہ ہو رہا ہے۔ نیز میلانی چانسلر موروؔن کی جانب سے اس کے بہترین جنرل پسکارا کی عزت و ناموس کو برباد کرنے کی کوشش کر رہے ہیں اگرچہ پسکارا[1] نے وفاداری یا خود غرضی کے احساسات سے مجبور ہو کر اپنے آقا کو تمام رازوں سے آگاہ کر دیا تھا۔ ان سب باتوں نے چارلس پر کوئی اثر نہیں کیا۔ موروں کو گرفتار کر لیا گیا، اسفورزا کی نسبت اعلان کیا گیا کہ وہ اپنی ریاست کھو چکا اور شہنشاہی افواج نے اس کو اپنی گڑھی میں محصور کر لیا۔

فرانسس نے سخت بیماری سے صحت پانے کے بعد فرار ہونے کی کوشش کی لیکن اس منصوبے کا انکشاف ہو گیا۔ اس کی پاداش میں بجز برگنڈی سے دست بردار ہونے کے کوئی اور صورت باقی نہیں رہی اور فرانسس کی راج ماتا سیوائے کی لوئیسی نے بھی اس کو اسی پر مجبور کیا۔ اور اس وجہ سے فرانسس کو یہ بات تسلیم کرنے ہی بنی

[1] پسکارا کی محرکات کے مسئلے میں بمگارٹن کی کتاب گسخشٹے کارل پنجم (Geschichte Karl V) باب ۲ صفحہ (۵۳ ۴) کا مقابلہ کرو۔

لیکن یہ یقین دلاتے ہوئے کہ صرف وہی اپنی رعایا کو اس الحاق پر رضامند کر سکتا ہے اپنے دونوں بڑے بیٹوں کو کفیل کی حیثیت سے چھوڑ کر خود رہا ہونے کی کوشش کی اور وعدہ کیا کہ اگر اپنی رعایا کی منظوری نہیں حاصل کر سکا تو اسیری میں واپس چلا آئے گا چارلس اس کی بھی اجازت دینے سے سخت ناراض تھا اور اس کا چانسلر گاٹینارا جس نے نتیجہ کو دوربینی سے معلوم کر لیا تھا اس کی تائید پر تھا۔ لیکن اٹلی کی حالت خطرناک اور لاعلاج ہو چکی تھی۔ پیکارا نے ۳/ دسمبر کو انتقال کیا۔ لیکن آخری دم تک اپنے آقا سے اصرار کرتا رہا کہ اگر وہ اٹلی کو بچانا چاہتا ہے تو فرانس سے صلح کر لے، اس کے اور سب مشیر بھی اسی رائے پر متفق تھے۔ لہذا چارلس مان گیا اور معاہدہ میڈرڈ پر رضامندی ظاہر کی۔

اس معاہدے کی رو سے فرانسس کو ٹورنے حوالے کرنا، تمام شاہی اختیارات کے ساتھ برگنڈی کو واپس کرنا اٹلی پر اپنے تمام استحقاقات کی دعاوی نیز فلمیاانڈرس اور آرتوا پر اپنے حقوق آقائی سے دست بردار ہونا پڑا۔ نیز فرانسس کو اپنے اتحادیوں کی حفاظت سے دست کش ہونا، چارلس کے قرضہ، انگلستان کو خود ادا کرنا اور ترکوں کے خلاف اس کو مدد دینے پر راضی ہونا پڑا۔ بوربان کو اپنے ضبط شدہ مقبوضات اور میلان کی ڈچی ملنے والی تھی۔ فرانسس نے وعدہ کیا کہ توثیق معاہدہ کی بنا پر وہ پرتگال کی بیوہ ملکہ و شہنشاہ کی ہمشیر ایلیونورا سے عقد کر لے گا اس معاہدے کی تکمیل کے لئے اپنے دو لڑکوں کو کفالت میں چھوڑ دیا۔

عہدنامہ میڈرڈ ۱۴/ جنوری ۱۵۲۶ء

لیکن اس معاہدے کی قیمت ایک کاغذ کے پرزے سے زیادہ نہیں تھی۔ اگرچہ چارلس نے فرانسس کو اپنے اعزاز مبارزت اور انجیل کی قسم کھانے پر مجبور کیا تھا کہ وہ معاہدے کی تکمیل کر کے رہے گا یا اسیری میں واپس آجائے گا۔ لیکن جونہی اس کو خلاصی نصیب ہوئی اس نے معاہدے کی تکمیل سے انکار کر دیا۔ معاہدے پر دستخط کرنے سے ایک دن بیشتر اس نے خود اپنے سفراء سے احتجاج کیا کہ اس طرح بہ جبر منوائے ہوئے مواعید کی پابندی کو وہ آپ پر لازمی نہیں سمجھتا اور انھیں صاف اطلاع دے دی کہ ان مواعید کا پابند نہیں رہنا چاہتا۔ ہمیں حیرت ہے کہ یورپ میں اس پر کوئی اظہار تعجب نہیں کیا گیا۔ وسی نے فرانسس کو یہ طرز عمل اختیار کرنے پر اصرار کیا۔ اور کلیمنٹ نے اس کو حلف سے

بریت دے دی۔

لہذا شاہ فرانس کی بریت نے چارلس کے دشمنوں میں جرأت پیدا کردی اور ۲۲رمئی کو پوپ، فرانسس، وینیس اور فلارنس نے، ہنری انگلستان، کے تحفظ میں مقدس جمعیت کاکنیک قائم کی۔ اس کا منشا یہ تھا کہ اسفورزا کو میلان کا قبضہ ملے تمام اطالوی ریاستیں قبل از جنگ حیثیت پر عود کرائیں، چارلس کچھ رقم لے کر نوجوان شہزادگان فرانس کو رہا کردے اور تین ماہ کے اندر ہی اندر انگلستان کا قرضہ ادا کردے۔ ارکان جمعیت نے ایک دائمی صلح و امن کی خواہش کا اعلان کیا۔ لہذا چارلس اور دیگر تمام روسا کو جمعیت میں شامل ہونے کا موقع دیا گیا۔ لیکن اگر شہنشاہ نے انکار کیا تو اس کو نہ صرف اہل میلان سے جدا کرکے بھوگا دیا جائے گا بلکہ نیپلز سے بھی نکال دیا جائے گا۔ جس کے بعد مقام آخرالذکر کو پوپ اپنے قبضے میں لے لے گا اور فرانس کو سالانہ محصول ادا کرے گا۔

جمعیت کاکنیک ۲۲رمئی ۱۵۲۶ء

اب چارلس کو ایک ایسا اتحاد دھمکی دینے لگا جو تمام سابقہ اتحاد و اشتراک سے کہیں زیادہ ہمت شکن تھا یہ سلسلہ یہیں تک ختم نہیں ہوا اس کی فوج تنخواہ اور غذا کے لئے باغیانہ صورت اختیار کرتی جارہی تھی اطالیوں کی بالاستقلال مخالفت کی وجہ سے خطرے میں پڑگئی تھی۔ اس کے دو بہترین جنرل کارونا اور پسکارا فوت ہوچکے تھے، اور بوربان نے بیناہے وبسرائے نیپلز کے ساتھ جھگڑا کرلیا تھا۔ ہنگری میں سلیمان جنگ موہیکس (۲۸راگست ۱۵۲۶ء) میں فتح و نصرت سے دوچار ہورہا تھا اور یہ ایک ایسی فتح تھی جس کی بدولت اس ملک کا ایک جزاعظم اس کے ہاتھ آنےوالا تھا۔ فرانسس اس دشمن عالم عیسائیت کے ساتھ گفت وشنید صلح میں مصروف تھا اور حتیٰ کہ وینیس نے اعلان کردیا تھا کہ وہ شہنشاہ کی ماتحتی پر اس ترک کے ماتحت رہنے کو ترجیح دیتا ہے۔

چارلس کی خوش قسمتی سے ارکان جمعیت اپنے مقصد مشترک میں دلی گرمجوشی کا اظہار نہیں کررہے تھے۔ فرانسس ناگوار ایام قید و بند کی تلافی پر مائل تھا اور اپنا وقت صید و شکار اور دیگر عیش و عشرت کے سامان میں بسر کرنے لگا۔ وہ یوں تو پوری عمل کی ضرورت پر انتہائی حیرت انگیز جذبات کا اظہار کرتا رہا اور جمعیت کو ترغیب دیتا رہا

سکہ چارلس سے آسان ترین شرائط حاصل کرے لیکن خود کچھ نہیں کیا۔ ویسی چارلس سے علانیہ بگاڑ پیدا کرنا نہیں پسند کرتا تھا اور ہنری ہشتم کو اس پر رضامند کر لیا کہ جمعیت کی سرپرستی سے انکار کر دے وسئلۂ طلاق تو پیدا ہو ہی چکا تھا، اور اگر اس نے اسی کو ایک طرف پوپ اور شہنشاہ کو باہمی مفاہمت سے باز رکھنے کا موقع دیا تو دوسری طرف اُس کو بلا ضرورت چارلس کو برافروختہ نہ کرنے کے زبردست اسباب ہاتھ آ گئے۔

بالآخر ڈیوک آف اربینو سپہ سالار افواج وینیشیا یا تو ناقابلیت کی وجہ سے یا پوپ کے افتدار میں غیر موجہ اضافہ نہ کرنے کی خواہش سے جنگ کو شدت و تیزی کے ساتھ جاری رکھنے میں قاصر رہا۔ لہذا شہنشاہیت پسند لوگ اپنی جد و جہد کو صرف میلان کی گڑھی تک محدود رکھنے میں کامیاب ہوئے اور ۲۴ جولائی کو اسفورزا کو ہتھیار ڈالنے پر مجبور کیا گیا۔ کالونیسی لوگ کارڈنیل پاپیئو کی سرکردگی میں اب اٹھ کھڑے ہوئے اور ڈان ہیوگو مونگاڈ رجانشین پسکارا نے ان کی حمایت کی

شہنشاہیت پسندوں کو میلان کی حوالگی ۲۴ جولائی سنہ ۱۵۲۶ء

۲۲ اگست کو انھوں نے صلح کرنے کا حیلہ کیا لیکن کلیمنٹ نے جونہی اپنی فوج کو برطرف کیا مونکاڈا اور کارڈنیل فرانسس کی دغابازی کی ہم سری کر کے کالونیسیوں کے لشکر کے ساتھ روما کی فصیلوں کے سامنے نمودار ہوئے۔ شہریوں نے اس اطمینان دہی پر کہ کالونیسی انھیں صرف پوپ کے جور و ظلم سے نجات دلانے کے لئے آئے ہیں اور اس دھمکی کی بنا پر کہ اگر انھوں نے ذرا بھی نقل و حرکت کی تو تباہ و برباد کر دئے جائیں گے، مدافعت نہیں کی، پوپ کا قصر، دینی و دنیوی سفرا کے امکنہ تاخت و تاراج کر دئیے گئے، سینٹ پیٹر کی کلیسا کو لوٹ لیا گیا اور ہوسٹ (Host) کی سخت توہین کی گئی کلیمنٹ باب مُحنت بے پناہ ہونے کی وجہ سے شرائط کو تسلیم کرنے پر مجبور ہو گیا (۲۱ ستمبر) اس نے وعدہ کیا کہ لمبارڈی سے اپنی فوج کو واپس طلب کر لے گا، شہنشاہ کے ساتھ چار ماہ تک جنگ ملتوی رکھے گا اور کالونیسیوں کو معافی دے دے گا لیکن اس خبر نے کہ جمعیت (لیگ) کے لشکر نے کریمونا کو مسخر کر لیا ہے اُس کے دل میں عہد شکنی کی تحریک پیدا کر دی۔ اُس نے کالونیسیوں کے علاقوں کو تاخت و تاراج کرنے کے لئے اپنا لشکر بھیج دیا۔ اور کارڈنیل پاپیئو کو جاہ و مراتب سے محروم کر دیا۔

غساڈا نے شہنشاہ سے کہا تھا کہ وہ اس امر سے انکار کر دے کہ روم پر اس نے حملہ کیا تھا۔ چارلس نے ایسا ہی کیا لیکن ساتھ ہی کارڈینلوں کی جمعیت کو متنبہ کیا کہ اگر کوئی بات عالم عیسائیت پر پیش آئی تو اس کا الزام پوپ پر رہے گا جس نے جمعیت میں شرکت کر کے اعزاز مسیح اور اس کے متبعین کی رفاہ کی کوشش کی بجائے اپنے ذاتی خواہشات کی تکمیل کی کوشش کی، شہنشاہ نے چھ ہزار اسپینی سپاہیوں کو اٹلی روانہ کیا فرڈیننڈ حکم دیا کہ فرنڈسبرگ کی سرکردگی میں آٹھ ہزار جرمنوں کو روانہ کرے۔ نومبر میں اس دشمن پاپائیت نے اپنے

روم کی بربادی ۶ رمئی ۱۵۲۷ء

لشکر کے ساتھ جس کا بیشتر حصہ جرمنی کے بیابانی لیٹروں سے فراہم کیا گیا تھا جس میں اکثر پیروان لوتھر بھی تھے، کوہ آلپس کو عبور کیا۔ اواخر دسمبر تک وہ پیاسنزا پہنچ گیا باوجودیکہ جمعیت (لیگ) کی افواج نے مزاحمت کی کمزور کوششیں کیں اسی اثنا میں لینائے اسپین سے فراہم کردہ فوج کے ساتھ ٹسکنی میں سینٹ اسٹیفانو میں داخل ہوا ایک شاہد عینی کا بیان ہے کہ کلیمنٹ اب اس قدر حواس باختہ ہو گیا تھا کہ وہ نہیں جانتا تھا کہ خود کہاں ہے، کبھی وہ لینائے کے ساتھ شرائط صلح کے ایک ایک لفظ پر تکرار کرتا اور کبھی اس کی فوج کو کلیسا سے خارج کرنے کی دھمکی دیتا۔ بالآخر ۱۵ مارچ کو اس نے آٹھ ماہ کے لئے جنگ ملتوی کر دی لیکن اس التوا نے اُس کو پناہ نہیں دی۔ فروری میں فرنڈسبرگ بوربان اور اُس کی ملانی افواج سے آملا۔ اُن کا سب سے پہلا خیال فلارنس پر حملہ آور ہونے کا تھا۔ لیکن یہ سن کر کہ یہ شہر مدافعت کے لئے تیار ہے اور ڈیوک آف اُربینو کی جمعیت (لیگ) کی فوج اس کی حفاظت کر رہی ہے، بوربان نے روما کا رُخ کیا اور یہ اعلان کیا کہ اس کی فوج باغی ہو گئی ہے اور روم چلنے پر مجبور کر رہی ہے۔ جتنی جتنی پیش قدمی یہ کرنے لگا اٹلی کے باشندے لوٹ اور غارت کے ارادے سے جوق درجوق آ نکلنے لگے۔ ۶ رمئی کو دو مرتبہ پسپا ہونے کے بعد اِس 'ابدی شہر' کے استحکامات مسخر ہوئے اگرچہ بوربان کام آیا۔ اور آٹھ روز تک روما تاراجیوں کے ہاتھ میں تھا۔ اگرچہ قدیم وحشیوں کے ہاتھوں اس شہر کو بہت کچھ صدمہ پہنچا تھا لیکن غالباً اب کی طرح وہ کبھی عیسائیوں کی وحشیانہ لوٹ کھسوٹ کا شکار نہیں ہوا تھا۔ بوربان کی ہلاکت اور فرنڈسبرگ کی غیر موجودگی نے کیونکہ وہ بمقام بولونا مہلک مرض میں مبتلا تھا انھیں

اشخاص کو دُور رکھا جو افواج کو غیظ و غضب اور ہلاکت خیزیوں سے باز رکھ سکتے تھے۔
اسپینیوں نے سفاکی کی انتہا کر دی اور پیروان لوتھر نے کفر والحاد اور توہین و تذلیل میں انھوں نے بلا امتیاز دوست و دشمن لوٹ اور غارتگری کی۔ ایک ہمعصر کا قول ہے کہ روما میں کوئی مکان۔ کوئی گرجا یا خانقاہ خواہ وہ چھوٹی ہو یا بڑی۔ رومیوں کی ہو یا اجنبیوں ان کی تباہ کاریوں سے نہ بچ سکی۔ ایک اور شخص کا بیان ہے کہ، کارڈنل اسقف درویش پادری، بوڑھی ننیں، شیر خوار بچے، معزز خواتین خاص برادر، ملازمین، حتیٰ کہ مفلس ترین لوگ بھی عدیم النظیر مظالم اور بے رحمیوں کا شکار ہوئے ان میں سے اکثر تو تین تین مرتبہ مشق ستم بنے، پہلے اطالیوں کے ہاتھوں، اس کے بعد اسپینیوں کے اور پھر نیزہ بردار مبارزوں کے ہاتھ اخیر میں شریر النفس کالونیسی جو فاقوں سے جاں بلب تھے نمودار ہوئے اور وہ سب کچھ لوٹ لیا جس کی طرف دوسرے سپاہیوں نے نظر تک نہیں ڈالی تھی۔ کہا جا سکتا ہے کہ بربادی روما نے اٹلی کے دور عظمت کا خاتمہ کر دیا۔ اور وہ جدید علوم و فنون کی قیادت سے بھی محروم ہو گئی۔

اسی اثنا میں بدنصیب پوپ سینٹ انجیلو کی گڑھی میں محصور رہا۔ وہ شہر کی تاراجی کے دوران میں راہ فرار اختیار کر سکتا تھا، لیکن اس نے تاخیر کی اور اعتماد کرتا رہا کہ جمعیت کی فوج اس کی تائید کے لئے پہنچ جائے گی۔ حقیقت یہ ہے کہ بالآخر فوج پہنچی، لیکن ڈیوک آف اُربینو اس امر کا اعلان کرتے ہوئے کہ اس میں حملے کے لئے کافی قوت نہیں ہے وہاں سے چل کھڑا ہو۔ ۷ رجون کو کلیمنٹ اطاعت قبول کرنے پر مجبور ہو گیا۔ اُس نے رقوم مطالبہ ادا کرنے کا وعدہ کیا، ضمانت کی حیثیت سے چھ شہر حوالے کئے، اور پہلی قسط کی ادائی تک اپنے تیرہ کارڈنلوں کے ساتھ اسیری میں رہنے پر راضی ہو گیا۔ بعض لوگوں نے شہنشاہ کو مشورہ دیا کہ اراضی پاپائیت چھین لی جائیں اور اُس کو صرف مذہبی وظائف تک محدود کر دیا جائے، یا کم سے کم پوپ کے دربار کی حیثیت اتنی گھٹا دی جائے کہ وہ اس سے ہمیشہ جس طرح چاہے پیش آسکے اور اُس پر اپنی حکومت قائم رکھ سکے۔ اگرچہ چارلس نے تباہی روم کو قہر الٰہی سے تعبیر کیا لیکن غالباً سچے دل سے اُس پر متاسف تھا۔ اور اگر وہ انتہائی انتقام

۱۔ تخریب روما کی بابت چارلس کی ذمہ داری پر آرمسٹرانگ کی تاریخ چارلس پنجم باب اصفحہ ۱۷۲، کا مقابلہ کرو

کو بھی روا رکھتا تو ایسی حرکت اس سے سرزد نہ ہوتی۔ حقیقت حال یہ ہے کہ پوپ کی گرفتاری سے اس کو اتنا ہی فائدہ پہنچنے کی توقع تھی جتنا کہ شاہ فرانس کی گرفتاری سے پہنچا۔ روما کی بربادی کی خبر نے عیش پسند فرانسس کو چونکا دیا اور انگلستان کو اپنی مدبرانہ بے عملی کا مسلک بدلنے پر مجبور کیا۔ ولسی کو بھی اپنے متکبر و پر رعونت آقا کے خلاف یہی صورت اختیار کرنے پر مجبور ہونا پڑا۔ ہنری ہشتم چارلس کی پھوپی ملکہ کیتھرائن کو طلاق دینے کا مصمم ارادہ کر چکا، لہذا نہ صرف

فرانسس کے ساتھ ہنری ہشتم کا اتحاد اپریل مئی ۱۵۲۷ء

فرانسس کی تائید حاصل کرنا اس کے لئے اہم ہو گیا تھا۔ بلکہ پوپ کی ممنونیت بھی۔ لہذا ۳۰ اپریل و ۲۹ مئی کے عہد نامہ جات کی رو سے ہنری ایک دائمی وظیفے کے معاوضے میں تخت فرانس کے دعوے سے دست بردار ہو گیا۔ شیر خوار شہزادی میری شاہ فرانس کے دوسرے فرزند کے ساتھ منسوب کر دی گئی اور اس کو اطالوی جنگ کے لئے انگلستان نے رقم دینے کا وعدہ کیا۔ اگلے اگست میں ولسی نے امینس میں شاہ فرانس کے ساتھ ایک موتمر منعقد کی۔ طے پایا کہ پوپ کی حراست کے اثنا میں اپنے اپنے علاقوں میں کوئی ایسا فرمان جاری نہ کیا جائے جو کسی فریق کے اغراض و مفاد کے حق میں مضر ہو۔ فرانس اور انگلستان کے کلیساؤں کا انتظام اپنے ملک کے اسقفوں کے ہاتھ میں رہے اور یہ کہ ولسی نے اپنے سفرا اور صدر اسقفوں کی عدالتوں میں جو فیصلے صادر کئے ہیں ان کو پوپ کی ممانعت کے باوجود نافذ العمل کیا جائے۔ فریقین معاہدہ نے یہ بھی فیصلہ کیا کہ چونکہ پوپ اسیری میں ہے۔ لہذا اس سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ اپنے اقتدارات کو کسی اور شخص کے تفویض کر دے تاکہ وہ موجودہ ضروریات کے مناسب حال کارروائی اختیار کر سکے۔ ولسی نے یہ بھی تجویز کی کہ خود اسی کو پاپائی وکار مقرر کیا جائے۔ یہ عجیب تجاویز اس خطرے پر مبنی تھیں کہ کہیں چارلس اپنے قیدی کے اقتدارات کو ان کے مفاد کے خلاف استعمال نہ کرے لیکن اس میں کچھ شبہ نہیں کہ ولسی کو یہ توقع تھی کہ اس طرح اس کو مسئلۂ طلاق کے فوری تصفیے کا اختیار بھی حاصل ہو جائے گا۔

فرانسیسیوں کا اٹلی میں دوبارہ داخلہ ۳۰ جولائی

اسی اثناء میں ایک جدید فرانسیسی فوج لوٹرک کی سرکردگی میں اٹلی پر حملہ آور ہوئی اور قلیل مدت میں باستثنائے میلان

کل لمبارڈی کو حاصل کر لیا جس کی مدافعت انٹونیو ڈی لیوا نے نہایت شدت کے ساتھ کی اگر یونزک اسفورزا اور ڈیوک آف اربنیو کے اصرار کے بموجب اپنے تمام مساعی شہر ہی پر صرف کر دیتا تو وہ یقیناً مسخر ہو جاتا، کیونکہ لیوا کے پاس صرف چند آدمی تھے اور نقد رقم و رسد کم تھی۔ تاہم یہ مشہور تھا کہ لیوا آخری دم تک لڑے گا۔ اور لونزک چونکہ اپنی قوت کو ایسی خطرناک لڑائی سے کمزور کرلنے پر رضامند نہیں تھا لہٰذا وہ کلیمنٹ کی نجات کے لئے جنوب کا رخ کیا (اکتوبر ۱۵۲۷ع)۔ پوپ کی حالت حقیقت میں قابل رحم تھی۔ رقم اس کے پاس مطلق نہیں تھی، اور فدیہ ادا کئے بغیر وہ اپنی رہائی حاصل نہیں کر سکتا تھا۔ اسی دوران میں روم بے رحم سپاہیوں کا شکار بنا رہا۔ ڈیوک آف فرارا نے ریگیو اور موڈینا کو مسخر کر لیا۔ حتیٰ کہ اہل وینس باوجود اس کے کہ وہ پوپ کے حلیف تھے ایونا اور سرویا پر قابض ہو گئے اور عذر یہ کیا کہ انھوں نے قزاقوں کی دست برد سے شہروں کو بچانے کے لئے یہ طرز عمل اختیار کیا ہے۔

ڈیلسی کا فلارنس سے دوبارہ اخراج - ۱۷ / مئی ۱۵۲۷ع

اس سے برا یہ ہوا کہ اہل فلارنیٹن نے ہی میں ڈیلسی کے خلاف دوبارہ سرکشی کی، پوپ کے دو بھائیوں آلیساندرو اور ایپولٹو کو شہر سے نکال دیا اور دیرینہ تجربہ کار نکولو کیاپونی کی تحت ایک جمہوریت قائم کر لی۔ کلیمنٹ نے کلیسا کے اغراض و مفاد کو اس جدوجہد میں قربان کر دیا تھا کہ دنیوی طاقت میں تقویت پہنچائے اور اپنے خاندان کو سرفراز کرے جس کا نتیجہ آخر میں یہ نکلا جس کا ابھی مذکور ہوا۔ لیکن لونزک روم پہنچنے سے پیشتر پوپ نے بالآخر رہائی حاصل کر لی۔ چارلس نے محسوس کر لیا کہ کلیمنٹ کی اسیری سے اس کو کچھ فائدہ نہیں پہنچ رہا ہے، لہٰذا وہ خلوص نیت سے اس بات کا خواہشمند ہوا کہ اس سے صلح کرے اور اتحاد کی بیخ کنی کی طرف متوجہ ہو۔ لہٰذا اس نے ماںکیڈا کو حکم دیا کہ شرائط صلح طے کرلے لیکن ساتھ ہی ساتھ یہ بھی تنبیہ کی کہ وہ اس امر سے باخبر رہے کہ جس طرح خود اس نے فرانسس سے دھوکا کھایا تھا کہیں وہ بھی اسی طرح دھوکے میں نہ آجائے۔ لہٰذا ۲۶ نومبر کو حسب ذیل معاہدہ کیا گیا پوپ فوراً ایک معینہ رقم ادا کرے اور مزید رقم کا وعدہ کرے۔ اس نے وعدہ کیا کہ اٹلی سے متعلق شہنشاہ کے مقاصد کی مخالفت نہیں کرے گا۔ اسپین کے محاصل امور مذہبی سے ایک، کروزاڈا، اور نیپلز مذہبی خراج کا

کلیمنٹ چارلس کے ساتھ صلح کر لیتا ہے۔ ۲۶ نومبر لیکن روپوش کو فرار ہو جاتا ہے۔ ۶ دسمبر

نصف حصہ ادا کرے گا۔ اوسٹیا سوٹیا ویچیا، اور سوٹیا کاسٹیلانا ضمانتوں کی حیثیت سے چارلس کے قبضے میں دے دئے جائیں گے نیز پانچ کارڈینل بھی حوالے کئے جائیں گے۔ پوپ اگلے مہینے کی ساتویں تاریخ کو رہا ہونے والا تھا۔ لیکن وہ ایک رات پیشتر اس خوف سے کہ کہیں پھر نہ قید کر دیا جائے بھیس بدل کر ارویٹو کے پاپائی استحکام میں جا پناہ لی۔ بالکل اسی طرح چارلس کے معاملات بگڑتے گئے۔ اور فلارنس اگرچہ اس نے مڈیسی کو خارج کر دیا تھا جمعیت (League) سے دست بردار نہیں ہوا۔ لیوا تاحال میلان پر قابض تھا اس نے چارلس کو اطلاع دی کہ دغا اہر دن اعجاز نہیں دکھاتا، اور یہ کہ اگر عاجلانہ مدد نہ بھیجی جائے تو اس کی فوج اگرچہ خود کو حوالہ نہ کریگی لیکن فاقے ضرور کرنے لگے گی اینڈریا ڈوریا نے جنیوا کو فرانس کے حق میں فتح کر لیا۔ لینائے والیسرائے نیپلز بھی اسی زمانہ میں طاعون سے فوت ہوا۔ فرانسیسی فوج نے لوٹرک کی سرکردگی میں شہنشاہی فوج کو محصور کر لیا۔ جو نیپلز کو مخلصی دلانے کے لئے پرنس آف آرنج کی سرکردگی میں روانہ کی گئی تھی۔ معلوم ایسا ہوتا تھا کہ نیپلز کی بربادی کا وقت آگیا ہے اور ادھر فرانسس خوشیاں منانے لگا۔

لیکن جیسا کہ اس طویل جنگ وجدال کے ہر اہم اور نازک موقع پر پیش آیا، فرانسیسی جتنا زیادہ متیقن ہوتے تھے اسی قدر شکست سے قریب تر ہوتے تھے۔ اگرچہ شہنشاہی فوج کا حال تنخواہ اور غذا کے اعتبار سے بُرا تھا اور اس وجہ سے وہ ناتابعدار اور لوٹ کھسوٹ کے لئے تیار رہتی تھی تاہم تحمل و برداشت کے اعتبار سے اور میدان جنگ میں فرانسس کی افواج سے یقیناً بہتر تھی۔ اس وقت تک دشمنوں کی فوجیں شمار میں شہنشاہی فوجوں سے بہت زیادہ تھیں، لیکن آخر الذکر کے تحمل و استقلال نے

فرانسس اور ڈوریا میں تنازع

دشمنوں کی طاقت زائل کر دی اور وہ بہت جلد میدان کارزار میں ان کے مقابلے کے قابل ہو گئی۔ نیپلز کی قسمت سمندر پر قابو رکھنے والوں کے ہاتھ میں تھی۔ اور اس وقت اس پر انڈریا ڈوریا اور اس کے بھتیجے فلیپینو کی فرمانروائی تھی۔ انڈریا ڈوریا نے انس

انقلاب کی قیادت کی تھی جس کے دوران میں جنیوا فرانسیسیوں کے ہاتھ آگیا تھا۔
لہٰذا وہ بہت جلد اپنے کرتوت پر نادم ہوا۔ فرانسس نے انڈریا ڈوریا کی جن
کشتیوں سے کام لیا تھا اُن کی مناسب قیمت اور اپنے قیدیوں کا فدیہ ادا کرنے
سے انکار کرکے نہ صرف شخصی طور پر اس کی توہین و تذلیل کی بلکہ جنیوا سے بے التفاتی
برتنے اور سیونا کو جس کو فرانس نے حال ہی میں حاصل کیا تھا جنیوا کا تجارتی حریف
بنانے کی کوشش نے اُس کے جذبۂ حب الوطنی کو متحرک کردیا۔ ڈوریا کی غداریوں
پر فرانسس نے ایک باشندۂ برنجی کو روانہ کیا کہ وہ بحیرۂ روم کے فرانسیسی بیڑے کی کمان حاصل کرے اور
یہاں تک کہ جنیوا کے چیف مجسٹریٹ کی گرفتاری کا خیال باندھنے لگا۔ لہٰذا ڈوریا نے پرنس آف آرنج
کے دل فریب پیش کش اور تجاویز کو قبول کرلیا اور چوتھی جولائی کو اپنے بھتیجے کو حکم
دیا کہ سمندر کی راہ سے نیپلز روانہ ہو جائے اُس کی روانگی کے ساتھ ہی اس شہر کو سسلی
سے اشیائے مایحتاج کے فراہم کرنے میں سہولت پیدا ہوگئی اور قحط کا خطرہ دور
ہوگیا۔ اس نازک موقع پر فرانسیسی فوج جو یوں بھی قلت رسد کی وجہ سے مصائب
برداشت کررہی تھی شدید طاعون میں مبتلا ہوگئی۔ لوترک اور اس کے متعدد افسر
اس کا شکار ہوئے اور سپاہ اتنی بڑی تعداد میں ہلاک ہوگئی کہ مارکوئس آف سالوزو
نے اس فوج کی کمان حاصل کرنے کے بعد آورسا کو واپس ہوجانے کا مصمم ارادہ
کرلیا۔ (۲۸ راگست)

چونکہ فرانسیسی اس موقع پر لڑائی آغاز کرنا چاہتے تھے اس لئے فوج کے
عقبی حصے کو جو پڈرو نیوارہ کے تحت تھا دشمن نے آلیا اور حوالگی پر مجبور کردیا۔ پرنس آف آرنج
نے اپنی کامیابی کے بعد ہزیمت خوردہ دشمن کا تعاقب کیا اور اس کو مجبور کیا کہ خود کو
اپنی خوشی سے حوالہ کردے۔ مارکوئیس آف سالوزو پڈرو نیوارا کے ساتھ قید ہوگیا لیکن اُس
کے بعد بہت جلد یہ دونوں فوت ہوگئے باقی سپاہیوں کو اس اقرار پر اپنے گھر واپس ہونے
کی اجازت دی گئی کہ سردست وہ شہنشاہ کے خلاف ملازمت
نہیں اختیار کریں گے۔ ڈوریا اب سمندر کی راہ سے جنیوا
واپس آیا اور شہر کو فرانسیسیوں سے باغی کرادیا۔
۲۸ راکتوبر کو (ٹراٹیولزو) کو گورنر جنیوا کو حوالگی پر مجبور

محاربۂ آورسا ۲۹ اگست
فرانسیسیوں کی جانب
سے تخلیۂ نیپلز

بالآخر فرانسیسیوں کی جنیوا سے بے دخلی ۲۸ر اکتوبر

کیا گیا اور ڈوریا ایک کامیاب حکومت کے قیام میں کامیاب ہوا۔ جس نے باوجود اس کے کہ یہ ایک حد تک چند سری حکومت تھی کم از کم شہر کو فرقہ واری نفاق و شقاق سے محفوظ کر دیا اور ۱۷۹۶ء تک اس کی خود مختاری قائم رہی۔ اس کے بعد ڈوریا نے سیوانا کو زیر کیا۔ اور فرانسیسی ساحل لائیگوریا سے نکال دیئے گئے۔ لمبارڈی میں کچھ مدت تک کشمکش جاری رہی یہاں جمعیت کا لشکر اسفورزا کی سرکردگی میں وینس کی سپاہ ڈیوک آف اربینو کی قیادت میں اور کونٹ دی سینٹ پول فرانسیسی ملازموں کے جدید لشکر کے ساتھ لیوا کی جواب تک ملان پر قابض تھا مخالفت کر رہے تھے۔ افواج جمعیت نے پاویا کو دوبارہ حاصل کرنے کے بعد ملان کو محصور کر لیا تھا لیکن باہمت لیوا پر حملہ آور ہونے میں پس و پیش کرتی رہیں۔ اگلے جون میں کونٹ ڈی سینٹ پول نے بے احتیاطی سے جونہی جنیوا پر ٹوٹ پڑنے کی کوشش کی

محاربۂ لانڈریانو ۲۰ر جون

ہوا جس نے اول الذکر کی نقل و حرکت کی اطلاع پا چکا تھا اس کو اچانک آلیا اور بمقام لانڈریانو اُس کو شکست فاش دی (۲۰ جون) محاصرے کی فوج بھاگ نکلی اور ملان محفوظ ہو گیا۔

چارلس ابھی تک اٹلی کا پورے طور پر مالک نہیں بنا تھا۔ آستی اور آلیانڈریا تاحال فرانسیسیوں کے ہاتھ میں تھے۔ لوڈی کریمونا اور پیویا اسفورزا کے قبضے میں تھے۔ فلارنس کی جمہوریت نے اب تک مڈیسی کو بے دخل ہی رکھا اور وینس منوزا پولیا کے مشرقی ساحل سے چمٹا ہوا تھا۔ تاہم جمعیت کی جانب سے مزید مدافعت اس وقت تک محال تھی جب تک کہ اس کے زیادہ اہم ارکان اس کی تائید نہ کریں۔ لیکن یہ حلیف عنقریب اُس سے دست کش ہو جانے والے تھے۔ انگلستان نے جنگ میں کبھی قاید کی حیثیت سے حصہ لینے کا ارادہ نہیں کیا تھا اور فی الحال ایسا کرنے سے یقیناً قاصر تھا۔ اور سارا ملک شدید "سوئیٹنگ سکنس" (ایک قسم کے پسینہ آور بخار) کی وجہ سے کمزور ہو گیا تھا اور شاہ کی توجہ مسئلۂ طلاق کی جانب مبذول تھی۔

شہنشاہ کے ساتھ کلیمنٹ کی مفاہمت جمعیت کی اغراض کے حق میں اس سے زیادہ مہلک ثابت ہوئی۔ روم سے فرار ہونے کے بعد سے کلیمنٹ کی حقیقی خواہش یہ تھی

کہ اعلان صلح تک غیر جانب داری قائم رکھے۔ لیکن یہ دشوار تھا کیونکہ وہ وقت کن عالمین جمعیت اور چارلس سے محصور تھا۔ علاوہ ازیں کلیمنٹ زیادہ تر پاپائیت کے دنیوی مفاد اور اپنے خاندان کی ترقی و بہبود کا خواہاں تھا۔ اُس کے مقاصد بجائے آزادیٔ اٹلی یا استیصال الحاد کے محروم کردہ مقبوضات کی واپسی اور فلارنس میں ڈیسی کے دوبارہ قیام پر مشتمل تھے۔ چونکہ جمعیت کی مدد سے ان چیزوں کا حصول ناممکن تھا اس لئے پوپ نے سخت پس وپیش کے بعد فیصلہ یہ کیا کہ شہنشاہ کے ساتھ صلح کر لی جائے، اور اس

کلیمنٹ اور شہنشاہ میں مفاہمت اور عہد نامۂ بارسیلونا

کی ایک بڑی وجہ یہ بھی تھی کہ بالآخر چارلس کی کامیابی ہی یقینی معلوم ہوتی تھی۔ اور نہ اس سے انکار کیا جاسکتا ہے کہ کم سے کم کلیمنٹ کے ذاتی اغراض کلیسا کے اغراض سے ملتے جلتے تھے، کیونکہ چارلس کے ساتھ مفاہمت ہی کی بدولت خطرناک لوتھر سے مقابلہ کیا جاسکتا ہے۔ اس کو صرف یہی ایک خطرہ لاحق تھا کہ ممکن ہے کہ چارلس ایک مجلس عامہ طلب کرے جس کی دھمکی دی گئی تھی اور یہ وہ دھمکی تھی جس کو عملی جامہ پہنانے کے لئے یہ ماہ جون ۱۵۲۶ء اسپائیرس کی مجلس میں عہد وپیمان کئے تھے شہنشاہ کے گماشتے پوپ کے اِن خطرات کو دور کرنے میں کامیاب ہوئے اور بمقام بارسیلونا ۲۹ رجون ۱۵۲۹ء کو طے شدہ عہد نامہ میں اس مجلس کے متعلق کوئی ذکر نہیں کیا گیا۔ اس عہد نامہ کی رُو سے پوپ نے چارلس کو نیپلز کی سلطنت دینے اور بذریعہ تاج پوشی شہنشاہ بنانے کا وعدہ کیا۔ چارلس نے بیڑہ اٹھایا کہ پاپائی ریاستوں سے ڈیوک آف فرارا اور وینیس نے جو مقامات چھین لئے تھے اُن کو واپس کر دیا جائے۔ اس نے یہ بھی وعدہ کیا کہ فلارنس میں دوبارہ ڈیسی قائم کر دی جائے گی۔ آخر کار دونوں نے رضامندی ظاہر کی کہ دونوں کی متحدہ افواج سے منکرین مذہب اور ملحدین کے خلاف کام لیا جائے۔ بایں ہمہ یہ عہد نامہ ایک اور نفاق کی جانب رہنمائی کرنے والا تھا۔ ۱۶ رجولائی کو کلیمنٹ نے چارلس کی خواہش کے بموجب اُن اقتدارات کو منسوخ کر دیا جو اس نے انگلستان میں ہنری کے مسئلۂ طلاق کی تحقیقات کے لئے ولسی اور کمپیگیو (Compeggio) کو عطا کئے تھے اور اس مسئلے کی نسبت روم سے رجوع کرنے کا مطالبہ کیا۔ پاپائی منظوری حاصل کرنے کی نسبت ولسی کے خواب کی تعبیر غلط ثابت ہوئی۔ اور ہنری اس معاملے کو

اپنے ہاتھ میں لینے اور پاپائی اقتدار کو مسترد کرنے پر تلا ہوا تھا۔ صلح کی بابت اسی اثنا میں شہنشاہ اور فرانسس کے مابین گفت وشنید جاری تھی۔ تاہم دونوں حریف نے ایک سال پیشتر تنہا ایک دوسرے سے مقابلہ کرنے کا مطالبہ کیا تھا اور اُن کے اعزاز نے شخصی طور پر مراسلت کرنے سے باز رکھا۔ لہٰذا گفت وشنید دو عورتوں کی جانب سے جاری رکھی گئی جن میں سے ایک مارگیرٹ، گورنس نیدرلینڈز، چارلس کی خالہ تھی اور دوسری لوئیسی آف سیوائے شاہ فرانس کی ماں جو صلح کے لئے مضطرب تھیں۔ فرانسس پیش کردہ مطالبات کو تسلیم کرنے سے سخت ناراض تھا، لیکن وہ کسی حالت میں جنگ جاری رکھنے کے قابل نہیں تھا۔ اور شہنشاہ اور پوپ کے مابین مفاہمت نے اُس کو تامل وپس وپیش ترک کرنے اور ۳ راگست ۱۵۲۹ء کو صلح کمبرے یا "صلح نسوانی" پر دستخط ثبت کرنے پر مجبور کردیا۔

صلح کمبرے
۳ راگست ۱۵۲۹ء

شاہ فرانس کو الحاق برگنڈی کی ضرورت سے خلاصی نصیب ہوئی۔ اور اس کے دونوں فرزند اس سے آملے جو ایک معینہ رقم کی کفالت میں چارلس کے حوالے کردئے گئے تھے۔ لیکن دوسرے شرائط یقیناً تذلیل آمیز تھے۔ فرانسس نہ صرف اٹلی کے تمام حقوق اور آرتوا و فلینڈرس کی آقائیت سے دست کش ہوگیا، بلکہ اس کو اپنے حلیفوں سے بھی دست بردار ہونا پڑا۔ اس نے اس بات کا بھی ذمہ لیا کہ اگر ضرورت لاحق ہو تو اہل وینیس کو مجبور کرے گا کہ انھوں نے حال میں ساحل نیپلز پر جو فتوحات حاصل کی تھیں ان کو واپس کردیا جائے اور شاہی عزت ووقار پر حلفی اقرار کیا کہ آئندہ وہ جو کوئی عہد نامہ طے کرے گا اُس میں ان علاقوں کو شامل کرلیا جائے گا۔ لیکن اس امر کا اعتراف کرنا چاہیے کہ ایک بادشاہ کے قول وقرار کی اُس کی نظر میں بہت کم وقعت تھی۔ جس شادی کا انتظام عہد نامہ میڈرڈ میں کیا گیا تھا اس کی توثیق کی گئی؛ اور توقع یہ تھی کہ اگر چارلس کی بیوہ بہن ایلیونورا کا عقد فرانسس سے ہوجائے تو ممکن ہے کہ یہ خاندانی رشتہ ان دونو فرمانرواؤں کے ذاتی عناد کو دور کردے۔ جن کی مخالفت نے یورپ کو آٹھ سالہ جنگ میں مصروف رکھا۔

گفت وشنید کے کامیاب انجام کو پہنچنے سے پیشتر چارلس اسپین سے روانہ ہوگیا۔ اُس کی دلی خواہش تھی کہ خود ہی جنگ کا خاتمہ کردے اور پوپ کے ہاتھ سے

چارلس کی اسپین سے اٹلی کو روانگی اگست ۱۵۲۹ء

تاج شہنشاہی اپنے سر پر رکھے۔ لہٰذا اس نے بالآخر پیاسنزا میں عہد نامے کی توثیق کی۔ اٹلی اب چارلس کے رحم وکرم پر تھی۔ لیکن ۱۵۲۹ء دانشمندی سے اٹلی کی تمام ریاستوں کے ساتھ بادشاہ جمہوریت فلارنس مفاہمتی مسلک اختیار کرنا چاہتا تھا۔ وینیس کو فی الحقیقت مجبور کیا گیا کہ ساحل نیپلز پر حاصل کردہ فتوحات کو چارلس کے حوالے کر دیا جائے اور ریونیا اور سرویا پوپ کو واپس کر دیئے جائیں۔ لیکن مزید سزا نہیں دی گئی۔ بادشاہ مونزا (جو انٹونیو ڈی لیوا کو جو چارلس کا بہادر جنرل تھا عطا کیا گیا تھا) ملان کی ڈچی فرانسس میریا اسفورزا کو دی گئی۔ علاوہ ازیں میلان اور کوموکی گڑھیاں بھی چارلس نے اپنے لئے محفوظ کر لیں۔[1]

معاملات اطالیہ کا تصفیہ

اس حکمت عملی کے اچھے ثمرات بھی پیدا ہوئے۔ عہدنامہ بابت ۲۳ دسمبر ۱۵۲۹ء کے رُو سے وینیس اور اسفورزا چارلس کے ساتھ ایک مدافعتی اتحاد میں پوپ کے شریک ہو گئے، اور قسمت آسٹی حاصل کر کے سیوائے کو فرانس کے خلاف ایک خارجی چوکی کی حیثیت سے تقویت پہنچائی گئی۔ فلارنس کے معاملات ہنوز تصفیہ طلب تھے۔ چارلس ایک درمیانی راستہ دریافت کرنے میں خوشی کے ساتھ راضی ہو جاتا، لیکن اہل فلارنس نے مڈیسی کو خانگی شہریوں کی حیثیت سے بھی تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور کلیمنٹ مصر تھا کہ اس کا اقتدار بحال کیا جائے۔ شہر فلارنس جس کو میکائیل انجیلو کے خاکے کے مطابق استحکامات سے تقویت پہنچائی گئی تھی اور جس کی مدافعت میکیاویلی کے مشورے پر مرتب کردہ فوج کے ہاتھ میں تھی آٹھ ماہ تک محصور رہا، جس کے دوران میں چارلس کا جنرل ڈیوک آف انجیلو مارا گیا۔ لیکن کسی نے اس بدنصیب جمہوریت کی مدد کے لئے قدم نہیں اٹھایا۔ اور اس کو مجبور کیا گیا کہ پوپ کے ایک بھائی الیسانڈرو کو جس نے شہنشاہ کی ناجائز دختر سے عقد کیا تھا ڈیوک کی حیثیت سے قبول کر لے۔

---

(۱) ۱۵۳۵ء میں فرانسسکو کی وفات پر شہنشاہ نے ڈچی کا الحاق کر لیا۔

(۲) الیسانڈرو کے قتل کے بعد ۱۵۳۷ء، مڈیسی کی شاخ اصغر کا کوسیمو ڈیوک بن بیٹھا۔

اسی زمانے میں پوپ نے ۲۳ فروری کو بمقام بولونا چارلس کی بہ حیثیت شہنشاہ تاج پوشی کی۔ اور دوسرے دن اس کی سالگرہ اور فتح پویا نے اٹلی کا تاج آہنیں پیش کیا۔

بولونا میں چارلس کی بحیثیت شہنشاہ تاج پوشی ۲۳ فروری ۱۵۳۰ء

اس طویل جنگ کے دوران میں جو آٹھ سال تک جاری رہی ہم ایک ہی داستان کو بار بار عود کرتے پاتے ہیں۔ فرانسیسی تین مرتبہ کامیابی سے دوچار ہوتے نظر آئے لیکن ہر مرتبہ فاش شکست کھانی پڑی جس میں تمام ان کے مفتوح کردہ علاقے چھین لئے گئے۔ شہنشاہی افواج نے خواہ جرمن ہوں یا اسپینی جن کی تنخواہ و رسد غیر مکتفی تھی اکثر بغاوتیں کیں اور لوٹ کھسوٹ اور تمام قسم کی بے رحمیوں کی بدولت اپنے جوہر شمشیر کے کارناموں کو داغدار کیا، لیکن جونہی ان کو دشمن کے مقابلے کے لئے طلب کیا گیا انھوں نے خواہ مدافعانہ خواہ جارحانہ کارروائی میں خود کو دشمن سے بہتر ثابت کیا، اور یہ قاعدہ بندھا ہوا تھا کہ ایسے موقع پر ان کی سرکردگی بھی بہتر طریقے سے کی گئی۔

فرانسس پویا میں اسیر ہونے کے بعد سے پھر کبھی میدانِ کارزار میں نمودار نہیں ہوا اور اگرچہ بمقابلہ چارلس اس کے ماتحت لوگوں کی جانب سے رقم کی بے انتہا بہتر سربراہی کی جاتی تھی لیکن وہ اس بلا کا کوتاہ اندیش اور عیش پسند واقع ہوا تھا کہ موقع سے کامل فائدہ اٹھانا نہیں جانتا تھا چارلس کی بابت یہ ہے کہ اس نے بزدآزمائیوں میں کوئی عملی حصہ نہیں لیا۔ اسپین سے باہر رہنے اور اپنی وسیع سلطنت کی مشکلات میں گھرا رہنے اور رقم کا ہمیشہ سخت اور دردناک طور پر حاجتمند رہنے کی وجہ سے بعض اوقات ایسا معلوم ہوتا تھا کہ وہ جنگ کی تیاریوں اور اپنی فوج کی طرف سے بے پروائی برت رہا ہے۔ لیکن اس غیر اثر پذیر ظاہر کی تہ میں اس بلا کا تصمیم قلب اور استقلال و استحکام پنہاں تھا کہ کوئی چیز اس کو متزلزل نہیں کرسکتی تھی اور اگرچہ یہ بعض وقت سفاہیت محض معلوم ہوتی تھی لیکن بالآخر کامیابی کا سہرا انھیں کے سر ہوتا تھا۔

جب عساکر چارلس اس کے عیسائی حریف سے اٹلی فتح کرنے میں مصروف تھیں، معلوم ایسا ہوتا تھا کہ وائنا عنقریب ایک غیر عیسائی کے ہاتھ میں چلا جائے گا۔ یہی ۱۵۲۹ء میں سلیمان پرشکوہ نے مالڈیویا کے گورنر جان زاپولیا۔ اور

وائیواڈ ے آف ٹرانسلوینیا کے ساتھ، جو اہل ہیپسبرگ کا قدیم اور کٹر دشمن تھا، اتحاد قائم کیا اور ہنگری پر چڑھائی کی۔ اس کے دعاوی غیر محدود تھے۔ اس نے فخر و مباہات کے ساتھ یقین دلایا کہ جس طرح آسمان پر ایک خدا ہے اسی طرح زمین پر بھی ایک ہی آقا ہونا چاہئے، اور وہ آقا سلیمان ہے؛ اور یہ ایک ایسی تعلّی تھی جس کو وہ شہنشاہ کے جرمن علاقوں کو فتح کرکے حقیقت کا جامہ پہنانا چاہتا تھا۔ اہل ہنگری ہنگروی افواج کی وفاداری پر اعتماد کرنے سے گھبرا کہ اس ترک کا مقابلہ کرنے سے قاصر رہے۔ اور اپنے ملک سے پسپا ہو گئے۔ سلیمان تاج ہنگری پر قبضہ کرنے کے بعد جس کو ایک بشپ نے اس کے حوالے کیا تھا آسٹریا میں گھس آیا اور ۲۰ ستمبر کو وائنا کا محاصرہ کر لیا۔ لیکن باوجود اس کے کہ جرمنی میں تفریق پیدا ہو گئی تھی وہ اس قدر جیا باختہ نہیں تھی کہ آسٹروی شہر کی فصیلوں پر پرچم ہلال لہراتا دیکھے۔ مصلحین نے اگرچہ وہ اسپائرس کی مجلس ثانیہ کے طرز عمل سے برافروختہ تھے۔ دیکھو صفحہ (۲۴۶) فرڈیننڈ کی درخواست اور لوتھر کی ہدایات کو لبیک کہا۔ وائنا کی بہادری کے ساتھ مدافعت کی گئی، اور سلیمان جدید فراہم شدہ لشکر سے گھبرا کر جو وائنا کی مدد کے لئے آ رہا تھا چوبیس روز کے لا فاصل محاصرے کے بعد پسپا ہونے پر مجبور ہو گیا۔ وائنا اس طرح بچا لیا گیا، لیکن زاپولیا ہنگری پر قابض تھا اور کروشیا اور بوہیمیا کو دھمکی دی جا رہی تھی۔

ہنگری پر سلیمان کی چڑھائی مئی ۱۵۲۹ء

وائنا کا محاصرہ اٹھا لیا گیا۔ ۱۴ اکتوبر ۱۵۲۹ء

(۲) جرمنی میں تحریک اصلاح مذہبی کا فروغ

اطالوی جنگ کی مشکلات اور پوپ کی مخاصمت کے خطرات کے باعث مصلحین کے خلاف کوئی فیصلہ کن کارروائی خارج از بحث تھی۔ کم از کم اتنا ضرور تھا کہ اس کو معرض التوا میں ڈال دیا جائے۔ لہذا مجلس اسپائرس (اگست ۱۵۲۶ء) میں شہنشاہ نے اپنے نمایندوں کے توسط سے وعدہ کیا تھا کہ ایک مجلس عامہ کو طلب کیا جائے گا، لیکن اسی اثنا میں "اڈیکٹ آف وارمس" کی تعزیری دفعات کو بھی تا قد التعل کیا جائے گا۔ اسی وقت اس نے کلیمنٹ ہفتم کو متنبہ کیا کہ اگر مجلس عامہ طلب نہ کئے جانے کی

مجلس اسپائرس اگست ۱۵۲۶ء اور اس مجلس کے فیصلوں کا نام

وجہ سے عیسائی جمہوریت کو نقصان پہنچے تو اس کا الزام اُس پر عاید ہوگا۔ خود مجلس میں بجز شہنشاہی شہروں کے کیتھولک ارکان کو تمام ایوانات میں غلبہ حاصل تھا، تاہم وہ انتہائی تدابیر کی حمایت کرنے پر تیار نہیں تھے۔ ریسس[1] (مجلس کے فیصلوں کے مجموعے کا نام) معلن تھا کہ مجلس عامہ کے انعقاد تک ہر ریاست اڈیکٹ آف وارمس سے متعلقہ امور کی نسبت اس طرح رہے حکومت کرے اور خود کو چلائے کہ وہ خدا اور ہز امپیریل میجسٹی کی صدا کو لبیک کہنے کے لئے تیار ہو۔ یہ دعویٰ کرنا غلطی پر مبنی ہوگا کہ مصلحین کو اس کی رو سے اختیار دیا گیا وہ اپنے جدید مذہبی تنظیمات جاری کریں۔ یہ منظوری عارضی تھی اور وہ شہنشاہ کے سامنے اپنے افعال کے جوابدہ تھے۔ تاہم ارباب انتخاب سیکزنی اور فلپ والی ہیسی اپنی ایک لوتھری کلیسا قائم کرنے اور اس مقصد کے لئے خانقاہ کی جائداد کو اپنے تصرف میں لانے لگے۔ یہ ایک ایسا مسلک تھا کہ دوسرے اس کی جلد تقلید کرنے لگے جن میں پرشیا کا البرٹ بھی شامل ہے۔ یہ وہ شخص ہے جو سنہ ۱۵۲۵ ہی میں ٹیوٹانوی مبارزین کی ریاستوں کو دنیاوی حیثیت دے چکا تھا اور اپنی آقائی کو نوابی میں منتقل کردیا تھا۔

اس طرح مجلس اسپائیرس تاریخ تجدید مذہب میں ایک اہم ترقی کا باعث ہے۔ اگر اب ایک طرف یہ واضح تھا کہ جرمنی بالکلیہ پیروانِ لوتھر کی نہیں ہے، تو دوسری طرف اصول ضلع بندی کی تحریک کو اکسایا گیا جس کے مطابق بالآخر جرمنی کے مذہبی تصفیہ کی بنیاد پڑنے والی تھی۔ تین سال کے بعد ان امور کی حیثیت مادی طور پر تبدیل ہوچکی تھی، اصلاح یافتہ خیالات کی نمایاں ترقی نے کیتھولک فرقے کے خطرات کو مشتعل کردیا تھا۔ اور ادھر اٹلی میں شہنشاہ کی کامیابیاں اور پوپ کے ساتھ اُس کی مفاہمت نے کیتھولک فرقہ کی اغراض و مفاد میں تقویت پہنچائی۔ جرمنی کے جنوب میں زونگلی خیالات (ایسے خیالات جو لوتھر کو غیر پسند تھے) کی عاجلانہ نشو و نما نے ایوانجلی جماعت کو کمزور بنا دیا، اور ہیسی کے فلپ کی جانب سے اس کے ہم خیال لوگوں کے خلاف ایک مفروضہ سازش

---

[1] (۱) ریسس (Reichsabsebeis) مجلس کبیریہ کے ان فیصلوں کے مجموعے کا نام تھا جن کو شہنشاہ کی منظوری مل چکی تھی (Reichsschbesse)

کی مدافعت کے لئے ہتھیار سے چارہ جوئی کرنے کی درخواست نے رُوسا کو برافروختہ کر دیا۔

مجلس اسپائرس کا دوسرا اجلاس فروری ۱۵۲۹ء

مجلس اسپائیرس کے دوسرے اجلاس میں خیال کے اس رد عمل نے اپنا ظہور دکھایا۔ ۱۵۲۶ء کا ریسس (Recess.) منسوخ کر دیا گیا تمام مزید بدعتوں کو ممنوع قرار دیا گیا اور پیروان زونگل کے فرقہ کے ساتھ ہر طرح کی رواداری سے انکار کیا گیا۔ اصل میں قلیل التعداد جماعت نے ان فیصلوں کے خلاف شائع کردہ اعتراض نامہ (Protest) کی بدولت معترضین (پروٹسٹنٹ) کا نام حاصل کیا۔ اس اعتراض نامہ پر

شملکالڈے کا اجلاس دسمبر ۱۵۲۹ء

جان، الکٹر سیکزنی، ہیسی کے فلپ، جارج، برینڈنبرگ کے مارگریو، سیونبرگ کے جارج، آنہالٹ کے دو لفگینگ اور چودہ شہنشاہی شہروں نے دستخط ثبت کئے۔ لیکن مجلس اور خود شہنشاہ نے اس اعتراض نامہ کو مسترد کر دیا۔ اور یہ بات کہ چارلس ایک فیصلہ کن کارروائی کے موقع کا طالب ہے اس قدر بین طور پر معلوم ہو گئی اور شمالکالڈے میں ایک جلسہ منعقد کر کے مدافعت کے حق بجانب ہونے پر بحث کی گئی۔ لیکن لوتھر کے پس و پیش کی وجہ سے سردست اس تجویز کو ترک کر دیا گیا۔

چارلس اگسبرگ کے اجلاس میں جون ۱۵۳۰ء

چارلس نے ۲۰ جون ۱۵۳۰ء کو آٹھ سال کی غیر موجودگی کے بعد جب مجلس اگسبرگ میں شخصی طور پر شرکت کی تو معلوم ایسا ہوتا تھا کہ اس کی مشکلات کے آخری تصفیے کی گھڑی آپہنچی ہے۔ اٹلی اپنے پیروں پر آپ کھڑی ہو چکی تھی۔ فرانس نے آخر کار اس کی شرائط منظور کر لی تھیں اور پوپ نے وعدہ کر لیا تھا کہ الحاد کو دبانے میں شہنشاہ کا شریک رہے گا، اور اس کی شہنشاہ کی حیثیت سے تاج پوشی بھی کی، اور اگر ہنگری سلیمان کے ہاتھوں میں تھی تو کم سے کم جرمنی اس کے حملے سے محفوظ تھی۔ پراٹسٹنٹ لوگ اپنی کمزوری کو محسوس کر کے مصالحت کے خواہاں تھے۔ میلانکتھن نے شدومد کے ساتھ اس کی حمایت کی اور اقرار نامہ (Confession of Augsburg) کی ہر سطر میں جس کو مجلس میں چارلس کی اس خواہش کی بنا پر پیش کیا گیا کہ پراٹسٹنٹ اپنے خیالات کا اظہار تحریر میں کریں اسی کا دم بھرا گیا ہے اس مشہور و معروف اقرار نامہ (Confession) میں مسئلہ عفو کو محدود و مناسب الفاظ میں بیان کیا گیا،

اولیا، کی تعظیم کو کامل طور پر ممنوع نہیں قرار دیا گیا۔ اگرچہ اس کے اسباب بتائے گئے کہ متبعین لوتھر نے عوام کو پیالۂ شراب اور پادریوں کے گروہ کو شادی کی اجازت کیوں دی، کلیسا کی اراضی کو دنیوی حیثیت کیوں دی گئی اور متنول اور عشائے ربانی سے متعلق خاص رسوم کو کیوں مسترد کر دیا گیا، لیکن مذہبی رسوم کی تعداد کو کہیں بیان نہیں کیا گیا تھا، اور دیگر متنازع فیہ مسائل کا فیصلہ مجلس عامہ کی رائے پر موقوف رکھا گیا۔ اس دستاویز کا لہجہ صاف طور پر مدافعانہ تھا، اور اس کا منشاء کلیسا کے اصول پر حملہ کرنا نہیں تھا بلکہ یہ کہ لوتھری اصول بدعت آمیز نہیں ہیں۔

چارلس کا اصلی ارادہ ثالث کی حیثیت سے کام کرنے اور مذہبی اختلاف کا تصفیہ عادلانہ اور ملایم ذرائع سے عمل میں لانے کا تھا۔ اس نے ایونجلی جماعت سے کہا تھا کہ اپنے خیالات کا اظہار کرے۔ اب اس نے یہ خواہش ظاہر کی کہ اس جماعت کے مخالف لوگ مصلحین کے خلاف ایک واضح اور صریحی نالش پیش کریں تاکہ وہ ایک حکم کی حیثیت سے اس میں حصہ لے سکے۔ لیکن مجلس کے کیتھولک ارکان نے انکار کر دیا؛ انھوں نے اعلان کیا کہ وہ کوئی نئی تجویز پیش نہیں کرنا چاہتے؛ لہٰذا انھوں نے ایک تردید مرتب کی جس میں اصول عفو کی نسبت لوتھری خیال کی جانب ایک حد تک رسائی کی گئی۔ لیکن دوسرے اعتبارات سے قدیم اصول ہی پر مصر رہے، اور مطالبہ کیا کہ پراٹسٹنٹ وحدت ایمان کی طرف لوٹ آئیں۔ شہنشاہ نے اب اپنی جانب سے اختیار کردہ ثالثی کو خیرباد کہہ دیا اور متمردین پر رعب ڈالنے کی کوشش کی۔ تاہم پراٹسٹنٹ رؤسا کے غیر متزلزل اور باعزت طرز عمل سے گھبرا کر مجلس نے مصالحت کی ایک دوسری کوشش کی اور ایک مختصر سی کمیٹی قائم کر دی۔ اعتقاد کے مسئلے میں مطابقت کی کچھ صورت نظر آنے لگی؛ اور ممکن تھا کہ ایک مجلس عامہ کے ذریعے پراٹسٹنٹ فرقے کی مخالفت ختم کر دی جائے۔ اگرچہ شہنشاہ کی یہ دلی خواہش تھی لیکن پوپ کا خیال نہیں تھا کہ اس کی خواہش پر عمل کرے۔ اور ادھر کلیسا کے آئین اور رسوم سے متعلق

کئی مسائل پر مصالحت غالباً بعید از توقع تھی۔ کیتھولک فرقہ اس کو آسمانی قانون پر مبنی خیال کرتا تھا۔ اور اس کے برخلاف پراٹسٹنٹ اس کو انسانی قواعد سمجھتے اور اسی واسطے قابل ترمیم بھی سمجھتے تھے۔ آر اسمس اپنے خطوط میں سختی کے ساتھ شکوہ کرتا ہے کہ جانبین میں اعتدال کی قلت ہے۔ تاہم یہی ایک موقع نہیں ہے جبکہ سنجیدہ مذہبی مسائل میں باہمی مفاہمت کی کوشش ناکام رہی بالآخر چارلس نے کثرت آرا کو اختیار کیا اور "ریسس آف آگسبرگ" نے

ریسس آف آگسبرگ

اعلان کر دیا کہ اس کا ارادہ "اڈکٹ آف وارمس" کو نافذ العمل کرنے کا ہے۔ پراٹسٹنٹ فرقے کو اگلے اپریل تک اس امر پر غور کر لینے کا موقع دیا گیا کہ آیا وہ اپنی رضامندی سے کیتھولک کلیسا میں عود کر آئیں گے۔ اس تاریخ کے بعد سے اس فرقے کے استیصال کی تدابیر عمل میں لائی گئیں اگرچہ کثرت مجلس نے خود کو مصلحین کا مخالف ظاہر کیا تھا تاہم وہ ایڈکٹ کے نفاذ کے لئے شہنشاہ کے ہاتھ میں ہتھیار دینے میں پس و پیش کرتے رہے، بلکہ انھوں نے اس غرض کی تکمیل کے لئے ایوان شہنشاہی سے کام لینے کی تجویز کی۔ لہذا اس عدالت

ایوان شہنشاہی کی تنظیم جدید
۱۹ نومبر ۱۵۳۰ء

کی تنظیم جدید عمل میں لائی گئی، اور تعداد ارکان میں اضافہ کیا گیا، جن اسیسروں میں لوتھری رجحانات موجود ہونے کا شبہ تھا ان کو منتفیہ کر دیا گیا اور ایوان کو "ریسس" کے نفاذ کا حکم دیا گیا۔

اس کے جواب میں پراٹسٹنٹ رؤسا اور نائبین شہر نے ۲۲ دسمبر ۱۵۳۰ء کو شمل کالڈے میں ایک جلسہ منعقد کیا۔ اور ایوان شہنشاہی کے روبرو اپنی اغراض

جمعیت شمل کالڈے کا قیام
۲۲ دسمبر ۱۵۳۰ء

و مفاد کی نگرانی کے لئے مختاروں کو مقرر کیا۔ انھوں نے اس بات پر اتفاق کیا کہ "ریسس آف آگسبرگ" کے نفاذ کے خلاف باہمی حفاظت کی کوشش کی جائے۔ اور طویل بحث و تمحیص کے بعد طے پایا کہ اگر شہنشاہ بزور قوت اپنی بات منوائے تو اس کا مقابلہ کرنا بھی جائز ہے۔ اس وقت تک لوتھر اور علمائے مذہب نے مقاومت مجہول کی تلقین کی تھی لیکن شہریوں نے اس بات کے ثبوت میں دلائل پیش کئے کہ شہنشاہ کے اختیارات قانوناً محدود ہیں۔ اس کا لقب انتخابی ہے نہ کہ موروثی۔

اس نے اپنے انتخاب کے وقت اختیارات عطا کئے تھے، لہذا اگر وہ ناجائز عمل اختیار کرے تو اُس کا مقابلہ کیا جا سکتا ہے۔ ان دلائل سے قائل ہو کر وہ مان گیا اور حاضرین میں سے بہت سے لوگوں نے اُس کی تقلید کی لیکن بیرنیڈنبرگ کے مارگریو اور شہر نیورمبرگ مستثنیٰ رہے۔ اس طرح جمعیت شمل کالڈے کی ابتدا ہوئی جس کا قیام مارچ ۱۵۳۱ء میں قطعی طور پر ہوا اور بالآخر اگلے دسمبر میں اس کی تنظیم عمل میں آئی۔ اس کے ارکان مجلس میں نمائندگی کرنے والے تھے۔ ان تمام نے ایک مشترک مد میں رقوم دینے کا وعدہ کیا اور اپنی تمام افواج کی قیادت جان الیکٹر سیکزنی اور ہیسی کے لینڈ گریو فلپ کے ہاتھوں میں دی گئی۔ جمعیت شمل کالڈے کا قیام جدوجہد میں ایک دورِ جدید کا موجب ہے۔ لوتھر کے شکوک و شبہات کے باوجود اس تحریک نے ایک سیاسی تحریک اختیار کر لی۔ اس کے بعد سے جرمنی کو دو مخالف چھاؤنیوں میں منقسم کرنا پڑتا ہے ہر چھاؤنی کا ایک علیحدہ مرکز تھا۔ اور پراٹسٹنٹ فرقے نے تدابیر اختیار کی تھیں کہ اگر ضرورت ہو تو مشترک مدافعت کی جائے۔

زونگل

ایک دوسرا مشکل سوال یہ تھا کہ آیا اس جمعیت میں سوئیزرلینڈ اور بالائی جرمنی کے ان لوگوں کو بھی شامل کر لیا جائے جنھوں نے زونگل کے خیالات کو اختیار کیا تھا۔ اگرچہ یہ مشتبہ ہو سکتا ہے کہ لوتھر کے ظہور کی بدولت اصلاح کے شور و غوغا میں تحرک نہ پیدا ہوتا تو اس مصلح کا نام تک کسی کو نہ معلوم ہو سکتا تھا تاہم یہ دونوں تحریکات ایک بڑی حد تک ایک دوسرے سے غیر متعلق اور جداگانہ تھیں اور ابتدا ہی سے اصلی اختلافی امور پیش کرتی تھیں۔ زونگل ایک دیہاتی عہدہ دار کا بیٹا تھا اور ۱۴۸۴ء میں سینٹ گال کے قریب موضع ولڈہاس میں لوتھر کی پیدائش کے چند ہفتوں بعد پیدا ہوا۔ ابتدائی عمر میں اس پر انسیئین کی ادبی تحریک کا اثر پڑا اور وہ قدیم یونانی اور لاطینی ادب کا فاضل تھا۔ ۱۵۰۶ء میں گلاوس کی کلیسا کے نائب پادری کی حیثیت سے منتخب کیا گیا، اور بعض اطالوی مہموں میں اپنے ملک والوں کے ساتھ گیا تھا اور خصوصاً اس مہم میں شریک تھا جس کا خاتمہ نہایت بری طرح سے مارگنانو میں ہوا۔ اور اس کے بعد سے وہ زر کے خاطر جنگ وجدال کے اخلاق سوز اثرات کے خلاف اہل شہر کو متنبہ کرتے رہنے سے کبھی باز نہ آیا۔

لیکن ایک مصلح کی حیثیت سے اس کی زندگی زیورچ کا نائب پادری مقرر ہونے کے بعد سے دسمبر ۱۵۱۹ء تا ۱۵۲۵ء شروع ہوئی۔ لوتھر کی طرح اس نے بھی پادریوں کے حقوق کے غلط استعمال کے خلاف جنگ شروع کر کے بہت جلد ایک مختلف بنیاد قائم کی۔ لوتھر نے عشائے ربانی میں مسیح کے گوشت اور خون کی حقیقی موجودگی سے انکار نہیں کیا، لیکن زونگل عشائے ربانی کو محض ایک تقریب یادگار سمجھتا تھا اور عفو و بریت کی نسبت لوتھر کے خیال کو اس کے منطقی نتائج (یعنی مسئلۂ انتخاب و قدر) تک پہنچایا۔ لوتھر ہر اس چیز کو ماننے کے لئے تیار تھا جو اس کی تاویل و تعبیر انجیل کے خلاف ثابت نہ ہو، لیکن زونگل کوئی ایسی چیز کو تسلیم نہیں کرتا تھا جو انجیل میں نہ پائی جائے۔ لوتھر کے دل میں عالمگیر کلیسا کا زبردست احترام تھا، لیکن اس خیال سے وہ جدوجہد کے بعد باز آگیا تھا، زونگل نے مذہبی امور میں ہر کلیسا کی آزادی عمل کے حق کو موضع کی جمہوری تنظیم پر قائم کیا۔ لوتھر نے مذہبی مسائل کو سیاسیات سے الگ رکھنے کی کوشش کی تھی، اور بالآخر جب اس حیثیت پر قائم نہ رہ سکا تو رؤسا کی نمائندہ حکومت کا سہارا ڈھونڈنے لگا۔ زونگل کے مذہبی خیالات سوئیزرستان میں ایک نہایت مکمل اور نیابتی جمہوریہ کے قیام کی تجویز کے ساتھ وابستہ تھے جن میں جنگلاتی کینٹنوں (صوبوں) سے وفاقیہ میں دوسرے اور زیادہ بڑے صوبوں کے برابر رائے دہی کے امتیازی حقوق چھین لئے جانے والے تھے۔ اختتام ۱۵۳۰ء تک زونگل کے خیالات کو نہ صرف زیورچ، بیسل، برن، اور شافہاسن، نیز ایپنزل، گلیرس کے دیہاتیوں اور اہل گریس نے تسلیم کر لیا بلکہ جنوبی جرمنی کے اکثر شہروں میں ان کو درجۂ قبولیت حاصل ہوا جن میں خصوصیت کے ساتھ کانسٹنس، الم، آگسبرگ اور اسٹراسبرگ کے شہر قابل ذکر ہیں۔

لوتھر اور زونگل کے متبعین کے مابین عارضی اتحاد کا عاجلانہ خاتمہ

عام اور مشترک خطرے نے ان دونوں مصلحین کے متبعین کو ایک مرکز پر جمع کر دیا تھا تاکہ اسپائرس کی مجلس ثانی کی ریسس کے خلاف اپنی اپنی حفاظت کی جائے۔ لیکن اس قدر وسیع الاختلاف اور متبائن خیالات میں مستقل اتحاد کا قائم ہونا تقریباً ناممکن تھا۔ ہیسی کے فلپ نے جو زونگل کے خیالات کی طرف مائل تھا ۱۵۲۹ء میں اپنی گڑھی میں مصالحت پیدا کرنے کی کوشش

کی یہ کوشش رائگاں گئی (کیونکہ لوتھر نے عشائے ربانی سے متعلق زونگلی اصول کی نسبت ناقابل مصالحت اختلاف کا اظہار کیا) اور کچھ مدت کے بعد زونگلی کو خود اپنے ملک میں ردعمل سے دوچار ہونا پڑا۔ دیگر تمام مصلحین کی طرح اس کا جہاز بھی سیاسیات کے ساحل پر تباہ ہوا۔ جنگلاتی صوبے ابتدا ہی سے اس جدید تعلیم کے مستقل مخالف بنے رہے نہ صرف اس لئے، کہ وہ سختی کے ساتھ کیتھولک تھے بلکہ اگر زونگلی کی سیاسی اصلاحات کو عملی جامہ پہنایا جاتا تو وفاقیہ میں ان کی حیثیت جو انھیں اس وقت تک حاصل تھی تباہ ہو جاتی۔ اس کے سیاسی خیالات کی وجہ سے ان صوبوں میں اس کے طرفدار بھی برگشتہ ہو گئے۔ اہل ہیپسبرگ ان تفرقوں اور اختلافات کو بڑی ہوشیاری کے ساتھ تقویت پہنچانے لگے، جنگ چھڑ گئی اور آخر کار کیپل کی لڑائی میں زیورچ کی فوج کو جس نے آخر تک زونگلی کا ساتھ دیا تھا شکست ہوئی اور خود زونگلی قتل ہو گیا (اکتوبر سنہ ۱۵۳۱ء)۔

سوئیزرلینڈ میں زونگلی کے خلاف ردعمل۔

کیپل کی لڑائی اور دوسرا عہد نامہ۔ اکتوبر ۱۵۳۱ء

کیپل کے عہد نامہ ثانی کے رو سے اتفاق کیا گیا کہ ہر صوبے کو اپنے مذہب پر قائم رہنے کی آزادی حاصل ہے بیلفوں کے مشترک علاقوں میں مذہب کا تصفیہ کثرت آرا پر منحصر ہوگا۔ لیکن کوئی جبر نہیں کیا جائے گا، اور شہری صوبے خارجی اتحاد سے دست بردار ہو جائیں۔

سوئیزرلینڈ اب قطعی طور پر کیتھولک اور پراٹسٹنٹ صوبوں میں منقسم ہو چکا تھا۔ کیتھولک فرقے کی کھوئی ہوئی طاقت عود کر آئی اور مجلس میں منجملہ انتیس آرا کے سترہ حاصل ہو گئیں۔ ایونجلی جماعت کے قبضے میں زیورچ، برن، بیسل اور شافہاسن آئے، اور سنٹ گال، گلیرس، اور اپنزل منقسم ہو گئے۔ ان توقعات کا کہ سوئیزرلینڈ جرمنی کے پراٹسٹنٹوں کی حمایت کرے گا سرے سے خاتمہ ہو گیا، تاہم جنوبی جرمنی کے شہر سوئیس متحدین سے محروم ہو کر لوتھری جماعت میں شریک ہو جانے اور جمعیت شملکالڈ کی تعداد کو بڑھانے پر مجبور ہوئے۔ اس طرح سنہ ۱۵۳۲ء کے آغاز تک جرمنی میں پراٹسٹنٹوں کی حیثیت میں اصلاح ہو چکی تھی۔

اگر چارلس کو ذرا بھی فرصت ہوتی تو وہ بلاشبہ تلوار کی ثالثی سے چارہ جوئی

چارلس یوروپی مشکلات کی وجہ سے پراٹسٹنٹوں کے خلاف چارہ جوئی کرنے سے باز رہتا ہے

کرنا۔ لیکن اب کے بھی سیاسی مجبوریاں سدراہ تھیں فرانس کی صلح کسی حالت میں محفوظ نہیں تھی، بلکہ اس کے برخلاف فرانسس جمعیت شمل کالڈے کے ساتھ سازش کر رہا تھا۔ سلیمان دوبارہ اس کے مقبوضات پر چڑھائی کرنے کی دھمکی دے رہا تھا۔ اسپین حسب عادت اس کی غیر موجودگی کا شاکی تھا۔ آفریقہ میں باربروسہ کی بحری قزاقی اس کی توجہ کی محتاج تھی۔ اور نہ چارلس کیتھولک رؤسا کی ناقابل اعتماد حمایت پر بھروسہ کر سکتا تھا۔ جون ۱۵۳۱ء میں اس نے پانچ ارباب انتخاب سے بڑی مشکل کے ساتھ اپنے بھائی فرڈیننڈ کو شاہ روما کی حیثیت سے منتخب کروایا تھا۔ لیکن سیکزنی کے جان نے اس کے خلاف احتجاج کیا اور بویریا کے دو ڈیوک اور دیگر اشخاص اس سے مل گئے جو اپنی کیتھولک ہمدردیوں کے باوجود ہیپسبرگ کے ترقی پذیر اقتدار سے خائف ہونے لگے تھے۔ مذہبی مشکلات کے تصفیے کے توقعات سے مایوس ہو کر چارلس اس مسئلے میں لیت ولعل کرنے لگا۔

عہد نامہ نیورمبرگ غرۂ جولائی ۱۵۳۲ء

عہد نامہ نیورمبرگ (غرۂ جولائی ۱۵۳۲ء) میں اس نے وعدہ کیا کہ ایک مجلس عامہ کے انعقاد تک ایوان شہنشاہی کی کارروائیوں کو ملتوی کر دیا جائے گا۔ اور مجلس رٹیس بن میں جو اس کے بعد منعقد ہوئی، اس نے ذمہ لیا کہ اگر پوپ چھ مہینوں کے اندر مجلس عامہ منعقد نہ کرے تو مذہبی مشکلات کے تصفیے کے لئے وہ ایک جنرل اسمبلی کو طلب کرے گا۔

چارلس کو کم از کم ترکوں کے خلاف پراٹسٹنٹوں کی وفادارانہ حمایت کا پھل ملا۔ اس کا لشکر جس میں اسپینی، اطالوی اور اہل ندرلینڈز کے سرباز جدید داخل تھے اتنا بڑا تھا کہ اس سے پہلے اس کی قیادت میں کبھی اتنی بڑی تعداد افواج نہیں آئی تھی۔ اور سلیمان گنس کے بہادر مدافعین کے توپ و تفنگ سے پسپا ہو کر واپس ہو گیا اور ایک آدھ گھڑی تک میدان کی لڑائی کی تاب نہ لا سکا۔ بایں ہمہ شہنشاہ اپنی فوج سے فائدہ اٹھانے کے قابل نہیں تھا۔ اٹلی اور اسپین کے معاملات شدت کے ساتھ اس کی موجودگی کے طلب گار تھے۔ لہذا ۱۵۳۲ء کے خزاں میں اس نے آلپس کو عبور کیا،

لیکن دوبارہ اس کو یورپی پیچیدگیوں میں مبتلا ہونا تھا۔ اور مزید سات سال تک پراٹسٹنٹ مذہب کو کسی نے ایذا نہیں پہنچائی۔

عہد نامہ نیورمبرگ کے تھوڑے عرصے کے بعد سیکزنی کے جان راسخ کا انتقال ہوگیا۔ وہ اپنے بھائی فریڈرا ایک دانا (جس کا جانشین وہ ۱۵۲۵ء میں ہوا تھا) سے بھی بڑھ کر پراٹسٹنٹ مذہب کی جانب مائل تھا۔ فریڈرا ایک روما سے کبھی بے تعلق نہیں ہوا تھا۔ جان جمعیت شمل کالڈے کے قائدین میں سے ایک تھا۔ اور اپنے علاقے کے اندر ایک انجیلی کلیسا قائم کی تھی۔ تاہم آخر دم تک اس نے ایک درمیانی مسلک قائم رکھنے کی کوشش کی نیز سلطنت میں تفریق پیدا کئے بغیر اور شہنشاہ کی اطاعت گزاری سے دست بردار ہوئے بغیر پراٹسٹنٹ کلیساؤں کے لئے موقع نکالنا چاہتا تھا۔ اعلیٰ درجے کے قوائے ذہنی سے بے بہرہ ہونے (اور بہت جسیم ہونے اور سریع الفہم نہ ہونے) کے باوجود اس کے کردار کی سادگی اور راستبازی اور اپنے معتقدات کے ساتھ دلیرانہ وابستگی، یہ تمام چیزیں اس کو ایک ہیرو بنا دیتی ہیں۔ اور شاہ، لوتھر اور پراٹسٹنٹ جرمنی اس سادہ اور بے ریا انسان کے سب سے زیادہ احسان مند ہیں۔

۳۔ یورپ کی الجھنیں اور پراٹسٹنٹ کی خوش قسمتی ۱۵۳۲ء سے معاہدہ کریسپی تک

چارلس پنجم کے اپنے عہد فرمانروائی میں سخت تناقضات و مشکلات میں گھرے رہنے کی مثال ۱۵۳۲ء سے عہد نامہ کریسپی تک کی مدت میں جس توضیح کے ساتھ ملتی ہے کسی اور زمانے میں نہیں ملتی۔ اگر دعاوی کم تر وسیع ہوتے تو وہ زیادہ کامیاب ہوتا، لیکن اسی کے دعاؤں کی شان و شوکت ہی نے ایک کو بھی بدرجۂ اتم پورا ہونے نہ دیا۔ مقدس سلطنت روما کے سردار کی حیثیت سے اس کا فرض تھا کہ کلیسا کی وحدت کی حفاظت کرے، الحاد کی بیخ کنی کرے اور پاپائی اقتدار کی حمایت کرے۔ تاہم شاہ جرمنی کی حیثیت سے اس کو الحاد کے دبانے میں تاخیر کرنے پر اس لئے

چارلس کی یورپی الجھنیں

مجبور ہونا پڑا کہ ترکوں کے خلاف پراٹسٹنٹ فرقے کی حمایت حاصل کرنا از حد ضروری تھا۔
بحیثیت شاہ جرمنی اس کا منشا تھا کہ شاہی اقتدار میں اضافہ کیا جائے اور نفاق و شقاق
کے میلانات کو دبایا جائے۔ اور آسٹروی علاقوں کے فرمانروا کی حیثیت سے
خاندان ہیپسبرگ کے اغراض و مفاد میں وسعت دی جائے، لیکن ان دونو آخرالذکر
مقاصد نے بہت سے کیتھولک رؤسا تک کے دلوں میں عداوت و خصومت کی
لہر دوڑا دی۔ شاہ اسپین اور آقائے اٹلی کی حیثیت سے اس پر لازم تھا کہ اپنے
علاقوں اور بحیرۂ روم کو مسلمانوں کے حملوں سے محفوظ کیا جائے۔ لیکن اس میں اور
دیگر ہر امر میں اس کا مستقل حریف ہمیشہ مزاحمت کرتا رہا، جس نے نہ صرف اس کے
خلاف پوپ سے ساز باز کی بلکہ جس زمانہ میں اپنے ملک کے مصلحین پر جبر و تشدد
کرتا تھا عین اسی زمانہ میں جرمنی کے پراٹسٹنٹوں سے انگلستان کے بدعتی بادشاہ
اور غنیم کے غیر مذہبی (سلیمان) سے اتحاد قائم کیا۔

اس عہد کے امور واقعی کو ہمیں نہایت اختصار کے ساتھ بیان کرنا چاہیے۔ جو
بذات خود اعلیٰ اہمیت نہیں رکھتے۔ بہ استثنائے آفریقہ مشکل ہی سے کوئی نیا مسئلہ پیدا ہوا
اور یورپی معاملات کی حالت میں کوئی مادی تغیر واقع نہیں ہوا۔ چارلس نے سردست
تو مشرق کی جانب سے مسلمانوں کے حملوں کو روک دیا۔ اور اب اسے اپنی توجہ ان کی
جنوب مغربی نقل و حرکت کی طرف مبذول کرنی پڑی۔ فرڈیننڈ کیتھولک کی فتوحات کی
بدولت اسپینیوں نے آفریقہ کے شمالی ساحل پر ملیلا سے لے کر طرابلس تک مقبوضات
حاصل کئے تھے اور الجزائر اور ٹیونس کے فرمانبرداروں کی حیثیت گھٹا کر ان کو تابع بنا لیا

باربروسہ کے ساتھ لڑائی
جون تا اگست ۱۵۳۵ء

گیا تھا۔ تاہم ۱۵۱۰ء کے بعد سے اسپینیوں کو متعدد
انقلابات اور گردشوں میں مبتلا ہونا پڑا خصوصاً دونوں
باربروسوں (Barbarosas) کے عروج کے زمانے سے

یہ دو شخص جو ایک یونانی یا ایک البانی مغرور سپاہی کے بیٹے تھے الجزائر کے مالک
بن بیٹھے تھے۔ ہیوروک فرزند کلاں ۱۵۱۸ء میں مقتول ہوا۔ لیکن ہیرادین اس
کے چھوٹے بھائی نے ٹیونس کے حکمران خاندان کے تنازع میں مداخلت کی اور ۱۵۳۴ء
میں اس ملک کو اپنی سلطنت میں شامل کر لیا۔ سلیمان کی تائید حاصل کرنے کی غرض سے

اس کی فتوحات پر قبضہ رکھنے پر رضامندی ظاہر کی، اور سنہ ۱۵۳۳ء میں ترکی بیڑے کی
کمان بھی حاصل کی۔ اسی ثنا میں خود اس کا بیڑا جزیرۂ روم کو دھمکی دے رہا تھا،
اور لوٹ مار کرکے سواحل اسپین و اٹلی کا ناک میں دم کر رہا تھا، اور عیسائیوں کو اٹھا
لیجا کر آفریقہ کے بردہ فروشی بازاروں یا مشرق میں فروخت کر دیا جاتا تھا۔ آفریقہ
میں ایک جدید اسلامی اقتدار کا عروج جس کی دلجوئی سے فرانسس شرماتا نہیں تھا
فوری توجہ کا طلبگار تھا۔ لہذا چارلس نے جدید پوپ پال ثالث (فارنیس) کے ساتھ
اپنے اتحاد کی تجدید کرکے، اور حتی الامکان معاملات اٹلی کا تصفیہ کرکے اسپین کو روانہ
ہوا۔ وہاں سے اینڈریا ڈوریا کے تحت ایک بیڑے اور ایک لشکر کے ساتھ جس میں
سپاہ کو نہ صرف اس کی سلطنت کے مختلف حصوں سے بھرتی کیا گیا تھا بلکہ مالٹا کے
مبارز بھی آملے تھے وہ آفریقہ کو روانہ ہوا (جون سنہ ۱۵۳۵ء) اور نام مولا حسن کی تائید
کا تھا جو سلطنت تیونس کے دعویداروں میں سے ایک تھا۔ اس مہم کو شاندار کامیابی
حاصل ہوئی۔ سلیمان امداد نہیں بھیج سکا اور فرانسس امداد دینے سے یا تو گھبرا گیا
یا شرمندہ ہو گیا تھا۔ بندرگاہ غالیطہ پر زبردست دھاوا کرکے ایک ہی حملے میں لے لیا،
اور بربروسہ کی فوج کو میدان جنگ میں شکست دی۔ تیونس میں عیسائی اسیروں نے
اپنے قید کرنے والوں کے خلاف بغاوت کر دی، اور بربروسہ کو اس ملک کے تخلیے پر مجبور
ہونا پڑا۔ جس کو اسپین کی آقائی کے تحت مولا حسن کے حوالے کیا گیا۔ (اگست ۱۵۳۵ء)
اگرچہ اس مہم نے بے حد جوش پیدا کر دیا اور شہنشاہ کی شہرت میں بھی اضافہ ہوا لیکن
یورپ میں اُس کی توقعات میں کوئی معتدبہ اضافہ نہیں ہوا۔

فرانسس کی سازشیں

فرانسس کا ہرگز ارادہ نہیں تھا کہ عہدنامہ کمبرے کی پابندی کرے اور عزم صمیم
کر چکا تھا کہ کم سے کم میلان کی ڈچی واپس لے لے۔ لہذا وہ ایک عرصے سے جرمنی اور
اٹلی میں سازشیں کر رہا تھا۔ کلیمنٹ ہفتم کی حمایت حاصل کرنے کی
غرض سے اس نے اپنے دوسرے بیٹے ہنری آرلیان کا کیتھرن
ڈی مڈیسی سے اس شرط پر عقد کر لینے کا وعدہ کیا تھا کہ اٹلی میں
ڈیوک کو ایک صوبہ عطا کیا جائے گا یہ وہ صوبہ تھا جس میں غالباً ملان بھی شامل تھا۔
لیکن پوپ کی وفات (۱۵ ر ستمبر سنہ ۱۵۳۴ء) نے اس کی توقعات پر پانی پھیر دیا۔ فرانسس

نے جمعیت شمل کالڈے کے ارکان کے ساتھ بھی گفت وشنید چھیڑ دی تھی (لیکن جمعیت مذکور نے ایک ایسے شخص کی تائید سے انکار کر دیا۔ جو خود اپنے ملک میں پراٹسٹنٹ جماعت پر دست تعدی دراز کر رہا تھا)؛ نیز اس نے سلیمان کے ساتھ ایک تجارتی معاہدہ طے کیا جس میں یہ تجویز بھی زیر بحث لائی گئی تھی کہ میلانیوں پر متحدہ حملہ کیا جائے۔ فرانسس نے اس کے بعد فرانسسکو اسفورزا کے ساتھ ایک ناکام سازش شروع کی، اور اپنے خفیہ گماشتے مرا ویگلیا کے قتل کی وجہ سے اس رئیس کے خلاف اعلان جنگ کر دیا۔ میلانیوں تک رسائی کرنے کے لئے ڈیوک سیوائے کے علاقے میں سے گزرنا پڑتا تھا۔ فرانس کے چارلس ہشتم کے زمانے سے سیوائے فرانس کا دوست رہا اور اس کی افواج کو آمد و شد کی اجازت دے رکھی۔ لیکن موجودہ ڈیوک چارلس سوم نے پرتگال کی بیٹرکس سے عقد کیا تھا جو شہنشاہ کی سالی تھی، لہذا اس نے اب اپنے ملک کے اندر سے فرانیسی افواج کو گزرنے کی ممانعت کر دی تھی۔ لہذا فرانسس نے ارادہ کر لیا کہ سیوائے اور پیڈمنٹ پر قبضہ کر لے۔ اسی اثنا میں اس نے جنیوا کے کالوینیوں کی تائید کی جو سیوائے کے ڈیوک اور اسقف سے بغاوت کر رہے تھے، اور برن کے سوئیسوں کو ضلع واڈ پر حملہ آور ہونے کی ترغیب و تحریص دلائی۔

اس موقع پر میلان کے اسفورزا کی وفات (۲۴ر اکتوبر ۱۵۳۵ء) نے اس کے معاملات کی حیثیت بدل دی۔ اسفورزا اپنے خاندانِ شاہی کے آبائی سلسلے کا آخری رکن تھا۔ لہذا میلان اب بحیثیت آقا کے چارلس کے تحت چلا گیا۔ شہنشاہ نے چونکہ ابھی ابھی بربروسہ کی مہم ختم کی تھی اس لئے فرصت کا طالب تھا۔ لہذا اس نے شاہ فرانس کے ساتھ گفت و شنید شروع کر کے اس کو باتوں میں بہلانے لگا۔ فرانسس اپنے دوسرے بیٹے ہنری ڈیوک آرلیان کے لئے میلان کا مطالبہ کرنے لگا۔ چارلس نے کہا کہ اس کے تیسرے فرزند ڈیوک آنگولیم کے حوالے کیا جائے گا بشرطیکہ وہ ایک آسٹروی شہزادی سے عقد کر لے۔

اسفورزا کی وفات
۲۴ اکتوبر ۱۵۳۵ء

اس دوران میں فرانسیسیوں نے درۂ سوسا کی راہ سے کوہ آلپس کو عبور کر کے ٹیورن پر قبضہ کر لیا (اپریل ۱۵۳۶ء) بس یہ ہونا ہی تھا کہ چارلس نے اپنی نقاب الٹ دی۔

فرانیسی کوہ آلپس عبور کرتے اور ٹیورن پر قابض ہو جاتے ہیں۔ اپریل ۱۵۳۶ء

اور شاہ پر الزام عائد کرنے لگا کہ وہ بیوفا ہے اور ملحدوں اور بے دینوں کے ساتھ اتحاد قائم رکھتا ہے، لہذا اس کو شخصی مقابلے کی دعوت دی اور یہ تجویز پیش کی کہ برگنڈی اور میلان فتح کا انعام قرار دئے جائیں۔ اس سے انکار کر دیا گیا تو انٹونیو ڈی لیوا نے شہنشاہی لشکر کی سرکردگی میں لیبیا کو عبور کیا (مئی ۱۵۳۶ء) مارکوئس آف سالوزو جو پے مون میں فرانسیسی فوج کی قیادت کر رہا تھا شہنشاہ سے جا ملا، اور چارلس ٹیورن کے قبضے سے بے پروائی برت کر پراونس پر دباؤ ڈالنے لگا اور توقع یہ تھی کہ فرانسس کو اب فیصلہ کن لڑائی پر مجبور کیا جا سکے گا۔ فرانسیسیوں نے اپنی قدیم عادت کے خلاف

چارلس کا پراونس پر ناکام حملہ جولائی۔ ستمبر ۱۵۳۶ء

فیبیس کا مسلک اختیار کیا اور واپس ہوتے ہوئے ملک کو تباہ و برباد کرتے گئے اور اوگنن اور ویلنس کے مستحکم مقامات میں خود کو پہنچا دیا۔ شہنشاہی افواج ان مقامات پر یورش کرنے سے قاصر رہیں اور قلت غذا اور مرض سے تباہ حال ہو گئیں۔ خود ڈی لیوا بھی اسی کا شکار بنا (۱۰ ستمبر ۱۵۳۶ء)۔ چارلس کامیابی سے ناامید ہو کر اس ملک کا تخلیہ کرنے پر مجبور ہوا (۲۳ ستمبر) اور اسپین کو واپس ہوا تاکہ وہاں اپنے اس اعزاز و وقار کو دفن کر دے جس کو اس نے پراونس میں بے جان کر دیا تھا۔ حامیان شہنشاہ نے پیکارڈی اور لینگیڈاک پر جو حملہ کیا وہ بھی اسی طرح ناکام رہا اگرچہ پیکارڈی میں بدوران کارزار فرانسس نے رابرٹ ڈی لامیک، لی جیونے ابونیچر یکس کو کھو دیا جو عالم شباب سے اس کا فوجی رفیق اور اس کی سرگزشت کا مصنف بھی تھا۔

پیکارڈی، لینگیڈاک ارٹائے اور پیڈمونٹ کی لڑائیاں

سنہ ۱۵۳۷ء میں فرانسیسیوں نے آرتوا پر چڑھائی کی پیڈمونٹ کی جنگ اب تک جاری تھی، اور سلیمان اپنے حالیہ معاہدے کی تعمیل میں نیپلز پر حملہ آور ہونے کے لئے بربروسہ کو روانہ کر چکا تھا کچھ مدت کے بعد بذات خود ہنگری پر چڑھائی کی

سلیمان اوزیسک میں فرڈیننڈ کو شکست دیتا ہے۔ اکتوبر سنہ ۱۵۳۷ء

اور اوزیسک میں فرڈیننڈ[1] کو شکست دی (۸ اکتوبر) سلیمان کے ساتھ فرانسیسیوں کے اس اتحاد

[1] موہاکس میں لیوس کے انتقال کے بعد فرڈیننڈ کو شاہ ہنگری کی حیثیت سے تسلیم کر لیا گیا

نے یورپ کے طول وعرض میں آتش غضب بھڑکا دی۔ پال سوم نے جو اس وقت تک غیر جانب دارانہ طرز عمل اختیار کیا تھا اب ایک ثالث کی حیثیت سے مداخلت کی۔ فرانسس معاہدہ سے ناراض نہیں تھا اور جنگ کے جاری رکھنے سے چارلس کی کوئی توقع وابستہ نہیں تھی۔

گھنٹ کی بغاوت سنہ ۱۵۳۷ء

لوتھری جماعت روز بروز قوت حاصل کرتی جا رہی تھی اور مسلمانوں کا حملہ نیپلز، شہنشاہی اقتدار کو دھمکی دے رہا تھا، اور ادھر شمال میں گھنٹ کے لوگوں نے نیدرلینڈز کے ایجنٹ (نائب السلطنت) کی جانب سے عاید کردہ محاصل کے خلاف بغاوت کر دی تھی (سنہ ۱۵۳۷ء) لہذا نیس میں دس سال التوائے جنگ کا معاہدہ طے کیا گیا (۱۸ جون سنہ ۱۵۳۸ء)۔ اس التوائے جنگ سے عہدنامہ کیمبرے کی توثیق ہوی۔ حریفوں نے اپنے متحدین کا ساتھ چھوڑ دیا اور ہر فریق کے فتح

نیس کا التوائے جنگ ۱۸ جون سنہ ۱۵۳۸ء

کردہ علاقے انھی کے قبضے میں دے دئیے گئے۔ اس طرح اس کا وبال سیوائے کے ڈیوک پر پڑا۔ فرانسس سیوائے اور پیڈمونٹ کے دو ثلث حصے کو اپنے قبضہ میں لے آیا سوسیوں نے اس کے بعد سے ضلع واڈ پر قبضہ کر لیا اور بقیہ علاقے شہنشاہ کے قبضے میں آ گئے اور صرف نیس بدنصیب ڈیوک کے لئے چھوڑ دیا گیا اس کے بعد ایگیس مورٹس میں ایک کانفرنس منعقد ہوئی (جولائی سنہ ۱۵۳۸ء)۔ فرانسس نے اس توقع میں کہ اسلحہ سے جو چیز حاصل نہیں ہو سکتی تھی وہ ممکن ہے کہ مصالحت سے دستیاب ہو جائے چارلس کے ساتھ انتہا درجہ دوستانہ طرز عمل اختیار کیا۔ مارشل ڈی مانٹمرنسی نے جس نے پراونس کی لڑائی میں بے انتہا شہرت حاصل کی تھی فرانسس سے اصرار کیا کہ چارلس کے ساتھ اتحاد قائم کر لے اور یہاں تک مشورہ دیا کہ انگلستان پر مشترکہ چڑھائی کی جائے جہاں پوپ کے خلاف ہنری ہشتم کی تدابیر اور اسقف فشر اور سر ٹامس مور کے قتل نے رعایا میں بیزاری و بے چینی کی لہر دوڑا دی تھی۔ اگرچہ فرانسیس نے اس کو رد کر دیا لیکن گھنٹ کے باشندوں نے امداد کے لئے ایک عرضداشت روانہ کی پھر بھی اس کے کان پر جوں نہیں چلی اور اس کے

بقیہ حاشیہ صفحہ گزشتہ۔ (۱) دیکھو صفحہ ۲۳۲، لیکن زاپولیا، وائیووڈ آف ٹرانسلوینا نے اس کے دعوی کی مخالفت کی اور اس کی تائید سلیمان کر رہا تھا۔

کچھ عرصے کے بعد شہنشاہ کو فرانس کی راہ سے گھنٹ جانے کا موقع دیا۔
چارلس کی آمد پر شہر گھنٹ نے فرانسس کی امداد کی توقع سے مایوس ہو کر اطاعت قبول کر لی

چارلس گھنٹ کی بغاوت کو دباتا ہے ۶ر فروری ۱۵۴۰ء

(۶ر فروری ۱۵۴۰ء) اور اپنے تہور و بیباکی کی بھاری قیمت ادا کی۔ چودہ سر برآوردہ شہریوں کو قتل کی سزا دی گئی۔ شہری مراعات چھین لئے گئے زبردست جرمانہ عاید کیا گیا اور شہر کی دیواروں کے اندر ایک فوجی دستے کو جگہ دی گئی اس واقعے نے اس قدیم شہر کی تباہی کو مکمل کر دیا اور اس کی تجارتی افضلیت پر جس کی طرح کیپ کی اطراف تجارتی راستہ دریافت کرلے کی بدولت اینٹورپ کو منتقل ہو گئی تھی۔

ایک لمحے کے لئے تو کچھ ایسا معلوم ہوا کہ شاہ اور شہنشاہ اپنی طویل رقابت کو بالائے طاق رکھدیں گے اور ملحدین اور ترکوں کو روکنے اور باز رکھنے کے لئے آپس میں متحد و متفق ہو جائیں گے۔ یہ قابل تعجب نہیں ہے کہ چارلس نے اپنے دل میں ایسے خیالات باندھے تھے۔ سلیمان فرانسیسی اتحاد سے جرأت پیدا کر کے ازسرنو ہنگری کو دھمکی دینے لگا اور بربروسہ الجزائر سے اب تک بحیرۂ روم کو خوف دلا رہا تھا۔ اندرون ملک بھی خطرات کچھ کم نہیں ہو گئے تھے۔

جرمنی میں مذہب پراٹسٹنٹ کا عروج

پراٹسٹنٹ مذہب عہد نامہ نیورمبرگ بابت ۱۵۳۲ء سے ترقی پا گیا تھا ۱۵۳۴ء میں ورٹمبرگ کے ڈیوک الرچ کو ریاست واپس مل گئی جہاں سے اس کو بموجب جمعیت سوبیا ۱۵۱۹ء میں نکال دیا گیا اور اس ملک کو چارلس کے بھائی فرڈینینڈ کے حوالہ کر دیا گیا تھا۔ اس ریاست کی واپسی ہیسی کے فلپ کی جانب سے عمل میں آئی جس نے فرڈینینڈ کی افواج کو جنگ لافن (مئی ۱۵۳۴ء) میں شکست دی تھی لیکن جان الکٹر ٹیوس نے بھی اس کو منظور کر لیا اور اگرچہ وہ رومن کیتھولک تھا لیکن خاندان ہیپسبرگ کی پستی کو دیکھ کر خوش ہوا۔ الرچ کے ڈیوک نے فوراً اپنی ریاست میں پراٹسٹنٹ مذہب قائم کر دیا۔ جامعہ ٹیوبنگن مصلحین کی جائے پناہ بن گیا، اور جنوبی جرمنی کی کیتھولک ریاستوں کے اتحاد محکم میں مستقل رخنہ ڈالا گیا۔

شمال میں زیر سرکردگی جان لیڈنی منسٹر میں اناباپٹسٹوں کا جو انقلاب ۱۵۳۴ء کے موسم بہار میں رونما ہوا تھا وہ تخریبی جماعت کے ساتھ قیام مصالحت کی دھمکی دے رہا تھا۔

منسٹر میں اناپیٹسٹ سنہ ۱۵۳۴ء

اس مذہبی سودائی نے جس نے بے نظام عیاشی و بدکاری کو عجیب طرح کے مذہبی خیالات کے ساتھ متحد کیا تھا۔ ایک اشتراکی نوعیت کی ریاست کے قیام کی کوشش کی اور خود پیغمبر اور بادشاہ ہونے کا اعلان کر بیٹھا لیکن انتہا درجہ پر جوش طرفداری ہی تو تھی اور اس مذہبی مجنون کے خیالات میں کوئی تعلق قایم کر سکتی تھی۔ جس طرح کہ شورش مزارعین میں پیش آیا تھا ہیسی کے فلپ نے جو جمعیت شمل کالڈے کے نہایت سربرآوردہ ارکان میں سے تھا قیام امن کی غرض سے فوج کو جمع کیا جان لیڈنی مارا گیا اور اس کے متبعین منتشر ہو گئے نیز منسٹر اس کے اسقف کو واپس دلا دیا گیا (سنہ ۱۵۳۹ء) بغاوت کی سرکوبی کی بدولت اناپیٹسٹوں کے اشتراک وسازش سے مبرا ہو کر لوتھریوں نے شمال جرمنی میں تبلیغ مذہب کے کام کو جاری رکھا۔ سنہ ۱۵۳۵ء میں جوکیم اول الکٹر برینڈنبرگ نے، اور سنہ ۱۵۳۹ء میں سیکزنی کے ڈیوک نے (جو اس خاندان کے آلبرٹینی شاخ کا رکن تھا) اور جن میں سے دونوں کے دونوں پکے کیتھولک تھے، انتقال کیا۔

جارج ڈیوک آف سیکزنی اور جوکیم اول الکٹر برینڈنبرگ کی وفات اور انکے جانشین ہنری اور جوکیم ثانی سنہ ۱۵۳۵ تا سنہ ۱۵۳۹ء

ان کے جانشینوں میں سے ہنری نے تو لوتھری مذہب اختیار کر لیا اور جوکیم ثانی نے مصالحتی مسلک اختیار کیا اور اس کا چھوٹا بھائی جان تیومارک کا مارگریو جدید خیالات کا سرگرم پیرو بن گیا اور بہت سے چھوٹے چھوٹے رؤسا نے ان کی پیروی کی۔ اور اختتام ۱۵۳۹ء تک اہم کیتھولک ریاستوں میں صرف آسٹریا، بویریا، پلاٹینی۔ برنوک۔ دالفن ٹیبل اور تین مذہبی الکٹریاں رہ گئی تھیں۔ مزید برآں الکٹر کولون ہرمن دآن ڈیرویڈ کی نسبت یہ مشہور تھا کہ اس کی حالت بھی متزلزل ہے۔ کچھ دنوں کے بعد وہ اور الکٹر پیالیٹن نے پراٹسٹنٹ مذہب کو اختیار کر لیا۔

چارلس آزادی حاصل کرنے کی غرض سے فرانسس کو ناکام شرائط پیش کرتا ہے

اس خطرے نے فوری کارروائی کا مطالبہ کیا لیکن یہ اس وقت تک ناممکن تھا جب تک کہ فرانس کی غیر جانبداری کا اطمینان نہ ہو جائے۔ لہذا چارلس نے اپنی سب سے بڑی بیٹی کو فرانسس کے

تیسرے بیٹے سے جو براؤلنس کی لڑائی کے دوران میں ولی عہد فرانسس کے مارے جانے کے بعد آرلینیس کا ڈیوک بن گیا تھا۔ بیاہ دینے پر رضامندی ظاہر کی۔ اس نے وعدہ کیا کہ ڈیوک کے علاقہ سے فریش کومٹی اور نیدرلینڈز کو ملحق کردے گا بشرطیکہ فرانسس اپنی طرف سے اس کو برگنڈی کی ڈچی عطا کردے میلان کے تمام استحقاقات اور فلینڈرز کی آقائی سے دست بردار ہو جائے اور سیوائے اور پیڈمونٹ کے مفتوحہ علاقوں کو سیوائے کے ڈیوک کے حوالے کردے اس کا مطلب برگنڈی کی قدیم ریاست ڈیوک کی تجدید ہوتا، لیکن سلطنت کی جنگی خدمت کے لئے عطا کردہ جاگیر (Fief) کی حیثیت سے۔ اور یہ مشتبہ ہے کہ آیا فرانسس کسی بھی صورت میں نہ صرف پیڈمونٹ کے فتوح کو بلکہ میلان کو بھی قطعی طور پر کھو بیٹھنے کو منظور کر لیتا۔ حاصل کلام یہ کہ اٹلی کے دعاوی نے سمجھوتے سے باز رکھا بالآخر ایک دن کی بحث و تکرار کے بعد کہ آیا آرلیان کا ڈیوک فوراً قبضہ کرلے اور آیا ڈیوک لاولد مرنے کی صورت میں یہ علاقے چارلس کو عود کریں چارلس نے اپنے بیٹے فلپ کو میلان کی ڈچی دے دی (اکتوبر ۱۵۴۰ء)، اور فرانسس نے دوسری مرتبہ اسلحہ سے چارہ جوئی کرنے کا ارادہ کرلیا۔

جنگ کو پیش نظر رکھتے ہوئے شہنشاہ نے پراٹسٹنٹوں کے خلاف استعمال اسلحہ کے عدم امکان کو محسوس کیا۔ سوائے اس کے اور کوئی چارہ کار باقی نہ تھا کہ آپس کے سمجھوتے سے معاملے کو طے کیا جائے۔ اور اس مقصد کے لئے اس نے ۱۵۴۱ء کے موسم بہار میں مجلس ریاٹسبن کو طلب کیا۔

مجلس ریاٹسبن میں پراٹسٹنٹوں کے ساتھ مصالحت کی کوشش ۱۵۴۱ء

کچھ عرصے تک تو امکانات مصالحت کی امید افزا حالت رہی۔ کچھ دنوں سے اٹلی میں اصلاح دین کی ایک جماعت نمودار ہوئی تھی جس کی قیادت ریجنالڈ پول انگلستان کا ایک مفرور و بینیشین کنٹارینی، جو اس وقت جرمنی میں پاپائی وکیل تھا اور موڈول اسقف ماڈینا کے ہاتھ میں تھی یہ جماعت فضلاء جس نے اس ارتیابی جذبے کے خلاف ردعمل کی نمایندگی کی تھی جو لیو دہم کے عہد میں اٹلی میں غلبہ پا چکا تھا، مسئلہ عفو و معافی میں لوتھر کے خیالات کے قریب آچکی تھی اور ان خرابیوں کی اصلاح کے لئے جنھوں نے روما کے

کلیسا کی ہئیت بدل دی تھی اسی طرح بحین تھی جس طرح کہ خود لوتھر تھا۔ حتی کہ پال سوم نے اعلان کیا کہ وہ بھی کچھ نہ کچھ کرنے کا متمنی ہے۔ ریٹسبن میں علمائے مذہب کی ایک کانفرنس زیر صدارت گرینویل منعقد کی گئی، جس میں میلانکتھن، بیوسر اور ڈاکٹر ایک تھے جو لوتھر کے قدیم مخالفین تھے نمودار ہوئے۔ اور تین متنازعہ فیہ مسائل گناہ، شفاعت، اور نجات پر ایک سمجھوتہ کیا گیا خود مجلس میں مختاروں اور شہروں کے نائبین کی کثرت نے اس سمجھوتے کی موافقت میں اعلان کیا۔ اور پول نے امن و اتفاق پر اظہار مسرت کیا لیکن ان توقعات کو پورا ہونا نہ تھا ایوان رؤسا میں زبردست اختلاف پیدا ہو گیا۔ پوپ نے اصرار کیا کہ اس کو اقتدار حاصل رہے، اور عشائے ربانی کی نسبت رومی خیال کو تسلیم کر لیا جائے لیکن لوتھر کیتھولک کی صداقت و صاف دلی کو ماننے سے قاصر تھا۔ اگر اس مسئلے میں سیاسی اعتبارات سے رکاوٹ نہ بھی پیدا ہوتی تو یہ نہایت مشتبہ ہے کہ آیا کسی اطمینان بخش نتیجہ پر پہنچنا ممکن تھا اور سیاسیات خارج نہیں کی جا سکتی تھی۔ پراٹسٹنٹ فرقے کے ساتھ چارلس کی مصالحت اس کو دوبارہ متحد شدہ جرمنی کے آقا کی حیثیت سے بیحد طاقتور بنا دیتی اور سلطنت کے اندر اور باہر زبردست مخالفت کو برداشت کرنے کی ضرورت نہ پڑتی فرانسس اور پوپ نے روسا کے ساتھ جن میں سے اکثر ہیپسبرگ کے اثر سے حسد کرتے اور اپنے سیاسی مراعات کے کھو جانے کا خطرہ محسوس کرتے تھے سازشیں شروع کر دیں شہنشاہ نے ناکام تجویز پیش کی کہ سردست ان شرائط کو قبول کر لیا جائے جن پر علمائے مذہب نے اتفاق کر لیا ہے اور یہ کہ دوسری شرائط کی نسبت دونوں جانب سے رواداری برتی جائے۔ ایوان رؤسا نے سمجھوتے کو مسترد کر دیا جس سے چارلس نہایت برافروختہ ہوا۔ اس طرح ان دونوں مذہبی جماعتوں کے مابین جو سیاسی مخاصمت کی وجہ سے تباہ حال ہو گئی تھیں مصالحت کا آخری موقع بھی ہاتھ سے جاتا رہا۔ اور یہ ایک ایسی مصالحت تھی کہ اگر وہ مادی صورت اختیار کرتی تو جرمنی بلکہ یورپ کی بھی تاریخ بدل جاتی تاہم پراٹسٹنٹ فرقے کو بہت کامیابی ہوئی چارلس نے آئندہ کشمکش میں ان کی تائید حاصل کرنے کی فکر میں ایک

لے (۱) لیکن ایک (Eck) شروع سے آخر تک اس کی مخالفت کرتا رہا۔ چانسلر گرینویل اور کیتھولک پادری گراپر اور فلاک اس کی تائید میں تھے۔

اعلان جاری کیا جس کی رو سے "ریسیس آف اگسبرگ" کے نفاذ کو مزید مدت کے لیے ملتوی کر دیا گیا جن اشخاص نے مذہبی جائداد کو دنیاوی حیثیت بخشی تھی انھیں اس جائداد کو قطعی سمجھوتے تک اپنے قبضہ میں رکھنے کی اجازت دی گئی، لوتھر کے متبعین کو شہنشاہی ایوان میں اسیسروں کی حیثیت سے شریک کر لیا گیا اور ایک مجلس عام کے انعقاد تک کسی کو لوتھری مذہب اختیار کرنے کی ممانعت نہیں تھی۔ پراٹسٹنٹ فرقہ کو اپنی غرض وغایت کی طاقت پر اتنا اعتماد ہو گیا تھا کہ ڈیوک آف برنسوک نے جب اس "ریسیس" کے خلاف شہنشاہی ایوان کے فیصلوں کو تلوار کے زور سے بہ جبر منوانا چاہا تو جمعیت شمل کالڈے نے اس کو اپنی ڈچی سے نکال باہر کر دیا (سنہ ۱۵۴۲ء کا موسم گرما) اور اس طور پر کیتھولک فرقے نے شمالی جرمنی سے ایک غیر متعلق اہم ریاست کو بھی کھو دیا۔

فرانسس ادھر جان توڑ کوشش کر رہا تھا کہ جرمنی میں مذہبی اختلافات مستقل طور پر پیدا کر دے اور ادھر جنگ کی تیاری میں ہمہ تن مصروف تھا۔ مارشل مونٹ مورانسی کی جس نے چارلس کی دوستی کا مشورہ دیا تھا توہین و تذلیل کی گئی اتحادیوں کی جستجو نہایت سرگرمی کے ساتھ ہونے لگی۔ اور بالآخر فرانسیسی گماشتے کے قتل سے جب کہ وہ قسطنطنیہ جاتے ہوئے ملانی علاقے سے گزر رہا تھا (۱۳ر جولائی سنہ ۱۵۴۱ء)

فرانسس دوبارہ اعلان جنگ کرتا ہے جولائی سنہ ۱۵۴۱ء

نیس کے التوائے جنگ کو منقطع کرنے کا معقول بہانہ ہاتھ آ گیا۔ لیکن (سنہ ۱۵۴۲ء) تک کھلم کھلا اعلان جنگ نہیں کیا گیا۔ اس وقفے میں چارلس کو مسلمانوں کے ہاتھوں دو نمایاں نصیب ہوئیں۔ ہنگری میں سلیمان نے بوڈا (جس کی وفات سنہ ۱۵۴۰ء میں ہوئی تھی) کے بیٹے کی حمایت کے لیے پیش قدمی کر کے مقام بوڈا فرڈیننڈ کو ایک تباہی خیز شکست فاش دی (۳۰ر جولائی سنہ ۱۵۴۱ء) اور اکتوبر میں شہنشاہ خود اپنی قیادت میں ایک مہم بربروسہ کے خلاف الجزائر لے گیا لیکن زیادہ تر ساحل افریقہ کے طوفان خیز موسم کی بدولت اس میں بھی ناکامی ہوئی۔

اتحادیوں کے فراہم کرنے کی کوشش میں فرانسس کو خاطر خواہ کامیابی نہیں نصیب ہوئی۔ ہنری ہشتم جو اس وقت جیمس پنجم کے ساتھ جنگ میں مصروف

اور جس کا خاتمہ سالوے ماس میں اسکاٹوں کی شکست پر ہوا (دسمبر) اپنے فرانسیسی اتحادیوں کو امداد دینے پر مائل نہیں تھا۔ مزید برآں تاجدار انگلستان اور شہنشاہ کے مابین کیتھرائن آف آراگن کے طلاق کے مسئلے میں جو وجہ مخاصمت پیدا ہوگئی تھی اب وہ اس کے انتقال کے باعث ایک حد تک رفع ہوچکی تھی اور این آف کلیوس

اتحادیوں کی فراہمی کے لئے فرانسس کی کوشش

کی طلاق اور سنہ ۱۵۴۰ء میں کرامول کی برطرفی کے بعد پراٹسٹنٹ فرقے کے ساتھ انگریزی اتحاد کا تمام خیال ترک ہوگیا۔ لہذا ہنری نے فرانسس کی درخواستوں کو مسترد کردیا اور چارلس کے ساتھ ازسر نو اتحاد قائم کرنے لگا جرمنی کے پراٹسٹنٹ شہنشاہ کی مراعات سے مطمئن ہوکر خاموش ہو رہے پوپ پال سوم مسلک غیر جانب داری پر قائم رہا۔ لہذا اب صرف سلیمان، تاجداران ڈنمارک و سویڈن اور کلیوس کا ڈیوک فرانسس کے اتحادیوں میں رہ گئے تھے ان میں سے کرسٹائن سوم تاجدار ڈنمارک، چارلس سے اس بنا پر برافروختہ ہوگیا تھا کہ چارلس نے تاج ڈنمارک کے لئے خاندان وٹلباش کی پلاٹینی شاخ کی حمایت کی تھی۔ گسٹیوس واسا شاہ سویڈن نے یہ آشکار کیا تھا کہ چارلس کی مہربانیوں کی بدولت اس کے کاشتکاروں نے بغاوت کردی تھی۔ اور کلیوس کا ڈیوک شہنشاہ کے اس دعویٰ پر معترض تھا کہ گلڈرس کے چارلس کی وصیت کے بموجب جو سنہ ۱۵۳۸ء میں لاولد فوت ہوا تھا گلڈرس اس کو واپس ملے۔

سنہ ۱۵۴۲ء کی لڑائی

فرانسس نے اپنی معمولی چالبازیوں کے برعکس اہل ملان پر براہ راست حملہ آور ہونے سے احتراز کیا اور اگرچہ وہ پئےمون میں مدافعت پر کاربند رہا لیکن اپنی پوری توجہ نیدرلینڈز اور روزیلن پر مبذول رکھی پہلی لڑائی (سنہ ۱۵۴۲ء) سے اہم نتائج مترتب نہیں ہوئے لکزمبرگ ساتھ تو آیا پر چھین جانے کے لئے۔ اور روزیلن پر چڑھائی کی گئی تو برگینڈی کی مزاحمت کی وجہ سے ناکام رہی۔ تاہم سنہ ۱۵۴۳ء کے آغاز میں چارلس کی حیثیت کافی تشویشناک تھی۔ سلیمان

ل (۱) جیمس نے (۱) فرانسس اول کی بیٹی ماگدلین، (۲) میری آف گائز سے شادی کی تھی۔

ہنگری کے ایک بڑے حصے کا مالک بن بیٹھا تھا اور ایک فیصلہ کن ضرب لگانے کی تیاری میں مصروف تھا۔ بربروسہ پے سون پر حملہ کرنے کے لئے فرانسیسیوں سے ملا چاہتا تھا۔ پوپ اس لئے برہم ہو کر کہ چارلس نے پوپ کے پوتے اٹیویو فارنیس کو ملان عطا کرنے سے انکار کر دیا، پراٹسٹنٹ فرقے کو مراعات دے دیئے۔ اور ایک مجلس عامہ کا مطالبہ کر رہا تھا، فرانس کی طرف مائل ہو گیا ڈنمارک نے آبنائے ساؤنڈ کا راستہ جرمن جہازوں کے لئے بند کر دیا۔ مزید برآں یہ مشتبہ تھا کہ آیا ہیسی کا فلپ اور سیکزنی کا جان فریڈرک کلیوس کے ڈیوک کی پامالی کو گوارہ کر ہی گے اور خاص کر اس لئے بھی کہ ڈیوک جان فریڈریک کا برادر نسبتی تھا اور یہ مشہور تھا کہ اس کو پراٹسٹنٹ مذہب کے ساتھ خاص ہمدردی ہے۔

تاہم شہنشاہ انگلستان کے ساتھ گفت و شنید صلح میں کامیاب ہوا۔ ۱۵۴۲ء میں جیمس پنجم اسکاٹ لینڈ کے انتقال پر اس کی ریجنٹ (نائب السلطنت) میری گائیز نے شاہ انگلستان کی تمام شرائط کو مسترد کر دیا اور فرانس سے اتحاد جاری رکھا۔ لہذا ہنری دوبارہ چارلس کی طرف متوجہ ہوا۔ ۱۱ر فروری ۱۵۴۳ء کے عہدنامہ کی رو سے شہنشاہ اور تاجدار انگلستان نے اس امر پہ اتفاق کیا کہ فرانسس سے مطالبہ کیا جائے کہ وہ ترکوں کے اتحاد سے دست بردار ہو جائے، ترکوں کی جنگ کی وجہ سے سلطنت پر جو مصارف عائد ہوئے، ان کو بطور ہرجانہ ادا کرے، اور شاہ انگلستان کو ادا شدنی قرضہ جات کی ضمانت کی حیثیت سے بولون اور دیگر شہروں کو حوالے کر دے اگر فرانسس نے ان شرائط سے انکار کر دیا تو متحدین اس وقت تک جنگ جاری رکھیں گے جب تک کہ برگنڈی چارلس کو واپس نہ مل جائے اور انگلستان نارمنڈی اور گینی نیز تاجِ فرانس کی نسبت اپنے استحقاقات کو ثابت نہ کر دے۔

ہنری کا اتحاد چارلس کے ساتھ فروری ۱۵۴۳ء

ماہ مئی میں چارلس عجلت کے ساتھ اسپین سے روانہ ہو گیا اور جرمنی میں وارد ہوا جان فریڈرک نے سیکزنی کی غیر جانب داری حاصل کر لی۔ ڈیوک آف کلیوس کے علاقے میں داخل ہوا اور گلڈرس کے دعوی سے اس کو دست بردار ہو جانے پر مجبور کیا (اگست

۱۵۳۶ء کے خونی واقعات

ستمبر میں بربروسہ اور کونٹ انگھین نے فرانسیسی افواج کی سرکردگی میں نیس پر مشترکہ حملہ کیا لیکن ڈوریا کی سرکردگی اسپینی بیڑہ اور میلانی فوج کی آمد سے انھیں ہزیمت ہوئی۔ ایک مسلمان کے ساتھ اتحاد قائم کرکے جو نفرت پیدا کی گئی اس کا عوض کرنے کے لئے فرانسس کو فتوح کا ولولہ سا بھی کافی نہیں تھا۔ ہنگری میں فی الحقیقت سلیمان بے روک پیش قدمی کئے جارہا تھا اور اواخر اگست تک ہنگری کا قریباً سارا ملک مفتوح ہوچکا تھا۔ لیکن اس

مجلس اسپائیرس فروری ۱۵۴۴ء چارلس فرانسس کے خلاف سلطنت کی تائید حاصل کرتا ہے

کامیابی کی بھی فرانسس کو گراں قیمت ادا کرنی پڑی۔ مجلس اسپائیرس میں جو فروری ۱۵۴۴ء میں منعقد کی گئی، چارلس نے شاہ فرانس پر عالم عیسائیت کے دشمن ہونے کا الزام عاید کیا۔ اس نے پراٹسٹنٹ جماعت کے سامنے اس واقعے کا انکشاف کیا کہ فرانسس نے ۱۵۳۹ء میں سلیمان کے سامنے یہ شرط پیش کی تھی کہ اگر اسنے میلان کو ملحق کرلیا تو وہ اس کی مدد کرے گا۔ لہٰذا اس نے مذہبی امور سے متعلق مزید مراعات عطا کئے۔ اس نے وعدہ کیا کہ ایک عام عیسائی مجلس طلب کیجائے گی اور اگر پوپ نے اس میں تاخیر کی تو وہ مذہبی مسائل کے قطعی تصفیے کے لئے آئندہ سال ایک اور دوسری مجلس طلب کرے گا۔ پراٹسٹنٹ فرقہ نے ترک کے ساتھ ناپاک اتحاد کے قیام پر ہیبت و نفرت کا اظہار کیا اور شہنشاہ نے ایک اور مرتبہ فرانسیسیوں کے خلاف جنگ میں سلطنت کی تائید حاصل کی۔ اسی موقع پر ڈنیمارک نے فرانس کے اتحاد کو خیرباد کہہ دیا۔ فرانسس کو اب ایک اہم اتحاد و اتفاق دھکی دینے لگا۔ ۱۵۴۴ء مئی۔ جون میں کونٹ انگھین نے مارکوبس ڈی گسٹو اور میلان کی فوج پر بمقام سریوس (۱۱ اپریل) ایک فیصلہ کن فتح حاصل کی

حامیان شہنشاہ کی کامیابی

لیکن جون میں شہنشاہی پسندوں نے لگزمبرگ کی تسخیر کے بعد شمپین پر چڑھائی کی اور مارن تک پیش قدمی کرتے چلے گئے اور ادھر انگریز ساحل پر اُتر پڑے۔ اگر ہنری پیرس پر ایک متفقہ چڑھائی کرنے میں چارلس کے ساتھ اشتراک عمل کے لئے اپنے قول و قرار کی پابندی کرتا تو پائے تخت مسخر ہو جاتا لیکن اپنی خاص تجاویز میں مشغول رہ کر اُس نے بولون

کے محاصرے میں تاخیر کی، اور یہ شہر ستمبر تک مسخر نہیں ہو سکا۔ اس عہد و پیمان شکنی سے
برافروختہ ہو کر فرانسس اور ترک کے مابین خطرناک اتحاد کو توڑنے کی فکر میں اور جرمنی
میں پراٹسٹنٹوں کے ساتھ پیش آنے میں آزادی حاصل کرنے کی غرض سے چارلس نے
جو علاوہ ازیں رقم کی سخت ضرورت محسوس کر رہا تھا شرائط صلح پیش کر دیں۔
فرانسس زیادہ تر اپنے غیر معتدل طرز زندگی کی وجہ سے سخت علیل تھا
اس کی (محبوبہ) ہیڈیم دے اسٹانپ کو یہ خوف پیدا ہو گیا کہ شاہ کی وفات کے بعد
تمام اثر اس کے ہاتھ سے نکل کر اس کی حریف اور دشمن یا ہیشیرس کی دیانا کے ہاتھوں
میں چلا جائے گا۔ جو ایک دفعہ خود شاہ کی داشتہ تھی اور اب ولی عہد فرانس پر جس کا زور
بہت چلتا تھا، لہٰذا وہ متردد تھی کہ اپنے دوسرے بیٹے آرلینس کے لیے کوئی خود مختار ریاست
حاصل کرے۔ اس کو اپنے بھائی کے ساتھ دشمنی تھی لہٰذا ممکن ہے کہ وہ مستقبل میں
اس کے کام آئے۔ لہٰذا اس نے شاہ کو مجبور کیا کہ شہنشاہ کے شرائط کو منظور کر لے فرانسس نے
اس کو مان لیا اور ستمبر ۱۵۴۴ء کو عہدنامۂ کریسپی کی بدولت دونوں حریفوں کے
مابین آخری جنگ کا خاتمہ ہو گیا۔ اس کی رو سے طے یہ ہوا کہ نیس کے التوا سے جنگ
کے بعد سے جتنی فتوحات عمل میں آئی ہیں اُن سے دست برداری حاصل کی جائے شہنشاہ
نے برگنڈی سے اپنے حقوق کو واپس لے لیا، اور فرانسس نیپلز کے حقوق اور فلینڈرس اور

معاہدۂ کریسپی ۱۸؍ستمبر ۱۵۴۴ء

آرٹاے کی آقائی سے دست کش ہو گیا۔ شہنشاہ نے یہ وعدہ
کیا کہ اگر ڈیوک آف آرلینس نے اس کی بیٹی سے عقد کر لیا تو
نیدرلینڈز اور فرینچ کومٹی اس کو دے دیگا یا اگر اس کی بھتیجی
فرڈینینڈ کی بیٹی سے عقد کر لے تو میلان کی نوابی دے دیگا۔ لیکن چارلس نے اس فیصلے
کا حق کہ ان میں سے کس کے ساتھ شادی کی جائے اپنے لئے محفوظ رکھا اور عہدنامہ کی
تکمیل پر سیوائے اور پیڈمونٹ ڈیوک چارلس سوم کو واپس کئے جانے والے تھے۔ بالآخر
دونوں حریفوں نے اس شرط کو تسلیم کر لیا کہ ترک کے خلاف عالم عیسائیت کی مدافعت
اور کلیسا کے اتحاد و امن کے لئے متحد و متفق ہو جائیں۔
ہنری نے چارلس کے ترک رفاقت کی سخت شکایت کرتے ہوئے۔ فرانسس
کے ساتھ اپنی جنگ ۱۵۴۶ء کے گرما تک جاری رکھی۔ اس کے بعد اس نے وعدہ

عہد نامہ آرڈریس ۷ رجون سنہ ۱۵۴۶ء

کیا کہ اگر فرانسس ایک معینہ رقم آٹھ سال میں ادا کرے اور سنہ ۱۵۲۵ء اور سنہ ۱۵۲۷ء کے اقرار کے بموجب دوامی وظیفہ دے تو بوبون واپس کر دیا جائے گا۔

آرلینس کا عقد جس کے ساتھ تاجدار فرانس کی اتنی ساری توقعات وابستہ تھیں اسی ڈیوک کے انتقال کے باعث عالم ظہور میں نہ آسکا (سنہ ۱۵۴۵ء)۔ لہٰذا فرانسس اب یقیناً پیڈمونٹ اور سیوائے میں فتح کردہ علاقوں کی واپسی پر مجبور نہیں تھا لیکن کہا جاتا ہے کہ یہ علاقے چار تباہ کن جنگوں کا جس میں کہا جاتا ہے کہ فرانس کے دو لاکھ آدمی کام آئے نہایت ناکافی معاوضہ تھے۔

فرانسس عہد نامہ کریسپی کے بعد ڈھائی سال تک زندہ رہا۔ لیکن یہ زمانہ صرف فرانس میں ہیوگیناٹس کے جور و ظلم کے لئے قابل ذکر ہے، جس پر آگے بحث کی جائے گی۔

فرانسس اول کا انتقال ۳۱ر مارچ سنہ ۱۵۴۷ء

۳۱ر مارچ سنہ ۱۵۴۷ء کو وہ ٹھیک اسی وقت ایک ایسے مرض کا شکار ہوا جو بے احتیاط زندگی کا نتیجہ تھا جب کہ وہ بار دیگر جرمنی کے معاملات میں مداخلت کرنا چاہتا تھا۔ فرانس کے بعض ہی تاجدار اپنی زندگی کے دوران میں اس قدر مشہور ہوئے اور تاریخ میں یہ مقام پایا، تاہم اس میں شبہ کیا جا سکتا ہے کہ آیا فرانسس اس شہرت و نیک نامی کے لائق تھا۔ اس کا کردار اگرچہ بعض سطحی دلکشیوں اور دل ربائیوں سے قاصر نہیں تھا، لیکن بلند اور اعلیٰ اصول سے یکسر معرا تھا۔ اس کی فیاضی نے اسے بے انتہا فضول خرچی اور ذلیل بے اعتدالیوں میں ڈال دیا تھا۔ اس کی بہادری میں لطافت و سنجیدگی اور اخلاق کے فقدان کی وجہ سے خرابی پیدا ہو گئی تھی۔ اس کی شجاعت، صید و شکار اور مردانہ بازیوں، حتیٰ کہ اس کے ادبی اور فن لطیف کے ذوق میں بھی، اگرچہ وہ بذاتِ خود قابل تعریف ضرور ہیں، اکثر ناکارہ اوصاف کو شامل کرتی ہے اور نہ یہ آسانی سے معلوم ہوتا ہے کہ اس نے ہر فن و ادب کی سرپرستی اور السنہ اور سائنس کی تعلیم کے لئے کالج فرانس کے قیام سے اپنے ملک کو کس طرح فائدہ پہنچایا۔ بلا شبہ اس کے عہد میں نشاۃِ جدیدہ کے فن تعمیر کا ایک عظیم الشان دریا امنڈا جس کی بہترین مثالیں لوور اور لوار کے بعض محلات

ہیں۔ ادب میں رابیلے نے، مصوری میں دونوں کلوئیٹوں نے، بت تراشی میں جین گوجوں نے سارے یورپ میں شہرت و ناموری حاصل کی ہے، اور اجنبیوں میں سے لیونارڈو دا ونسی اور انڈریا ڈل سارٹو دو مصوروں کا اور فلارنٹ پر نقش کندہ کرنے والا اور بت تراش بنونیٹو سیلینی کا دربار میں خیر مقدم کیا گیا۔ تاہم یہ سوال کیا جا سکتا ہے کہ آیا یہ تجدید فنونِ لطیفہ، شاہی سرپرستی کی بدولت عمل میں آئی تھی یا نہیں اور کم سے کم حکومت اور نظم و نسق کے زیادہ اہم امور میں فرانسس کا نام اصلاح کی اہم تدابیر کے ساتھ وابستہ نہیں ہے۔ اس کے عہد میں سرکاری خدمات کو فروخت کرنا ایک رواج میں داخل ہو چکا تھا، شاہی افسروں کی رشوت ستانی میں ترقی اور محاصل میں اضافہ ہو گیا۔ فرانسیسی کلیسا کی آزادی پوپ اور حکومت فرانس کے مابین سمجھوتہ ہو جانے کی وجہ سے سلب ہو گئی۔ اسٹیٹس جنرل کو صرف تین مرتبہ طلب کیا گیا، لیکن کوئی مزید استحقاقات حاصل نہیں کیے گئے۔ یہ امر واقعی ہے کہ امراء کو دباؤ میں رکھا جاتا تھا اور بیرونی ممالک کی لڑائیوں میں اور خود دربار شاہی میں خوش رکھا اور بہلایا جاتا تھا۔ ان کا بہت سارا اقتدار کھو گیا لیکن وہی دفتری حکومت کو حاصل ہو گیا۔ اور اس اقتدار کے کھو جانے سے ان کی فائدہ مندی بھی زائل ہو گئی۔ انھوں نے اپنے حقوق کو قائم رکھا، دربار کی پھوٹ اور نااتفاقیوں کو ابھارتے اور بھڑکاتے رہے اور شدہ شدہ ان کی ایک ایسی فتنہ انگیز اور مفسدہ پرداز جماعت بن گئی کہ اس نے فرانس کو سالہا سال تک پریشان رکھا۔ حقیقت میں ادنیٰ طبقات سرکاری خدمات کی بدولت ایک حد تک سربلند ہوئے۔ لیکن ان کا اقتدار صرف ملازمین شاہ اور دفتری حکومت کے ارکان کی حیثیت سے قائم تھا، جس نے تمام مقامی زندگی اور دستوری آزادی کا گلا گھونٹ دیا تھا۔ حاصل کلام یہ کہ فرانسس کے عہد حکومت میں حکومت کی مطلق العنانی میں بہت اضافہ ہو گیا، اور یہ اس صورت میں جائز ہو سکتا ہے جب کہ نظم و نسق فائدہ بخش ہو، لیکن یہی چیز مفقود تھی۔ اور نہ اس کی خارجی حکمت عملی ہی قابلِ تحسین ہے۔ اگرچہ یہ درست ہو سکتا ہے کہ اس نے یورپ میں اسپینی ہیپسبرگ کے شاہی خاندان کی فضیلت و بزرگی کے قیام میں چارلس کی کوششوں پر پانی پھیر دیا لیکن دولت عثمانیہ کے ساتھ اتحاد قائم رکھنے کی وجہ سے ہم اس کو بمشکل ہی معاف کر سکتے ہیں۔

جب ہم ہیوگیناٹس پر اس کے جبر و تشدد کو یاد کرتے ہیں تو جرمنی میں پیروانِ لوتھر کی تائید کو حق بجانب قرار دینا دشوار ہے۔ چارلس کے غلبہ و تسلط پر حسد کر کے اس نے اپنے ملک کو اسی لاپروائی اور بے دھڑک پن سے جنگ کی آگ میں جھونک دیا جیسے کہ قدیم زمانے کا مبارز اکھاڑے یا میدان میں اتر آتا تھا۔ اور پچھلے تجربوں کے باوجود ماورائے الپس کی سلطنت کے کھلونے سے کھیلتا رہا اور خود اپنے ملک کی حقیقی سرحدوں کی توسیع و تقویت کو نظرانداز کر دیا۔ وہ بہ نسبت ایک جنرل کے ایک افسر کمپنی کی حیثیت سے اچھا تھا۔ ایک خوش مزاج اور ہشیار انسان لیکن ایک بڑا تاجدار تھا۔ یہ عاشق مزاج بادشاہ اپنے پیچھے ایک مطلق العنان حکومت چھوڑ گیا جس کو کسی نظام دستوری کی تائید حاصل نہیں تھی، بھاری محاصل عائد کئے گئے تھے، حکومت قرضے سے زیر بار تھی حکام ناقص اور راشی، دربار فسق و فجور سے آلودہ، طبقۂ امراء مفسدہ پرداز تھا، اور قوم قتال و جدال سے بھری ہوئی اور مذہبی منافرت سے مضطرب اور درہم برہم تھی۔ اس کے انتقال کے بعد فرانس پر جو مصیبتیں نازل ہوئیں اُن کو ہم ایک حد تک اُس کی حکمت عملی سے منسوب کر سکتے ہیں۔ لیکن باوجود ان سب خرابیوں کے مورخوں نے اس کے عہد حکومت پر جو رائے ظاہر کی ہے وہ اس سے کہیں بہتر ہے جس کا وہ دراصل مستحق ہے۔

پانچواں باب

جنگِ شمل کالڈے سے عہدنامۂ کیٹیو کمبریسیس تک

چارلس اور پراٹسٹنٹ۔ مجلس ٹرینٹ کا اجلاس دوم۔ ماریس کی حمایت حاصل کی گئی۔ لوتھر کی وفات۔ جنگِ شمل کالڈے کا آغاز جنوبی جرمنی میں چارلس کی کامیابی۔ کونسل کی بولونا کو منتقلی۔ جنگ ملبرگ۔ مجلس آگسبرگ۔ چارلس اور پال ثالث وقفہ۔ چارلس اور جولیس سوم۔ کونسل ٹرنٹ کے اجلاس دوم کا خاتمہ۔ ماریس پراٹسٹنٹوں سے جاملتا ہے۔ عہدنامۂ فریڈ والڈ۔ فرڈی ننیڈ کا مسلک چارلس کا فرار انسبرگ سے۔ عہدنامۂ پاساؤ ماریس کی وفات مجلس وصلح آگسبرگ۔ ورسیلز کی عارضی صلح۔ تخت سے چارلس کی دست برداری اور وفات۔ فرانس اور اسپین کے مابین آخری جنگ۔ گریولنس اور سنٹ کونٹن کی جنگ۔ کیٹیو کمبریسیس کا عہدنامہ۔

۱۔ جنگِ شمل کالڈے اور ملبرگ کی لڑائی

صلح نامۂ کریسپی پر دستخط ثبت ہونے کے ساتھ ہی جرمنی کے پراٹسٹنٹوں کیساتھ نبٹنے کے لئے بالآخر شہنشاہ کو موقع مل گیا۔ اس نازک موقع پر چارلس کے طریقۂ عمل کو معلوم کرنے کے لئے اس کے اصلی مقصد زندگی کو پیش نظر رکھنا ضروری ہے۔

بالآخر چارلس کو پراٹسٹنٹوں کیساتھ پیش آنے کی آزادی ملتی ہے

میکسی ملین سے اس کو یہ خیال ورثہ میں ملا تھا کہ

مغربی یورپ میں ایک عالمگیر شہنشاہی اور سیادت قایم کی جائے۔ اور اس کی دادی ایسابلا سے اسے راسخ الاعتقادی ملی تھی جو اسپینی قوم کا امتیاز خصوصی ہے۔ ایسے خیالات رکھنے والے شخص کے حق میں لوتھری تحریک خواہ سیاسی ہو خواہ مذہبی دونوں نقطہائے نظر سے مساوی طور پر ناپسند تھی۔ اور اگر وہ اپنے پختہ اعتقادات پر عمل کرنے کے قابل ہوتا تو ۱۵۲۱ء میں جدید خیالات کی بیخ کنی کے لئے فوری تدابیر اختیار کرتا۔ لیکن چارلس سودائی یا مجنوں نہیں تھا، اور اس موقع کی شدید سیاسی ضروریات نے اس کو ذرا کا مشورہ سننے پر مجبور کر دیا تھا، اور خاص کر گاٹی نارا کی وجہ سے جس نے اس کو زمانہ سازی سے کام لے کر مصالحتی تدابیر کے ساتھ پیروانِ لوتھر کو اپنا طرفدار بنا لینے کی تاکید کی تھی۔ اس وقت سے آج تک اس کو اسی راستے پر چلنا ضروری تھا، لیکن کچھ عرصے سے وہ ایک قومی مجلس کے ذریعے مذہبی انتشار کے تصفیے کے امکان اور مفاہمت کے خیال کو دل میں رکھتا تھا۔ [صفحات ۲۵۲-۲۶۱-۲۶۶]

اگرچہ اس مسلک نے شہنشاہ کے سیاسی مقاصد کی تکمیل میں مدد دی۔ اور پیروانِ لوتھر کو میدانِ جنگ میں دشمنوں کے ساتھ جا ملنے سے باز رکھا، لیکن انھیں ملا لینے میں ناکام رہا۔ شہنشاہ کبھی اس عزم سے نہیں ٹلا کہ اگر ضرورت لاحق ہو تو بزورِ شمشیر ہی اختلافات کا خاتمہ کیا جائے۔ کچھ دنوں خصوصاً گاٹی نارا کے انتقال ۱۵۳۰ء کے بعد سے اس نے زیادہ تر اپنی ذات پر اعتماد کرنا سیکھا تھا، اور اب آخر کار عمل کی ساعت آ چکی تھی۔ اسی اثناء میں چارلس کے اسپینی میلانات میں شدت پیدا ہو چلی تھی۔ ۱۵۲۱ء میں آسٹریا کی اراضی سے فرڈی ننینڈ کے حق میں دست بردار ہونے کے بعد سے اسپین کو اپنی حکومت کا مرکز خیال کرنے لگا اور کلیسا اور حکومت میں اسپین کی اغراض و مقاصد کو اپنا مطمح نظر بنا لیا۔ اسپین ہی تھا جس نے اسے پوری کشمکش اور جد وجہد میں مدد دی تھی، اور اب وہ شاہ اسپین اور شہنشاہ مغرب کی حیثیت سے نہ کہ ایک جرمنی رئیس کی طرح کلیسائے قدیم اور سلطنت کا اتحاد قایم کرنے کا خواب دیکھنے لگا تھا۔ لیکن وہ اتنا زبردست مدبر تھا کہ عجلت سے اپنے مقصد کو

برباد کرنے کا اندیشہ نہیں کر سکتا تھا۔ اس نے پراٹسٹنٹوں کی قوت کو محسوس کیا اور یہ بھی سمجھ لیا کہ نہایت احتیاط کے ساتھ اس کو قدم بڑھانا ہے۔ جرمنوں نے اکثر ایک مجلس عامہ کے لئے درخواست کی تھی، اور اگر اب ایک مجلس طلب کی جا سکے تو وہ چند اصلاحات عمل میں لا سکتی ہے جس کی بدولت زیادہ اعتدال پسندوں میں مصالحت اور اس کو تقویت حاصل ہو سکے گی۔ اس کے لئے پوپ کی رضامندی ضرور تھی۔ لہذا چارلس نے پال کے پوتے اٹیو یو فارنیسی کو پارما اور پیاسنزا دینے کا وعدہ کیا اور پوپ نے مارچ ۱۵۴۵ء میں کونسل کو دوبارہ بمقام ٹرینٹ طلب کرنے سے رضامندی ظاہر کی۔[۱] اسی اثنار میں شہنشاہ نے وارمس میں مجلس منعقد کی۔ کونسل کی نسبت شہنشاہ کی توقعات میں کامیابی نہیں ہوئی اور اس نے مجلس کا اجلاس دسمبر تک نہیں منعقد کیا۔ کونسل میں کم اراکین نے شرکت کی۔

پوپ کے ساتھ سمجھوتہ

صرف چالیس اسقف شریک تھے جن میں سے اطالویوں اور اسپینیوں کی تعداد یقیناً غالب تھی۔ لہذا پراٹسٹنٹوں نے اس کو ایک آزاد اور عام کونسل کی حیثیت سے تسلیم کرنے سے انکار کر دیا اور زیادہ تر اس وجہ سے کہ فیصلہ یہ کیا گیا تھا کہ ارکان افراد کی حیثیت سے رائے دیں نہ کہ اقوام کی حیثیت سے، اور یہ ایک ایسا طرز عمل تھا جس سے پاپائی جماعت کی فتح یقینی تھی۔ مزید برآں چارلس کی یہ خواہش کہ کونسل اعتقادات پر غور خوض کرنے کو ملتوی کر دے اور خرابیوں کی اصلاح پر توجہ مبذول کرے مسترد کر دی گئی۔ تصفیہ یہ ہوا کہ دونوں موضوعوں پر ایک ساتھ غور کیا جائے، اور سند روایت کے مسئلے اور اصولِ شفاعت کی نسبت روما کے خیالات قایم رہیں۔

کونسل ٹرینٹ کا دوسرا اجلاس دسمبر ۱۵۴۵ء

اس اثنار میں چارلس نے جرمن رؤسا کو اپنا طرفدار بنانے کی کوشش میں جرمنی میں زیادہ کامیابی حاصل کی۔ ڈیوک ولیم والی بویریا جو

[۱] اس کو ۱۵۴۲ء ہی میں طلب کیا گیا تھا لیکن کونسل ملتوی ہو گئی تھی۔

چارلس جرمنی میں اکثر رؤسا، جرمنی خصوصاً سیکزنی کے ماریس کو اپنا طرفدار بنانے میں کامیاب ہوتا ہے۔

اپنے بھائی کے انتقال (۱۵۴۵ء) کے سبب نوابی کا واحد حکمران بن بیٹھا تھا۔ اگرچہ خود رومن کیتھولک تھا لیکن اب تک جمعیت شمل کالڈے کے ساتھ جوچلے کرتا رہا۔ اس کو یہ وعدہ کر کے ملا لیا گیا کہ فرڈی ننڈ کی بیٹی اس کے بیٹے سے بیاہ دی جائے گی۔ اور اگر فرڈی ننڈ اولاد نرینہ کے بغیر مرجائے تو بوہیمیا اس کو واپس دے دیا جائے گا۔ اور یہ توقعات بھی دلائی گئیں کہ اگر الکٹر پیالیٹن پراٹسٹنٹ مذہب پر اڑا رہے تو الکٹری کا مرتبہ پیالیٹن سے خاندان وٹلباش کی بویریائی شاخ کو منتقل کیا جائے گا۔

برنیڈنبرگ کسٹرن کا جان، نیومارک کا مارگریو، اور برنیڈنبرگ کلمباچ البرٹ آلسی بیاڈس، خاندان ہوہنزلرن کے دو کم عمر ارکان بھی ورٹمبرگ کے ڈیوک کی بحالی سے خفا ہو کر (صفحہ ۲۶۰ ملاحظہ ہو) شہنشاہ سے جاملے۔ مزید یہ کہ چارلس، جو کم الکٹر برنیڈبرگ، فریڈرک الکٹر پیالیٹن اور بعض شہروں کو جو جمعیت کے ارکان تھے غیر جانبدار بنانے میں کامیاب ہوا۔

اس کے تمام اتحادیوں میں سیکزنی کے ماریس کو دوسروں سے کہیں زیادہ اہمیت حاصل تھی۔ سیکزنی کے خاندان ویٹن کی تاریخ جرمنی رؤسا کے اس عام رواج کے قبیح نتائج کی کہ وہ اپنے علاقوں کو اپنے لڑکوں میں تقسیم کر دیتے تھے بین مثال پیش کرتی ہے۔ ۱۴۶۴ء میں سیکزنی کا فریڈرک دوم فوت ہوا اور ملک کو اپنے دونوں لڑکوں ارنسٹ اور آلبرٹ کے لئے چھوڑ گیا، اور اس روز سے ان دونوں خاندان میں انتہائی بغض وحسد کی آگ مشتعل ہے۔ لوتھر کی تحریک کے ابتدائی دور میں الکٹر فریڈرک دانا، الکٹر جان اور الکٹر جان فریڈرک جو بڑے بھائی یا ارنسٹ کے خاندان کے نمائندے تھے، اپنے دارالسلطنت وٹنبرگ میں اصلاح کی سچے دل سے حمایت کرتے رہے، اور جارج جو البرٹن کے سلسلے کا نمائندہ تھا میلکسن میں قدیم مذہب کا پکا حامی تھا۔ یہ وجہ اختلاف ایک حد تک اس وجہ سے رفع ہو گئی کہ ہنری برادر ڈیوک جارج نے جو ۱۵۳۹ء میں

اپنے بھائی کا جانشین ہوا تھا لوتھر کا مذہب اختیار کر لیا تھا۔ ماریس نے ۱۵۴۱ء میں اپنے باپ کا جانشین بننے کے بعد اپنے پراٹسٹنٹ ہونے کا اعلان کیا اور لینڈ گریو فلپ والی ہیسی کی لڑکی سے عقد کر لیا۔ تاہم اس نے اپنے کیتھولک چچا جارج کے بعض وزرا کو جن میں کارلووٹز بھی شامل تھا واپس بلا لیا تھا۔ نیز اس نے جمعیت شمل کالڈے میں شریک ہونے سے اس وجہ سے انکار کر دیا کہ وہ بغض وحسد کی وجہ سے کمزور اور منقسم ہو چکی تھی، اور اس نے ہمیشہ اپنی خود مختار حیثیت قایم رکھی تھی، اور اس بات سے اس کے بھائی ناخوش تھے۔ اس طرح اس میں اور جان فریڈرک الکٹر میں جو مغائرت بڑھتی گئی۔ وہ رفتہ رفتہ جھگڑے کے شخصی اسباب کی بناء پر اس میں اور اضافہ ہوا۔ جرمنی کے رؤساء میں سے کسی نے مذہبی جائداد کو دنیاوی حیثیت بخشنے کی چیخ پکار سے اتنا فائدہ نہیں اٹھایا جتنا کہ سیکسن رؤسا نے اٹھایا، اور اس بات نے ان دونوں چچا زاد اور تایا زاد بھائیوں میں جدید اختلافات پیدا کر دیے۔

نامبرگ کی اسقفی کو جان فریڈرگ نے دنیوی حیثیت دے دی۔ ادھر ماریس بھی مضطرب تھا کہ مرسبرگ کی اسقفی کے ساتھ بھی وہی طرز عمل کیا جائے۔ انھوں نے اپنے حقوق کی نسبت میسن کے پادری کے علاقے کے اندر ہی جو دونوں شاخوں میں مشترک تھا، جھگڑا کر لیا۔ حالانکہ دونوں ماگڈیبرگ اور ہالبرسٹاڈ کی اسقفیوں کو حاصل کرنے کے لئے متردد تھے۔ اور ان دونوں اسقفیوں نے پراٹسٹنٹ مذہب اختیار کر لیا تھا اور ایک دوسرے سے قریب واقع تھیں۔

شہنشاہ نہایت ہوشیاری کے ساتھ رشک وحسد کی ان رقابتوں میں دھوکا دے کر اور ظاہری وعدے کر کے ماریس کی حمایت حاصل کرنے میں کامیاب ہو گیا۔ اس نے اس امر سے اتفاق کیا کہ اس کو ہالبرسٹاٹ اور ماگڈے برگ کی اسقفیوں کا ولی مقرر کیا جائے، یہ تجویز پیش کی کہ مرسبرگ اور میسن کی اسقفیاں اس کو موروثی طور پر دے دی جائیں اور آخر میں یہ بھی وعدہ کیا کہ انتخابی مرتبہ جو اس وقت جان فریڈرک کو حاصل تھا ان کے نام مستقل کیا جائے گا۔

مذہبی مسئلے میں سیکسن ڈیوک کے خوف وخطر کو دور کرنا کوئی دشوار کام نہیں تھا۔ وہ اپنے عالم جوانی میں مختلف اثرات سے متاثر ہو چکا تھا۔ اس کی ماں کیتھرائن آف میک لینبرگ سچی پراٹسٹنٹ تھی۔ اس کے چچا کیتھولک جارج نے اس کو اپنا دوست بنانے اور اس کے مذہبی خیالات پر اثر ڈالنے کی کوشش کی تھی۔ لہذا یہ کوئی تعجب خیز امر نہیں ہے کہ اگرچہ وہ کسی معنے میں لامذہب نہیں تھا لیکن اعتقادی امور میں اس کو کسی چیز پر پکا یقین نہیں تھا، اور یہ کہ وہ واقعات ومعاملات کو ایک مدبر کی حیثیت سے دیکھتا تھا نہ کہ ایک مذہبی شخص کی طرح۔ اس نے لوتھری مذہب اس وجہ سے اختیار کیا تھا کہ اس کی رعایا اسی کی خواہاں تھی اور معلوم ایسا ہوتا تھا کہ شہنشاہ کے مواعید اس کو وہ سب کچھ دیدیں سگے جس کی اس کو حاجت تھی۔ مذہبی معاملات کے قطعی تصفیے تک جس کو کونسل میں پیش کیا جانے والا تھا ماریس نے مزید بدعات کی اجازت نہ دی، اور اگر سردست بعض امور تصفیہ طلب رہ جائیں تو ماریس کو کوئی خطرہ نہیں تھا۔ حقیقتِ حال یہ ہے کہ یہ شرائط مبہم اور غیر معین تھیں۔ لیکن جب لوگ مطمئن ہو جانا چاہتے ہیں تو یہی شرائط کچھ زیادہ کڑی نہیں معلوم ہوتیں۔ لہذا ان شرائط پر ماریس نے الکٹر جان فریڈرک پر شہنشاہ کے حملے میں شریک ہو جانے کا وعدہ کر لیا۔ لیکن اس نے اس کی رو سے لینڈ گریو کے اتحاد کو نہیں توڑا اور نہ جمعیتِ شمل کالڈے کے خلاف اعلان جنگ کیا۔

جس زمانے میں یہ گفت وشنید جاری تھی چارلس مجالس منعقد کرتا اور مصالحتِ باہمی کی تجاویز پیش کرتا رہا۔ لیکن یہ کونسل یا مجلس کی وساطت سے کوئی سمجھوتہ کرنے کی کوشش میں ناکام رہی، اور آخر کار نبرد آزمائی کی گھڑی آپہنچی تھی۔ سلیمان کیساتھ التوائے جنگ کا سمجھوتہ عمل میں آیا تھا۔ فرانس اور

چارلس کی حکمت عملی پراٹسٹنٹوں کے خلاف

پوپ کے دوستانہ تعلقات قایم تھے، اور چارلس کے مراعات نے بہت سے مخالفین کو رام کر لیا تھا۔ لہذا اس نے گرینویل کی خواہش کے برعکس حقیقت کو بے نقاب کیا اور راٹسبن میں ان لوگوں کے خلاف اظہار ملامت کیا جنھوں نے

شہنشاہی ایوان کے اختیارات کو تسلیم کرنے سے انکار کر دیا تھا۔
اب بھی اس نے اس کو مذہبی جنگ نہیں بنایا؛ اس نے کارروائی شروع کی اور اعلان کیا تو وفادار رعایا کے خلاف نہیں بلکہ ان کے خلاف جو شہنشاہی قوانین کو تسلیم کرنے کے لئے تیار نہیں تھے۔ وہ نافرمانی اور سرکشی کی سزا دینا چاہتا تھا نہ کہ الحاد کی۔ اس کی ضرورت نہیں ہے کہ ہم چارلس پر دیدہ و دانستہ جھوٹ بولنے کا الزام عائد کریں؛ فی الحقیقت جب تک ماریس اس کا طرفدار رہا بمشکل کہا جائے گا کہ یہ جنگ پراٹسٹنٹوں کے خلاف تھی۔ اور نہ اس کے برعکس پراٹسٹنٹوں پر یہ الزام لگانا درست ہے کہ انھوں نے سیاسی محرکات کی بناء پر اصلاح کا سوال اٹھایا تھا تاکہ شہنشاہ کے خلاف اپنی قدیم جد وجہد قایم رکھی جاے۔ تاہم مذہبی آزادی کی اغراض اب ملک داری خود مختاری سے اس قدر رل مل گئی تھیں، اور وحدت کلیسا چارلس کے دماغ میں سلطنت کے ساتھ اس درجے وابستہ اور متشابہ ہو گئی تھی کہ مذہبی اور سیاسی معاملات میں تفریق و امتیاز ناممکن ہو گیا تھا۔ مسئلۂ زیر بحث یہ تھا کہ؛ آیا جرمنی کو ایک سلطنت اور کلیسا کے نظام ازمنۂ وسطیٰ کو قبول کرنے پر مجبور کیا جائے، یا رؤسا، سیاسی اور مذہبی خود اختیاری برقرار رکھیں؛

اس موقع پر ایک عجیب اتفاق یہ پیش آیا کہ لوتھر جو منافرت ومخالفت کا موجب اصلی تھا لیکن تاہم جس نے اس مدت تک مذہبی مسائل کو سیاسیات سے بے تعلق رکھنے کی زبردست کوشش کی تھی۔ اور جس نے بادل ناخواستہ بزور شمشیر چارہ جوئی کرنے کی اجازت دی تھی، آغاز جنگ سے پہلے ہی اس دنیا سے چل بسا۔ اپنے وطن شہر ایلیبن میں ۱۸ ؍ فروری ۱۵۴۶ء کو چونسٹھویں سال کی عمر میں انتقال کر گیا۔ اس مصلح کے عقاید کی نسبت ہماری رائے خواہ کچھ ہی ہو، لیکن

لوتھر کی وفات۔
۱۸ ؍ فروری ۱۵۴۶ء

اس کی عظمت و بزرگی کی کم قدری کرنے کی سعی اتنی ہی لغو اور مہمل ہے جتنی کہ اس کی پیدا کردہ تحریک کی اہمیت کو کم کرنے یا گھٹانے کی کوشش ہو سکتی ہے۔ اس کی غلطیوں کے منجملہ، اور اس نے بہت سی غلطیاں کیں، بعض اس کے طبقے

اور زمانے کی پیداوار تھیں اور بعض خود اس کی ذات سے متعلق تھیں۔ لوتھر ایک سیکسن کسان کا بیٹا تھا، اور اپنے ابتدائی ماحول کی خانگی خامیوں اور ناشائستگیوں سے کبھی نجات نہیں حاصل کر سکا۔ مباحثے میں سخت گوئی اور بدزبانی اس زمانے کے رواج میں داخل تھی، اور لوتھر عام معیار سے بلند نہیں ہو سکا؛ اور قدرت نے اس کو مفاہمت سے ناآشنا بنایا تھا وہ حاکمانہ اور مطلق العنانہ طبیعت اور کسی قدر تُند سرشت تھا۔ تاہم زیادہ پسندیدہ اور ہر دلعزیز اوصاف کی اس میں کمی نہیں تھی۔ اس کی مہمان نوازی، کشادہ دلی، اور عالی ہمتی، اس کی خوش مزاجی اور محبت و دوستی نے اہل وطن اور دوستوں کو اس کا گرویدہ بنا لیا تھا۔ اس کے سنگین اور مستقل محاسن (اس کی راستبازی۔ اس کا زہد و ورع، اس کی انتھک جانفشانی، اور سب سے زیادہ اس کی بے باکانہ شجاعت و جرائت) ایسے اوصاف تھے کہ مخالفین بھی ان خوبیوں سے انکار نہیں کر سکتے تھے۔ نیز یہ خیال کرنا کہ وہ لطافت و شائستگی سے معرا تھا، غلطی ہے۔ اس کے مقدس گیت، جن میں سے اکثروں سے ہم آشنا ہیں، اور اس سے بھی زیادہ انجیل کا جرمنی ترجمہ اس کی کافی شہادت ہیں۔ یہ اعظیم الشان کام جس نے جرمنی کے ادبی طرز تحریر کے معیار کو ایک بڑی حد تک بلند کر دیا لوتھر کو ارباب علم و فضل میں ایک بلند درجہ عطا کرنے پر مجبور کرتا ہے۔

جمعیت شمل کالڈے کی نازک حالت

شہنشاہی لعن کے اعلان کے بعد سے جمعیت شمل کالڈے کی حیثیت نازک ہو گئی۔ اس نے شہنشاہ کے مواعید پر سریع الاعتقادی سے اعتماد کر لیا تھا اور اب وہ خود کو جنگ کے لیے تیار نہیں پاتی تھی۔ چارلس کی مراعات نے اس کے ارکان کی تعداد گھٹا دی تھی اور جن ارکان نے فی الواقع ہتھیار اٹھائے وہ صرف جان فریڈرک، الکڑ سیکزنی، فلپ، ہیسی کا لینڈ گریو، ورٹمبرگ کا ڈیوک الرچ اور شہرہائے آگسبرگ، اسٹراسبرگ، اُلم اور کانسٹنس تھے۔ تاہم اگر پراٹسٹنٹ جارحانہ کارروائی اختیار کرتے تو ممکن تھا کہ ابران، اور نکاس بر نرپاس، ہاتھ آجاتے، اور افواج اٹلی کی روانگی کو روک دیا جاتا جن کے بغیر شہنشاہ کچھ نہیں کر سکتا تھا۔ یا یہ کہ ریاٹسبن میں اس کو محصور کر لیا جاتا جہاں اس کی سپاہ نہایت قلیل التعداد تھی۔

لیکن جمعیت کی تنظیم بالکل ناقص تھی، اس میں اختلافات و مناقشات کی آگ بھڑک رہی تھی، اور جان فریڈرک نہ تو مدبر تھا اور نہ سپہ سالار۔ لہذا جمعیت کے لشکر نے نہایت کمزور مدافعانہ طرزِ عمل اختیار کیا اور دریائے ڈنیوب اور دریائے رہائن کے مابین مورچہ بند ہو گیا۔ چارلس نے اپنے دشمنوں کی سستی سے فائدہ اٹھا کر اسپین، اٹلی اور ندرلینڈ کی سپاہ کو ایک مرکز پر جمع کر لینے کا موقع پیدا کر لیا، اور اس کے بعد بہتر فنِ سپہ گری سے کام لے کر جس میں آلوا بھی ممد و معاون تھا، ایک فیصلہ کن جنگ سے اس وقت تک گریز کرتا رہا جب تک کہ شمال کی حالت نے اس کے دشمنوں کو واپس ہو جانے پر مجبور نہیں کر دیا۔

ماریس نے اربابِ انتخاب سے عہد و پیمان کرنے کے بعد ۲۷ ؍ اکتوبر کو اپنے ارادے کا اعلان کر دیا۔ چارلس کے حکم سے مسلح ہو کر کہ جان فریڈرک کی ضبط کردہ جائداد پر قبضہ کر کے وہ اپنی رعایا کی طرف متوجہ ہوا۔ اس نے انھیں عدم اطاعت کے خطروں سے متنبہ کر دیا اور ان سے حتمی وعدہ کیا کہ ان کے مذہب میں کسی قسم کی دخل اندازی نہیں کی جائیگی۔ بالآخر اسنے ان کی رضامندی حاصل کر لی۔ پھر جب جان فریڈرک نے الکٹری پر خاموشی کے ساتھ قبضہ کرنے کی اجازت دینے سے حقارت و تذلیل کے ساتھ انکار کر دیا تو اس نے اپنی افواج کو فرڈی نند کی سپاہ کے ساتھ شامل کر لیا اور سرعت کے ساتھ سارے علاقے پر باستثنائے ڈیٹن برگ، ایسنیاک، دگوتھا، قابض ہو گیا (نومبر ۱۵۴۶ء) اس خبر نے ارکان جمعیت میں پریشانی و اضطراب پیدا کر دیا، لینڈ گریو فلپ اور جان فریڈرک شمال کی طرف جھپٹے اور باقی اتحادیوں نے کوشش کی کہ حتی الوسع اپنے اپنے ملک کو بچانے کے لئے موقع پر پہنچ جائیں۔

ماریس اعلان جنگ کرتا ہے ۲۷ ؍ اکتوبر ۱۵۴۶ء۔ اور الکٹری پر قابض ہو جاتا ہے

اس بات نے شہنشاہ کو موقع دیا کہ مخالفین کا ڈٹ کر مقابلہ کرے اور خود جنوب کا مالک بن بیٹھے۔ جمعیت کے شہروں پر تیزی کے ساتھ قبضہ کر لیا گیا۔ ورٹمبرگ کے ڈیوک اور الکٹر پالیٹن نے، جو اگرچہ خود جنگ میں شریک نہ تھا لیکن جمعیت کو سپاہ سے مدد دی تھی، اطاعت قبول کر لی۔ ان دونوں نے مجلس (ڈائیٹ)

اور شہنشاہی ایوان کے فیصلوں کی تعمیل اور تاوانات ادا کرنے کا اقرار کر لیا۔ اور چارلس نے اپنی جانب سے وعدہ کیا جیسا کہ مارِیس سے کیا تھا کہ مذہبی معاملات میں آخری تصفیے تک انھیں کامل آزادی دی جائے گی۔ اسی موقع پر ہرمن وانڈر ویلڈ اسقف کولون نے اپنی اسقفی سے استعفیٰ دے دیا (جنوری ۱۵۴۷ء) اور ایک کیتھولک اس کا جانشین ہوا۔

سیکزنی میں جان فریڈرک ڈیوک سیکزنی کی کامیابیاں

لیکن ہر طرف چارلس کو اس طرح سرخروئی نصیب نہیں ہو رہی تھی۔ جان فریڈرک نے واپس ہو کر نہ صرف اپنے ملک کو آسانی کے ساتھ چھین لیا بلکہ مارِیس کے علاقے پر چڑھائی بھی کر دی اور وہاں اس کا خیر مقدم کیا گیا۔ فرڈی نینڈ بوہیمیا کے پراٹسٹنٹوں کی شورش کی وجہ سے وہاں چلا گیا اور اس کو امداد دینے سے قاصر رہا۔ مارِیس چند ہی روز کے اندر اپنے تمام علاقے بہ استثنائے لیپزگ و ڈریسڈن کھو بیٹھا، ان دونوں علاقوں میں اس قدر مستحکم انتظامات تھے کہ آسانی سے نہیں فتح ہو سکتے تھے۔ اور نہ چارلس نے ہی مارِیس کے مطالبے پر اس کو فوری امداد دی۔ قرائن سے معلوم

پال سوم کے ساتھ چارلس کا جھگڑا مارِیس کی امداد سے باز رکھتا ہے

ہوتا تھا کہ پوپ کے ساتھ اس کا اتحاد ختم ہونے والا ہے۔ پال سوم کی اغراض و مقاصد ایک اطالوی حاکم ذی اقتدار کی حیثیت سے اس امر کے مقتضی تھے کہ نہ تو فرانس اور نہ اسپین ضرورت سے زیادہ طاقتور بنے؛ اور ایک فارنیسی کی حیثیت سے اس کا مقصد تھا کہ اپنے خاندان کے اقتدار کو بڑھائے۔ لہٰذا مارچ ۱۵۴۶ء میں مارکوئیس ڈی گواسٹو کے انتقال پر اوٹیو فارنیسی کو میلان کا صوبہ دار مقرر کرنے سے چارلس کے انکار اور گونزاگا، جو فارنیسی خاندان کا ایک قدیم دشمن اور اٹلی میں شہنشاہی استحقاقات کا زبردست حامی تھا، کے تقرر نے پوپ کو برافروختہ کر دیا تھا لیکن شہنشاہی کامیابیوں نے اب اسے خائف کر دیا۔ نیز کونسل ٹرنیٹ کی نسبت بھی شہنشاہ اور پوپ میں اختلاف تھا۔ چارلس انتہا درجہ متفکر تھا کہ کونسل میں اعتقادات کی نسبت مزید بحث نہ اٹھائی جائے تاکہ کہیں ایسا نہ ہو کہ معتدل پراٹسٹنٹ کے خطرات میں بہت جلد اشتعال پیدا ہو جائے۔

پال جرمنی میں چارلس کی حیثیت کی نسبت کم توجہی برتتے ہوئے پوپ اور کلیسا کے منزہ عن الخطا ہونے کو قایم رکھنا چاہتا تھا؛ اور داخلی اصلاح کے پیچیدہ مسئلے کو چھیڑنے میں پس وپیش کر رہا تھا۔ اس کو یہ بھی خوف تھا کہ کہیں ایسا نہ ہو کہ شہنشاہ جو شمال میں ظفر مند تھا ٹرینٹ کو پہنچ کر صدارت کا دعوی کر بیٹھے۔ لہذا پاپائی حکمت عملی اور روایات کے مطابق پال تذبذب میں پڑ گیا جس مدت کے لیے اس نے اپنی سپاہ مستعار دی تھی وہ ختم ہونے پر (دسمبر ۱۵۴۶ء) واپس بلالی اور دوبارہ روانہ کرنے سے انکار کر دیا۔ اس نے اسپین سے مذہبی محاصل کی وصول یابی کی جس کا چارلس نے جنگ کے لئے مطالبہ کیا تھا۔ اجازت دینے سے انکار کر دیا، اور چونکہ ٹرینٹ آسٹروی علاقوں میں گھرا ہوا تھا۔ لہذا کونسل کو مارچ کے مہینے میں بولونا کو منتقل کر دیا۔ پوپ نے اسی پر اکتفا نہیں کیا۔ اس نے حتیٰ کہ فرانس کے ساتھ بھی سازشیں شروع کر دیں جو ڈیوک آرلینیس کے انتقال (ستمبر ۱۵۴۵ء) کے باعث ملان کی واپسی سے مایوس ہو کر دوبارہ جمعیت شمل کالڈے سے سلسلہ جنبانی کر رہا تھا، اور جنیوا، اور سینا، اور نیپلز میں بغاوت پھیلا رہا تھا۔

کونسل ٹرینٹ کی بولونا کو منتقلی۔ مارچ ۱۵۴۹ء

چارلس کی خوش قسمتی سے جان فریڈرک کی سستی اور بودی سپہ سالاری نے ماریس کو فرانسیس اول کے انتقال (مارچ ۱۵۴۷ء) تک تباہی سے بچا لیا، شہنشاہ کو فرانسیسی حملے کے خطرے سے بے فکر کر دیا جس سے اس کو موقع مل گیا کہ گٹھیا کا مریض ہونے کے اور جسم میں خون کی کمی کے باوجود وہ اپریل ۱۵۴۷ء میں شمال کی جانب روانہ ہو۔ اس وقت بھی شہنشاہی لشکر کی تعداد کوئی سولہ ہزار آدمیوں سے زیادہ نہیں تھی جن میں اکثر اطالوی اسپینی اور ہنگروی تھے، لیکن الکٹر کی قیادت میں ایک بہت بڑی فوج تھی۔ تعداد سپاہ کی قلت کا معاوضہ اس طرح ہوا کہ چارلس کے نبرد آزما سپاہی کہیں بہتر تھے اور اس کے دشمن میں سپہ سالاری کا فقدان تھا۔ الکٹر نے نہ صرف فرڈی ننڈ کے کے خلاف اہل بوہیمیا کی امداد کے لیے فوج کا ایک زبردست دستہ روانہ کر دیا بلکہ اس نے کھلے شہروں پر قبضہ رکھنے کی کوشش میں اپنی قوت کو

چارلس شمال کی طرف روانہ ہوتا ہے۔ اپریل ۱۵۴۷ء

اور زیادہ کمزور کر دیا۔ جب چارلس جنوبی سمت سے سیکزنی میں داخل ہو کر سرعت کے ساتھ ان تمام مقامات کو مسخر کر لیا تو اس کی کامیابیوں نے الکٹر کو بالآخر اپنی توجہ ملبرگ پر مرتکز کرنے پر مجبور کر دیا۔ یہ شہر دریائے اِلب سے جانب شمال ہے اور ڈرسڈن سے کچھ زیادہ دور نہیں ہے۔ یہاں بھی اس نے دریائی راستے کے تنازع میں اپنی پوری سپاہ سے کام نہیں لیا جہاں غالباً چارلس کی کامیابی کے ساتھ مزاحمت کی جا سکتی تھی۔ جب شہنشاہ دریا کو عبور کر چکا تو الکٹر نے مراجعت کی ناکام کوشش کی۔ اور اس کو لڑنے پر مجبور کر دیا۔ جہاں اس کی اور اس کی

ملبرگ کی لڑائی
۲۴ اپریل ۱۵۴۷ء

سپاہ کی ذاتی شجاعت و دلاوری دشمن کی کار آزمودہ سپاہ کی ترتیب و تربیت کے مقابلے میں کچھ پیش نہ آسکی مختصر سی لڑائی کے بعد سیکسنوں کو مغلوب کر لیا۔ الکٹر محصور و مجروح ہو گیا، اور بجز ہتھیار ڈالنے کے کوئی چارۂ کار باقی نہیں رہا اور چارلس اور اس کی بیرونی افواج نے کوئی پچاس آدمیوں کے نقصان سے ایک فیصلہ کن فتح حاصل کی۔ اب نہایت سرگرمی کے ساتھ اس امر پر مباحثہ کیا گیا کہ آیا جان فریڈرک کو بغاوت کا جوابدہ ہونے کی حیثیت سے اپنا سر دے دینا چاہیئے یا نہیں۔ چارلس کے کنفسر، پڈرو ڈی سوٹو نے اصرار کیا کہ ایسی مناسب و موضوع سزا نہایت عمدہ اثر مترتب کرے گی لیکن ڈنبرگ طاقتور تھا، اور ضرورت سے زیادہ سختی سے مزید اختلاف پیدا ہونے کا امکان تھا۔ لہذا اگرنویل اور آلوا کے مشورے سے اس کو جان کی سلامتی دے دی گئی۔ لیکن شرائط کافی سخت تھیں یہ کہ شہر وٹنبرگ فوراً حوالے کر دیا جائے، جان فریڈرک اپنے مرتبۂ الکٹری اور اپنے ملک کے ایک بڑے علاقے سے دست بردار ہو جائے، جن میں سے بوہیمیا کے علاقے فرڈی ننڈ کو عود کریں۔ وہ شہنشاہی ایوان کے فیصلوں کی تعمیل کرے اور زندگی کے بقیہ دن اسیری میں کاٹے۔ ان شرائط پر شہر گوتھا اور اس کے اطراف کا علاقہ اور ایک وظیفہ جو دوسرے علاقوں سے ادا کیا جانے والا تھا اس کے ورثہ کے لیے محفوظ کر دیئے گئے۔ اور خود اس کی وجہ معاش کے لئے بھی انتظام ہونا تھا۔

کو مطیع کر لیا گیا۔

جان فریڈرک کی اسیری کے کچھ دن بعد ہی لینڈ گریو کو مطیع کر لیا گیا۔ اب تک تو اسنے چارلس کی جانب سے پیش کردہ شرائط کو مسترد کر دیا تھا۔ اب جب کہ مقابلہ مایوس کن نظر آیا تو فرڈیننڈ اور ماریس نے اس کو ترغیب دی کہ وہ شہنشاہی کی شرائط کو مان لے اگرچہ وہ بہت سخت اور کڑی تھیں۔ ہیسی کے اکثر پناہ گیر مقامات حوالے کر دیے جائیں، ان کے استحکامات کو منہدم کر دیا جائے۔ لینڈ گریو شہنشاہی اقتدار کو تسلیم کرے اور شہنشاہی ایوان کے فیصلوں کے آگے سر تسلیم خم کرے۔ برنسوک کے ڈیوک کو رہا کر دے، تاوان ادا کرے اور خود کو شہنشاہ کے ہاتھ میں دے دے۔ کہا جاتا ہے کہ چارلس نے جو ایک زمانے میں لینڈ گریو کے وجود کا مالک تھا سمجھوتے کے بعض نقایص سے فائدہ اٹھایا اور فرڈی ننڈ اور ماریس کے واضح قول و قرار کے برعکس اس کو آزادی دینے سے انکار کر دیا[ل] ۔ اور یہ اعلان کیا کہ اس نے صرف اتنا وعدہ کیا تھا کہ اس کو ہمیشہ کے لیئے قید و بند میں نہیں رکھا جائے گا۔ لیکن معلوم نہیں ہوتا کہ اس نے فی الواقع اپنے قول و قرار کو توڑ دیا۔ اور اس غلطی کا زیادہ تر الزام فرڈیننڈ اور ماریس پر عائد ہونا چاہیئے جنھوں نے کامل اختیار کے بغیر فلپ کے ساتھ من مانے وعدے کیئے۔ تاہم ماریس چارلس کے دوسرے رخ کو بھی سمجھ چکا تھا۔ وہ سمجھتا تھا کہ اس کو دھوکا دیا گیا اور جرمنی کے طول و عرض میں یہی خیال جاگزیں تھا۔ ماریس نے شہنشاہ کو کبھی نہیں معاف کیا اور جرمنی نے کبھی نہیں بھلایا۔

مجلس آگسبرگ سے صلح آگسبرگ تک

غرہ ستمبر ۱۵۴۷ء کو چارلس نے آگسبرگ میں جب اپنی مجلس کا اجلاس منعقد کیا

ل۔ یہ سوال کہ چارلس نے آیا الفاظ Nicht einiges (کوئی) یا Nicht eurges (دوامی) Gefang niss استعمال کئے تھے یا نہیں بعد کی خیالی پیداوار معلوم ہوتی ہے مقابلے کے لیئے دیکھو آرمسٹرانگ باب ۲ صفحہ ۱۵۶۔

تو معلوم ہوتا تھا کہ وہ کلیسا کی وحدت کے از سر نو قیام کی نسبت اپنے خواب کی تعبیر پوری کر رہا ہے۔ اس کے سب مخالفین یا تو شکست کھا چکے تھے یا اس کے شرائط مان چکے تھے۔ اور تمام نے ایک مجلس عامہ کے فیصلوں کو تسلیم کرنے سے اتفاق کیا تھا۔ مجلس نے بھی بالاتفاق یہی اعلان کیا اور مطالبہ کیا کہ مجلس کو

مجلس آگسبرگ ۱۵۴۷ء تا جون ۱۵۴۸ء

دوبارہ ٹرینٹ میں طلب کیا جائے۔ ایوان رؤسا نے مزید یہ اصرار کیا کہ کونسل کی جانب سے قبل ازیں شایع شدہ فیصلوں پر از سرِ نو غور کیا جائے۔ غیر متعلق الکٹروں نے کہا کہ اعتقادی امور میں انجیل ہی واحد سند رہے، اور خواہش ظاہر کی کہ کلیسائی تنظیم کی اصلاح کی جائے، شہنشاہی شہروں کے نائبین نے استدعا کی کہ یہ کونسل تمام مذاہب کے فاضل اشخاص پر مشتمل ہو۔ بعض لوگوں نے یہ آرزو ظاہر کی کہ کونسل شہنشاہ کی صدارت میں منعقد ہو، اور اگرچہ کامل مجلس نے اس کا مطالبہ نہیں کیا لیکن پاپائی منظوری کی ضرورت کی نسبت بھی کچھ نہیں کہا گیا۔

شہنشاہ نے اس تائید سے مسلح ہو کر پال سے استدعا کی کہ کونسل کو بولون سے ٹرینٹ واپس طلب کرے۔ اس نے صاف طور پر بیان کر دیا کہ پاپائی اقتدار کے خلاف جو کچھ کہا گیا تھا اس کو اس نے منظور نہیں کیا، لیکن پوپ سے اصرار کیا کہ جرمنی کی غیر متوقع اطاعت سے فائدہ اٹھائے۔ اس سے انکار نہیں کیا جا سکتا کہ اس استدعا سے ایک اہم اصولی سوال پیدا ہوتا تھا۔

پوپ اور شہنشاہ کے مابین از سر نو جھگڑا

اگرچہ شہنشاہ نے حق صدارت کا قطعی طور پر دعویٰ نہیں کیا تھا، تاہم اس مطالبے سے کہ کونسل ٹرینٹ کو واپس آئے، جہاں اب تک اسپین اور نیپلز کے بعض اسقف موجود تھے، عملاً یہ مترشح ہوتا تھا کہ بولونا کی کونسل حقیقی کونسل نہ تھی۔ چارلس کے مطالبے کی تکمیل روحانی اقتدار پر دنیاوی اقتدار کے غلبے کے اظہار کا باعث ہوتی اور کلیسا کی آزادی کو جس کا یہ دعویٰ ہے کہ روح القدس اس کی رہنمائی کرتے ہیں، ایک ضرب لگتی۔ تاہم اگر پوپ دوسرے امور میں

حقیقۃً شہنشاہ کا کامل ہم خیال ہوتا تو منڈوزا شہنشاہی سفیر مقیم روما کے دانشمندانہ تدبر سے پیش کردہ مصالحتوں کے منجملہ کسی ایک کو بروئے عمل لاتا۔ بدقسمتی سے معاملات اٹلی دوبارہ شہنشاہ اور پوپ کی مصالحت میں سدِ راہ ہوئے اور کلیسا کی بہبودی کے لئے اس کی بے حد ضرورت تھی۔ ۱۰ ستمبر کو پیر لیوگی فارنیسی جس کو اس کے باپ پال نے پارما اور پیاسنزا عطا کئے تھے ایک سازش کا شکار ہو گیا۔ ۱۵۴۶ء-۱۵۴۷ء کے موسم سرما و بہار میں وہ شہنشاہ کے خلاف تمام سازشوں کا مرکز و مرجع بنا ہوا تھا۔ اور گونزاگا شہنشاہی گورنر میلان نے جس نے شہنشاہ کی اجازت سے سازش کی تائید کی تھی، اگرچہ قتل کی نہ کی ہو، فوراً پیاسنزا پر قبضہ کر لیا، جو بظاہر قیام امن کے لئے تھا لیکن فی الحقیقت شمال میں شہنشاہی اقتدار کی توسیع کے حریصانہ خیالات سے تھا۔ غضب آلود پوپ نے فوراً فرانس کے ہنری دوم کے ساتھ صلح کے لئے سلسلہ جنبانی شروع کر دی۔ کہا جاتا ہے کہ اس نے یہاں تک کہا کہ اپنے دشمن کا انتقام لینے کے لئے وہ دوزخ تک کو طلب کرے گا۔ اس موقع پر یہ تسلیم کرنا چاہیئے کہ بولون کے صدر اسقفوں نے زیادہ مستحسن حرکات سے متاثر ہو کر شہنشاہ کے مطالبے کا اس طرح جواب دیا کہ ان علمائے مذہب کو بھی بولون طلب کر لیا جو ٹرینٹ میں باقی رہ گئے تھے، تاکہ یہ ظاہر کیا جا سکے کہ جرمنی شہنشاہ کے احکام کی تعمیل کرنا چاہتی ہے۔ یہ ہو سکتا تھا کہ چارلس اب ٹرینٹ میں اپنی ایک خاص کونسل قایم کرے، لیکن وہ اتنا پکا کیتھولک تھا کہ اس کے دل میں افتراق کے خیالات نہیں پیدا ہو سکتے تھے۔ لہٰذا اس نے یہ اعلان کرتے ہوئے کہ کلیسا کی حفاظت کے لئے جس کو پوپ نے نظر انداز کر دیا ہے تدابیر اختیار کرنا اس پر لازم ہے معاملات کا اپنے طریقے پر تصفیہ کرنے کا عزم کر لیا۔ اس کے کنفسر پیڈرو ڈی سوٹو نے مشورہ دیا کہ وہ تمام لوتھری تبلیغ کو ممنوع قرار دے دے جس جائداد کو دنیاوی حیثیت بخشی گئی ہے اس کے اور کیتھولک رسوم کے عود کرنے پر اصرار کیا جائے اور اس کے بعد ہر شخص کو اپنے اپنے طور پر اجتہاد کا حق دے دیا جائے۔ لیکن فرڈینینڈ نے کہا کہ اس کے لئے ایک اور جنگ کی ضرورت ہوگی۔

وقفہ ۔ ۱۹ ۔ مئی ۱۵۴۸ء

لہذا شہنشاہ نے اپنے بھائی فرڈیننڈ کی بات کو مان لیا کہ پوپ کے تعلق کے بغیر جرمنی میں قیام اتحاد کی کوئی صورت نکالنے کی کوشش کی جائے۔ اس کے بعد کچھ درمیان میں وقفہ آگیا۔ جانبین کے اہل مذہب کی طرف سے ایک دستاویز مرتب کیا گیا اور مجلس نے بلا بحث وتمحیص ۱۹۔ مئی کو منظور بھی کر لیا۔ اس میں تصدیق کی گئی کہ کلیسا صرف ایک ہے جس کا صدر اسقف پوپ ہے، لیکن اقتدار کلیسا روح القدس کی نگرانی میں ہے نہ کہ پوپ کی نگرانی میں، کیتھولک مفہوم میں ہفت اصولِ اصطباغ، پر اصرار کرتے ہوئے مجلس نے کسی قدر مبہم الفاظ میں اصول ونجات بالایمان پر اتفاق کیا، اور اعلان کیا کہ پادریوں کے فرقے کے تجرد اور دونوں نوعیتوں کی عشائے ربانی کے مسائل آیندہ کی آزاد عیسائی مجلس تک تصفیہ طلب حالت میں چھوڑ دیئے جائینگے۔ یہ ہرگز فرض نہ کیا جائے کہ چارلس اس تصفیے کو مستقل حیثیت بخشنا چاہتا تھا۔ اس نے اس کو صرف ایک عارضی تدبیر سمجھا تاکہ یہ پراٹسٹنٹوں کو دوبارہ کلیسا اور سلطنت کی فرماں برداری کی ترغیب دے سکے۔ علاوہ ازیں اگر کل سلطنت، یعنے کیتھولک اور پراٹسٹنٹ اس وقفے کو منظور کر لیتی تو بجائے پوپ کے شہنشاہ کے اختیار واقتدار میں ایک قومی کلیسا کے قیام کی نسبت قطعی تدابیر اختیار کی جاتیں۔ لیکن کیتھولک ارکان کے اس انکار سے کہ اپنی رعایا کے ساتھ پیش آنے میں وہ وقفے کو تسلیم نہیں کرتے۔ اس نوعیت کے نتائج برآمد ہونے نہیں دیئے۔ اور اب یہی ایک سوال رہ گیا تھا کہ چارلس کس حد تک پراٹسٹنٹوں کے ساتھ کامیاب رہیگا۔

دوبارہ اقتدار قایم کرنے کی بابت چارلس کی مساعی مذہبی دنیا تک محدود نہیں تھیں۔ اس نے شہنشاہی اقتدار کو تقویت پہنچانے کے لئے بھی مجلس میں تجاویز پیش کی تھیں۔ لیکن اس کو اپنی تمام آرزوں میں کامیابی نصیب نہیں ہوئی۔ اس کی اس خواہش کو کہ مجلس سویبیا (جو چند دنوں سے ناپید ہو چکی تھی) کی تنظیم تجدید بلکہ ممکن ہو تو اس کی توسیع بھی کی جائے۔ اگرچہ چھوٹے رؤسا نے منظور کر لیا۔ لیکن بڑے رؤسا میں سے اکثروں نے حتیٰ کہ خود چارلس نے